﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سیرت سیّدِ الاُمَم صلی اللہ علیہ وسلم

ماخذ

قرآنِ مجید، کتبِ احادیث، فقہ و تاریخ

جلد ۱۴

مولوی محمد اصغر ہاشمی

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱۰ ہجری	
وفد کندہ	۶۸۸ے
ایک مقدمہ	۶۹۱ے
وفد بنی زبید	۶۹۱ے
فروہ رضی اللہ عنہ بن مسیک مرادی کا قبول اسلام	۶۹۲ے
وفد الرہاویین از قبیلہ مذحج	۶۹۴ے
وفد بنی خثعم	۶۹۵ے
وفد بنی عبس	۶۹۶ے
سریہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید (نجران کی طرف)	۶۹۷ے
وفد بن الحارث بن کعب	۶۹۷ے
لخت جگر ابراہیم کی وفات	۷۰۴ے
نماز کسوف	۷۰۹ے
وفد بنی غسان	۷۱۷ے
ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر فرمانا	۷۱۷ے
معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کو مزید نصیحتیں	۷۱۹ے
ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا شراب کے متعلق سوال	۷۲۳ے
معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یمن پہنچنا	۷۲۳ے
وفد بنی خولان	۷۲۵ے
سریہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (یمن کی طرف)	۷۲۷ے
وفد بنی غامد	۷۲۹ے
وفد بنی بجیلہ	۷۳۰ے

ایک اعرابی کا قبول اسلام	۷۷۳۱
رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا اعتکاف	۷۷۳۳
وفد سلاماں	۷۷۳۳
وفد بنی قشیر بن کعب	۷۷۳۴
تحصیل زکوٰۃ کا ایک واقعہ	۷۷۳۶
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا عامل بنایا جانا	۷۷۳۷
عبد المطلب رضی اللہ عنہ بن ربیعہ اور فضل بن عباس کی درخواست	۷۷۳۸
سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا یمن سے کچھ سونا بھیجنا	۷۷۳۹
کلالہ کی میراث	۷۷۴۱
شرجیل حارث اور نعیم بن عبد کلال کے نام ایک مکتوب	۷۷۴۳
حجۃ الودع	۷۷۴۵
میقات کے متعلق سوال	۷۷۴۵
وفد بنی محارب	۷۷۴۶
مدینہ منورہ سے روانگی	۷۷۴۹
ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام وادی عسفان سے گزرے تھے	۷۷۵۴
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا احرام حج	۷۷۵۴
پیدل حج کی نذر	۷۷۵۶
ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آمد	۷۷۵۷
مقام ابطح میں قیام	۷۷۵۷
ذی طویٰ میں اقامت	۷۷۵۸
مکہ معظمہ میں داخلہ	۷۷۵۹
عمرہ کا طریقہ	۷۷۶۰

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سواری پر طواف کرنے کی اجازت	۷۷۶۷
ایام حج میں تجارت	۷۷۶۷
زاد راہ کے متعلق حکم	۷۷۶۸
سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی آمد	۷۷۶۸
آٹھ ذوالحجہ کی مصروفیات	۷۷۶۹
عرفہ کی رات	۷۷۷۰
نوذوالحجہ کی مصروفیات	۷۷۷۰
میدان عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی خطبہ	۷۷۷۱
اختلاف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں	۷۷۷۵
تکمیل دین کی بشارت	۷۷۷۶
میدان عرفات سے روانگی	۷۷۷۹
مشعر حرام میں آمد	۷۷۸۱
مضامین سورۃ النصر	۷۷۸۱
منیٰ کو روانگی	۷۷۸۶
دس ذوالحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ	۷۷۸۹
مناسک حج میں تقدیم وتاخیر	۷۷۹۶
گیارہ، بارہ ذوالحجہ	۷۷۹۷
منیٰ میں بغیر سترہ کے نماز	۷۷۹۸
سعد رضی اللہ عنہ بن خولہ کی وفات اور سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کی بیماری	۷۷۹۸
ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اور طواف افاضہ	۷۷۹۹
مکہ معظمہ سے روانگی	۷۷۹۹
خطبہ غدیر خم	۷۸۰۲

جبرائیل علیہ السلام کاانسانی شکل میں ظاہر ہونا	۸۰۴
قیامت کے متعلق ایک سوال	۸۰۷
قیامت کے متعلق ایک اور سوال	۸۰۷
۱۱ ہجری	
وفد احمس	۸۰۹
وفد بنی نخع	۸۱۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کارات کو قبرستان جانا	۸۱۵
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ	۸۱۸
فرقوں سے علیحدگی کی ہدایت	۸۱۹
وحی کی کثرت	۸۲۰
جنت میں جانے والے	۸۲۰
شہدائے احد کے لئے دعا	۸۲۱
ازواج مطہرات کاایک سوال	۸۲۲
ایک پیشین گوئی	۸۲۲
مرض الموت کی ابتدا	۸۲۲
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیماری	۸۲۳
قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت	۸۲۴
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مستقل قیام	۸۲۵
لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ	۸۲۶
لخت جگر فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی	۸۲۸
وفات سے پانچ دن پہلے	۸۲۹
انصار کے متعلق وصیت	۸۳۲

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم	۸۳۶
نماز ظہر کے لئے تشریف لے جانا	۸۳۷
حدیث قرطاس	۸۳۸
مرض الموت میں تبلیغ	۸۴۰
مرض میں افاقہ	۸۴۱
مرض میں شدت	۸۴۲
قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت	۸۴۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر دوا لگانا	۸۴۳
نماز مغرب میں سورہ مرسلات	۸۴۳
وفات سے ایک دن پہلے	۸۴۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا آخری دن	۸۴۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دو موٹے پیوند لگے کپڑوں میں ہوئی	۸۵۰
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضطراب	۸۵۰
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زریں کردار	۸۵۲
عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۸۵۷
خلیفہ کا انتخاب	۸۶۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین	۸۷۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ	۸۸۲
تاریخ وفات	۸۸۴
لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانگی کا حکم	۸۸۵
ملکی انتظام	۸۹۳
مالی انتظام	۸۹۴

فوجی نظام	۸۹۴
غیر مسلم رعایا کی حفاظت	۸۹۴
مسجد نبوی کی تجدید و توسیع	۸۹۵
قرآن مجید	۸۹۷
قرآن کریم کے نام کی بے مثال موزونیت	۸۹۷
قرآنی آیات	۹۰۱
سورتوں کے نام	۹۰۲
قرآن مجید کے رکوع، منزل اور پارے	۹۰۳
قرآن کریم کی کتابی شکل میں تدوین	۹۰۴
غیر مسلموں کی شہادتیں	۹۰۸
وفات	۹۰۸
خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۹۱۱
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا حلیہ	۹۱۱
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ	۹۱۲
امیر المومنین کا لقب	۹۱۲
مدینہ منورہ میں حفاظت و نگرانی کے لیے گشت کرنا	۹۱۳
فتوحات	۹۱۴
دریائے نیل کا واقعہ	۹۱۵
عربوں اور قبائل کی آباد کاری	۹۱۶
شہروں میں قاضی مقرر کرنا	۹۱۶
توشہ خانہ کی تعمیر	۹۱۷
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسجد نبوی کی تجدید و توسیع	۹۱۷

تعمیر فاروقی کی خصوصیات	۹۲۱
مردم شماری	۹۲۲
تاریخ اسلامی کی ابتدا	۹۲۶
لوگوں کو نماز تراویح پر جمع کرنا	۹۲۹
بیت المال	۹۳۰
شہادت کی تمنا	۹۳۲
ابولوکو کا حملہ	۹۳۳
قرض کی ادائیگی کی وصیت	۹۳۵
انتخاب خلیفہ	۹۳۶
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دفن ہونے کی اجازت طلب کرنا	۹۳۷
مدت خلافت	۹۳۷
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات	۹۳۸
خلیفہ سوئم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان (ذوالنورین)	۹۴۱
حلیہ	۹۴۱
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۹۴۲
حکام کو پہلا ہدایت نامہ	۹۴۲
سپہ سالاروں کو ہدایت	۹۴۳
محصلین خراج کے نام	۹۴۳
عوام کے نام	۹۴۳
فتوحات	۹۴۴
ترقی	۹۴۴
عثمان غنی کے عہد خلافت میں مسجد نبوی کی تجدید و توسیع	۹۴۵

مسلمانوں کو ایک قراءت پر جمع کرنا	۹۵۰
خاتم مبارک کی گمشدگی	۹۵۳
دار القضاء	۹۵۳
شہادت	۹۵۴
نماز جنازہ پڑھی گئی	۹۵۷
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ کرام کے تاثرات	۹۵۷
سیدنا عثمان کا ترکہ	۹۵۸
خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	۹۵۹
حلیہ	۹۵۹
سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی بیعت	۹۵۹
فوجی انتظامات	۹۶۰
مذہبی خدمات	۹۶۰
قتل کا منصوبہ	۹۶۱
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	۹۶۲
غسل و نماز جنازہ	۹۶۳
المصادر والمراجع	۹۶۴

۱۰ ہجری

وفد کندہ:

یہ عظیم قحطانی حضرمی قبیلہ تھا ان کی آبادیاں حضر موت میں الکسر میں واقع تھیں اور حضر موت کے شمال کی طرف وسیع علاقوں میں پھیلی ہوئی تھیں، اسلام سے پہلے ان میں بہت سے بادشاہ ہوئے جن کی حکومت نجد، یمن اور حجاز تک پھیلی ہوئی تھی، اس حکومت کو ایرانی حکومت کی سرپرستی حاصل تھی اور اسے حیرہ (عراق) کی عرب حکومت کی ہمسری کا دعوی تھا، اس کا آخری بادشاہ عرب کے نامور شاعر امرؤالقیس کا باپ تھا اس کو وہاں کے قبیلہ قیس نے ایک معاملے میں برافروختہ ہو کر قتل کر ڈالا تھا اسی وقت سے بنو کندہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

قَدِمَ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَضْعَةَ عَشَرَ رَاكِبًا مِنْ كِنْدَةَ

دس ہجری میں اشعث بن قیس کندہ کے انیس سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے،

قَدِمَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَانِينَ أَوْ سِتِّينَ رَاكِبًا مِنْ كِنْدَةَ

ایک روایت میں ہے اشعث بن قیس اسی یا ساٹھ سواروں کے لگ بھگ وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے،

قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِي سِتِّينَ رَاكِبًا مِنْ كِنْدَةَ

ایک روایت میں ہے اشعث بن قیس بنو کندہ کے ستر سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔[1]

اشعث بن قیس وہ اپنے علاقہ کے سردار تھے اور ان کے ساتھی بھی صاحب حیثیت تھے، یہ سب لوگ اگرچہ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ابھی انہوں نے وہ سادگی اختیار نہیں کی تھی جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے،

فَدَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَهُ قَدْ رَجَّلُوا جُمَمَهُمْ وَاكْتَحَلُوا. وَعَلَيْهِمْ جِبَابُ الْحِبَرَةِ قَدْ كَفُّوهَا بِالْحَرِيرِ. وَعَلَيْهِمُ الدِّيبَاجُ ظَاهِرٌ مُخَوَّصٌ بِالذَّهَبِ

چنانچہ یہ لوگ مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس شان سے وارد ہوئے کہ عائل بڑھے ہوئے تھے، سرمہ لگایا ہوا تھا اور سب نے اپنے کندھوں پر حبرہ کی زریں چادریں ڈال رکھی تھیں جن کے سنجاب حریر کے تھے اور اوپر سے ریشمی کپڑے تھے جن پر سونے پتر چڑھے ہوئے تھے،

ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ سونے سے مڑھا ہوا دیباج پہنے ہوئے تھے اور یمنی چادریں اوڑھ رکھی تھیں جن کے کناروں پر ریشم لگا ہوا تھا،

وَقَالَ لَهُمْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَمْ تُسْلِمُوا؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَمَا بَالُ هَذَا الحَرِيرِ فِي أَعْنَاقِكُمْ؟فَشَقُّوهُ وَنَزَعُوهُ وَأَلْقَوْهُ ،ثُمَّ قَالَ الأَشعث : يَا رَسُولَ اللهِ! نَحْنُ بَنُو آكِلِ المُرَارِ، وَأَنْتَ ابْنُ آكِلِ المُرَارِ

---

[1] تاریخ طبری ۱۳۸؍۳

جب وہ مسجد میں پہنچ کر آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کیا تم اسلام نہیں لاچکے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اللہ کے فضل سے نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہو چکے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر یہ حریر (اور سونا) تمہاری گردنوں میں کیوں نظر آرہا ہے؟ اہل وفد اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے اور سب نے فوراً چادریں پھاڑ کر زمین پر ڈال دیں، اشعث رضی اللہ عنہ بن قیس نے بطور تفاخر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آکل المرار کی اولاد سے ہیں اور آپ بھی اس کی اولاد سے ہیں،

بن قیس (یا بنو کندہ) کے اجداد میں سے ایک شخص حارث (یا حرث) بن عمرو کا لقب تھا۔

كَانَا تَاجِرَيْنِ، وَكَانَا إِذَا سَارَا فِي أَرْضِ الْعَرَبِ، فَسُئِلَا مَنْ أَنْتُمَا؟ قَالَا: نَحْنُ بَنُو آكِلِ الْمِرَارِ، يَتَعَزَّزُونَ بِذَلِكَ فِي الْعَرَبِ، وَيَدْفَعُونَ بِهِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ ؛ لِأَنَّ بَنِي آكِلِ الْمِرَارِ مِنْ كِنْدَةَ كَانُوا مُلُوكًا

زہری اور ابن اسحاق کہتے ہیں دونوں تاجر تھے جب یہ دونوں سرزمین عرب میں سفر کرتے اور پوچھا جاتا کہ تم کون ہو؟ تو جواب دیتے کہ ہم مرار (اونٹوں کے کھانے کی ایک بوٹی) کھانے والوں کی اولاد سے ہیں، اس سے اہل عرب ان کا ازحد احترام کرتے اور اپنے آپ کا تحفظ کرنے میں انہیں بہت سہولت ہوتی کیونکہ بنو آکل المرار کندہ کے رہنے والے تھے جو بادشاہ تھے۔

وَإِنَّمَا سُمِّيَ آكِلَ الْمُرَارِ، لِأَنَّ عَمْرَو بْنَ الْهَبُولَةِ الْغَسَّانِيَّ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، وَكَانَ الْحَارِثُ غَائِبًا، فَغَنِمَ وَسَبَى، وَكَانَ فِيمَنْ سَبَى أُمُّ أُنَاسَ بِنْتُ عَوْفِ بْنِ مُحَلِّمٍ الشَّيْبَانِيِّ، امْرَأَةُ الْحَارِثِ ابْنِ عَمْرٍو، فَقَالَتْ لِعَمْرٍو فِي مَسِيرِهِ: لَكَأَنِّي بِرَجُلٍ أَدْلَمَ أَسْوَدَ، كَأَنَّ مَشَافِرَهُ مَشَافِرُ بَعِيرٍ آكِلِ مُرَارٍ قَدْ أَخَذَ بِرَقَبَتِكَ، تَعْنِي الْحَارِثَ، فَسُمِّيَ آكِلَ الْمُرَارِ، وَالْمُرَارُ: شَجَرٌ ثُمَّ تَبِعَهُ الْحَارِثُ فِي بَنِي بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، فَلَحِقَهُ، فَقَتَلَهُ، وَاسْتَنْقَذَ امْرَأَتَهُ، وَمَا كَانَ أَصَابَ، وَيُقَالُ بَلْ آكِلُ الْمُرَارِ: حُجْرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ صَاحِبُ هَذَا الْحَدِيثِ، وَإِنَّمَا سُمِّيَ آكِلَ الْمُرَارِ، لِأَنَّهُ أَكَلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ شَجَرًا يُقَالُ لَهُ الْمُرَارُ

ایک روایت میں ہے اس لقب کی وجہ یہ ہوئی ایک دفعہ عمرو بن الہبولہ غسانی نے حارث کی غیر حاضری میں بنو کندہ پر حملہ کیا، مال واسباب لوٹنے کے علاوہ اس نے بنو کندہ کی عورتوں کو قیدی بنالیا ان میں حارث کی بیوی ام اناس بنت عوف بن محلم الشیبانی بھی تھی، راستے میں اس نے عمرو بن الہبولہ سے کہا مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا میں ایک چمکدار سیاہ رنگ کے شخص کے ساتھ ہوں جس کے ہونٹ آل المرار (اونٹ کے لٹکتے ہوئے ہونٹ) ہیں اور وہ آکر تیری گردن دبوچ لے گا، یہ تعریف اس عورت نے اپنے خاوند حارث کی بیان کی تھی اس دن سے حارث کا لقب آکل مرار ہو گیا، حارث واپس آیا تو اس نے بکر بن وائل کو ساتھ لے کر عمرو بن الہبولہ کا تعاقب کیا اور اسے پکڑ کر قتل کر ڈالا اور اپنی بیوی سمیت مال واسباب واپس لے لیا، بعض کہتے ہیں آکل المرار (مرار کھانے والا) حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اور اس لقب کا سبب یہ ہوا کہ کسی جنگ میں اس نے اور اس کے لشکر نے ایک کڑوی بوٹی مرار کھایا تھا اور مرار ایک درخت کا نام ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَقْفُو أُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَافَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ

قَيْسٍ: هَلْ فَرَغْتُمْ يَا مَعْشَرَ كِنْدَةَ؟ وَاللَّهِ لَا أَسْمَعُ رَجُلًا يَقُولُهَا إِلَّا ضَرَبْتُهُ ثَمَانِينَ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہم نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں نہ ہم اپنی ماں کو فاجرہ بتاتے ہیں اور نہ اپنے باپ کا انکار کرتے ہیں، اشعث بن قیس نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہ کندہ تم فارغ ہو گئے ہو اگر آئندہ میں نے کسی سے ایسی بات سنی تو اس کو اسی کوڑے ماروں گا۔

وَفِيهِ: أَنَّ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، فَقَدِ انْتَفَى مِنْ أَبِيهِ

علامہ حافظ امام ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور طرف اپنی نسبت کرے اس نے گویا اپنے باپ سے انکار کیا،

فَلَمَّا أَرَادُوا الرُّجُوعَ إِلَى بلادهم أَجَازَهُمْ بِعَشْرِ أَوَاقٍ عَشْرِ أَوَاقٍ. وَأَعْطَى الأَشْعَثَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً

جب یہ وفد مدینہ منورہ سے چلنے لگا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رئیس وفد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن قیس کو بارہ اوقیہ اور دوسرے اراکین وفد کو دس دس اوقیہ چاندی بطور انعام مرحمت فرمائی۔[1]

وارتدَّ بعد النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأسر وأحضر إلى أبي بكر، فأسلم، فأطلقه وزوَّجه أخته أم فروة

عہد خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے عہد خلافت میں اشعث بن قیس بدقسمتی سے فتنہ ارتداد میں ملوث ہو گئے، خلیفہ الرسول کے بھیجے ہوئے لشکروں میں سے ایک لشکر نے انہیں شکست دی اور گرفتار کر لیا اور لا کر خلیفہ الرسول کے سامنے پیش کر دیا تو انہوں نے اپنے کیے پر ندامت کا اظہار کیا اور صدق دل سے توبہ کی، سیدنا ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صدیق نے انہیں معاف کر دیا اور ان کی شادی اپنی ہمشیرہ ام فروہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے کر دی۔[2]

(ایک روایت میں ہے کہ ام فروہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا نکاح سے ان کی بارگاہ رسالت میں حاضری کے موقع پر ہو چکا تھا مگر رخصتی عہد صدیقی میں ان کے توبہ کرنے کے بعد ہوئی)

فَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ، ودخل إلى سوق الإبل، فجعل لا يرى جملًا، ولا ناقة إلا عرقبه ،فصاح الناس: كفر الأشعث، فلمَّا فرغ طرح سيفه، وقال: والله ما كفرت، ولكن زوَّجني هذا الرجل أخته، ولو كنَّا في بلادنا كانت وليمة غير هذه، يا أهل المدينة كلواويا أصحاب الإبل تعالوا خذوا أثمانها، ثم شهد اليرموك بالشام، ثم القادسية وحروب العراق مع سعد، وسكن الكوفة، وشهد صفين مع علي

اشعث رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن قیس نے دربار صدیقی سے اٹھ کر تلوار ننگی کی اور اونٹوں کے بازار میں گئے اور جو اونٹ سامنے آیا تلوار سے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں، تھوڑی ہی دیر میں بیسوں اونٹ زمین پر پڑے تھے، سارے بازار میں غل پڑ گیا کہ اشعث رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن قیس شاید کافر ہو گیا ہے، جب

---

[1] ابن سعد ۱/۲۴۸،زادالمعاد۳/۵۳۹،ابن ہشام۲/۵۸۶،الروض الانف۷/۴۸۱، دلائل النبوۃ للبیھقی۵/۳۷۰

[2] شرح الزرقانی علی المواھب۵/۱۶۲

فارغ ہوئے تو تلوار کو نیام میں داخل کیا اور لوگوں سے کہا اللہ کی قسم میں کافر نہیں ہوا لیکن اس نے میرا نکاح اپنی ہمشیرہ سے کیا ہے اگر میں اپنے وطن میں ہوتا تو اور ہی سروسامان ہوتا یہ تم لوگوں کی دعوت ولیمہ ہے، اے اہل مدینہ اسے کھاؤ، اور اے اونٹوں کے مالکو! اپنے اونٹوں کی قیمت مجھ سے وصول کر لو یہ کہہ کر تمام اونٹوں کی قیمت ان کے مالکوں کو ادا کر دی، اس کے بعد یرموک اور قادسیہ کی جنگوں میں مجاہدانہ شریک ہوئے اور سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ عراق میں شامل ہوئے اور کوفہ میں سکونت اختیار کر لی، جنگ صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ساتھ تھے۔ ﴿۱﴾

ایک مقدمہ:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ هَذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَكَ يَمِينُهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ، فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَدْبَرَ: أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا، لَيَلْقَيَنَّ اللهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ربیعہ بن عبدان حضرمی اور امرو القیس بن عابس کندی میں کچھ جھگڑا ہو گیا، دونوں فریق جھگڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، ربیعہ بن عبدان حضرمی نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص نے میرے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے، امرو القیس کندی نے کہا وہ میری ہی زمین ہے میرے قبضہ میں ہے میں اس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں اس کا اس زمین میں کوئی حق نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے، اس نے عرض کیا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تمہارا فیصلہ اس کی قسم پر ہوگا، حضرمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو فاجر آدمی ہے وہ پرواہ ہی نہیں کرے گا کہ کس چیز پر قسم کھا رہا ہے وہ کسی (بری) چیز سے پرہیز ہی نہیں کرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں، (حضرمی اس کی قسم پر فیصلہ کرانے پر رضامند ہو گیا) کندی قسم کھانے چلا جب اس نے پیٹھ موڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے اس کے مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرنے کے لئے قسم کھائی تو یہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے (سخت) ناراض ہوگا اور جو شخص بھی ناجائز طریقہ سے کسی کی زمین پر قبضہ کرے گا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ ﴿۲﴾

وفد بنی زبید:

زبید کا نام متعدد قبائل کے لئے استعمال ہوتا ہے، یہاں جس زبید کا ذکر ہے وہ زبید بن کہلان کے بطن مذحج سے تھا، یہ لوگ یمن میں آباد تھے۔

﴿۱﴾ شرح الزرقانی علی المواهب ۱۶۲/۵، الاصابة فی تمییز الصحابة ۲۳۹/۱، اسد الغابة ۲۴۹/۱

﴿۲﴾ صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ وَعِيدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ ۳۵۹

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرِو بْنِ مَعْدِ يَكْرِبَ فِي أُنَاسٍ مِنْ بَنِي زُبَيْدٍ، فَأَسْلَمَ

دس ہجری میں بنو زبید کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا اس وفد میں عرب کے نامور شہسوار عمرو رضی اللہ عنہ بن معدی کرب زبیدی بھی شامل تھے۔ (۱)

قال: قدم عَمْرِو بْنِ مَعْدِ يَكْرِبَ الزُّبَيْدِيُّ فِي عَشَرَةِ نَفَرٍ مِنْ زُبَيْدٍ الْمَدِينَةَ ،ثُمَّ رَاحَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم فَأَسْلَمَ هُوَ وَمَنْ مَعَه، وَأَقَامَ أَيَّامًا. ثُمَّ أَجَازَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَائِزَةٍ وَانْصَرَفَ إِلَى بِلَادِهِ وَأَقَامَ مَعَ قَوْمِهِ عَلَى الإِسْلَامِ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّثُمَّ رَجَعَ إِلَى الإِسْلَامِ،قال: وقد كان عَمْرِو بْنِ مَعْدِ يَكْرِبَ شهد الْقَادِسِيَّةِ مع الْمُسْلِمِينَ

عمرو بن معد یکرب الزبیدی قبیلہ زبید کے دس آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ آئے، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اور وفد کے تمام اراکین نے اسلام قبول کر لیا، وفد چند دن مدینہ منورہ میں مقیم رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں انعام دیا اور وفد اپنے وطن کو واپس لوٹ گیا اور اپنی قوم کے ساتھ اسلام پر قائم رہے، رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو عمرو بن معد یکرب فتنہ ارتداد میں ملوث ہو گئے، اس کے بعد پھر اسلام کی طرف رجوع کیا (اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن معدی کرب نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ میدان جہاد میں گزارا اور بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے) عمرو بن معد یکرب جنگ قادسیہ میں مسلمان مجاہدین کے ساتھ تھے۔ (۲)

وَأَبْلَى يَوْمَ الْقَادِسِيَّةِ وَغَيْرِهَا

اور جنگ قادسیہ اور دوسری جنگوں میں خوب شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ (۳)

انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جنگ نہاوند میں شہادت پائی۔

فروہ رضی اللہ عنہ بن مسیک مرادی کا قبول اسلام

دس ہجری میں یمن کے قبیلہ مراد کے ایک شخص فروہ رضی اللہ عنہ بن مسیک مرادی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، وہ اپنے قبیلے کے معزز اور مقتدر لوگوں میں سے تھے اور ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کندہ کے مرادی بادشاہوں کے دربار سے وابستہ تھے، یوم الروم (زمانہ جاہلیت میں بنو مراد اور بنو ہمدان کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی تھی جس میں بنو مراد کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے، عرب میں اس واقعہ نے یوم الروم (تباہی کا دن) کے نام سے شہرت پائی) کے کچھ عرصہ بعد جب رسول اللہ ﷺ کے مبلغین کے ذریعے ان تک اسلام کی دعوت پہنچی تو وہ شاہان کندہ کا دربار چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچے اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر یہ شعر کہے۔

---

(۱) ابن ہشام ۲/۵۸۳،تاریخ طبری ۳/۱۳۲

(۲) تاریخ طبری ۳/۵۷۶

(۳) ابن سعد ۱/۲۴۸

لَمَّا رَأَيْتُ مُلُوكَ كِنْدَةَ أَعْرَضَتْ كَالرِّجْلِ خَانَ الرِّجْلَ عِرْقُ نَسَائِهَا

جب میں نے بادشاہان کندہ کو دیکھا کہ وہ اعراض کرتے ہیں جس طرح عرق النساء میں ایک پاؤں دوسرے پاؤں سے اعراض کرتا ہے

يَمَّمْتُ رَاحِلَتِي أَؤُمُّ مُحَمَّدًا أَرْجُو فَوَاضِلَهَا وَحُسْنَ ثَرَائِهَا

تو میں محمد (ﷺ) کے پاس قصد کر کے آیا تاکہ ان کے اخلاق حسنہ سے بہرہ مند ہوں

يَا فَرْوَةُ، هَلْ سَاءَكَ مَا أَصَابَ قَوْمَكَ يَوْمَ الرَّدْمِ؟فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ ذَا يُصِيبُ قَوْمَهُ مَا أَصَابَ قَوْمِي يَوْمَ الرَّدْمِ لَا يَسُوءُهُ ذَلِكَ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَمَا إِنَّ ذَلِكَ لَمْ يَزِدْ قَوْمَكَ فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا خَيْرًا

جب فروہ رضی اللہ عنہ شرف اسلام سے بہرہ ور ہو چکے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اے فروہ! کیا تم کو اس سانحہ سے دکھ ہوا جو تمہاری قوم کو یوم الردم میں پیش آیا، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون ایسا شخص ہو گا جس کی قوم پر ایسا سانحہ گزر جائے اور اس کو صدمہ نہ ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! اس واقعہ سے تمہاری قوم کے لئے اسلام میں اور خوبی پیدا ہو گئی۔

فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا بَلَغَنِي: يَا فَرْوَةُ، هَلْ سَاءَكَ مَا أَصَابَ قَوْمَكَ يَوْمَ الرَّدْمِ؟قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ ذَا يُصِيبُ قَوْمَهُ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمِي يَوْمَ الرَّدْمِ لَا يَسُوءُهُ ذَلِكَ!فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ: أَمَا إِنَّ ذَلِكَ لَمْ يَزِدْ قَوْمَكَ فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا خَيْرًا،وَاسْتَعْمَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُرَادٍ، وَزُبَيْدٍ، وَمَذْحِجٍ كُلِّهَاوَبَعَثَ مَعَهُ خَالِدَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَكَانَ مَعَهُ فِي بِلَادِهِ حَتَّى تُوَفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک اور روایت میں ہے جب یہ رسول اللہ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے فروہ رضی اللہ عنہ! کیا تم کو وہ دن یاد ہے جب تمہارے قبیلے اور بنو ہمدان کے درمیان جنگ ہوئی تھی؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون ایسا شخص ہو گا جس کی قوم پر ایسا سانحہ گزر جائے اور اس کو صدمہ نہ ہو، میرے تمام قریبی رشتہ دار اس میں مارے گئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ زندہ بچ گئے ان کے لئے وہ واقعہ اچھا رہا، فروہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے چلنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبائل مراد، زبید اور مذحج کا عامل بنایا اور خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص کو ان کا شریک کار مقرر فرمایا رسول اللہ ﷺ کی وفات تک وہ عامل صدقہ رہے [1]

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أُقَاتِلُ مَنْ أَدْبَرَ مِنْ قَوْمِي بِمَنْ أَقْبَلَ مِنْهُمْ؟فَأَذِنَ لِي فِي قِتَالِهِمْ، وَأَمَرَنِي، فَقَالَ: ادْعُ الْقَوْمَ، فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ فَلَا تَعْجَلْ حَتَّى أُحَدِّثَ إِلَيْكَ

---

[1] ابن ہشام ۲/۵۸۳،الروض الانف ۷/۴۸۰، دلائل النبوۃ للبیہقی ۵/۳۶۸،البدایۃ والنہایۃ ۵/۸۳،تاریخ طبری ۳/۱۳۵، اسدالغابۃ ۴/۳۴۳،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴/۱۳۷

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں اس موقع پر فروہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے اجازت طلب کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری قوم میں جو شخص اسلام قبول کرنے سے انکار کرے کیا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرسکتا ہوں؟ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، اس کے بعد وہ وطن کی طرف روانہ ہوگئے لیکن ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس بلوا بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ تم اپنے قبیلے کو اسلام کی دعوت دینا، جو لوگ اس کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں انہیں مسلمان بنانا اور جو انکار کریں ان کے بارے میں میری دوسری ہدایت کا انتظار کرنا، اس ہدایت کے ساتھ فروہ وطن واپس پہنچے اور اپنے آپ کو ہمہ تن تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ (۱)

وفد الرہاویین از قبیلہ مذحج:

یہ لوگ بنو مذحج کا ایک بطن تھے اور یمن میں رہتے تھے۔

قَالَ: قَدِمَ خَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلا مِنَ الرَّهَاوِيِّينَ. وَهُمْ حَيٌّ مِنْ مَذْحِجٍ. عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ عَشْرٍ، فَنَزَلُوا دَارَ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ،فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحَدَّثَ عِنْدَهُمْ طَوِيلاوَأَهْدُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَا. مِنْهَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ الْمِرْوَاحُ وَأَمَرَ بِهِ فَشُوِّرَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَعْجَبَهُ،فَأَسْلَمُوا وَتَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَالْفَرَائِضَ وَأَجَازَهُمْ كَمَا يُجِيزُ الْوَفْدَ، أَرْفَعُهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا وَأَخْفَضُهُمْ خَمْسَ أَوَاقٍ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بِلادِهِمْ،ثُمَّ قَدِمَ مِنْهُمْ نَفَرٌ فَحَجُّوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأوصى لهم بحاد مِائَةِ وَسْقٍ بِخَيْبَرَ فِي الْكَتِيبَةِ جَارِيَةٍ عَلَيْهِمْ وَكَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا

دس ہجری کو رہاویین کا ایک پندرہ رکنی وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور یہ سارے کے سارے قبیلہ مذحج سے تھے، اس وفد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رملہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے گھر پر ٹھہرایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور بڑی دیر تک باتیں کرتے رہے، ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند تحائف بھی پیش کیے جن میں ایک گھوڑا بھی تھا جسے المرواح کہا جاتا تھا آپ کے حکم سے اسے آپ کے سامنے سدھایا گیا تو آپ نے تعجب کا اظہار فرمایا، وفد کے تمام ارکین نے اسلام قبول کرلیا اور چند دن مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے، اس دوران انہوں نے قرآن اور فرائض سیکھے، جب یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معمول کے مطابق عطیات سے نوازا، ان کے بڑے درجے والے کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی اور کم درجے والے کو پانچ اوقیہ چاندی عنایت فرمائی، پھر وہ اپنے علاقے میں واپس چلے گئے، حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی ایک جماعت مدینہ منورہ آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں مکہ میں حج کیا پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس آئی اور وہیں قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، ان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی پیداوار کے ایک سو وسق کی وصیت کی اور ایک دستاویز لکھوا کر انہیں مرحمت فرمائی۔ (۲)

قَالَ: وَفَدَ مِنَّا رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَمْرُو بْنُ سُبَيْعٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَعَقَدَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

(۱) ابن سعد ۳۸؍۱، اسدالغابة ۳۴۳؍۴، الاصابة فی تمییزاصحابة ۲۸۲؍۵

(۲) ابن سعد ۲۵۹؍۱

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لواء ، فَقَاتَلَ بِذَلِكَ اللِّوَاءِ يَوْمَ صِفِّينَ مَعَ مُعَاوِيَةَ

ایک روایت میں ہے اس وفد میں ایک آدمی عمرو رضی اللہ عنہ بن سبیع بھی تھے وہ بطور وفد نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان کو ایک جھنڈا عنایت فرمایا، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بعد وہ عرصہ تک حیات رہے، جنگ صفین میں وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے عطا کردہ علم کے ساتھ ہی لڑے۔ [1]

وقال في إتيانه النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انھوں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں اپنی حاضری کے متعلق یہ اشعار کہے۔

إِلَيْكَ رَسُولَ اللهِ أَعْمَلْتُ نَصَّهَا ... تَجُوبُ الْفَيَافِيَ سَمْلَقًا بَعْدَ سَمْلَقِ

اے اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں نے سواری کا رخ آپ کی جانب کر دیا ہے۔ جو یکے بعد دیگرے جنگل و بیابان کی صحرانوردی کر رہی ہے

عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ أَكْلَفُهَا السَّرَى ... تَخُبُّ بِرَحْلِي مَرَّةً ثُمَّ تُعْنِقِ

وہ سواری جس پر لکڑی کی زین ہے میں اس کو شب نوردی کی تکلیف دے رہا ہوں، میرا سامان اٹھائے ہوئے کبھی تو جھک جاتی ہے اور کبھی گردن اونچی کرلیتی ہے

فَمَا لَكِ عِنْدِي رَاحَةٌ أَوْ تَلَجْلَجِي ... بِبَابِ النَّبِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْمُوَفَّقِ

اے سواری میرے ہاں تجھے اس وقت تک آرام نہیں ملے گا ... جب تک رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دروازے تک تو نہ پہنچ جائے

عَتَقْتِ إِذًا مِنْ رِحْلَةٍ ثُمَّ رِحْلَةٍ ... وَقَطْعِ دَيَامِيمِ وَهَمٍّ مُؤَرِّقِ

وہاں پہنچنے کے بعد پھر تو ہر ایک سفر سے رہا و آزاد ہو جائے گی ... نہ تجھے کہیں جانا پڑے گا نہ ایسی زحمت ہوگی کہ رات بھر بیدار رہے۔

وفد بنی خثعم:

عام طور پر اسے قحطانی قبیلہ کہا جاتا ہے مگر بقول بعض یہ عدنانی قبیلہ تھا، پہلے ان کی منازل جبال السراۃ (حجاز) میں تھیں، سد مارب ٹوٹنے کے بعد بنو ازد نے ان سے جنگ کی اور انہیں ان کی بستیوں سے نکال دیا، اس کے بعد یہ یمن چلے گئے اور قحطانی مشہور ہو گئے۔

وَفَدَ عَثْعَثُ بْنُ زَحْرٍ وَأَنَسُ بْنُ مُدْرِكٍ فِي رِجَالٍ مِنْ خَثْعَمَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعد ما هَدَمَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ذَا الْخَلَصَةِ. وَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ مِنْ خَثْعَمَ. فَقَالُوا: آمَنَّا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللهِ. فَاكْتُبْ لَنَا كِتَابًا نَتَّبِعُ مَا فِيهِ، فَكَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا شَهِدَ فِيهِ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمَنْ حَضَرَ

دس ہجری میں جریر بن عبداللہ کے ذوالخلصہ کو توڑنے اور قبیلہ خثعم کے کچھ لوگوں کو قتل کرنے کے بعد وفد انس بن مدرک اور عثعث بن زحر قبیلہ خثعم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، آپ

---

[1] اسد الغابة ۲۱۴ر۴

ہمیں ایک فرمان لکھ دیں جس میں لکھے ہوئے احکام کی ہم پابندی کریں، رسول اکرم ﷺ نے ان کے لئے ایسی ہی ایک تحریر لکھوادی جس پر جریر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بجلی اور جولوگ وہاں موجود تھے انہوں نے گواہی ثبت کی۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ تحریر جریر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ نے لکھی۔

وفد بنی عبس:

یہ قبیلہ قیس عیلان کی شاخ بنوغطفان کا ایک بطن تھا اور نجد میں آباد تھا، یہ قبیلہ عرب کے بڑے لڑاکا قبائل میں شمار ہوتا تھا، زمانہ جاہلیت میں دوسرے قبیلوں سے بنوعبس کی لڑائیاں مدتوں چلتی رہیں ان میں داحس اور غبراوغیرہ کی لڑائیاں تاریخ میں مشہور ہیں۔

وفد على رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةُ رَهْطٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ،فَكَانُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ. مِنْهُمْ: مَيْسَرَةُ بْنُ مَسْرُوقٍ.وَالْحَارِثُ بْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الْكَامِلُ. وَقَنَانُ بْنُ دَارِمٍ. وَبِشْرُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُبَادَةَ. وَهِدْمُ بْنُ مَسْعَدَةَ. وَسِبَاعُ بْنُ زَيْدٍ. وَأَبُو الْحِصْنِ بْنُ لُقْمَانَ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَالِكٍ وَفَرْوَةُ بْنُ الْحُصَيْنِ بْنِ فَضَالَةَ فَأَسْلَمُوافَدَعَا لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْرٍ وَقَالَ:ابْغُونِي رَجُلا يَعْشِرُكُمْ أَعْقِدْ لَكُمْ لِوَاءً،فَدَخَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ. فَعَقَدَ لَهُمْ لِوَاءً وَجَعَلَ شِعَارَهُمْ يَا عَشَرَةُ

دس ہجری میں بنوعبس کا ایک نورکنی وفد مدینہ منورہ آیا یہ لوگ مہاجرین اولین میں سے تھے، وفد میں میسرہ رضی اللہ عنہ بن مسروق، حارث بن ربیع ، یہی حارث کامل بھی کہلاتے تھے اور قنان بن دارم ، بشیر بن الحارث بن عبادہ، اور ہدم بن مسعدہ اور سباع بن زید، اور ابوالحصن بن لقمان اور عبد اللہ بن المالک اور فروہ بن الحصین بن فضالہ جیسے نامور عرب بھی شامل تھے، وفد کے تمام اراکین نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر کی، پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ایک اور آدمی تلاش کرو جو تمہیں دس کر دے اور میں تمہارے لئے ایک جھنڈا باندھ دوں، اتنے میں طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ آ گئے ، آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عنایت فرمایا اور انکا شعار (نشان) اے دس کی جماعت مقرر فرمایا۔[1]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَدِمَ ثَلاثَةُ نَفَرٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ عَلَى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا: إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا قُرَّاؤُنَا فَأَخْبَرُونَا أَنَّهُ لا إِسْلامَ لِمَنْ لا هِجْرَةَ لَهُ وَلَنَا أَمْوَالٌ وَمَوَاشٍ هِيَ مَعَاشُنَا.فَإِنْ كَانَ لا إِسْلامَ لِمَنْ لا هِجْرَةَ لَهُ بِعْنَاهَا وَهَاجَرْنَا. [فَقَالَ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اتَّقُوا اللَّهَ حَيْثُ كُنْتُمْ فَلَنْ يَلِتَكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كُنْتُمْ بِصَمَدٍ وَجَازَانَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (اس واقعہ کے بعد) بنوعبس کے تین آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے قاری ہمارے پاس آئے ہیں اور انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام بھی کوئی نہیں، ہمارے پاس اموال اور مویشی ہیں اور وہی ہماری معاش کا ذریعہ ہیں، پس اگر اس شخص کا کوئی اسلام نہیں جس نے ہجرت نہیں کی تو ہم

[1] ابن سعد ۲۲۵؍۱،شرح الزرقانی علی المواهب ۲۲۴؍۵

اپنے مال مویشی فروخت کر دیتے ہیں اور ہجرت کر آتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جہاں بھی ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو وہ تمہارے اعمال میں ہر گز کمی نہیں کرے گا خواہ تم صمد اور جازان (دو مقام) میں ہو۔ [۱]

سریہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید (نجران کی طرف)

ربیع الاول دس ہجری (جون ۶۳۱ء)

وفد بن الحارث بن کعب:

ایک روایت کے مطابق یہ قبیلہ بنو تمیم کی ایک شاخ تھا اور یمن کے ضلع نجران کا ایک نہایت معزز اور جنگجو قبیلہ تھا، اس قبیلے کے بعض افراد نے عیسائیت قبول کر لی تھی اور انکا ایک مستقل پادری بھی تھا انہوں نے نجران کے کلیسا کی تعمیر میں بھی خاصا حصہ لیا تھا، ایک روایت کے مطابق اس کے بعض افراد نے یہودیت بھی اختیار کر لی تھی، جس زمانے میں رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اس قبیلے کی شجاعت اور کامرانیوں کی سارے عرب میں دھوم مچی ہوئی تھی، سید الامم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دوسرے قبائل کے ساتھ اس قبیلے کے لوگوں کو بھی دعوت اسلام کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور آپنے آبائی مذہب پر سختی سے جمے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب کے معرکے گزر چکے اور مکہ مکرمہ پر اسلامی پرچم بلند ہو چکا لیکن بنو حارث بن کعب کفر وضلالت کی وادیوں میں بھٹکتے رہے۔

ثُمَّ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْآخِرِ أَوْ جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ عَشْرٍ إِلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ بِنَجْرَانَ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، قَبْلَ أَنْ يُقَاتِلَهُمْ، ثَلَاثًا فَإِنِ اسْتَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَقَاتِلْهُمْ، فَخَرَجَ خَالِدٌ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَبَعَثَ الرُّكبان يَضْرِبُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ، وَيَدْعُونَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَيَقُولُونَ: أَيُّهَا النَّاس: أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَأَسْلَمَ النَّاس وَدَخَلُوا فِيمَا دُعُوا إِلَيْهِ، فَأَقَامَ فِيهِمْ خَالِدٌ يُعَلِّمُهُمُ الْإِسْلَامَ وَكِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ إِنْ هُمْ أَسْلَمُوا وَلَمْ يُقَاتِلُوا ثُمَّ كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم

آخر ربیع الاول دس ہجری میں سید الامم ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو مجاہدین اسلام پر مشتمل ایک دستہ دے کر قبیلہ بنو حارث بن کعب کو دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لڑائی سے پہلے وہ ان کو تین دن اسلام کی دعوت دیں اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو تم ان کا اسلام قبول کر لو اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو پھر جنگ کرو، چنانچہ یہ ہدایات حاصل کر کے خالد رضی اللہ عنہ نجران پہنچے اور چاروں طرف مبلغ بھیجے جنہوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ تلقین کرتے تھے اے بنی حارث کے لوگو! اسلام لے آؤ سلامت رہو گے، پس ان کی تلقین وتبلیغ سے سارے کا سارا قبیلہ شرف اسلام سے بہرہ ور ہو گیا، اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید وہیں قیام پذیر ہو کر ان لوگوں کو قرآن مجید اور سنت رسول کی

---

[۱] ابن سعد ۲۲۶/۱، زادالمعاد۵۸۵/۳،عیون الأثر۳۲۱/۲،شرح الزرقانی علی المواهب۲۲۴/۵

تعلیم دینے لگے، پھر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ خط لکھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

لمحمد النَّبِيّ رسول الله مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ:

السَّلام عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ:

أَمَّا بَعْدُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّكَ بَعَثْتَنِي إِلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ، وَأَمَرْتَنِي إِذَا أَتَيْتُهُمْ أَنْ لَا أُقَاتِلَهُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَأَنْ أَدْعُوَهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أسلموا أقمت بهم و قَبِلْتُ مِنْهُمْ، وَعَلَّمْتُهُمْ مَعَالِمَ الْإِسْلَامِ وَكِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا قَاتَلْتُهُمْ، وَإِنِّي قَدِمْتُ عَلَيْهِمْ فَدَعَوْتُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ كما أمرني رسول، وَبَعَثْتُ فِيهِمْ رُكْبَانًا: [قَالُوا] يَا بَنِي الْحَارِثِ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَأَسْلَمُوا وَلَمْ يُقَاتِلُوا، وَأَنَا مُقِيمٌ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ آمُرُهُمْ بِمَا أَمَرَهُمُ اللهُ بِهِ وَأَنْهَاهُمْ عَمَّا نَهَاهُمُ اللهُ عَنْهُ وَأُعَلِّمُهُمْ مَعَالِمَ الْإِسْلَامِ وَسُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى يَكْتُبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم والسَّلام عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی جانب سے۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام، رحمت اور برکت ہو۔

میں آپ کے سامنے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

امابعد! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے بنی الحارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں تو تین دن تک ان سے نہ لڑوں اور ان کو اسلام کی دعوت دوں اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کے اسلام کو قبول کرلوں اور ان کو اسلام کی تعلیمات، کتاب اللہ اور سنت نبوی سے روشناس کراؤں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کروں، چنانچہ میں ان کے پاس پہنچا اور ان کو تین روز تک اسلام کی دعوت دی اور چاروں طرف یہ اعلان کرنے کے لئے سوار دوڑائے کہ اے بنی حارث اسلام قبول کرلو اسی میں تمہاری سلامتی ہے، انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور جنگ سے گریز کیا، اب میں ان کے یہاں مقیم ہوں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حکم دیا ہے اس کا حکم دے رہا ہوں اور جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے روک رہا ہوں، نیز میں انہیں اسلام کے احکام اور سنت نبوی کی تعلیم دے رہا ہوں تا آنکہ آپ کی جانب سے مزید ہدایات موصول ہوں۔

والسلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [1]

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے خط کے جواب میں سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مکتوب روانہ کیا۔

[1] البداية والنهاية ۱۱۴/۵، مجموعه الوثائق ۱۶۵/۱

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيّ رَسُولِ اللهِ إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

سَلَامٌ عَلَيْكَ

فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ كِتَابَكَ جَاءَنِي مَعَ رَسُولِكَ يخبر أَنَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ قَدْ أَسْلَمُوا قَبْلَ أَنْ تُقَاتِلَهُمْ، وَأَجَابُوا إِلَى مَا دَعَوْتَهُمْ إِلَيْهِ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَشَهِدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَإِنَّ مُحَمَّدًا عبده وَرَسُولُهُ، وَأَنْ قَدْ هَدَاهُمُ اللهُ بِهُدَاهُ، فَبَشِّرْهُمْ وَأَنْذِرْهُمْ، وَأَقْبِلْ، وَلْيُقْبِلْ مَعَكَ وَفْدُهُمْ،

والسَّلام عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

محمد النبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے خالد رضی اللہ عنہ بن الولید کے نام

السلام علیکم

میں تمہارے ساتھ مل کر اس اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

تمہارے قاصد کے ذریعے تمہارا خط ملا جس میں بنی الحارث بن کعب کے بغیر جنگ وجدل کے اسلام لانے کی خبر دی گئی ہے اور یہ کہ ان لوگوں نے دعوت اسلام کو قبول کیا، اللہ کی وحدانیت کی شہادت دی اور محمد (ﷺ) کی عبدیت اور رسالت کی گواہی دی اور یہ کہ اللہ نے ان کو راہ ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے، پس تم ان کو اللہ کی خوشنودی کی بشارت دو اور بصورت نافرمانی ڈراؤ، اب تم خود بھی لوٹ آؤ اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لیتے آؤ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [1]

فَأَقْبَلَ خَالِدٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ وَفْدُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ، مِنْهُمْ قَيْسُ بن الحصين ذو الْغُصَّةِ، وَيَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَدَانِ، وَيَزِيدُ بْنُ الْمُحَجَّلِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ قُرَادٍ الزِّيَادِيُّ، وَشَدَّادُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْقَنَانِيُّ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الضِّبَابِيُّ ،فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآهُمْ،قَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِينَ كَأَنَّهُمْ رِجَالُ الْهِنْدِ؟قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَؤُلَاءِ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ كَعْبٍ

رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی موصول ہونے پر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے بنوحارث بن کعب کا ایک وفد تشکیل دیا اور اس کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ حاضر ہو گئے، بنوحارث بن کعب کے وفد میں قیس بن الحصین ذو العضہ، شداد بن عبید اللہ القنانی، یزید بن عبد المدان، عبد اللہ بن قراد الزیادی، یزید بن محجل، عمرو بن عبد اللہ الضبابی اور کچھ دوسرے معززین قبیلہ شامل تھے، جب یہ لوگ بارگاہ نبوت میں پیش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا یہ کس قوم کے لوگ ہیں جو ہند کے رہنے والے معلوم ہوتے ہیں، عرض کیا گیا کہ وہ سب بنو الحارث

[1] البداية والنهاية ۵/۱۱۴، مجموعة الوثائق ۱/۱۶۶

بن کعب سے ہیں،

فَلَمَّا وَقَفُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ وَأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ،ثُمَّ قَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ إِذَا زُجِرُوا اسْتَقْدَمُوا فَسَكَتُوا فَلَمْ يُرَاجِعْهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ،ثُمَّ أَعَادَهَا الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ، ثم أعادها الرابعة

جب یہ رسول اللہ ﷺ سے مطلع ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، آپ ﷺ نے ان کو نہایت عزت وتعظیم کے ساتھ ٹھہرایا،

پھر آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا کیا تم وہ لوگ ہو کہ جب تمہیں للکار کر جنگ سے روکا جاتا تھا تو تم مقابلہ کے لئے آگے بڑھتے تھے،نہوں نے خاموشی اختیار کرلی اور ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہی بات دوبارہ، پھر سہ بارہ دہرائی مگر ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر آپ ﷺ نے چوتھی بار اپنی بات دہرائی،

قال يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَدَانِ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! نَحْنُ الَّذِينَ إِذَا زُجِرُوا اسْتَقْدَمُوا قَالَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ خَالِدًا لَمْ يَكْتُبْ إلي أنكم أسلمتم ولم تقاتلوا، لالقيت رؤوسكم تَحْتَ أَقْدَامِكُمْ،فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَدَانِ: أَمَا وَاللهِ مَا حَمِدْنَاكَ وَلَاحَمِدْنَا خَالِدًا قَالَ فَمَنْ حَمِدْتُمْ؟قَالُوا حَمِدْنَا اللهَ الَّذِي هَدَانَا بِكَ يَا رَسُولَ اللهِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقْتُمْ ،ثُمَّ قَالَ: بِمَ كُنْتُمْ تَغْلِبُونَ مَنْ قَاتَلَكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟

تب یزید بن عبد المدان نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہمیں للکار کر جنگ سے روکا جاتا تھا تو ہم اور آگے بڑھتے تھے،اس نے بھی یہ کلمہ چار مرتبہ دہرایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید تمہارے متعلق مجھے نہ لکھتے کہ تم نے بغیر جنگ کے اسلام قبول کرلیا ہے تو میں تمہارے سروں کو تمہارے قدموں میں ڈال دیتا، یزید بن عبد المدان نے کہا اللہ کی قسم! نہ ہم نے آپ ﷺ کی تعریف کی ہے اور نہ خالد رضی اللہ عنہ کی، آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم نے کس کی تعریف کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اس اللہ کی تعریف کی ہے جس نے ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت نصیب فرمائی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا، چونکہ یہ بڑے بہادر تھے اور مقابل پر ہمیشہ غالب رہتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا زمانہ جاہلیت میں جو تم سے لڑا وہ ہمیشہ مغلوب رہا، اس کا کیا سبب تھا؟

قَالُوا: لَمْ نَكُ نَغْلِبُ أَحَدًا،قَالَ بلى، كُنْتُمْ تَغْلِبُونَ مَنْ قَاتَلَكُمْ،قَالُوا: كُنَّا نَغْلِبُ مَنْ قَاتَلَنَا يَا رَسُولَ اللهِ ،وَلَا نَبْدَأُ أَحَدًا بِظُلْمٍ،أَنَّا كُنَّا نَجْتَمِعُ وَلَا نَتَفَرَّقُ،قَالَ: صَدَقْتُمْ،ثُمَّ أَمَّرَ عَلَيْهِمْ قَيْسَ بْنَ الْحُصَيْنِ ،قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِمْ بَعْدَ أَنْ وَلَّى وَفْدُهُمْ عَمْرَو بْنَ حَزْمٍ لِيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّينِ، وَيُعَلِّمَهُمُ السُّنة وَمَعَالِمَ الْإِسْلَامِ، وَيَأْخُذَ منهم صدقاتهم،وكتب له كتاب عَهِدَ إِلَيْهِ فِيهِ عَهْدَهُ وَأَمَرَهُ أَمْرَهُ

انہوں نے کہا ہم کسی پر غالب نہیں آتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا جو تم سے جنگ کرتے تھے بے شک تم ان لوگوں پر غالب آتے تھے، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سے جو جنگ کرتا تھا ہم اس پر غالب آتے تھے، انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس کے دو سبب ہیں ہم اپنی طرف سے کسی پر ظلم وزیادتی کی ابتدا نہیں کرتے تھے، جب ہم پر کوئی لڑائی تھوپ دیتا تو مید ان جنگ میں ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے تھے اور کبھی منتشر نہیں ہوتے تھے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو (جو فوج یا جماعت ان اصولوں کے مطابق لڑے گی وہ ہمیشہ غالب رہے گی)۔ کچھ عرصہ مدینہ منورہ میں قیام کرنے کے بعد جب یہ لوگ (ماہ شوال یا ذی قعدہ دس ہجری) رخصت ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے قیس رضی اللہ عنہ بن الحصین کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور عام اراکین وفد کو دس دس اوقیہ اور قیس رضی اللہ عنہ بن الحصین کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی، اور وفد کے جانے کے بعد اپنے جاں نثار عمرو رضی اللہ عنہ بن حزم انصاری کو انہیں دین سمجھانے اور اسلام کی بنیادی تعلیم اور سنت کی تعلیم دینے اور ان سے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا، اور آپ ﷺ نے انہیں ایک تحریری فرمان عطا فرمایا جس میں فرائض، حدود اور شریعت کے احکام درج تھے۔

وَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَيْثُ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ عَهْدًا يُعَلِّمُهُ فِيهِ شَرَائِعَ الإِسْلامِ وَفَرَائِضَهُ وَحُدُودَهُ. وَكَتَبَ أَبي

ابن سعد نے اس فرمان کا ذکر اس طرح کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن حزم کو یمن بھیجتے وقت ایک عہد نامہ تحریر کروایا تھا جس میں اسلام کے فرائض، شریعت اور حدود کی تعلیم دی گئی تھی، اس کے کاتب ابی رضی اللہ عنہ (بن کعب انصاری) تھے۔ [1]

اس فرمان کو جسے کتاب یا عہد نامہ بھی کہا جاتا ہے متعدد وجوہ کی بنا پر انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس لئے تاریخ اسلام میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس میں ایک طرف جہاں اسلام کے بنیادی ارکان کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں وہاں نظم مملکت کے سلسلے میں بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے کہ اس میں نہ صرف ایک حکمران کے ضروری اوصاف کی نشان دہی ہے بلکہ اس کے فرائض کی تفصیل بھی موجود ہے، اس فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مواقع پر رسول اللہ ﷺ مختلف مناصب اور ذمہ داریاں سونپتے ہوئے عہد بھی لیا کرتے تھے، اس فرمان کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا بيان من الله ورسوله

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ، عَقْدٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ۔

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللهِ فِي امره كلهفَإِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِالْحَقِّ كَمَا أَمَرَ بِهِ اللهُ وَأَنْ يُبَشِّرَ النَّاسَ بِالْخَيْرِ، وَيَأْمُرَهُمْ بِهِ، وَيُعَلِّمَ النَّاسَ الْقُرْآنَ، وَيُفَقِّهَهُمْ فِي الدِّينِ، وَيَنْهَى النَّاسَ وَلايَمَسَّ أَحَدٌ الْقُرْآنَ إِلا وَهُوَ طَاهِرٌ۔وَيُخْبِرَ النَّاسَ بِالَّذِي لَهُمْ، وَبِالَّذِي عَلَيْهِمْ، وَيَلِينَ لِلنَّاسِ فِي الْحَقِّ، وَيَشْتَدَّ عَلَيْهِمْ فِي الظُّلْمِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ

[1] ابن سعد ۲۰۴/۱

وَجَلَّ كَرِهَ الظُّلْمَ وَنَهَى عَنْهُ وَقَالَ:أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ-وَيُبَشِّرَ النَّاسَ بِالْجَنَّةِ وَبِعَمَلِهَا، وَيُنْذِرَ بِالنَّارِوَبِعَمَلِهَا، وَيَسْتَأْلِفَ النَّاسَ حَتَّى يَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ، وَيُعَلِّمَ النَّاسَ مَعَالِمَ الْحَجِّ وَسُنَّتَهُ وَفَرِيضَتَهُ وَمَا أَمَرَ اللهُ بِهِ فِي الْحَجِّ الْأَكْبَرِ وَالْحَجِّ الْأَصْغَرِ، وَهُوَ الْعُمْرَةُ، وَيَنْهَى النَّاسَ أَنْ يُصَلِّيَ أَحَدٌ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ صَغِيرٍ، إِلا أَنْ يَكُونَ ثَوْبًا وَاحِدًا يُثْنِي طَرفَهُ عَلَى عَاتِقِهِ، وَيَنْهَى أَنْ يَحْتَبِيَ أَحَدٌ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَيَنْهَى أَلَا يَعْقِصُ أَحَدٌ شَعْرَ رَأْسِهِ إِذَا عَفَا فِي قَفَاهُ، وَيَنْهَى إِذَا كَانَ بَيْنَ النَّاسِ هَيْجٌ عَنِ الدُّعَاءِ إِلَى الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ، وَلْيَكُنْ دُعَاؤُهُمْ إِلَى اللهِ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، فَمَنْ لَمْ يَدْعُ إِلَى اللهِ وَدَعَا إِلَى الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ فَلْيُقْطَعُوا بِالسَّيْفِ حَتَّى يَكُونَ دُعَاؤُهُمْ إِلَى اللهِ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَيَأْمُرَ النَّاسَ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ وُجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَأَرْجُلَهُمْ إِلَى الكعبين، ويمسحون برؤسهم كَمَا أَمَرَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَرَهُ بِالصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا، وَإِتْمَامَ الرُّكُوعِ وَالْخُشُوعِ، وَيُغَلِّسَ بِالْفَجْرِ، وَيُهَجِّرَ بِالْهَاجِرَةِ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ، وَصَلَاةُ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ فِي الْأَرْضِ مُدْبِرَةٌ، وَالْمَغْرِبُ حِينَ يُقْبِلُ اللَّيْلُ، لا تُؤَخَّرُ حَتَّى تَبْدُوَ النُّجُومُ فِي السَّمَاءِ، وَالْعِشَاءِ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَأْمُرَ بِالسَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ إِذَا نُودِيَ لَهَا، وَالْغُسْلُ عِنْدَ الرَّوَاحِ إِلَيْهَا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللهِ وَمَا كُتِبَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَةِ مِنَ الْعَقَارِ عُشْرُ مَا سُقِيَ الْبَعْلُ وَمَا سَقَتِ السماء وما سَقَى الْغَرْبُ نِصْفُ الْعُشْرِ، وَفِي كُلِّ عَشْرٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاتَانِ، وَفِي كُلِّ عِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ أَرْبَعُ شِيَاهٍ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنَ الْبَقَرِ بَقَرَةٌ، وَفِي كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تبيع جذع أو جذعة، وفي كل أربعين مِنَ الْغَنَمِ سَائِمَةُ شَاةٍ، فَإِنَّهَا فَرِيضَةُ اللهِ الَّتِي افْتَرَضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَةِ، فَمَنْ زَادَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَأَنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ إِسْلَامًا خَالِصًا مِنْ نَفْسِهِ، وَدَانَ دِينَ الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، لَهُ مِثْلُ مَا لهم وعليه مثل ما عليهم، ومن كان عَلَى نَصْرَانِيَّتِهِ أَوْ يَهُودِيَّتِهِ فَإِنَّهُ لا يُفْتَنُ عَنْهَا، وَعَلَى كُلِّ حَالِمٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، دِينَارٌ وَافٍ أَوْ عَرَضُهُ ثِيَابًا، فَمَنْ أَدَّى ذَلِكَ، فَإِنَّ لَهُ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَمَنْ مَنَعَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ جَمِيعًا

صَلَوَاتُ اللهِ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فرمان اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہے۔

اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو، یہ وہ عہد نامہ ہے جو نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی طرف سے عمرو رضی اللہ عنہ بن حزم انصاری کو یمن روانہ کرتے وقت تحریر کیا گیا۔

آپ نے ان کو حکم دیا کہ ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کا لحاظ رکھو کیونکہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور سیدھی راہ پر چلتے ہیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کے حکم کے مطابق جو حق بنتا ہے وہ وصول کرو، لوگوں کو کار خیر پر بشارت دو اور ان پر عمل کی

تلقین کرو اور قرآن کی تعلیم دو اور اس کی سمجھ ان میں پیدا کرو، لوگوں کو منع کرو کہ کوئی شخص بغیر طہارت (وضو) قرآن مجید کو چھوئے، لوگوں کو ان کے حقوق وفرائض بتاؤ، حق وصول کرنے میں نرمی کا معاملہ اور برتاؤ کرو، ظلم کے معاملہ میں سختی سے دارو گیر کرو کیونکہ اللہ کو ظلم ناپسند ہے اور اس سے اس نے منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے، خبردار اللہ کی ظالموں پر لعنت ہے، لوگوں کو جنت اور اس کے اعمال پر بشارت دو اور دوزخ اور اس کے اعمال سے ڈراؤ، اور لوگوں سے الفت ومحبت کا برتاؤ کرو کہ ان میں دین کی سمجھ پیدا ہوجائے، لوگوں کو حج کے بنیادی مسائل، اس کے سنن وفرائض اور ادا امر حج اکبر، حج اصغر یعنی عمرہ کی تفصیلی احکام بتاؤ، لوگوں کو منع کرو کہ کوئی شخص بھی صرف ایک چھوٹے سے کپڑے میں نماز نہ پڑھے الا یہ کہ وہ ایک کپڑا اتنا بڑا ہو کہ اس کے دونوں کنارے کندھوں کو ڈھانپ لیں، لوگوں کو اس سے منع کرو کہ وہ ایک کپڑے میں اس طرح اکڑوں بیٹھیں کہ ان کی شرم گاہ اوپر سے نظر آنے لگے، کوئی شخص اپنے سر کے بالوں کا جوڑا بنا کر اس گدی پر نہ لٹکائے، جب لوگوں کے درمیان صلح ہونے لگے تو کوئی شخص بھی اپنے قبیلہ اور خاندان کی جے نہ لگائے بلکہ سب کی پکار صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کے لئے ہو، جو اللہ کی طرف دعوت کو چھوڑ کر قبائل اور خاندان کی طرف بلائے اس کا علاج تلوار سے کیا جائے یہاں تک کہ اس کی پکار اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہوجائے، لوگوں کو حکم دیا جائے کہ وضو اچھی طرح کریں اور اپنے پورے چہرے پر پانی بہائیں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنے سر کا مسح کریں اور ان کو حکم دیا کہ نماز وقت پر ادا کرو، رکوع پوری طرح کرو اور نماز میں خشوع خضوع کا خیال رکھو، صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھو اور ظہر کی نماز آفتاب ڈھلنے سے پہلے ادا کرلو اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی جائے کہ دھوپ ڈھل جائے اور رات کی آمد کے ساتھ ہی مغرب ادا کرلی جائے اور اسے ستاروں کے آسمان میں نمایاں ہونے تک موخر نہ کیا جائے، عشاء رات کے اول وقت میں پڑھی جائے، اور حکم دیا کہ جوں ہی جمعہ کی اذان ہو فوراً جمعہ کے لئے نکل پڑنا چاہیے، نماز جمعہ کے لئے روانہ ہونے سے پہلے غسل کیا جائے اور حکم دیا کہ مال غنیمت میں اللہ کے لئے پانچواں حصہ لیا جائے، جو زمین پانی کے کنارے ہو یا بارانی ہو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ بطور زکوۃ فرض ہے جو زمین ڈول سے سیراب کی جائے اس پر نصف عشر ہے، مویشیوں میں ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں ہیں اور ہر بیس اونٹوں پر چار بکریاں ہیں، ہر چالیس گایوں پر ایک گائے اور ہر تیس گایوں پر ایک سالہ بچہ نر یا مادہ، ہر چالیس بکریوں پر جو جنگل میں چرنے والی ہوں ایک بکری ہے، یہ صدقات کے ذیل میں اللہ کا مقرر کردہ ہے جو اس نے مومنین پر فرض کیا ہے جو مزید خیرات کرے تو اس کے لئے اور زیادہ اچھا ہے، یہود ونصاریٰ میں سے جو خلوص دل سے ایمان لے آئے اور اسلام کو بطور دین قبول کرلے، اس کا شمار مومنین میں ہوگا اور اس کے حقوق وفرائض وہی ہوں گے جو دیگر مسلمانوں کے ہیں، جو یہودیت اور نصرانیت پر قائم رہنا چاہئے اسے اس کے مذہب کے سلسلہ میں کسی امتحان میں نہ ڈالا جائے، ان میں سے ہر عاقل بالغ مرد وعورت آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار یا اس کی قیمت کا کپڑا، جو یہ رقم ادا کردے وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ (امان) میں ہیں، اور جو یہ رقم ادا کرنے سے انکار کرے اس کا شمار اللہ اور اس کے رسول اور جملہ مومنین کے دشمنوں میں ہے۔

صلوۃ اللہ علی محمد والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔[1]

[1] تاریخ طبری ۱۲۶/۳، ابن ہشام ۵۹۵/۲، الروض الانف ۴۹۳/۷، البدایۃ والنہایۃ ۸۹/۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۴۱۳/۵، مجموعۃ

فَرَجَعَ وَفْدُ بَنِي الْحَارِثِ إِلَى قَوْمِهِمْ فِي بَقِيَّةٍ مِنْ شَوَّالٍ، أَوْ فِي صَدْرِ ذِي الْقَعْدَةِ فَلَمْ يَمْكُثُوا بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَحِمَ وَبَارَكَ وَرَضِيَ وَأَنْعَمَ

یہ وفد شوال یا ذوالقعدہ کے شروع میں اپنی قوم کی طرف واپس ہوا، واپسی کے بعد ابھی چار ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس عالم فانی سے رخصت ہو گئے۔ (۱)

بیٹے ابراہیم کی وفات

ربیع الاول دس ہجری (جون ۶۳۱ء)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِأَبِي إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ يَعْنِي امْرَأَةَ قَيْنٍ كَانَ يَكُونُ بِالْمَدِينَةِ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَيْفٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو میرا لڑکا (جو ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے تھے) پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا، پھر آپ ﷺ نے انہیں (دودھ پلانے کے لیے) ام سیف کے حوالے کر دیا جو ابوسیف نامی لوہار کی بیوی تھی،

فأعطاه لأم بُرْدَةَ خولة بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ زَيْدٍ الأنصاري من بني النجارة زَوْجُهَا الْبَرَاءُ بْنُ أَوْسِ بْنِ خَالِد من بني النَّجَّارِ

ایک روایت میں ہے اور انہیں ام بردہ کے حوالے کر دیا جس کا نام خولہ بنت منذر بن زید انصاری جو بنی نجاز میں سے تھیں اور براء بن اوس بن خالد جو بنی نجار میں سے تھے کی بیوی تھیں۔ (۲)

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَى أُمَّ بُرْدَةَ قِطْعَةَ نَخْلٍ

اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں ام بردہ رضی اللہ عنہا کو کھجوروں کا ایک قطعہ عطا فرمایا تھا۔ (۳)

(آپ ﷺ اپنے صاحبزادے کو دیکھنے کے لئے ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے)

قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ، وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ، فَقَبَّلَهُ، وَشَمَّهُ،فَانْطَلَقَ يَأْتِيهِ وَاتَّبَعْتُهُ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى أَبِي سَيْفٍ وَهُوَ يَنْفُخُ بِكِيرِهِ، قَدِ امْتَلَأَ الْبَيْتُ دُخَانًافَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا سَيْفٍ

الوثائق ۲۰۷/۱،السيرة النبوية لابن كثير ۱۴۷/۴

(۱) شرح الزرقاني على المواهب ۱۷۳/۵،ابن ہشام ۵۹۴/۲،الروض الانف ۴۹۳/۷، عيون الآثر ۳۰۶/۲، دلائل النبوة للبيهقى ۴۱۲/۵

(۲) شرح الزرقاني على المواهب ۳۴۶/۴

(۳) ابن سعد ۱۱۵/۱

أَمْسِكْ ،جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمْسَكَ

معمول کے مطابق ایک مرتبہ ابوسیف کے ہاں تشریف لے گئے اپنے صاحبزادے کو اپنی گود میں لیا انہیں پیار کیا اور سونگھا (پھر واپس تشریف لے آئے) کچھ دنوں بعد پھر آپ ﷺ ابوسیف کے گھر تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، جب ابوسیف کے گھر پر پہنچے تو وہ اپنی بھٹی دھونک رہے تھے جس سے گھر دھواں سے بھر گیا تھا، میں دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے آگے گیا اور میں نے ابوسیف سے کہا بھٹی دھونکنا بند کرو، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور انہوں نے بھٹی دھونکنی بند کر دی،

فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ، فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ ،فَقَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟فَقَالَ:يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ،، ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى،فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ العَيْنَ تَدْمَعُ، وَالقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلاَ نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ

نبی کریم ﷺ نے اپنے صاحبزادے کو منگوایا (اس وقت وہ سولہ ماہ کے تھے) پھر اس کو اپنے گلے سے چمٹا لیا اور اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ فرمایا انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس بچے کو دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دم چھوڑ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی روتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو رحمت ہے (نوحہ نہیں) پھر فرمایا آنکھ رو رہی ہے، دل غمگین ہے لیکن ہم سوائے اس بات کے جس سے اللہ راضی ہو کوئی اور بات منہ سے نہیں نکالیں گے، اور اے ابراہیم ہم تمہارے فراق اور جدائیدگی میں غمگین ہیں۔[1]

وَغَسَّلَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والعباس جالسان وَحُمِلَ مِنْ بَيْتِ أُمِّ بُرْدَةَ عَلَى سَرِيرٍ صَغِيرٍوَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيعِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًافَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ. أَيْنَ نَدْفِنُهُ؟ قَالَ: عِنْدَ فَرَطِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ،وَرَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُرْجَةً فِي اللبِنِ فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُسَدَّ، فَقِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقال: أَنَّهَا لا تَضُرُّ وَلا تَنْفَعُ وَلَكِنْ تُقِرُّ عَيْنَ الْحَيِّ وَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَمِلَ عَمَلا أَحَبَّ اللهُ أَنْ يُتْقِنَه،قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرٍ فَوُضِعَ عِنْدَ قَبْرِهِ وَرُشَّ عَلَى قَبْرِهِ الْمَاءُ

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں غسل دیا رسول اللہ ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ام بردہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ایک چھوٹی سی چوکی پر جنازہ اٹھایا گیا اور بقیع میں رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی جس میں چار تکبیریں کہیں، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ ۱۳۰۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ رَحْمَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ ۶۰۲۵، سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابٌ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ ۳۱۲۶، دلائل النبوة للبیہقی ۴۲۹؍۵، مسند احمد ۱۳۰۱۴

اللہ کے رسول ﷺ! انہیں کہاں دفن کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کرو، جب ان کی قبر برابر کی جانے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اینٹ میں کھڈے دیکھ کر فرمایا کہ اسے بند کر دیا جائے، اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی گئی، تو فرمایا اس سے نہ نقصان پہنچتا ہے اور نہ نفع ہوتا ہے لیکن زندہ آدمی کی آنکھ اس سے ٹھنڈی ہوتی ہے، بندہ جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسے درست اور ٹھیک طرح سے کرے، رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ قبر کے اوپر ایک پتھر رکھ دو اور قبر پر پانی چھڑ کو (یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑ کا گیا)۔[1]

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:وَقَالَ: إِنَّ لَهُ ظِئْرًا تُتِمُّ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ وَهُوَ صِدِّيقٌ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں ان کے لئے ایک دودھ پلانے والی مقرر کر دی گئی ہے اور وہ صدیق ہے۔[2]

وَخَسَفَتِ الشَّمْسُ ذَلِكَ الْيَوْمَ. فَقَالَ النَّاسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنها لا تَخْسِفُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلا لِحَيَاتِهِ

جس دن ابراہیم کی وفات ہوئی اسی دن (اتفاقاً) سورج گرہن ہو گیا اس پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ ابراہیم کی موت کے غم میں سورج گرہن ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی موت یا کسی کے پیدا ہونے پر گرہن نہیں لگتا۔[3]

اس موقع پر مکمل خطبہ یہ ہے۔

أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَلَّمَ، حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، أُنْشِدُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي قَصَّرْتُ فِي شَيْءٍ مِنْ تَبْلِيغِ رِسَالَاتِ رَبِّي لَمَّا أَخْبَرْتُمُونِي بِذَلِكَ؟فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ، وَنَصَحْتَ لِأُمَّتِكَ وَقَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رِجَالًا يَزْعُمُونَ أَنَّ كُسُوفَ هَذِهِ الشَّمْسِ وَكُسُوفَ هَذَا الْقَمَرِ، وَزَوَالَ هَذِهِ النُّجُومِ عَنْ مَطَالِعِهَا لِمَوْتِ رِجَالٍ عُظَمَاءَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَإِنَّهُمْ قَدْ كَذَبُواولَكِنَّهَا آيَاتٌ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَعْتَبِرُ بِهَا عِبَادُهُ فَيَنْظُرُ مَنْ يُحْدِثُ مِنْهُمْ تَوْبَةً

لوگو! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر میں نے پیغام الٰہی کے پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی کی ہو تو مجھے بتلادو، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا ہم گواہ ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا اور اپنی امت کی ہر طرح خیر خواہی کی ہے اور آپ ﷺ نے حق ادا کر دیا ہے، پھر فرمایا امابعد! بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ سورج اور چاند کو جو گرہن لگتا ہے یا ستارے ٹوٹتے ہیں یہ کسی بڑے آدمی کی موت سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ یہ گمان قطعاً غلط ہے یہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں جس سے اس کے سمجھدار بندے عبرت حاصل کرتے ہیں اور ان

---

[1] ابن سعد ۱۱۵/۱، عیون الاثر ۳۵۹/۲

[2] مسنداحمد۱۸۴۹۷، زادالمعاد ۵۱۵/۵، البداية والنهاية۳۵۹/۲

[3] ابن سعد۱۱۵/۱

کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون گناہوں سے توبہ کرتا ہے،

وَايْمُ اللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ أُصَلِّي مَا أَنْتُمْ لَاقُوهُ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ، وَإِنَّهُ وَاللهُ أَعْلَمُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يحيى لِشَيْخٍ حِينَئِذٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، بَيْنَهُ وَبَيْنَ حُجْرَةِ عائشة، وَإِنَّهُ مَتَى يَخْرُجُ، فَسَوْفَ يَزْعُمُ أَنَّهُ اللهُ، فَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ لَمْ يَنْفَعْهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ، وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ لَمْ يُعَاقَبْ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ، وَإِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ، وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَإِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيُزَلْزَلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا

اور اللہ کی قسم! جب سے میں نماز میں کھڑا ہوں میں نے وہ تمام امور دیکھے جو تمہیں دینا اور آخرت میں پیش آنے والے ہیں، اللہ بہتر جانتا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تیس جھوٹے (مدعیان نبوت) ظاہر نہ ہوں، ان میں آخری کذاب یک چشم دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ چوپٹ ہوگی ابو تحیہ کی آنکھ کی طرح، ابو تحیہ ایک انصاری بوڑھا تھا جو اس وقت آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بیٹھا ہوا تھا وہ ظاہر ہو کر خدائی کا دعوی کرے گا سو جس نے اس کی تصدیق اور پیروی کی اس کے تمام پچھلے اعمال حسنہ ضائع ہو جائیں گے اور جس نے اس دعوی کو جھٹلایا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے، وہ حرم اور بیت المقدس کے سوا تمام زمین پر غالب آئے گا، وہ بیت المقدس میں تمام مسلمانوں کو محصور کرلے گا جہاں انہیں سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی،

ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجُنُودَهُ، حَتَّى إِنَّ جِذْمَ الْحَائِطِ أَوْ قَالَ أَصْلَ الْحَائِطِ، وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِي: يَا مُسْلِمُ يَا مُؤْمِنُ هَذَا يَهُودِيٌّ، أَوْ قَالَ: هَذَا كَافِرٌ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ، قَالَ: وَلَنْ يَكُونَ ذَلِكَ حَتَى تَرَوْا أُمُورًا يَتَفَاقَمُ بَيْنَكُمْ شَأْنُهَا فِي أَنْفُسِكُمْ وَتَسَاءَلُونَ بَيْنَكُمْ هَلْ كَانَ نَبِيُّكُمْ ذَكَرَ لَكُمْ مِنْهَا ذِكْرًا وَحَتَى تَزُولَ جِبَالٌ عَنْ مَرَاتِبِهَا ثُمَّ عَلَى أَثَرِ ذَلِكَ الْقَبْضُ

پھر اللہ اسے اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دے گا حتی کہ اس وقت ہر دیوار سے آواز آئے گی کہ اے مسلمان، اے مومن! دیکھو یہاں ایک یہودی (یا کافر) ہے جلدی آؤ اور اسے قتل کر دو، دجال کے خروج سے پہلے تم میں بڑے بڑے فتنے برپا ہوں گے جن کے متعلق تم ایک دوسرے سے دریافت کرو گے کہ کیا نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کی بابت کچھ ارشاد فرمایا تھا یا نہیں؟ ان فتنوں کی وجہ سے پہاڑ (جیسے اولوالعزم لوگ بھی) اپنی جگہوں سے ٹل جائیں گے اس کے بعد نوع انسانی کا بس خاتمہ ہے۔ [1]

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ إِبْطَالُ مَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَقِدُونَهُ مِنْ تَأْثِيرِ الْكَوَاكِبِ، قَالَ الْخَطَّابِيُّ: كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَقِدُونَ أَنَّ الْكُسُوفَ يُوجِبُ حُدُوثَ تَغَيُّرِ الْأَرْضِ مِنْ مَوْتٍ أَوْ ضَرَرٍ، فَأَعْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ اعْتِقَادٌ بَاطِلٌ، وَأَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ خَلْقَانِ مُسَخَّرَانِ لِلَّهِ تَعَالَى لَيْسَ لَهُمَا سُلْطَانٌ فِي غَيْرِهِمَا وَلَا قُدْرَةَ عَلَى الدَّفْعِ عَنْ أَنْفُسِهِمَا

[1] زاد المعاد ۱/۴۳۵

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عہد جاہلیت والے ستاروں کی تاثیر کا جو عقیدہ رکھتے تھے اس حدیث سے اس کا ابطال ہوتا ہے، خطابی نے کہا کہ جاہلیت کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ گرہن سے زمین پر موت یا نقصان کا حادثہ ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ یہ اعتقاد باطل ہے اور سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو مخلوقات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں ان کو اپنے غیر میں کوئی اختیار نہیں اور نہ وہ اپنے ہی نفسوں سے کسی کو دفع کر سکتے ہیں (آج کل بھی عوام الناس جاہلیت جیسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں)۔ (۱)

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدُ

حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز میں اس کی نشانی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے۔ (۲)

عن ابن عمر، وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: قَالَ: بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ الدَّجَّالُ، وَبَيْنَ يَدَيِ الدَّجَّالِ كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ أَوْ أَكْثَرُ . قُلْنَا: مَا آيَتُهُمْ؟ قَالَ:أَنْ يَأْتُوكُمْ بِسُنَّةٍ لَمْ تَكُونُوا عَلَيْهَا يُغَيِّرُوا بِهَا سُنَّتَكُمْ وَدِينَكُمْ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاجْتَنِبُوهُمْ وَعَادُوهُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا قیامت سے پیشتر کانا دجال ظاہر ہوگا اور اس سے پہلے تیس کے قریب دجال کذاب عرصہ شہود میں آئیں گے، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی علامت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا وہ تمہارے سامنے ایسا طریقہ پیش کریں گے جس پر تم پہلے نہ ہوگے، اور اس نئے طریقے سے تمہارے دین کو بگاڑ دیں گے سو جب ایسے شخصوں کو پاؤ تو ان سے الگ رہو اور انہیں برا جانو۔ (۳)

أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں دجال کذاب (جھوٹے نبی) ظاہر ہوں گے، وہ تمہارے سامنے ایسی ایسی باتیں پیش کریں گے جو نہ صرف تم نے بلکہ تمہارے آباؤ اجداد نے بھی نہ سنی ہوں گے، خبردار! ان سے بچنا اور اپنے دامن کو ان سے محفوظ رکھنا مبادا تمہیں گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔ (۴)

---

(۱) نیل الاوطار ۳۸۸/۳

(۲) تفسیر الثعلبی ۳۲/۳، تفسیرالرازی ۲۶/۱، تفسیرالقرطبی ۳۱۳/۴

(۳) المُعْجَمُ الكَبِير للطبراني ۱۳۹۰۴، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۲۴۸۵، کنز العمال ۳۸۳۸۰

(۴) صحيح مسلم مقدمة الإمام مسلم رحمه الله بَابٌ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْكَذَّابِينَ وَمَنْ يُرْغَبُ عَنْ حَدِيثِهِمْ ۷، صحيح ابن حبان ۶۷۶۶، مسنداحمد ۸۲۶۷، مشكاة المصابيح ۱۵۴، مسند إسحاق بن راهويه ۳۳۲، مستدرک حاکم ۳۵۱، البدع والنهي عنها لابن وضاع ۶۵، شرح السنة للبغوی ۱۰۷، شرح مشكل الآثار للطاوی ۲۹۵۴، مسند أبي يعلى ۶۳۸۴

نماز کسوف

نماز کسوف پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں مگر زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ اس کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ البَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ القِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ القِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ القِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لاَ يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، فَاذْكُرُوا اللَّهَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا لمبا قیام کیا کہ اتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جا سکتی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع لمبا کیا اور اس کے بعد کھڑے ہوئے تو اب کی مرتبہ بھی قیام بہت لمبا تھا لیکن پہلے سے کچھ کم پھر ایک دوسرا لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے، سجدہ سے اٹھ کر پھر لمبا قیام کیا لیکن پہلے قیام کے مقابلے میں کم لمبا تھا پھر ایک لمبا رکوع کیا یہ رکوع بھی پہلے رکوع کے مقابلے میں کم تھا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک کھڑے رہے اور قیام بھی پہلے سے مختصر تھا پھر (چوتھا) رکوع کیا یہ بھی بہت لمبا تھا لیکن پہلے سے کچھ کم، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا، اور نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت وزندگی کی وجہ سے ان میں گرہن نہیں لگتا اس لیے جب تم کو معلوم ہو کہ گرہن لگ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ [1]

ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُولَجُونَهُ، فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ، حَتَّى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا أَخَذْتُهُ أَوْ قَالَ: تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِي عَنْهُ، لَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ، وَذَلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ، مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ، فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ: إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي، وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا

پھر فرمایا ایسی کوئی چیز (دوزخ، جنت، قبر وحشر) جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے نہیں جو میں نے اپنی اس نماز میں نہ دیکھی ہو، میرے سامنے جنت بھی لائی گئی تم نے دیکھا ہوگا کہ میں نے اس کا خوشہ توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا پھر میں نے توڑنے کا ارادہ ترک کر دیا چنانچہ دوزخ

[1] صحیح بخاری کتاب الکسوف بَابُ صَلَاةِ الكُسُوفِ جَمَاعَةً ۱۰۵۲، صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۲۱۰۹

میرے سامنے لائی گئی اور تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا ہو گا اس ڈر سے کہ شاید آگ کی لپٹ مجھے لگ جائے، اور یہاں تک قریب آئی کہ میں نے اس میں ٹیڑھے منہ کی لکڑی والے کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو آگ میں گھسیٹ رہا تھا وہ دنیا میں حاجیوں کا سامان اس طرح چوری کرتا تھا کہ وہ اپنی لکڑی سے کسی چیز کو اٹکاتا (یعنی چادر کپڑا وغیرہ) اگر مالک اس سے آگاہ ہو جاتا تو کہہ دیتا کہ یہ چیز میری کھونڈی میں اٹک گئی ہے اور اگر مالک غافل ہو گیا تو لے کر چل دیتا تھا اور یہاں تک کہ میں نے اس عورت کو بھی دوزخ میں دیکھا جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ اپنا پیٹ بھرے نہ خود اسے کھانے کو دیتی تھی وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی تھی یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ (۱)

رضی اللہ عنہما نماز کسوف میں تین، چار اور پانچ رکوع بھی منقول ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ، حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذَاكَ، فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور ان دنوں بڑی سخت گرمی تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی اور بہت لمبا قیام کیا یہاں تک کہ لوگ گرنے لگے پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبا رکوع کیا پھر رکوع کیا اور لمبا قیام کیا پھر دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا الغرض (دو رکعت میں) چار رکوع ہوئے اور چار سجدے۔ (۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ، ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دو رکعتوں میں) آٹھ رکوع کیے چار سجدے کیے۔ (۳)

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ، فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ، وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ، فَقَرَأَ سُورَةً مِنَ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۲۱۰۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۲۱۰۰ ،سنن ابوداودکتاب صلاۃ استسقائ بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ ۱۱۷۹،مسنداحمد۱۵۰۹۸،السنن الکبری للبیہقی ۶۳۱۴

(۳) صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ ذِكْرِ مَنْ قَالَ إِنَّهُ رَكَعَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ ۲۱۱۱،سنن ابوداود کتاب صلاۃ استسقائ بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ ۱۱۸۳،سنن نسائی کتاب الکسوف باب بَابُ كَيْفَ صَلَاةُ الْكُسُوفِ ۱۴۷۰

الطُّولِ، وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت کی قرات کی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے، پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دعا کرتے رہے حتی کہ سورج صاف ہو گیا۔ (۱)

حکم الألباني : ضعيف

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف روایت ہے،

شیخ محمد صبحی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (۲)

فقد رواه عبد الله بن أبي جعفر الرازي عن أبيه أيضا

اس کی سند میں عبد اللہ بن ابی جعفر الرازی (عیسی بن عبد اللہ بن ماھان) راوی مقال ہے۔ (۳)

رضی اللہ عنہما نمازی ہر دو رکوعوں کے درمیان قرات کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ، قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز پڑھائی قرأت فرمائی پھر رکوع کیا، پھر قرأت کی رکوع کیا پھر قرأت کر کے رکوع کیا پھر قرأت فرما کر کے رکوع کیا پھر سجدہ کیا۔ (۴)

رضی اللہ عنہما ایک روایت میں صرف ایک رکوع کا ذکر ہے۔

قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ: بَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضًا لَنَا، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِينَ مِنَ الْأُفُقِ اسْوَدَّتْ حَتَّى كَأَنَّهَا تَنُّومَةٌ، فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَوَاللَّهِ لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا، فَدَفَعْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ، فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ قَالَ: فَاسْتَقْدَمَ فَصَلَّى بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، لَا يُسْمَعُ لَهُ صَوْتٌ، ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، وَلَا يُسْمَعُ لَهُ صَوْتٌ، ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، لَا يُسْمَعُ لَهُ صَوْتٌ قَالَ: ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ

(۱) سنن ابوداودکتاب بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ ۱۱۸۲، مستدرک حاکم ۱۲۳۷، مسنداحمد ۲۱۲۲۵

(۲) سبل السلام ۱٫۵۴۴

(۳) میزان الاعتدال ۳٫۳۰۵

(۴) صحیح مسلم کتاب الکسوف بَابُ ذِكْرِ مَنْ قَالَ إِنَّهُ رَكَعَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ ۲۱۱۲، سنن ابوداودکتاب صلاۃ الاستسقاء بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ ۱۱۸۳، سنن نسائی کتاب الکسوف بَابُ كَيْفَ صَلَاةُ الْكُسُوفِ ۱۴۷۱، صحیح ابن خزیمۃ ۱۳۸۵

مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ: فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ: فَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَشَهِدَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ میں اور ایک انصاری نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نشانہ بازی کر رہے تھے حتی کہ دیکھنے والے کی آنکھ میں جب سورج افق سے دو یا تین نیزے پر تھا تو وہ سیاہ ہو گیا جیسے کہ تنومہ (گھاس) ہو، ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا چلو آؤ مسجد کی طرف چلیں اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کی اس کیفیت میں امت کو ضرور کوئی نئی بات تعلیم فرمائیں گے، سو ہم فوراً وہاں پہنچ گئے (جیسے گویا ہمیں دھکیل دیا گیا ہو) تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے ہوئے تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہایت طویل قیام کرایا ایسا کہ کبھی بھی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں کرایا تھا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں سن رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہایت طویل رکوع کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں کرایا تھا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں سن رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہایت طویل سجدہ کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں کرایا تھا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نہیں سن رہے تھے، پھر دوسری رکعت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور دوسری رکعت میں بیٹھنے کے دوران میں سورج صاف ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا پھر کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، توحید اور اپنی عبدیت و رسالت کی شہادت دی۔ [1]

تحقيق الألباني: ضعيف

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ، ثُمَّ رَكَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ نَفَخَ فِي آخِرِ سُجُودِهِ، فَقَالَ: أُفْ أُفْ، ثُمَّ قَالَ: رَبِّ، أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ؟ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ؟» فَفَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَقَدْ أَمْحَصَتِ الشَّمْسُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع نہیں کریں گے، پھر رکوع کیا (اتنا لمبا رکوع کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر نہیں اٹھائیں گے، پھر سر مبارک اٹھایا (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ نہیں کریں گے (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے، پھر سر اٹھایا (اور اتنی دیر بیٹھے رہے کہ) لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے، پھر سجدہ کیا (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر نہیں اٹھائیں گے اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا اور آخری سجدے میں زور زور سے سانس لینے لگے اور اف اف کی آواز نکالی، اور کہا اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک میں ان میں

[1] صحیح ابن خزیمة ۱۳۹۷

موجود ہوں ان کو عذاب نہیں دے گا، کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان کو عذاب نہ دے گا؟ الغرض رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ [1]

حكم الألباني: صحيح لكن بذكر الركوع مرتين كا في الصحيحين
شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دو رکوعوں کے ذکر کے ساتھ صحیح ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے۔

عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں

قَرَأَ سُورَتَيْنِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ
آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو سورتوں کی قرات کی اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ [2]

مذکورہ حدیث کے الفاظ کے ساتھ بھی ایک رکوع کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے لیکن یہ الفاظ ایک رکوع کے اثبات کے لیے صریح نہیں ہیں۔

الْجَوَابُ مِنْ ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ؛ أَحَدُهَا: أَنَّ أَحَادِيثَ تَكْرَارِ الرُّكُوعِ أَصَحُّ إِسْنَادًا وَأَسْلَمُ مِنَ الْعِلَّةِ وَالِاضْطِرَابِ ، الثَّانِي: أَنَّ رُوَاتَهَا مِنَ الصَّحَابَةِ أَكْبَرُ وَأَكْثَرُ وَأَحْفَظُ وَأَجَلُّ مِنْ سَمُرَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ؛ فَلَا تُرَدُّ رِوَايَتُهُمْ بِهَا، الثَّالِثُ: أَنَّهَا مُتَضَمِّنَةٌ لِزِيَادَةٍ فَيَجِبُ الْأَخْذُ بِهَا
علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا جواب تین طریقوں سے دیا جا سکتا ہے پہلا یہ کہ تکرار رکوع والی حدیث سند از یادہ صحیح، علت و اضطراب سے سالم، دوسرا یہ کہ کبار صحابہ سے مروی اور زیادہ (علم) پر مشتمل ہے بجز حدیث سمرہ اور نعمان بن بشیر کے رواۃ سے چنانچہ ان کی روایت کو اس کے مقابلے میں رد نہیں کیا جا سکتا، تیسرا یہ کہ انہی وجوہات پر انہیں اختیار کرنا زیادہ درست ہے [3]

○ کسوف کے موقع پر دعا، تکبیر، صدقہ اور استغفار کرنا مستحب ہے۔

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا، فَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نماز کسوف ادا کرنے کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جب ان کو گہن کی صورت میں دیکھو تو اللہ کو پکارو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ صاف ہو جائے۔ [4]

فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، فَادْعُوا اللَّهَ، وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے جب تم سورج گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، تکبیریں کہو، نماز پڑھو اور صدقہ

---

[1] سنن ابوداودکتاب صلاۃ الاستسقاءٔ بَابُ مَنْ قَالَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ ۱۱۹۴

[2] صحيح مسلم كتاب الكسوف بَابُ ذِكْرِ النِّدَاءِ بِصَلَاةِ الْكُسُوفِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ ۲۱۱۹

[3] إعلام الموقعين ۲٫۲۶۶

[4] صحیح بخاری كتاب الجمعة بَابُ الدُّعَاءِ فِي الخُسُوفِ ۱۰۶۰

کرو۔ (۱)

فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے جب تم اس (یعنی آفتاب وماہتاب گہن) سے کچھ بھی دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے دعا اور استغفار شروع کر دو۔ (۲)

○ نماز کسوف با جماعت ادا کرنا۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کو با جماعت ادا کیا ہے جیسا کہ مختلف روایات سے یہ بات ثابت ہے حتیٰ کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب قائم کیا ہے

بَابُ صَلَاةِ الكُسُوفِ جَمَاعَةً

نماز کسوف با جماعت ادا کرنا۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی بھیج کر اعلان کروایا،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ مُنَادِيًا: بالصَّلَاةُ جَامِعَةٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج گہن ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ یوں پکار دے کہ سب لوگ مل کر نماز ادا کرو۔ (۳)

(نماز کسوف کے لیے اعلان عام تو مستحب ہے مگر معروف اذان و اقامت نہیں ہے) لہذا یہ نماز با جماعت ادا کرنا ہی افضل ہے تاہم جس روایت میں وجوب پر استدلال کیا جاتا ہے وہ ضعیف ہے، جیسا کہ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں

إِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ

جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو جیسے کہ تم نے ابھی قریبی فرض نماز پڑھی ہے۔ (۴)

لم يسمعه ابوقلابة عن قبيصة، انمارواه عن رجل عن قبيصة-حكم الألباني: ضعيف

---

(۱) صحيح بخارى كتاب الكسوف بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الكُسُوفِ ۱۰۴۴

(۲) صحيح بخارى كتاب الجمعة بَابُ الذكر ۱۰۵۹

(۳) صحيح بخارى أَبْوَابُ الكُسُوفِ بَابُ الجَهْرِ بِالقِرَاءَةِ فِي الكُسُوفِ ۱۰۶۶، صحيح مسلم كتاب الكسوف بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ ۲۰۹۲، سنن ابوداودكتاب صلاة الاستسقاء بَابُ يُنَادَى فِيهَا بِالصَّلَاةِ ۱۱۹۰، سنن نسائى كتاب الكسوف بَابُ الْأَمْرِ بِالنِّدَاءِ لِصَلَاةِ الْكُسُوفِ ۱۴۶۸

(۴) سنن ابوداودكتاب صلاة الاستسقاء بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ ۱۱۸۵، السنن الكبرى للنسائى ۱۸۸۳، مستدرك حاكم ۱۲۳۸، السنن الكبرى للبيهقى ۶۳۳۵

ابو قلابہ نے قبیصہ سے نہیں سنا بلکہ روایت کچھ اس طرح سے ہے کہ کوئی آدمی قبیصہ سے روایت کرتا ہے اور امام الالبانی رحمہ اللہ نے اس روایت ضعیف کہا ہے۔

○نماز کسوف میں جہری قرات ہوگی یا سری۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلاَةِ الخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز کسوف میں قرات بلند آواز سے کی۔ (۱)

لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا

سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے ہم آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آواز نہیں سنتے تھے۔ (۲)

وہ ضعیف روایت ہے۔

إِلَّا أَنَّ الْجَهْرَ أَوْلَى مِنْ الْإِسْرَارِ

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں جہری قرات سری قرات سے زیادہ بہتر۔ (۳)

وَهَذَا الْقَوْلُ هُوَ الرَّاجِحُ الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ

عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں جہری قرات کا قول راجح ہے۔ (۴)

ما صح عنه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الجهر وما لم يصح عنه من الإسرار

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں صحیح احادیث سے جہری قرات ہی ثابت ہے۔ (۵)

وَقَدْ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ الْمُنْذِرِعَنْ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَاللَّيْثُ بْنِ سَعْدٍ وَجُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يُسِرُّ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، وَيَجْهَرُ فِي خُسُوفِ الْقَمَرِ

امام احمد رحمہ اللہ، اسحاق رحمہ اللہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ اور ابن منذر رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور لیث بن سعد اور جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے کہ سورج گہن کے موقع پر سری قرات اور چاند گہن کے موقع پر جہری قرات کی جائے گی۔ (۶)

○نماز کسوف کے بعد خطبے کی شرعی حیثیت

(۱) صحيح بخارى كتاب الكسوف بَابُ الجَهْرِ بِالقِرَاءَةِ فِي الكُسُوفِ ۱۰۶۵، صحيح مسلم كتاب الكسوف بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ ۲۰۹۳، سنن ابوداودكتاب صلاة الاستسقاء بَابُ يُنَادَى فِيهَا بِالصَّلَاةِ ۱۱۹۰

(۲) سنن ابوداودكتاب صلاة الاستسقاء بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ ۱۱۸۴

(۳) نيل الاوطار ۳/۳۹۴

(۴) تحفة الاحوذى ۳/۱۲۰

(۵) تمام المنة ۱/۲۶۳

(۶) تحفة الاحوذى ۳/۱۱۹، نيل الاوطار ۳/۳۹۴، المغنى لابن قدامة ۲/۳۱۳، المجموع شرح المهذب ۵/۴۶، المبسوط ۲/۷۶

نماز کسوف کے بعد خطبہ بھی مسنون ہے جیسا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فراغت کے بعد وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا

فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الشَّمْسَ وَالقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، لاَ يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ

سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی موت وزندگی کی وجہ سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے

بَابُ خُطْبَةِ الإِمَامِ فِي الكُسُوفِ

دوران کسوف امام کا خطبہ ارشاد فرمانا (مسنون ہے)

اور اسی کے تحت نقل کیا ہے

وَقَالَتْ عَائِشَةُ، وَأَسْمَاءُ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۲)

○ نماز کسوف کے لیے آذان واقامت کہنا۔

نماز کسوف کے لیے آذان واقامت کہنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

○ کسوف سے اللہ کے بندوں کو ڈرانا مقصود ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الشَّمْسَ وَالقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت یا حیات سے گہن نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ ان دونوں (آفتاب وماہتاب کے گہن) کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ (۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ صَلَّى فِي الزَّلْزَلَةِ بِالْبَصْرَةِ فَأَطَالَ الْقُنُوتَ ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقُنُوتَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ صَلَّى الثَّانِيَةَ كَذَلِكَ، فَصَارَتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَقَالَ: هَكَذَا صَلَاةُ الْآيَاتِ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زلزلے کے موقع پر چار سجدوں اور چھ رکوعوں کے ساتھ نماز پڑھی اور فرمایا آیات الٰہی کی نماز اسی طرح پڑھی جاتی ہے۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجمعة بَابُ صَلاَةِ الكُسُوفِ جَمَاعَةً ۱۰۵۲

(۲) صحیح بخاری کتاب الکسوف بَابُ خُطْبَةِ الإِمَامِ فِي الكُسُوفِ ۱۰۴۶

(۳) صحیح بخاری کتاب الکسوف بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللهُ عِبَادَهُ بِالكُسُوفِ ۱۰۴۸

(۴) السنن الکبری للبیہقی ۶۳۸۲، مصنف عبدالرزاق ۴۹۲۹

وفد بنی غسان:

یہ عظیم یمانی قبیلہ تھاعام طور پر اسے کہلانی قحطانی کہاجاتاہے،سد مارب کے ٹوٹنے کے بعد یہ قبیلہ یمن سے نکل کر جزیرۃ العرب کے شمال مغربی سرحدی مقام پر آباد ہوگیا تھااور وہاں اپنی حکومت قائم کی تھی جو رومیوں کے زیر اثر تھی اسی وجہ سے بنوغسان نے عیسائیت قبول کرلی تھی،ان کا آخری بادشاہ جبلہ بن انہیم تھا،علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب ارض القرآن میں ثابت کیاہے کہ بنوغسان قحطانی نہیں بلکہ اسمٰعیلی تھے اور اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹے نابت کی اولاد سے تھے۔

قَالُوا: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ عَشْرٍ. الْمَدِينَةَ. وَنَحْنُ ثَلاثَةُ نَفَرٍ. فَنَزَلْنَا دَارَ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، فَإِذَا وُفُودُ الْعَرَبِ كُلُّهُمْ مُصَدِّقُونَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا فِيمَا بَيْنَنَا: أَيَرَانَا شَرَّ مَنْ يَرَى مِنَ الْعَرَبِ! ثُمَّ أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْنَا وَصَدَّقْنَا وَشَهِدْنَا أَنَّ مَا جَاءَ بِهِ حَقٌّ،وَلا نَدْرِي أَيَتْبَعُنَا قَوْمُنَا أَمْ لا ،فَأَجَازَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَوَائِزَ وَانْصَرَفُوا رَاجِعِينَ

کہتے ہیں ہم لوگ رمضان دس ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آئے،ہم کل تین آدمی تھے اور رملہ بنت الحارث کے مکان پر اترے،ہم نے دیکھا کہ عرب کے قبائل سب کے سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کر رہے تھے اس پر ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ عرب کے عقل مند لوگ کیا ہمیں اس نظر سے دیکھیں گے کہ پورے عرب میں ہم ہی برے ہیں! چنانچہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اسلام لائے،تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لائے ہیں سب حق ہے،ہم نہیں جانتے تھے کہ ہماری قوم ہماری پیروی کرے گی یا نہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطیات وتحائف سے نوازا،

فَقَدِمُوا عَلَى قَوْمِهِمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ،فَكَتَمُوا إِسْلامَهُمْ حَتَّى مَاتَ مِنْهُمْ رَجُلانِ مُسْلِمَيْنِ،وَأَدْرَكَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَامَ الْيَرْمُوكِ فَلَقِيَ أَبَا عُبَيْدَةَ فَخَبَّرَهُ بِإِسْلامِهِ فَكَانَ يُكْرِمُهُ

اور یہ لوگ اسلام کی دولت سے مالامال ہوکر واپس آئے تو قوم نے ان کی دعوت کو تسلیم نہ کیا،ان اصحاب نے شام جاکر اپنی قوم سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ نشہ حکومت میں مست تھی،یہ تینوں نیک بخت آخر دم تک اسلام پر قائم رہے ان میں سے دو آدمی تو اسی حال میں فوت ہوگئے،اور تیسرے شخص نے جنگ یرموک میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو پایا وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے جاملے اور ان کو اپنے اسلام کی اطلاع دی،ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان کا بہت اکرام واحترام کرتے تھے۔[1]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر فرمانا:

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعِي رَجُلاَنِ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۲۲۳؍۵، زادالمعاد۵۸۹؍۳،عیون الآثر۳۲۱؍۲،ابن سعد۲۵۵؍۱

وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِي، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ، فَكِلَاهُمَا سَأَلَ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى، أَوْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ العَمَلَ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ، فَقَالَ: لَنْ، أَوْ: لاَ نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى، أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ، إِلَى اليَمَنِ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میرے ساتھ اشعری قبیلے کے دو شخص تھے ایک میرے دائیں طرف تھا اور دوسرا بائیں طرف، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدمت (یعنی حکومت اور عہدے کی) درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس! (یہ کیا) میں نے اسی وقت عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے انہوں نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ عامل بننا چاہتے ہیں، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس کو عامل نہیں بناتے جو عامل بننا چاہتا ہے (کیونکہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ذی علم و ذہین تھے اور انتظامی مہارت رکھتے تھے اس لئے فرمایا) ہاں ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! تم یمن کی حکومت پر جاؤ۔[1]

ملک یمن دو حصوں میں منقسم تھا اور ہر حصہ کو مخلاف (صوبہ) کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن کے علاقہ زبید اور عدن کا حاکم مقرر فرمایا اور یمن کے دوسرے جند کا والی معاذ بن جبل کو مقرر فرمایا، یہ نہایت خوبصورت، بااخلاق اور بہت فراخ دست تھے اس لئے ان پر قرضوں کا بہت بار ہو گیا تھا، یہ بھی قرآن کے بڑے عالم تھے یقُولُ: خُذُوا القُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ فَبَدَأَ بِهِ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن چار آدمیوں سے سیکھو ابن ام عبد کے بیٹے (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما)، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ حضرات قرآن مجید کے ماہرین خصوصی شمار کیے جاتے تھے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اساتذہ قرآن مجید کی حیثیت سے نامزد فرمایا۔

معاذ بن جبل حلال و حرام کے بہت جاننے والے تھے،

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِينِ اللَّهِ عُمَرُ وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ،

---

[1] صحیح بخاری کِتَابُ اسْتِتَابَةِ المُرْتَدِّينَ وَالمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ بَابُ حُكْمِ المُرْتَدِّ وَالمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ ۶۹۲۳

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۷۵۸، بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۸۰۶، وبَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۳۸۰۸، وكتاب بَابُ القُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۹۹۹، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأُمِّهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۶۳۳۴

وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ کے احکام میں زیادہ مضبوط اور سخت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ حیا میں سچے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ فرائض کا علم رکھنے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ کی کتاب کی قرات میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور حلال وحرام کے سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔[1]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان حضرات میں سے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی فتویٰ دیا کرتے تھے،

فأرسله رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اليمن، وقال: لعل الله يجبرك، ويؤدي عنك دينك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن روانہ فرمایا اور فرمایا اس طرح توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے نقصان کی تلافی فرمادے گا اور تمہارے قرضہ جات ادا فرمادے گا۔[2]

بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوسَى، وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى اليَمَنِ، قَالَ: وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلاَفٍ قَالَ: وَاليَمَنُ مِخْلاَفَانِ ،ثُمَّ قَالَ:يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلاَ تَخْتَلِفَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا، دونوں صحابیوں کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا، روانگی سے قبل آپ نے ان دونوں کو تاکید فرمائی کہ آسانی سے کام لینا اپنی رعیت پر تنگی نہ کرنا، خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا (یعنی ایسی مشکلات نہ پیدا کرنا کہ لوگ اسلام سے نفرت کرنے لگیں) ایک دوسرے کی بات ماننا اور باہم اختلاف نہ کرنا۔[3]

معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کو مزید نصیحتیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى اليَمَنِ:إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ

[1] مسند احمد ۱۳۹۹۰،سنن ابن ماجہ کتاب السنۃفَضَائِلُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ۱۵۴

[2] اسد الغابۃ ۱۸۷؍۵

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ بَعْثِ أَبِي مُوسَى، وَمُعَاذٍ إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۳۴۱، وکتاب الادب بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا۶۱۲۵ ،وکتاب الاحکام بَابُ أَمْرِ الوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى مَوْضِعٍ: أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلاَ يَتَعَاصَيَا ۷۱۷۲، وكِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ ۳۰۳۸،صحیح مسلم كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِبَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالتَّيْسِيرِ، وَتَرْكِ التَّنْفِيرِعن ابی موسیٰ ۴۵۲۶

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کو یمن کا (حاکم بنا کر بھیجتے وقت انہیں) مزید نصیحتیں فرمائیں، تم ایک اہل کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو (جب تم ان کے پاس پہنچو) تو سب سے پہلے ان کو یہ دعوت دینا کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیں، اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان ہی کے مساکین میں تقسیم کی جائے گی، اگر وہ یہ مان لیں تو ان کے بہترین مال سے بچنا اور مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ [1]

قَوْلُهُ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ اسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ الْإِمَامَ هُوَ الَّذِي يَتَوَلَّى قَبْضَ الزَّكَاةِ وَصَرْفَهَا إِمَّا بِنَفْسِهِ وَإِمَّا بِنَائِبِهِ فَمَنِ امْتَنَعَ مِنْهَا أُخِذَتْ مِنْهُ قَهْرًا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث کے جملہ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ سے دلیل لی گئی ہے کہ زکوٰۃ امام وقت وصول کرے گا اور وہی اسے اس کے مصارف میں خرچ کرے گا وہ خود کرے یا اپنے نائب سے کرائے اگر کوئی زکوٰۃ اسے نہ دے تو وہ زبردستی اس سے وصول کرے گا۔ [2]

وَإِنَّكَ سَتَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أهل الْكتاب، يسئلونك مَا مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ،فَقُلْ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ رضی اللہ عنہ! تم ایک اہل کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو وہ تم سے جنت کی چابی کے متعلق سوال کریں گے، ان کو بتانا کہ جنت کی چابی لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ [3]

یہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جائے گی اور راستہ میں اس کو کوئی چیز نہیں روکے گی، جو شخص قیامت کے دن یہ چابی صدق دل سے لایا اس کے سب گناہ ڈھل جائیں گے۔

فقال معاذ أرأيت ما سئلت عنه واختصم الیّ فيه مما ليس فی كتاب ولم أسمع منك عنه ،فقال تواضع لله يرفعك الله ولا تقضين الا بعلم فان أشكل عليك أمر فسل ولا تستحی واستشر ثم اجتهد فان الله عز وجل ان يعلم منك الصدق يوفقك فان التبس عليك فقف حتى تثبته أو تكتب الیّ فيه واحذر الهوى فانه قائد الاشقياء الى النار وعليك بالرفق

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں اگر مجھ سے وہ بات پوچھی گئی جو اللہ کی کتاب میں نہیں اور میں نے آپ سے بھی اس کے بارہ میں اللہ کا کوئی حکم نہیں سنا تو میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فروتنی اختیار کرنا اللہ تمہارا سر اونچا کرے گا، علم کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرنا، کوئی

---

[1] صحيح بخاری كتاب المغازی بَابُ بَعْثِ أَبِي مُوسَى، وَمُعَاذٍ إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۳۴۷،وكتاب الزكوٰة بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الأَغْنِيَاءِ وَتُرَدَّ فِي الفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا۱۴۹۶ ،صحيح مسلم كتاب الايمان بَابُ باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام۱۲۱،مسند احمد۲۰۷۱،صحيح ابن خزيمة۲۲۷۵،صحيح ابن حبان۵۰۸۱،السنن الكبرى للبيهقی۱۳۱۲۸

[2] فتح الباری ۳۶۰؍۳

[3] ابن ہشام ۵۹۰؍۲ ،الروض الانف ۴۸۷؍۷

اشکال پیش آئے تو پوچھ لینا شرم نہ کرنا اور اہل علم سے مشورہ لینا پھر اپنی صوابدید سے کام لینا اگر تمہاری نیت نیک ہوئی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا، اگر معاملہ واضح نہ ہو تو فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرنا حتی کہ حق واضح ہو جائے یا مجھ سے پوچھ لینا، اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کرنے سے بچنا کیونکہ یہ بد بخت انسانوں کو آگ میں لے جائے گی اور ہر حالت میں نرمی کو شعار بنانا۔ [1]

قَالَ: لَمَّا بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ لِي: بِمَ تَقْضِي إِنْ عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟ قَالَ قُلْتُ: أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ، قَالَ:فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللهِ؟قُلْتُ: أَقْضِي بِمَا قَضَى بِهِ الرَّسُولُ،قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيمَا قَضَى بِهِ الرَّسُولُ؟قَالَ قُلْتُ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلا آلُو،قَالَ فَضَرَبَ صَدْرِي وَقَالَ:الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللهِ

ایک روایت میں ہے جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے پوچھا کوئی جھگڑا آئے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں اللہ کی کتاب میں نہ ملے تو؟ عرض کیا میں اللہ کے رسول کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے؟ عرض کیا پھر اپنے علم کے مطابق حق معلوم کرنے کی کوشش کروں گا اور اس میں کسی طرح کی کمی نہیں کروں گا یہ سن کر آپ ﷺ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو صحیح فیصلہ کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ [2]

یہ روایت فقہاء کے نزدیک بہت زیادہ مشہور ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ سند کے لحاظ سے بالکل ضعیف ہے، ائمہ جرح و تعدیل میں کوئی بھی اس کی تصیح نہیں کرتا۔

اس کے ضعیف کے تین سبب گنوائے گئے ہیں

۱۔مرسل ہے،

۲۔اصحاب معاذ مجہول ہیں،

۳۔حارث بن عمرو مجہول ہے۔

قال البخاري: لا يصح، ولا يعرف إلا مرسلا

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں اور جتنے طرق معروف ہیں سبھی مرسل ہیں،

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هذاحديث لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث بس اسی سند سے مروی ہے جو میرے نزدیک متصل نہیں ہے،

---

[1] تاريخ الخميس ۲/۱۴۳

[2] جامع ترمذی ابواب الاحکام بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي كَيْفَ يَقْضِي ۱۳۲۷،سنن ابوداودکتاب القضاء بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ ۳۵۹۲،سنن الدارمی ۱۷۰،مسنداحمد ۲۲۰۰۷

والمرسل اصح

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مرسل ہونا ہی صحیح تر ہے،

لایصح لان الحارث مجھول وشیوخه لایعرفون

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ راوی حارث مجہول ہے اور اس کے شیوخ کی بھی خبر نہیں کہ کون ہیں،

لایصح

ابن طاہر کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے،

لایصح

ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے،

وانی له الصحة؟ومداره علی الحارث بن عمروو ھومجھول عن رجال من اھل حمص لایدری من ھم

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے؟ اس کا مدار حارث بن عمرو پر ہے اور وہ خود مجہول ہے، اہل حمص سے روایت کرتا ہے جن کی خبر نہیں کہ وہ کون ہیں۔

علاوہ ازیں عقیلی، سبکی اور ابن حجر رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں،

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں معنوی اعتبار سے بھی اس میں زبردست خلل ہے اس میں معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا اگر اس میں نہ ملا تو پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر اس میں بھی نہ ملا تو پھر رائے استعمال کروں گا حالانکہ یہ ترتیب اور قرآن وسنت کی تفریق کس طرح صحیح نہیں بلکہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کیونکہ سنت قرآن کریم کے مجمل کا بیان کرتی ہے، مطلق کی تقیید اور عموم کی تخصیص کرتی ہے الغرض یہ ترتیب صحیح نہیں بلکہ ہر مسئلہ بیک وقت قرآن وسنت میں تلاش کیا جائے پھر خیر القرون صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے فتاوی ومعمولات کو دیکھا جائے اگر نہ ملے تو صاحب علم کو استنباط واستدلال اور اجتہاد کا حق حاصل ہے۔[1]

عَنْ مُعَاذٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لما بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ:فَقَدْ بَعَثْتُكَ إِلَى قَوْمٍ رَقِيقَةٍ قُلُوبُهُمْ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ مَرَّتَيْنِ، فَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مِنْهُمْ مَنْ عَصَاكَ

معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا میں نے تمہیں ایسی قوم کی طرف بھیجا ہے جو نرم دل ہیں پس تم اپنی اطاعت کرنے والوں کو ساتھ لے کر اپنی حکم عدولی ونافرمانی کرنے والوں سے جنگ کرنا۔[2]

[1] سلسله الاحادیث الضعیفه ح۸۸۱،صفحه نمبر۲۷۳،۲

[2] البداية والنهاية۱۱۶،۵ ،شرح الزرقانی علی المواهب۱۳۳،۴

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا شراب کے متعلق سوال:

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ شَرَابًا يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ مِنَ الشَّعِيرِ، وَشَرَابٌ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ، فَقَالَ:كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے علاقہ میں جو سے شراب بنتی ہے جسے مزر کہتے ہیں اور شہد کی شراب کو بتع کہتے ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ والی شراب حرام ہے۔[1] جو چیزیں کھانے کی ہوں یا پینے کی نشہ آور ہوں اس کا استعمال حرام ہے۔

عن ابن عباس قال :أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ لَمَّا بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ:يَا مُعَاذُ، إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا، وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي وَقَبْرِي ، فَبَكَى مُعَاذٌ خَشَعًا لِفِرَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَبْكِ يَا مُعَاذُ، الْبُكَاءُ أَوْ إِنَّ الْبُكَاءَ مِنَ الشَّيْطَانِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو وداع کرنے کے لئے شہر سے باہر تشریف لے گئے، کیفیت یہ تھی کہ معاذ رضی اللہ عنہ سواری پر سوار تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سواری کے سایہ میں پیدل چل رہے تھے اور آپ کو نصائح وہدایات فرماتے جاتے تھے، جب ان نصائح سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! غالباً تم اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکو شاید تم میری قبر اور مسجد پر آؤ گے، یہ سن کر معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر رو دیئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ مت رو، رونا دھونا شیطان کا کام ہے۔[2]

قال الحافظ قال :واتفقوا على أن معاذا لم يزل على اليمن إلى أن قدم في عهد أبي بكر، ثم توجه إلى الشام، فمات بها

پھر معاذ رضی اللہ عنہ برابر یمن کے حاکم رہے یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں واپس آئے پھر شام کا سفر کیا اور وہیں طاعون میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔[3]

معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یمن پہنچنا:

فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ كَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا،

---

[1] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا ۶۱۲۴،صحيح مسلم كتاب الاشربة بَابُ بَيَانِ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَأَنَّ كُلَّ خَمْرٍ حَرَامٌ ۵۲۱۴

[2] دلائل النبوة للبيهقى ۵؍۴۰۴ ،شرح الزرقانى على المواهب ۴؍۱۳۳

[3] شرح الزرقانى على المواهب ۴؍۱۳۷

فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى، فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ، وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ، وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً ،فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ : يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هَذَا؟قَالَ: هَذَا كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ، ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ دِينَ السَّوْءِ فَتَهَوَّدَ،قَالَ: لاَ أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ

اس کے بعد وہ دونوں اپنے اپنے کام پر روانہ ہو گئے، دونوں میں سے جب کوئی اپنے علاقے کا دورہ کرتے کرتے اپنے ساتھی کے قریب پہنچ جاتا تو ان سے تازی (ملاقات) کے لیے آتا اور سلام کرتا، ایک مرتبہ معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل دورہ کرتے ہوئے ابوموسیٰ اشعری کے علاقہ کے قریب سے گزرے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کے لئے ان کے علاقہ میں آئے، معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل اپنے خچر پر سوار تھے، دیکھا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ادر گرد بہت سے لوگ جمع ہیں، اور ان میں ایک آدمی کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کے لئے ایک گدا بچھایا معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری سے اترنے سے پہلے پوچھا اے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ یہ کیا معاملہ ہے؟ (اس شخص کے ہاتھ کیوں باندھے گئے ہیں) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شخص یہودی تھا پھر (اس نے اسلام قبول کیا اور) مسلمان ہو گیا اور اب مرتد ہو گیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ بولے میں اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے (معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ کمال جوش ایمان تھا کہ مرتد کو دیکھ کر فوراً ان کو وہ حدیث یاد آ گئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر دو، معاذ رضی اللہ عنہ نے جب تک شریعت کی حد جاری نہ ہوئی اس وقت تک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اترنا اور ٹھیرنا بھی مناسب نہ سمجھا)

قَالَ: إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذَلِكَ فَانْزِلْ،قَالَ: مَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ، كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟قَالَ: أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا ،قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَ: أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ، فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللهُ لِي، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اتریں تو سہی وہ تو قتل کرنے کے لیے ہی گرفتار کر کے لایا گیا ہے، معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک یہ قتل نہ ہو جائے پہلے اللہ اور اس کے رسول کا حکم نافذ کرو (پھر میں اتروں گا) الغرض ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرا دیا تب معاذ رضی اللہ عنہ خچر سے اترے دوران گفتگو معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! آپ قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا وقفے وقفے سے تلاوت کرتا رہتا ہوں، پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے معاذ رضی اللہ عنہ تم کس طرح پڑھتے ہو؟ معاذ رضی اللہ عنہ بولے میں اول رات سوتا ہوں پھر نیند کا حصہ پورا کرنے کے بعد قیام کرتا ہوں اور جتنا اللہ نے (تقدیر میں) لکھ دیا ہے پڑھ لیتا ہوں، میں اپنی نیند کو بھی اسی طرح باعث ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے قیام کو (یعنی سوتا اس لئے ہوں کہ قیام آسان ہو اور نماز میں اطمینان ونشاط حاصل ہو لہذا میرا سونا بھی نیکی ہے)۔[1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ بَعْثِ أَبِي مُوسَى، وَمُعَاذٍ إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۳۴۱، ۴۳۴۲ ،وکتاب استتابة المعاندين والمرتدين وقتالهم بَابُ حُكْمِ المُرْتَدِّ وَالمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ ۶۹۲۳،صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ النَّهْيِ عَنْ طَلَبِ الْإِمَارَةِ وَالْحِرْصِ عَلَيْهَا۴۷۱۸،البداية والنهاية ۵؍۱۱۵

شعبان دس ہجری

وفد بنی خولان:

قبیلہ خولان یمن کے قحطانی قبائل میں سے تھا،ان کا وطن صنعاء(یمن) کا مشرقی علاقہ تھا۔

وَقَدِمَ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ شَعْبَانَ سَنَةَ عَشْرٍ وَفْدُ خَوْلَانَ، وَهُمْ عَشَرَةٌ،وَأُنْزِلُوا دَارَ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَأَمَرَ بِضِيَافَةٍ ،فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللهِ، نَحْنُ عَلَى مَنْ وَرَاءَنَا مِنْ قَوْمِنَا، وَنَحْنُ مُؤْمِنُونَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمُصَدِّقُونَ بِرَسُولِهِ،وَقَدْ ضَرَبْنَا إِلَيْكَ آبَاطَ الْإِبِلِ، وَرَكِبْنَا حُزُونَ الْأَرْضِ وَسُهُولَهَاوَالْمِنَّةُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ عَلَيْنَا وَقَدِمْنَا زَائِرِينَ لَكَ

شعبان دس ہجری میں بنوخولان کا ایک دس رکنی مسلمان وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے انہیں رملہ بنت حارث کے مکان پرٹھہرایااور ان کی خاطر مدارت کاحکم فرمایااور عرض کیااے اللہ کے رسول ﷺ!ہم ان لوگوں کے سردار ہیں جنہیں ہم پیچھے چھوڑ آئے ہیں،ہم اللہ عزوجل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے رسول کی تصدیق کرتے ہیں،ہم اونٹوں پرطویل سفرطے کرکے آپ ﷺ کی خدمت بابرکت میں پہنچے ہیں ہم زمین کی سخت اور نرم جگہ پر چلے ہیں،اور ہم پرتمام احسان اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور ہم محض آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُمْ مِنْ مَسِيرِكُمْ إِلَيَّ فَإِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خَطْوَةٍ خَطَاهَا بَعِيرُ أَحَدِكُمْ حَسَنَةً، وَأَمَّا قَوْلُكُمْ زَائِرِينَ لَكَ، فَإِنَّهُ مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِينَةِ كَانَ فِي جِوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ،قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا السَّفَرُ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ،ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا فَعَلَ عَمُّ أَنَسٍ ،وَهُوَ صَنَمُ خَوْلَانَ الَّذِي كَانُوا يَعْبُدُونَهُ ،قَالُوا: أَبْشِرْ، بَدَّلَنَا اللهُ بِهِ مَا جِئْتَ بِهِ، وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَّا بَقَايَا مِنْ شَيْخٍ كَبِيرٍ وَعَجُوزٍ كَبِيرَةٍ مُتَمَسِّكُونَ بِهِ، وَلَوْ قَدِمْنَا عَلَيْهِ لَهَدَمْنَاهُ إِنْ شَاءَ اللهُ، فَقَدْ كُنَّا مِنْهُ فِي غُرُورٍ وَفِتْنَةٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایاتم نے میری زیارت کی خاطر سفر کی جو تکالیف اٹھائی ہیں توجان لو کہ تمہارے لیے اونٹ کے ہر قدم پر ایک نیکی ہے،اور تمہارا یہ قول کہ تم محض میری زیارت کرنے کے لیے آئے ہو توجان لوجس نے مدینہ طیبہ آکر میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میراہمسایہ ہوگا،انہوں نے عرض کیااے اللہ کے رسول ﷺ!پھر تواس زحمت میں کوئی خسارہ نہیں،رسول اللہ ﷺ نے پوچھاتم نے عم انس کاکیا کیا؟یہ قبیلہ خولان کابت تھاجس کی وہ پرستش کیاکرتے تھے،انہوں نے عرض کیا آپ ﷺ خوش ہوجائیں،اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض آپ ﷺ کادین عطافرمایاہے اور ہم میں سے ایک بوڑھااور ایک بوڑھیاباقی رہ گئے ہیں جوابھی تک اسی کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں،اور جب ہم واپس جائیں گے توان شاءاللہ اس کوتوڑ پھوڑ کر اس کانام ونشان بھی باقی نہیں چھوڑیں گے، سچ تویہ ہے کہ ہم اس کی وجہ سے(ایک بڑے) فتنہ اور(خوبصورت)فریب میں مبتلا تھے،

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا أَعْظَمُ مَا رَأَيْتُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ؟ قَالُوا: لَقَدْ رَأَيْتُنَا أَسْنَتْنَا حَتَّى أَكَلْنَا الرِّمَّةَ،

فَجَمَعْنَا مَا قَدَرْنَا عَلَيْهِ، وَابْتَعْنَا بِهِ مِائَةَ ثَوْرٍ وَنَحَرْنَاهَا لِعَمِّ أَنَسٍ قُرْبَانًا فِي غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ وَتَرَكْنَاهَا تَرِدُهَا السِّبَاعُ ، وَنَحْنُ أَحْوَجُ إِلَيْهَا مِنَ السِّبَاعِ ، فَجَاءَنَا الْغَيْثُ مِنْ سَاعَتِنَا، وَلَقَدْ رَأَيْنَا الْعُشْبَ يُوَارِي الرِّجَالَ، وَيَقُولُ قَائِلُنَا: أَنْعَمَ عَلَيْنَا عَمُّ أَنَسٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کا سب سے بڑا فتنہ کیا دیکھا؟ کہنے لگے ہمیں قحط سالی نے آن لیا حتی کہ ہم ہر ناقص چیز تک کھا گئے، پھر ہم نے حسب استطاعت مال جمع کیا اور اس کے ایک سو بیل خریدے اور انہیں عم انس کے نام پر ایک ہی صبح کو ذبح کر دیا اور درندوں کے لیے انہیں وہیں چھوڑ دیا حالانکہ درندوں کی نسبت ہم خود ان کے زیادہ محتاج تھے، اتفاق سے اسی وقت بارش ہوگئی ہم نے دیکھا کہ لوگ اس بات کا چرچا کر رہے ہیں کہ یہ عم انس کا ہم پر فضل اور انعام واحسان ہے،

وَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانُوا يَقْسِمُونَ لِصَنَمِهِمْ هَذَا مِنْ أَنْعَامِهِمْ وَحُرُوثِهِمْ، وَأَنَّهُمْ كَانُوا يَجْعَلُونَ مِنْ ذَلِكَ جُزْءًا لَهُ وَجُزْءًا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ قَالُوا: كُنَّا نَزْرَعُ الزَّرْعَ فَنَجْعَلُ لَهُ وَسَطَهُ، فَنُسَمِّيهِ لَهُ، وَنُسَمِّي زَرْعًا آخَرَ حُجْرَةً لِلَّهِ، فَإِذَا مَالَتِ الرِّيحُ فَالَّذِي سَمَّيْنَاهُ لِلَّهِ جَعَلْنَاهُ لِعَمِّ أَنَسٍ وَإِذَا مَالَتِ الرِّيحُ فَالَّذِي جَعَلْنَاهُ لِعَمِّ أَنَسٍ، لَمْ نَجْعَلْهُ لِلَّهِ،فَذَكَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ

ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی بتلایا کہ ہم فصل بوتے تو اس کا ایک حصہ مقرر کر دیا کرتے تھے اور اس کا نام رکھ دیتے تھے اور ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کر لیتے، پھر ہم دوسرا کھیت بوتے تو اسے اللہ کے نام پر روک دیتے تھے، جب کبھی آندھی آتی اور اس کھیت کو لپیٹ میں لے لیتی جسے ہم نے عم انس کے نام سے منسوب کر رکھا تھا تو ہم اللہ کے نام والی کھیتی کو عم انس کے نام کر دیتے، اور جب کبھی دوسری کھیتی پر تباہی آتی تو ہم عم انس والی کھیتی کو اللہ کے نام کی طرف منتقل نہ کرتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ نازل فرمایا ہے۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ [1]

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اسی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لئے ہے، بزعم خود، اور یہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لئے، پھر جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لئے ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا تھا، کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ۔

قَالُوا: وَكُنَّا نَتَحَاكَمُ إِلَيْهِ فَيَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الشَّيَاطِينُ تُكَلِّمُكُمْ

اہل وفد نے کہا کہ ہم اس کے پاس اپنے جھگڑے لے جاتے تھے تو یہ بولتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شیاطین تھے جو تم سے باتیں کیا کرتے تھے۔

[1] الانعام ۱۳۶

وَسَأَلُوهُ عَنْ فَرَائِضِ الدِّينِ فَأَخْبَرَهُمْ وَأَمَرَهُمْ بِالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ لِمَنْ جَاوَرُوا، وَأَنْ لَا يَظْلِمُوا أَحَدًا قَالَ:فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،ثُمَّ جَاءُوا بَعْدَ أَيَّامٍ يُوَدِّعُونَهُ فَأَمَرَ لَهُمْ بِجَوَائِزَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشٍّ،وَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَلَمْ يَحِلُّوا عُقْدَةً حَتَّى هَدَمُوا عَمَّ أَنَسٍ

اہل وفد نے فرائض دین کے متعلق دریافت کیا آپ ﷺ نے انہیں فرائض دین سکھائے اور بطور خاص یہ نصیحتیں فرمائیں عہد پورا کرو، امانت میں خیانت نہ کرو، پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو، کسی شخص پر ظلم نہ کرو کیونکہ قیامت کا دن ظالم کے لئے اندھیری رات ثابت ہو گا، چند روز کے بعد جب وفد رخصت ہونے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی انعام دینے کا حکم فرمایا، جب یہ لوگ اپنی قوم میں واپس پہنچے تو اپنے اسباب کی گرہ کھولنے سے پہلے عم انس کو منہدم کر دیا۔[1]

سریہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (یمن کی طرف)

رمضان دس ہجری

قَالُوا: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ عَشْرٍ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعَسْكِرَ بِقُبَاءَ، فَعَسْكَرَ بِهَا حَتَّى تَتَامَّ أَصْحَابُهُ، فَعَقَدَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ لِوَاءً

رمضان دس ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو تین سو مجاہدین پر امیر مقرر فرما کر قحطانی عربی قبیلہ مذحج جو کہلان میں سے ہے کی جانب روانہ کیا اور ان کے لیے جھنڈا تیار کیا۔

حارث، بجیلہ اور خولان اس کی شاخیں ہیں۔[2]

أَخَذَ عِمَامَةً فَلَفَّهَا مَثْنِيَّةً مُرَبَّعَةً فَجَعَلَهَا فِي رَأْسِ الرُّمْحِ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَيْهِ وَقَالَ: هَكَذَا اللِّوَاءُ! وَعَمَّمَهُ عِمَامَةً، ثَلَاثَةَ أَكْوَارٍ، وَجَعَلَ ذِرَاعًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَشِبْرًا مِنْ وَرَائِهِ،قَالَ: امْضِ وَلَا تَلْتَفِتْ!فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: إِذَا نَزَلْتَ بِسَاحَتِهِمْ فَلَا تُقَاتِلْهُمْ حَتَّى يُقَاتِلُوكَ ،فَإِنْ قَاتَلُوكَ فَلَا تُقَاتِلْهُمْ حَتَّى يَقْتُلُوا مِنْكُمْ قَتِيلًا،فَإِنْ قَتَلُوا مِنْكُمْ قَتِيلًا فَلَا تُقَاتِلْهُمْ، تَلَوَّمْهُمْ تُرِهِمْ أَنَاةً

رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ باندھا جس کے تین پیچ تھے، عمامہ کا ایک کنارہ بقدر ایک ہاتھ کے سامنے لٹکایا اور بقدر ایک بالشت پیچھے چھوڑا، اور فرمایا کسی طرف توجہ مبذول کرنے کے بجائے سیدھے یمن چلے جاؤ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہاں پہنچ کر میں کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہاں پہنچو تو قتال نہ کرنا تاوقتیکہ وہ تم سے قتال نہ کریں، اگر وہ تم سے قتال کریں تو اس وقت تک قتال شروع نہ کرنا جب تک وہ تم سے شدید نہ قتال کریں، اگر وہ تم سے شدید قتال

[1] زادالمعاد ۵۷۸/۳،ابن سعد ۳۲۴/۱،عیون الاثر ۳۱۶/۲،شرح الزرقانی علی المواھب ۲۱۹/۵

[2] المنجدفی الاعلام

کریں توان سے قتال کی بجائے خودداری کامظاہرہ دیکھناہے،

ثُمَّ تَقُولُ لَهُمْ: هَلْ لَكُمْ إِلَى أَنْ تَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلّا الله؟ فَإِنْ قَالُوا نَعَمْ فَقُلْ:هَلْ لَكُمْ أَنْ تُصَلّوا؟فَإِنْ قَالُوا نَعَمْ فَقُلْ: هَلْ لَكُمْ أَنْ تُخْرِجُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ صَدَقَةً تردُّونها عَلَى فُقَرَائِكُمْ؟فَإِنْ قَالُوا نَعَمْ، فَلَا تَبْغِ مِنْهُمْ غَيْرَ ذَلِكَ،وَاللهِ، لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ عَلَى يَدِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِمّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ غَرَبَتْ!

توپھرانہیں کہنا کیاتم دعوت اسلام قبول کرتے ہو؟اگروہ یہ دعوت قبول کرلیں توانہیں کہنا کیاتم نمازپڑھنے کے لیے تیارہو،اگروہ مان لیں توکہنا کیاتم اپنے اموال سے زکوۃ دینے کوتیارہوجوتمہارے محتاجوں میں تقسیم کردی جائے گی؟اگروہ اس بات کوبھی قبول کرلیں توپھران سے کوئی تعرض نہ کرنا،اللہ کی قسم!تیرے ہاتھ پرایک شخص بھی ہدایت پاجائے تویہ دنیاومافیہاسے بہترہے،

قَالَ: فَخَرَجَ فِي ثَلَاثِمِائَةِ فَارِسٍ كَانَتْ خَيْلُهُمْ أَوّلَ خَيْلٍ دَخَلَتْ تِلْكَ الْبِلَادَ، فَلَمّا انْتَهَى إِلَى أَدْنَى النّاحِيَةِ التي يريد وهي أرض مذحج فرّق أَصْحَابَهُ فَأَتَوْا بِنَهْبٍ وَغَنَائِمَ وَسَبْيٍ ونساءٍ وَأَطْفَالٍ وَنَعَمٍ وَشَاءٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ، فَجَعَلَ عَلِيّ عَلَى الْغَنَائِمِ بُرَيْدَةَ بْنَ الْحُصَيْبِ، فَجَمَعَ إلَيْهِ مَا أَصَابُوا قَبْلَ أَنْ يَلْقَاهُمْ جَمْعٌ

ہدایت لیکرسیدناعلی رضی اللہ عنہ تین سوسواروں کے ساتھ روانہ ہوئے،یہ پہلالشکرتھاجوان بستیوں میں داخل ہوااوروہ بستی مذحج تھی اوراسی جگہ سے سیدناعلی رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کی مختلف ٹولیاں مختلف اطراف میں روانہ کیں،مجاہدین اسلام بہت سے اونٹ، بکریاں،عورتیں اوربچے پکڑلائے،لوگوں کوجوکچھ ملاان تمام غنائم کوایک جگہ جمع کردیا گیااورسیدناعلی رضی اللہ عنہ نے بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کومال غنیمت پرنگران مقررکیا،

ثُمَّ لَقِيَ جَمْعًا فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَحَرّضَ بِهِمْ، فَأَبَوْا وَرَمَوْا فِي أَصْحَابِهِ ،وَدَفَعَ لِوَاءَهُ إِلَى مَسْعُودِ بْنِ سِنَانٍ السّلَمِيّ فَتَقَدّمَ بِهِ، فَبَرَزَ رَجُلٌ مِنْ مَذْحِجٍ يَدْعُو إِلَى الْبِرَازِ، فَبَرَزَ إِلَيْهِ الْأَسْوَدُ بْنُ الْخُزَاعِيّ السّلَمِيّ، فَتَجَاوَلَا سَاعَةً وَهُمَا فَارِسَانِ، فَقَتَلَهُ الْأَسْوَدُ وَأَخَذَ سَلَبَهُ ثُمّ حَمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيّ بِأَصْحَابِهِ فَقَتَلَ مِنْهُمْ عِشْرِينَ رَجُلًافَتَفَرّقُوا وَانْهَزَمُوا وَتَرَكُوا لِوَاءَهُمْ قَائِمًا

سیدناعلی رضی اللہ عنہ کاایک جماعت سے سامناہواسیدناعلی رضی اللہ عنہ نے انہیں دعوت اسلام پیش کی مگرجواب میں وہ مجاہدین پرتیراورپتھربرسانے لگے،سیدناعلی رضی اللہ عنہ نے اپناجھنڈامسعودبن سنان رضی اللہ عنہ کودیااوراپنے ساتھیوں کی صف بندی کی،ان کی جماعت میں سے قبیلہ مذحج کے ایک شخص نے باہرنکل کرمسلمانوں کودعوت مقابلہ دی اس کے مقابلہ میں اسودبن خزاعی رضی اللہ عنہ باہرنکلےاورایک ہی لمحے میں اسے قتل کردیااوراس کے ہتھیاروں پرقبضہ کرلیا،اورپھرسیدناعلی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف بندی کرکے اہل مذحج پرحملہ کردیاجس میں مشرکین کے بیس آدمی مارے گئےاوروہ لوگ شکست کھاکرمنتشرہوگئےاوراپنے جھنڈے کوکھڑاچھوڑگئے،

فَكَفّ عَنْ طَلَبِهِمْ وَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ،فَسَارَعُوا وَأَجَابُوا، وَتَقَدّمَ نَفَرٌ مِنْ رُؤَسَائِهِمْ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَقَالُوا: نَحْنُ عَلَى مَنْ وَرَاءَنَا مِنْ قَوْمِنَا، وَهَذِهِ صَدَقَاتُنَا فَخُذْ مِنْهَا حَقّ اللهِ!قَالَ: وَجَمَعَ عَلِيّ عَلَيْهِ السّلَامُ مَا أَصَابَ مِنْ تِلْكَ الْغَنَائِمِ فَجَزّأَهَا خَمْسَةَ أَجْزَاءٍ، فَأَقْرَعَ عَلَيْهَا، فَكَتَبَ فِي سَهْمٍ مِنْهَا لِلّهِ، فَخَرَجَ أَوّلَ السّهَامِ سَهْمُ الْخُمُسِ،وَقَسّمَ عَلِيٌّ عَلَى

أَصْحَابِهِ بِقِيَّةَ الْمَغْنَمِ، ثُمَّ قَفَلَ فَوَافَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمَكَّةَ قَدْ قَدِمَهَا لِلْحَجِّ سَنَةَ عَشْرٍ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے تعاقب سے باز رہے اور ان کے پاس پہنچ کر دوبارہ دعوت اسلام پیش کی تو وہ دوڑے اور دعوت اسلام کو قبول کرلیا ان کے رؤساء کی ایک جماعت نے اسلام پر بیعت کرلی اور کہا کہ ہم لوگ اپنی قوم کے جو ہمارے پیچھے ہے سردار ہیں یہ ہمارے صدقات ہیں لہذا ان میں سے اللہ کا حق لے لیں، بعد ازاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کو جمع کیا اور انہیں پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ایک حصہ پر لکھ دیا اللہ کے لیے، سب سے پہلا خمس کا قرعہ نکلا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں میں تقسیم کردیا اور خمس کو مدینہ بھیج دیا، اور کسی کو لشکر کا امیر مقرر کر کے عجلت کے ساتھ اپنے رفقا کے ساتھ حجۃ الوداع میں شرکت کے لئے مکہ معظّمہ روانہ ہوئے اور حج میں شریک ہوگئے۔ [1]

وفد بنی غامد:

قبیلہ غامد، بنواز د کی ایک شاخ تھا، ان کی آبادیاں عمان سے لے کر حجاز تک پھیلی ہوئی تھیں اور مختلف پہاڑی سلسلوں اور وادیوں کے درمیان منتشر تھیں۔

قَالُوا: قَدِمَ وَفْدُ غَامِدٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَهُمْ عَشَرَةٌ فَنَزَلُوا بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ ثُمَّ لَبِسُوا مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِمْ، ثُمَّ انْطَلَقُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَأَقَرُّوا بِالْإِسْلَامِ ، وَقَالَ لَهُمْ:مَنْ خَلَّفْتُمْ فِي رِحَالِكُمْ؟فَقَالُوا: أَحْدَثَنَا يَا رَسُولَ اللهِ،قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ نَامَ عَنْ مَتَاعِكُمْ حَتَّى أَتَى آتٍ فَأَخَذَ عَيْبَةَ أَحَدِكُمْ

رمضان دس ہجری میں بنو غامد کا ایک دس رکنی وفد مدینہ منورہ پہنچا، اراکین وفد بقیع لغرقد میں ٹھہرے، اور سامان پر ایک لڑکے کو چھوڑ کر اور اچھے کپڑے زیب تن کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سامان پر کس کو چھوڑا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک کم عمر لڑکے کو سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑ آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے سامان سے غافل ہو کر سو گیا تھا یہاں تک کہ ایک آنے والا آیا اور تم میں سے ایک کا تھیلہ چوری کرلیا،

فَقَالَ أَحَدُ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لِأَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ عَيْبَةٌ غَيْرِي،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَدْ أُخِذَتْ وَرُدَّتْ إِلَى مَوْضِعِهَا، فَخَرَجَ الْقَوْمُ سِرَاعًا، حَتَّى أَتَوْا رَحْلَهُمْ، فَوَجَدُوا صَاحِبَهُمْ، فَسَأَلُوهُ عَمَّا أَخْبَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ: فَزِعْتُ مِنْ نَوْمِي، فَفَقَدْتُ الْعَيْبَةَ، فَقُمْتُ فِي طَلَبِهَا، فَإِذَا رَجُلٌ قَدْ كَانَ قَاعِدًا، فَلَمَّا رَآنِي، فَثَارَ يَعْدُو مِنِّي فَانْتَهَيْتُ إِلَى حَيْثُ انْتَهَى فَإِذَا أَثَرُ حَفْرٍ، وَإِذَا هُوَ قَدْ غَيَّبَ الْعَيْبَةَ، فَاسْتَخْرَجْتُهَا

اراکین وفد میں سے ایک شخص بولا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے سوا اس وفد میں کسی کا تھیلہ نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھبراؤ نہیں وہ مل گیا ہے اور اسے اپنی جگہ پر لوٹا دیا گیا ہے، ارکین وفد جلدی سے اپنے سامان کے پاس پہنچے تو اس (نگران) سے

---

[1] مغازی واقدی ۱۰۷۹/۳، ابن سعد۱۶۹/۲، شرح الزرقانی علی المواهب ۱۴۰/۴

معلوم ہوا کہ اسی طرح واقعہ پیش آیا تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اس نے بتلایا میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا تو میں نے تھیلہ گم پایا میں اس کی تلاش میں نکلا اچانک مجھے دور ایک آدمی بیٹھا ہوا نظر آیا جب میں اس کی طرف بڑھا تو وہ شخص مجھے دیکھ کر بھاگ اٹھا میں نے اس مقام پر پہنچ کر دیکھا کہ زمین میں کھدائی کے نشانات تھے جس میں اس نے تھیلہ چھپا دیا تھا میں نے اس میں سے تھیلہ برآمد کر لیا،

فَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ، فَإِنَّهُ قَدْ أَخْبَرَنَا بِأَخْذِهَا، وَأَنَّهَا قَدْ رُدَّتْ،وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَعَلَّمَهُمْ قُرْآنًاوَكَتَبَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا فِيهِ شَرَائِعُ الْإِسْلَامِ، وَأَجَازَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُجِيزُ الْوَفْدَ وَانْصَرَفُوا

ہم نے کہا بیشک آپ اللہ کے رسول برحق ہیں آپ نے اس کے مل جانے کی خبر دی تھی اور واقعی یہ واپس مل بھی گیا ہے،وفد نے چند دن مدینہ منورہ میں قیام کیا رسول اللہ ﷺ نے ابی رضی اللہ عنہ بن کعب انصاری کو حکم فرمایا کہ وہ انہیں قرآن کریم کی تعلیم دیتے رہیں،جب وفد مدینہ سے رخصت ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک تحریر عطا فرمائی جس میں احکام شریعت درج تھے،اور رسول اللہ ﷺ نے معمول کے مطابق تمام اراکین کو عطیات سے نوازا اور یہ واپس لوٹ گئے۔[1]

وفد بنی بجیلہ:

عام طور پر اسے قحطانی قبیلہ کہا جاتا ہے لیکن جدید تحقیق کے مطابق یہ عدنانی قبیلہ تھا اسے بعض وجوہ کی بنا پر مکہ سے نقل مکانی کر کے یمن جانا پڑا لیکن بے خبری اور امتداد زمانہ کے باعث قحطانیوں میں ضم ہو گیا (سیر انصار جلد اول) ظہور اسلام کے وقت ان کی آبادیاں جبال السراۃ کے سلسلے میں یمن اور حجاز میں تھیں،سد مارب ٹوٹنے کے بعد بنو ازد نے ان سے جنگ کی اور انہیں ان کی بستیوں سے نکال دیا اس کے بعد یہ یمن چلے گئے اور قحطانی مشہور ہو گئے۔

قَالَ: قَدِمَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيُّ سَنَةَ عَشْرٍ الْمَدِينَةَ وَمَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ مِائَةٌ وَخَمْسُونَ رَجُلا،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ مِنْ خَيْرِ ذِي يَمَنٍ عَلَى وَجْهِهِ مَسْحَةُ مَلَكٍ،فَقَالَ:يا جرير لاي شئ جِئْتَ؟قلت :فَأَسْلَمُوا وَبَايَعُواقَالَ: فَأَلْقَى عَلَيَّ كِسَاءً ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ،قَالَ جَرِيرٌ:فَبَسَطَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَبَايَعَنِي

رمضان دس ہجری میں بنو بجیلہ کا ایک سو پچاس رکنی وفد مدینہ منورہ آیا اس وفد کے قائد ان کے قبیلہ کے سردار جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ البجلی تھے (ان کے اجداد کسی زمانے میں یمن کے فرمانروا تھے اس لئے ان کی رگوں میں شاہی خون تھا اور وہ اپنے وطن میں بڑی عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے (ان لوگوں کی آمد سے پہلے بطور پیشگوئی حاضرین سے) فرمادیا تھا کہ اس وسیع راہ سے تمہیں ایک بہترین بابرکت شخص نظر آئے گا جس کی پیشانی پر سلطنت کا نشان ہو گا،جب یہ وفد بارگاہ رسالت میں پیش ہوا تو نبی ﷺ نے

[1] زادالمعاد ۵۸۶؍۳، ابن سعد ۳۴۵؍۱،عیون الاثر ۳۲۲؍۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۲۲۵؍۵

ان سے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا ہم اسلام قبول کرنے اور بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی، آپ ﷺ نے ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی ردائے مبارک بچھادی پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کرو، جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیعت لینے کے لئے اپنا دست مبارک پھیلایا، رسول اللہ ﷺ نے اس بات پر بیعت لی۔

وَقَالَ: عَلَى أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَتُقِيمَ الصَّلاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتصُومَ رَمَضَانَ وَتَنْصَحَ الْمُسْلِمَ وَتُطِيعَ الْوَالِيَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّافَقَالَ: نَعَمْ، فَبَايَعَهُ

رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا تم ان امور کی گواہی دوگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، نمازیں جو تم پر فرض کی گئی ہیں ان کی پابندی کروگے زکوٰۃ دوگے، رمضان کے روزے رکھوگے، مسلمانوں کی خیر خواہی کروگے اور اپنے والی (امیر) کی اطاعت کروگے خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

جریر رضی اللہ عنہ نے بلا تامل عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ان سب باتوں کا اقرار کرتا ہوں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیعت لے لی اور اس کے ساتھ ہی وفد کے دوسرے ارکین بھی کلمہ توحید پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔[1]

ایک اعرابی کا قبول اسلام

قال: خرجنا مع رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فلما برزوا من المدينة إذا راكب يوضع نحونافقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كأن هذا الراكب إياكم يريد قال: فانتهى الرجل إلينا فسلم فرددنا عليه،فقال له النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من أين أقبلت؟قال: مِنْ أَهْلِي وولدي وَعَشِيرَتِي،قال :ما تريد؟قال: أريد رَسُولُ الله ،قال: قد أصبته

جریر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، جب مدینہ طیبہ سے باہر نکل گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار ہماری طرف اپنی سواری بھگاتا چلا آرہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے ہی پاس آرہا ہے، اتنے میں وہ آہی پہنچا اور سلام کیا رسول اللہ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا، نبی کریم ﷺ نے اس سے دریافت کیا کدھر سے آرہے ہو؟ اس نے عرض کیا بیوی ،بچوں اور اپنے خاندان کے پاس سے، آپ ﷺ نے پوچھا کدھر کا قصد ہے؟ اس نے عرض کیا میں اللہ کے پیغمبر کی طرف جارہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تم ٹھیک جگہ پر پہنچ گئے ہو،

قال :يا رَسُولُ الله، ما الإيمان؟قَالَ:تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ،وأن محمدا رَسُولُ اللهِ ،وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وتؤتي الزكاة، وَتَصُومُ رَمَضَانَ،وَتَحُجُ الْبَيْتَ، قَالَ:قد أَقْرَرْتُ،قال: ثم إن بعيره دخلت رجله في شبكة جرذان، فهوى بعيره وهوى الرجل فوقع على هامته فمات! فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: علي بالرجل،فوثب إليه عمار بن ياسر

[1] ابن سعد۲۶۱؍۱

وحذيفة بن اليمان فأقعداه

اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایمان کا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں نماز کی پابندی کرو، اپنے پاکیزہ اموال میں سے زکوٰۃ ادا کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو اور اللہ کے گھر کا حج کرو، اس نے عرض کیا میں ان تمام باتوں کا اقرار کرتا ہوں، جریر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ کہتے ہیں اس کے بعد اس کے اونٹ کا پیر کسی جنگلی چوہے کے سوراخ میں جاپڑا وہ اونٹ گرا اور کھوپڑی کے بل وہ خود بھی جا گرا اور مر گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو ذرا بلا کر لانا، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کو بلانے کے لئے لپکے اس کو بیٹھایا تو وہ مر چکا تھا تو دیکھا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے اور وہ مر چکا ہے،

فقالا: يا رَسُولُ الله قبض الرجل!فأعرض عنهما وقال لهما رَسُولُ الله: أما رأيتما إعراضي عن الرجل؟ فإني رأيت مَلكَانِ يَدُسَّانِ فِي فِمِهِ ثِمَارَ الجَنَّةِ ،فعلمت أنه مات جائعاثم قال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هذا والله من اللذين، قال الله تعالى فيهم

انہوں نے آکر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا تو انتقال ہو گیا ہے، رسول اللہ ﷺ اس شخص کے بجائے کسی اور سمت دیکھنے لگے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے دیکھا کہ میں اس شخص کے بجائے دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا؟ میں نے دیکھا تھا کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں، یہ دیکھ کر میں سمجھا کہ ضرور یہ شخص بھوکا مرا ہوگا، اس کے بعد فرمایا اللہ کی قسم! یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾ [1]

ترجمہ: حقیقت میں تو امن انہی کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔

ثم قال: دونكم أخاكم ،فاحتملناه إلى الماء وغَسَّلْنَاهُ وَحَنَّطْنَاهُ وَكَفَّنَّاهُ وحملناه إلى القبر،فجاء رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فجلس على شفير القبر، و قَالَ:احْفُرُوا لَهُ وَالْحِدُوا لَحْدًا فَإِنَّ اللحْدَ لَنَا وَالشَّقَّ لِغَيْرِنَاثُمَّ قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثِ هَذَا الرَّجُلِ؟ هَذَا مِمَّنْ عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا

پھر فرمایا اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرو، ہم اسے اٹھا کر پانی کے پاس لائے غسل دیا، خوشبو لگائی، کفن پہنایا اور قبر میں دفن کے لئے اٹھا کر چلے، رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے پر آکر بیٹھ گئے اور فرمایا بغلی بنانا صندوق نہ بنانا کیونکہ ہمارے لئے بغلی ہی مناسب ہے صندوق دوسروں کے لئے ہے، پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں بتلاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جس نے عمل بہت قلیل کیا ہے مگر اجر کثیر کا حقدار بن گیا ہے۔ [2]

---

[1] الانعام ۸۲

[2] اسد الغابة ۱۰۴/۶، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۳۲۹

رسول اللہ ﷺ کا اعتکاف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي العَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي العَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر سال ماہ رمضان میں قرآن مجید کا ایک دفعہ دورہ کیا کرتے تھے لیکن جس سال رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دورہ کیا، رسول اللہ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔[1]

شوال دس ہجری

وفد سلاماں:

سلامان کا نام سات قبائل پر بولا جاتا تھا، جو سلامان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کا تعلق بنو قضاعہ سے تھا یعنی وہ قضاعہ کا بطن تھے، یہ لوگ حجاز کے شمال میں آباد تھے۔

قَدِمْنَا وَفْدَ سَلَامَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ سَبْعَةٌ فَصَادَفْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَى جَنَازَةٍ دُعِيَ إِلَيْهَا فَقُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ،فَقَالَ: وَعَلَيْكُمْ. مَنْ أَنْتُمْ؟ قُلْنَا: نَحْنُ مِنْ سَلَامَانَ قَدِمْنَا لِنُبَايِعَكَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَنَحْنُ عَلَى مَنْ وَرَاءَنَا مِنْ قَوْمِنَا، فَالْتَفَتَ إِلَى ثَوْبَانَ غُلَامِهِ، فَقَالَ:أَنْزِلْ هَؤُلَاءِ الْوَفْدَ حَيْثُ يَنْزِلُ الْوَفْدُ

شوال دس ہجری میں سلاماں کے سات ارا کین رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہم رسول اللہ ﷺ سے مسجد نبوی کے باہر ملے وہ اس وقت کسی کے نماز جنازہ پر جا رہے تھے، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! السلام علیک ! آپ ﷺ نے فرمایا علیکم! تم کون لوگ ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم بنو سلاماں سے ہیں اور ربیعت اسلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں ہم اپنی قوم کے پسماندہ لوگوں کے بھی قائم مقام ہیں، آپ ﷺ اپنے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کی طرف مڑے اور فرمایا کہ اس وفد کو بھی وہیں اتارو جہاں وفد اترتے ہیں،

قَالَ حبيب: فَقُلْتُ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، مَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ؟قَالَ: الصَّلَاةُ فِي وَقْتِهَاوَصَلَّوْا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، قَالَ: فَكَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ أَخَفَّ مِنَ الْقِيَامِ فِي الظُّهْرِ، ثُمَّ شَكَوْا إِلَيْهِ جَدْبَ بِلَادِهِمْ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ: اللهُمَّ اسْقِهِمُ الْغَيْثَ فِي دَارِهِمْ،فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ارْفَعْ يَدَيْكَ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ وَأَطْيَبُ

حبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! افضل ترین عمل کونسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وقت کی پابندی کے ساتھ نماز کو ادا کرنا، اہل وفد نے نماز ظہر اور عصر آپ ﷺ کے ساتھ ادا کی، راوی کہتے ہیں کہ عصر کی نماز ظہر کی نماز سے خفیف تھی، پھر اہل

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القران بَابُ كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۹۹۸

وفد نے قحط سالی کی شکایت کی، رسول اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کے گھروں میں بارش برسا، وفد کے ایک رکن حبیب رضی اللہ عنہ بن عمرو نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنے مبارک ہاتھ زیادہ اٹھائیے تا کہ زیادہ اور خوب بارش ہو،

فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَامَ وَقُمْنَا عَنْهُ، فَأَقَمْنَا ثَلَاثًا، وَضِيَافَتُهُ تَجْرِي عَلَيْنَا، ثُمَّ وَدَّعْنَاهُ وَأَمَرَ لَنَا بِجَوَائِزَ، فَأَعْطَيْنَا خَمْسَ أَوَاقٍ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا وَاعْتَذَرَ إِلَيْنَا بلال، وَقَالَ: لَيْسَ عِنْدَنَا الْيَوْمَ مَالٌ،فَقُلْنَا: مَا أَكْثَرَ هَذَا وَأَطْيَبَهُ ، ثُمَّ رَحَلْنَا إِلَى بِلَادِنَا فَوَجَدْنَاهَا قَدْ مُطِرَتْ فِي الْيَوْمِ الَّذِي دَعَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تِلْكَ السَّاعَة

رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور اس قدر ہاتھ اٹھائے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی بھی نظر آنے لگی پھر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہو گئے اور تین دن تک وہی ٹھہرے رہے وہ ہماری برابر ضیافت کرتے رہے، پھر جب ہم نے مدینہ منورہ سے رخصت ہونا چاہا تو آپ ﷺ نے ہمیں انعامات سے نوازا اور رسول اللہ ﷺ نے وفد کے ہر رکن کو پانچ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی، بلال رضی اللہ عنہ نے معذرت بھی کی اور کہا آج ہمارے پاس مال نہیں ہے، ہم نے کہا یہ تو بہت ہی زیادہ اور خوب ہے، پھر ہم اپنے وطن میں واپس آ گئے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ جس دن اور جس گھڑی رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی اسی روز اور اسی گھڑی بارش ہوئی تھی۔

فَسَأَلْنَاهُ عَنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَعَنِ الرُّقَى ،وَأَسْلَمْنَاورجعوا إلى بلادهم، فوجدوها قد أمطرت

ایک روایت ہے وفد سلاماں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اہل وفد نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے علاوہ بعض دوسرے مسائل یا احکام اسلام بھی پوچھے ان میں ایک سوال تعویزوں یا دم کرنے کے بارے میں بھی تھا، اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے، یہ وفد اپنے علاقہ میں واپس گیا تو معلوم ہوا کہ جس دن رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی اسی دن بارش ہو گئی تھی۔ [1]

وفد بنی قشیر بن کعب:

یہ قبیلہ ہوزان کا بطن تھا، یہ لوگ اضلاع نجد میں آباد تھے۔

وَفَدَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم نَفَرٌ مِنْ قُشَيْرٍ فِيهِمْ ثَوْرُ بْنُ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ قُشَيْرٍ فَأَسْلَمَ،فَأَقْطَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيعَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا كِتَابًا،وَمِنْهُمْ حَيْدَةُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُشَيْرٍيَا رَسُولَ اللهِ، كَانَ لَنَا أَرْبَابٌ وَرَبَّاتٌ مِنْ دُونِ اللهِ تَعَالَى، نَدْعُوهُمْ فَلَمْ يُجِيبُونَا، وَنَسْأَلُهُمْ فَلَمْ يُعْطُونَا، فَلَمَّا بَعَثَكَ اللهُ بِالْحَقِّ أَتَيْنَاكَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَأَحْبَبْنَاكَ ، وَذَلِكَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَبَعْدَ حُنَيْنٍ وَمِنْهُمْ قُرَّةُ بْنُ هُبَيْرَةَ بْنِ سَلَمَةَ الْخَيْرِ بْنِ قُشَيْرٍ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَلِيَ صَدَقَاتِ قَوْمِهِ

دس ہجری حجۃ الوادع سے پہلے کسی وقت بنو قشیر کا ایک وفد جن میں ثور بن عروہ بن عبد اللہ بن سلمہ بن قشیر شامل تھے اور وفد میں تمام اراکین وفد نے اسلام قبول کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک قطعہ زمین عطا فرمایا اور اس سلسلہ میں ایک فرمان بھی لکھ دیا، اس وفد میں حیدہ بن

[1] ابن سعد ۳۳۲؍۱، زادالمعاد ۵۸۵؍۳،شرح الزرقانی علی المواھب ۲۲۳؍۵

معاویہ بن قشیر بھی تھے انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! زمانہ جاہلیت میں ہم نے اپنے حقیقی معبود اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ کو چھوڑ کر کچھ اور خود ساختہ بت اور موتیاں بنا رکھی تھیں ہم اپنی پریشانیوں اور مشکلات میں انہیں پکارتے تھے مگر وہ جواب نہیں دیتے تھے ،ہم اپنی ضروریات کے لئے ان سے سوال کرتے تھے مگر وہ ہماری ضروریات پورا نہیں کرتے تھے، پھر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو ہم ان خود ساختہ معبودوں سے تائب ہو کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، یہ وفد حجۃ الودع سے پہلے اور غزوہ حنین کے بعد حاضر ہوا اس وفد میں قرۃ رضی اللہ عنہ بن ہبیرہ بن سلمہ بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک چادر عنایت فرمائی اور اپنی قوم سے صدقات وصول کرنے پر مامور فرمایا۔[1]

فَقَالَ قُرَّةُ حِينَ رَجَعَ:

قرہ رضی اللہ عنہ جب واپس جانے لگے تو یہ اشعار کہے۔

حَبَاهَا رَسُولُ اللهِ إِذْ نَزَلَتْ بِهِ وَأَمْكَنَهَا مِنْ نَائِلٍ غَيْرِ مُنْفَدِ

وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے یہ عنایت کی کہ وفد کو ایسا فیض بخشا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں

فَأَضْحَتْ بِرُوضِ الْخَضِرِ وَهِيَ حَنِيثَةٌ وَقَدْ أَنْجَحَتْ حَاجَاتِهَا مِنْ مُحَمَّدِ

وفد کی جماعت جو بہت گرم رو تھی سرسبز مرغزار میں ٹھہر گئی رسول اللہ ﷺ کے لطف وکرم سے اس کی حاجتیں پوری ہوگئیں

عَلَيْهَا فَتًى لا يُرْدِفُ الذَّمَّ رَحْلَهُ تَرُوكٌ لأَمْرِ الْعَاجِزِ الْمُتَرَدِّدِ

اس جماعت کا سر گروہ وہ جوان ہے کہ اس کے کجاوے کے ساتھ عیب کا گزر نہیں، جو لوگ عاجز و مذبذب ہیں ان کے معاملات کو وہی درست کرتا ہے۔

أَنَّ قُرَّةَ بْنَ هُبَيْرَةَ الْعَامِرِيَّ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ نَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ قَصِيرَةٍ فَقَالَ: يَا قُرَّةُ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَيْفَ قُلْتَ حِينَ أَتَيْتَنِي ؟قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَانَ لَنَا أَرْبَابٌ وَرَبَّاتٌ مِنْ دُونِ اللهِ تَعَالَى، نَدْعُوهُمْ فَلَمْ يُجِيبُونَا، وَنَسْأَلُهُمْ فَلَمْ يُعْطُونَا، فَلَمَّا بَعَثَكَ اللهُ بِالْحَقِّ أَتَيْنَاكَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَأَحْبَبْنَاكَ،فَلَمَّا أَدْبَرَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْلَحَ مَنْ رُزِقَ لُبًّا

حجۃ الودع کے موقع پر قرۃ رضی اللہ عنہ بن ہبیرہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک پست قد اونٹنی پر سوار رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے، آپ ﷺ نے ان کو پکارا اے قرہ رضی اللہ عنہ! جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا جب تم میرے پاس آئے تھے تو تم

[1] ابن سعد ۲۳۱؍۱

نے کیا کہا تھا؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ زمانہ جاہلیت میں ہم نے اپنے حقیقی معبود اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر کچھ اور خود ساختہ بت اور مورتیاں بنا رکھی تھیں ہم اپنی پریشانیوں اور مشکلات میں انہیں پکارتے تھے مگر وہ جواب نہیں دیتے تھے ہم اپنی ضروریات کے لئے ان سے سوال کرتے تھے، مگر وہ ہماری ضروریات پورا نہیں کرتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو ہم ان خود ساختہ معبودوں سے تائب ہو کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، جب وہ چلنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو عقل دی گئی وہ کامیاب ہو گیا۔ [۱]

فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، وَهُوَ مَعَهُ حَمِيلٌ، وَكَسَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَيْنِ كَانَ يَلْبَسُهُمَا قَالُوا: وفد ثور بْن عزرة بْن عَبْد اللهِ بْن سلمة القشيري عَلَى رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأقطعه حمام والسد، وهما من العقيق، وكتب له كتابًا

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے جب رسول اللہ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو بحرین بھیجا تو قرۃ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے، نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے استعمال کے دو کپڑے بھی عنایت فرمائے تھے، وفد کے ایک رکن ثور رضی اللہ عنہ بن عزرہ بن عبد اللہ بن سلمہ قشیری بھی تھے (جن کی کنیت ابو العکیر تھی) جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے آپ ﷺ نے انہیں وادی عقیق میں دو مقام حمام اور رسد عطا فرمائے اور ایک دستاویز بھی ان کے لئے لکھ کر دی۔ [۲]

تحصیل زکوٰۃ کا ایک واقعہ:

(قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ)، فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا، فَأَغْنَاهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، وَأَمَّا خَالِدٌ: فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا، قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَعَمُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيَّ، فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ، أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ؟

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عامل بنایا، انہوں نے واپس آ کر آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ تین آدمیوں نے زکوٰۃ نہیں دی، ایک ابن جمیل، دوسرے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید اور تیسرے عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابن جمیل (یہ پہلے منافق تھا پھر توبہ کر کے صحیح مسلمان بن گیا) اس لئے انکار کرتا ہے کہ وہ محض قلاش اور مفلس تھا اللہ نے اپنے رسول کی دعا برکت سے اسے مالدار کر دیا (اب وہ زکوٰۃ دینے میں کراہتا اور خفا ہوتا ہے) اور خالد رضی اللہ عنہ پر تو تم لوگ ظلم کرتے ہو انہوں نے اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ کے راستہ میں دے دیئے ہیں (پھر زکوٰۃ واجبہ کیوں نہ دے گا یا یہ کہ خالد رضی اللہ عنہ تو ایسا سخی ہے کہ اس نے ہتھیار گھوڑے وغیرہ

[۱] اسد الغابۃ ۳۸۳،۴
[۲] اسد الغابۃ ۲۸۳،۱

سب اللہ کی راہ میں دے ڈالے ہیں وہ بھلا فرض زکوٰۃ کیسے نہ دے گا تم غلط کہتے ہو کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتا یا یہ کہ جب انہوں نے اپنا سارا مال واسباب ہتھیار وغیرہ فی سبیل اللہ وقف کر دیا ہے تو اب وقفی مال کی زکوٰۃ کیوں دینے لگا اللہ کی راہ میں مجاہدین کو دینا یہ خود زکوٰۃ ہے) اور عباس رضی اللہ عنہ تو وہ اللہ کے رسول کے چچا ہیں ان کا صدقہ میرے اوپر ہے، اور اس کے مثل اس کے ساتھ اور بھی ہے، پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں معلوم نہیں کہ چچا باپ کے مثل ہوتا ہے۔ [1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا عامل بنایا جانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو کئی مرتبہ عامل بنا کر روانہ کیا،

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي العَطَاءَ، فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي، حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا، فَقُلْتُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهُ، فَتَمَوَّلْهُ، وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا المَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلاَ سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَالاَ فَلاَ تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ مجھے کچھ عطا کرتے تھے تو میں کہتا کہ آپ اسے دے دیں جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک مرتبہ مال دیا اور میں نے کہا کہ آپ ایسے شخص کو دے دیں جو اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے لو اور اس کا مالک بننے کے بعد اس کا صدقہ کر دو یہ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کی خواہش مند نہ ہو اور نہ اسے تم نے مانگا ہو تو اسے لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ ملے اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ [2]

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ قَالَ سَالِمٌ: فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے لو اور اس مال میں سے جو تمہارے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے آئے تو اس کو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ آئے اس کا خیال بھی نہ کرو سالم کا بیان ہے کہ اس کے بعد عبداللہ بن عمر کسی سے مانگتے نہیں تھے اور کوئی چیز بغیر سوال کے دی جاتی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ۱۴۶۸، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابٌ فِي تَقْدِيمِ الزَّكَاةِ وَمَنْعِهَا۲۲۷۷

[2] صحیح بخاری کتاب الاحکام بَابُ رِزْقِ الحُكَّامِ وَالعَامِلِينَ عَلَيْهَا۷۱۶۴، صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بَابُ إِبَاحَةِ الْأَخْذِ لِمَنْ أُعْطِيَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ۲۴۰۶

تو اس کو لے لیتے۔ (۱)

عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بن ربیعہ اور فضل بن عباس کی درخواست:

أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، حَدَّثَهُ قَالَ: اجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَا: وَاللهِ، لَوْ بَعَثْنَا هَذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ قَالَا لِي وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَاهُ، فَأَمَّرَهُمَا عَلَى هَذِهِ الصَّدَقَاتِ، فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ، وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيبُ النَّاسُ، قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِي ذَلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا، فَذَكَرَا لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: لَا تَفْعَلَا، فَوَاللهِ، مَا هُوَ بِفَاعِلٍ، فَانْتَحَاهُ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ: وَاللهِ، مَا تَصْنَعُ هَذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا، فَوَاللهِ، لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ، قَالَ عَلِيٌّ: أَرْسِلُوهُمَا،

عبدالمطلب بن ربیعہ سے مروی ہے ایک دن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (کسی مقام پر) جمع ہوئے دونوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم! ہم (کیوں نہ) ان دونوں لڑکوں یعنی عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں یہ دونوں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو زکوٰۃ وصولی کرنے پر عامل بنا دیں، پھر یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ لا کر دیں جس طرح دوسرے زکوٰۃ لا کر آپ کو دیتے ہیں پھر اوروں کی طرح انہیں بھی کچھ مال مل جائے، غرض یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب وہاں آ گئے اور ان کے آگے کھڑے ہو گئے ان دونوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا انہیں نہ بھیجو اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں عامل نہیں بنائیں گے (اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ زکوٰۃ سیدوں کو حرام ہے) پس ربیعہ رضی اللہ عنہ بن حارث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگے اور کہا اللہ کی قسم! تم یہ بات حسد کی بنا پر کہہ رہے ہو؟ اللہ کی قسم! تمہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف ہے ہم نے تو کبھی اس پر تم سے حسد نہیں کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا تو ان دونوں کو بھیج کر دیکھ لو،

فَانْطَلَقَا، وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ، فَقُمْنَا عِنْدَهَا، حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا، ثُمَّ قَالَ: أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ،

یہ کہہ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے (اور ان دونوں نے اپنے لڑکوں کو روانہ کر دیا) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابوالحسن ہوں اور سید ہوں اللہ کی قسم! میں یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک تمہارے بیٹے اس بات کا جواب لے کر نہ لوٹیں جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوائی ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے حجرہ کی طرف چلے تو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا جو کچھ تمہارے دل میں ہے اسے ظاہر کرو یہ کہہ کر آپ حجرہ میں تشریف لے گئے اور ہم دونوں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرہ میں

(۱) صحيح مسلم كتاب الزكوة بَابُ إِبَاحَةِ الْأَخْذِ لِمَنْ أُعْطِيَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ ۲۴۰۵

چلے گئے، اس دن رسول اللہ ﷺ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ہاں مقیم تھے،

قَالَ: فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ، وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ، فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلَى بَعْضِ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ، فَنُؤَدِّيَ إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ، وَنُصِيبَ كَمَا يُصِيبُونَ، قَالَ: فَسَكَتَ طَوِيلًا حَتَّى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ، قَالَ: وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، ادْعُوا لِي مَحْمِيَةَ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: فَجَاءَاهُ، فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ: أَنْكِحْ هَذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ، وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ: أَنْكِحْ هَذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِي فَأَنْكَحَنِي وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ: أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا، وَكَذَا

اندر جانے کے بعد ان دونوں نے ایک دوسرے سے بات کرنے کو کہا کچھ دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ سب سے زیادہ احسان کرنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، ہم نکاح کے قابل ہو گئے ہیں (لیکن اس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے) ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں صدقات وصول کرنے پر عامل بنائیں تا کہ ہم بھی مال وصول کر کے آپ کو لا کر دیں جیسا کہ اور لوگ لا کر دیتے ہیں اور جیسے اور لوگوں کو اس مال میں سے کچھ مل جاتا ہے ہمیں بھی مل جایا کرے گا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی باتیں سنیں لیکن بڑی دیر تک خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے دوبارہ عرض کرنے کا ارادہ کیا ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا پردہ کے پیچھے سے انہیں اشارہ کرتی رہیں کہ اب کچھ نہ کہنا، کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوۃ کا مال محمد اور آل محمد کے لئے جائز نہیں ہے یہ تو لوگوں کا میل ہے، تم میرے پاس محمیہ بن جزئ رضی اللہ عنہ اور نوفل بن حارث بن عبد المطلب کو بلا لاؤ، محمیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خمس پر عامل تھے، جب محمیہ رضی اللہ عنہ اور نوفل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نے محمیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے فضل بن عباس سے کر دو اور نوفل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنی لڑکی کی شادی اس لڑکے (عبد المطلب) سے کر دو، محمیہ رضی اللہ عنہ اور نوفل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور اپنی لڑکیوں کی شادی کر دی، پھر آپ نے محمیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کی طرف سے مہر مال خمس میں سے اتنا اتنا ادا کر دو۔ [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا یمن سے کچھ سونا بھیجنا:

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ، لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ، وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعُ: إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا: يُعْطِيهِ

---

[1] صحيح مسلم كتاب الزكوة بَابُ تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ عَلَى الصَّدَقَةِ ۲۴۸۱،۲۴۸۲

صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ، وَيَدَعُنَا قَالَ: إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تھا انہوں نے وہاں پہنچ کر رنگے ہوئے چمڑے (کے ایک ٹکڑے) میں کچھ سونا جس میں سے مٹی علیحدہ نہیں کی گئی تھی روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو چار آدمیوں عیینہ بن بدر رضی اللہ عنہ، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ اور زید الخیل رضی اللہ عنہ اور علقمہ رضی اللہ عنہ یا عامر بن طفیل میں تقسیم کر دیا، اس پر (بعض) قریش اور انصار کو غصہ آ گیا اور انہوں نے (آپس میں کہا) نجد کے رئیسوں کو تو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کی تالیف کر رہا ہوں (کیونکہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) ایک شخص نے کہا (اس سونے کے) ہم زیادہ حقدار تھے، اس شخص کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمان میں ہے، صبح و شام کی خبریں میرے پاس آتی ہیں (بھلا میں نبی ہو کر حق تلفی کر سکتا ہوں)

أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اتَّقِ اللهَ، اعْدِلْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ، قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ، قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي، فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ، قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ

پھر قبیلہ بنوتمیم کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن ذی الخویصرہ تھا کھڑا ہوا، اس کی آنکھیں دھسی ہوئی تھیں، کلوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، پیشانی باہر کو نکلی ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، سر منڈا ہوا تھا، تہہ بند اونچا تھا اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا اگر میں نے عدل نہ کیا تو پھر میں بالکل بدنصیب اور محروم ہو گیا، پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں رہنے دو، پھر خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو، خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی (یعنی بہت سے نمازی منافق بھی ہوتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور نہ یہ کہ ان کے پیٹوں کو چیروں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف دیکھا اس حال میں کہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا تھا،

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ

صِيَامِهِمْ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا، لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ، إِلَى نَصْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتَمَارَى فِي الفُوقَةِ، هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ،يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ،آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَتَدَرْدَرُ،سِيمَاهُمْ التَّحَالُقُ، وَأَظُنُّهُ قَالَ: لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ ان کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے،اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانو گے،وہ مزے لے لے کر قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا(یعنی دل میں اثر نہ کرے گا)وہ لوگ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے نکل جائے اور تیر پھینکنے والا اس کے بعد اپنے تیر کی جڑ کو دیکھتا ہے(جو کمان سے لگی رہتی ہے)اسے شک ہوتا ہے شاید اس میں خون لگا ہو مگر وہ بھی صاف ہو گا(یعنی تمام اعمال صالحہ خیر وصدقات صلوٰۃ وزکوٰۃ حج وصیام سب کچھ بجالاتے ہیں مگر شرک وبدعت کی شومی سے جو ان کے عقائد واعمال میں گھسی ہوئی ہے کوئی نیکی قبول نہیں جیسے تیر نکل گیا تو اس میں خون بھی نہیں بھرتا)وہ لوگ مسلمانوں کو(کافر کہہ کر)قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہو گا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے ہو گا یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا اتھلتھلاتا ہو،ان کی علامت یہ بھی ہو گی کہ وہ سر منڈاتے ہوں گے،اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو اس طرح ہلاک کر ڈالوں گا جس طرح عاد وثمود ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ [1]

کلالہ کی میراث:

انہی دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کی میراث کے متعلق سوال کیا گیا جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ

آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں،آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

اگر کوئی شخص مرجائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا ﷺ حصہ ہے

[1] صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۳۵۱ ،وكتاب المناقب باب علامات النبوة فى الاسلام۳۶۱۰، وكتاب التوحيدوالردعلى الجهيمةبَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :تَعْرُجُ المَلاَئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ۷۴۳۲، وكتاب احاديث الانبياء بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ:وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ۳۳۴۴،وكتاب اسقتابة المعاندين والمرتدين وقتالهم بَابُ قَتْلِ الخَوَارِجِ وَالمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الحُجَّةِ عَلَيْهِم۶۹۳۱، صحيح مسلم كتاب الزكوٰة بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِم۲۴۵۶

وَ هُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ

اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو، پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا

وَ اِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

اور اگر کئی شخص اس ناطے کے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کے لئے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے،

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ (النساء١٧٦)

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةَ، وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ: {يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ: اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سب سے آخر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورہ برات ہے اور (احکام میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ یہ آیت ’’ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔‘‘ ہے۔ [1]

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أَخَوَاتٍ ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَفَخَ فِي وَجْهِي، فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أُوصِي لِأَخَوَاتِي بِالثُّلُثِ؟ قَالَ:أَحْسِنْ، قُلْتُ: الشَّطْرُ؟ قَالَ:أَحْسِنْ ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي، فَقَالَ:يَا جَابِرُ، لَا أُرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجَعِكَ هَذَا، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيَّنَ الَّذِي لِأَخَوَاتِكَ فَجَعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثَيْنِ، قَالَ: فَكَانَ جَابِرٌ يَقُولُ:أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيَّ: يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں بیمار ہو گیا اور میری سات بہنیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے پر پھونک ماری (دم کیا) تو مجھے افاقہ ہو گیا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اپنی بہنوں کے لیے تہائی مال کی وصیت نہ کر جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان کر، میں نے کہا آدھا مال؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان کر، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑ کر تشریف لے گئے، اور فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ! میں نہیں سمجھتا کہ تم اس بیماری سے وفات پاؤ گے، اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ہے اور تیری بہنوں کا حق بیان فرما دیا ہے، ان کے لیے دو تہائی خاص کیا ہے، جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے آیت کریمہ ’’آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔‘‘ میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیرسورۃ النساءٔ بَابُ يَسْتَفْتُونَكَ قُلْ: اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ ۴۶۰۵،صحیح مسلم کتاب الفرائض بَابُ آخِرِ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ ۴۱۵۳ ،سنن ابوداودکتاب الفرائض بَابُ مَنْ كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتٌ ۲۸۸۸

[2] سنن ابوداودکتاب الفرائض بَابُ مَنْ كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتٌ ۲۸۸۷

اس کے بعد شوال یا ذیقعدہ دس ہجری میں آپ ﷺ نے عمرو رضی اللہ عنہ بن حزم انصاری کے ہاتھ ایک اور تفصیلی مکتوب بھی شرجیل بن عبد کلال، حارث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال کے نام بھیجا اس مکتوب میں فرائض، سنن اور دیات وصدقات کے بارے میں تفصیلی احکام تھے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا بَيَانٌ مِنْ الله وَرَسُوله، يَا أَيهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ،

عَهْدٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللهِ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ،

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللهِ فِي أَمْرِهِ كُلِّهِ، فَإِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِالْحَقِّ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ، وَأَنْ يُبَشِّرَ النَّاسَ بِالْخَيْرِ، وَيَأْمُرَهُمْ بِهِ، وَيُعَلِّمَ النَّاسَ الْقُرْآنَ، وَيُفَقِّهَهُمْ فِيهِ، وَيَنْهَى النَّاسَ، فَلَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِنْسَانٌ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ، وَيُخْبِرَ النَّاسَ بِالَّذِي لَهُمْ، وَالَّذِي عَلَيْهِمْ، وَيَلِينَ لِلنَّاسِ فِي الْحَقِّ، وَيَشْتَدَّ عَلَيْهِمْ فِي الظُّلْمِ، فَإِنَّ اللهَ كَرِهَ الظُّلْمَ، وَنَهَى عَنْهُ، فَقَالَ:أَلا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ، وَيُبَشِّرَ النَّاسَ بِالْجَنَّةِ وَبِعَمَلِهَا، وَيُنْذِرَ النَّاسَ النَّارَ وَعَمَلَهَا، وَيَسْتَأْلِفَ النَّاسَ حَتَّى يُفَقَّهُوا فِي الدِّينِ، وَيُعَلِّمَ النَّاسَ مَعَالِمَ الْحَجِّ وَسُنَّتَهُ وَفَرِيضَتَهُ، وَمَا أَمَرَ اللهُ بِهِ، وَالْحَجَّ الْأَكْبَرَ: الْحَجُّ الْأَكْبَرُ، وَالْحَجَّ الْأَصْغَرَ: هُوَ الْعُمْرَةُ، وَيَنْهَى النَّاسَ أَنْ يُصَلِّيَ أَحَدٌ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ صَغِيرٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ ثَوْبًا يُثْنِي طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقِيهِ، وَيَنْهَى النَّاسَ أَنْ يَحْتَبِيَ أَحَدٌ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَيَنْهَى أَنْ يُعَقِّصَ أَحَدٌ شَعَرَ رَأْسِهِ فِي قَفَاهُ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بیان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے، اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عمرو بن حزم کے لئے جبکہ اس کو یمن کی طرف روانہ کیا۔

ہر کام میں اس کو اللہ کا تقویٰ اور خوف لازم ہے، پس بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔ اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں کہ لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ نہ لگائے اور ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں ان کو سمجھائے اور حق بات میں ان کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ فرماتا ہے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اس کے اعمال سکھائے اور جہنمی اعمال سے انہیں ڈرائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنا دے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سنن سے ان کو مطلع کرے، حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے، اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی

ایک کپڑے میں جو چھوٹا سا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپٹ سکے اس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدی پر مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے۔

وَيَنْهَى إِذَا كَانَ بَيْنَ النَّاسِ هَيْجٌ عَنْ الدُّعَاءِ إِلَى الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ، وَلْيَكُنْ دَعْوَاهُمْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، فَمَنْ لَمْ يَدْعُ إِلَى اللهِ، وَدَعَا إِلَى الْقَبَائِلِ وَالْعَشَائِرِ فَلْيُقْطَفُوا بِالسَّيْفِ، حَتَّى تَكُونَ دَعْوَاهُمْ إِلَى اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَيَأْمُرُ النَّاسَ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ وُجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَأَرْجُلَهُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَيَمْسَحُونَ بِرُءُوسِهِمْ كَمَا أَمَرَهُمُ اللهُ، وَأَمَرَ بِالصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا، وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْخُشُوعِ، وَيُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ، وَيُهَجِّرُ بِالْهَاجِرَةِ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ، وَصَلَاةُ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ فِي الْأَرْضِ مُدْبِرَةٌ، وَالْمَغْرِبُ حِينَ يَقْبَلُ اللَّيْلُ، لَا يُؤَخَّرُ حَتَّى تَبْدُوَ النُّجُومُ فِي السَّمَاءِ، وَالْعِشَاءُ أَوَّلُ اللَّيْلِ، وَأَمَرَ بِالسَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ إِذَا نُودِيَ لَهَا، وَالْغُسْلِ عِنْدَ الرَّوَاحِ إِلَيْهَا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ الْمَغَانِمِ خُمُسَ اللهِ، وَمَا كُتِبَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَةِ مِنْ الْعَقَارِ عُشْرَ مَا سَقَتْ الْعَيْنُ وَسَقَتْ السَّمَاءُ، وَعَلَى مَا سَقَى الْغَرْبُ نِصْفُ الْعُشْرِ، وَفِي كُلِّ عَشْرٍ مِنْ الْإِبِلِ شَاتَانِ، وَفِي كُلِّ عِشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنْ الْبَقَرِ بَقَرَةٌ، وَفِي كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنْ الْبَقَرِ تَبِيعٌ، جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنْ الْغَنَمِ سَائِمَةٌ وَحْدَهَا، شَاةٌ، فَإِنَّهَا فَرِيضَةُ اللهِ الَّتِي افْتَرَضَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَةِ، فَمَنْ زَادَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَأَنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ إِسْلَامًا خَالِصًا مِنْ نَفْسِهِ، وَدَانَ بِدِينِ الْإِسْلَامِ، فَإِنَّهُ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ، لَهُ مِثْلُ مَا لَهُمْ، وَعَلَيْهِ مِثْلُ مَا عَلَيْهِمْ، وَمَنْ كَانَ عَلَى نَصْرَانِيَّتِهِ أَوْ يَهُودِيَّتِهِ فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ عَنْهَا، وَعَلَى كُلِّ حَالِمٍ: ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، دِينَارٌ وَافٍ أَوْ عِوَضُهُ ثِيَابًا. فَمَنْ أَدَّى ذَلِكَ، فَإِنَّ لَهُ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَمَنْ مَنَعَ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ جَمِيعًا،

صَلَوَاتُ اللهِ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہیے کہ اللہ کی طرف یعنی جہاد کے لئے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے لئے اور جو اس بات کو نہ مانے اس سے لڑو یہاں تک کہ حکم الٰہی کو مان لے اور سب اللہ کی توحید کے تابع ہو جائیں اور چاہیے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے وضو کرنے کا حکم کرے، منہ کو دھوئیں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سروں پر مسح کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور خشوع کے ساتھ ادا کریں، صبح کی نماز اول وقت اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے لئے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں اور لوگوں کو حکم کرو کہ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس جو اس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں اور بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی زکوٰۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک جذعہ نر یا مادہ وصول کریں اور جنگل کی چرنے والی چالیس بکریوں میں سے ایک بکری وصول کریں

یہ اللہ کا فریضہ ہے جو زکوٰۃ میں اس نے مومنوں پر مقرر فرمایا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا اس کے لئے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی دین اسلام قبول کرے وہ ہر حکم میں مسلمانوں کے مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے پس ان میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے، پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ اللہ اور رسول کی ذمہ داری ہے اور جو جزیہ ادا نہ کرے تو وہ اللہ اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔

صلوۃ اللہ علی محمد والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [۱]

حجۃ الوداع

ذی قعدہ دس ہجری

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ایک ہی حج کیا۔ مگر مختلف روایات میں ہے کہ جیسا جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے قبل دو حج کیے۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے آپ ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس امر کا صحیح علم نہیں ہوسکا کہ آپ نے کتنے حج کیے۔

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ، فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ، كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو مدینہ منورہ میں نو سال ہو چکے تھے لیکن اس زمانہ میں آپ نے کوئی حج نہیں کیا تھا، نو ہجری میں حج کی فرضیت کے بعد آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج بنا کر مکہ روانہ فرمایا تھا اور اس سال مسلمانوں نے ان کی زیر امارت حج کیا تھا، ہجرت کے دسویں سال ماہ ذی القعدہ الحرام میں آپ ﷺ نے خود بنفس نفیس حج کا ارادہ فرمایا اور اطراف واکناف میں اس کا اعلان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کے لئے تشریف لے جائیں گے، اعلان ہوتے ہی بڑی کثیر تعداد میں مسلمان مدینہ منورہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے ہر شخص اس بات کا مشتاق تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی (میں حج ادا) کرے۔ [۲]

میقات کے متعلق سوال:

أَنَّ رَجُلًا، قَامَ فِي المَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُهِلُّ أَهْلُ المَدِينَةِ مِنْ ذِي الحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّأْمِ مِنَ الجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَيُهِلُّ أَهْلُ اليَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ

ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اس نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمیں

---

[۱] ابن ہشام ۲/۵۹۴، الروض الانف ۷/۴۹۳، تاریخ طبری ۳/۱۲۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ۵/۴۱۳

[۲] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایامدینہ طیبہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں،شام والے جحفہ سے احرام باندھیں،نجد والے قرن سے احرام باندھیں اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔[1]
صحیح مسلم میں سوال کرنے کاذکرنہیں۔

وفد بنی محارب:

بنومحارب کانام سات قبائل کے لئے بولاجاتاتھاجوسب کے سب عدنانی تھے،بنی محارب کی جس شاخ کے لوگ بارگاہ رسالت میں حاضرہوئے اس کاتعلق بنوخصفہ بن قیس عیلان سے تھایہ لوگ عراق اورنجد میں آبادتھے،قریش الظواہر کی ایک شاخ کانام بھی بنومحارب تھااس قبیلہ کے لوگ بڑے تندخواور درشت مزاج تھے،رسول اللہ ﷺ جب ایام حج میں لوگوں کواسلام کی دعوت دیتے تھے تویہ لوگ نہایت سختی سے آپ کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ مُحَارِبٍ عَامَ حِجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهُمْ كَانُوا أَغْلَظَ الْعَرَبِ وَأَفَظَّهُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تِلْكَ الْمَوَاسِمِ أَيَّامَ عَرْضِهِ نَفْسَهُ عَلَى الْقَبَائِلِ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ، فَجَاءَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ نَائِبِينَ عَمَّنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ فَأَسْلَمُوا،فَأُنْزِلُوا دَارَ رَمْلَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ بلال يَأْتِيهِمْ بِغَدَاءٍ وَعَشَاءٍ

دس ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پربنومحارب کاایک وفدبارگاہ رسالت میں حاضرہوا،یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے لیے تمام عربوں سے زیادہ قوی الایمان تھے،اس موقع پرجب موسم حج تھااوررسول اللہ ﷺ قبائل عرب کواللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دے رہے تھے اسی قوم میں سے دس آدمیوں پرمشتمل ایک وفداپنی پوری قوم کی جانب سے نائب بن کررسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضرہوئےاوراسلام قبول کرلیا،آپ ﷺ نے اس وفدکورملہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کے مکان پرٹھہرایااوربلال رضی اللہ عنہ کوان کی خاطرمدرات (مہمانداری)پرمامورفرمایابلال رضی اللہ عنہ صبح وشام ان کے لیے کھانالاتے،

إِلَى أَنْ جَلَسُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا مِنَ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِفَعَرَفَ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَأَمَدَّهُ النَّظَرَ فَلَمَّا رَآهُ المحاربي يُدِيمُ النَّظَرَ إِلَيْهِ قَالَ: كَأَنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ تُوهِمُنِي؟قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُكَ،قَالَ المحاربي: أَيْ وَاللهِ، لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَكَلَّمْتَنِي، وَكَلَّمْتُكَ بِأَقْبَحِ الْكَلَامِ، وَرَدَدْتُكَ بِأَقْبَحِ الرَّدِّ بِعُكَاظَ، وَأَنْتَ تَطُوفُ عَلَى النَّاسِ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ظہرسے عصرتک کاوقت ان سے گفتگوکے لئے وقف کردیا،اثنائے گفتگومیں آپ ﷺ نے ایک شخص کوپہچان لیااورغورسے ملاحظہ فرمانے لگے،جب محاربی نے آپ ﷺ کی نگاہیں اپنی طرف دیکھیں توکہنے لگااے اللہ کے رسول ﷺ!شاید آپ

[1] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ ذِكْرِ العِلْمِ وَالفُتْيَا فِي المَسْجِدِ عن ابن عمررضی اللہ عنہما ۱۳۳،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَوَاقِيتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ۲۸۱۰

مجھے پہچان رہے ہیں؟ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میں نے تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے، محاربی نے جواب دیا ہاں اللہ کی قسم! ہاں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بالکل درست فرمایا آج سے بہت عرصہ پہلے آپ بازار عکاظ میں تشریف لائے تھے اور قبائل عرب کو مخاطب فرما رہے تھے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھے وہاں دیکھا تھا اور مجھے دعوت اسلام بھی دی تھی تو میں نے آپ کو اس دعوت کے جواب میں نہایت گستاخانہ جواب دیا تھا، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ٹھیک ہے ٹھیک ہے مجھے یاد آ گیا،

ثُمَّ قَالَ المحاربي: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَانَ فِي أَصْحَابِي أَشَدُّ عَلَيْكَ يَوْمَئِذٍ وَلَا أَبْعَدُ عَنِ الْإِسْلَامِ مِنِّي، فَأَحْمَدُ اللهَ الَّذِي أَبْقَانِي حَتَّى صَدَّقْتُ بِكَ، وَلَقَدْ مَاتَ أُولَئِكَ النَّفَرُ الَّذِينَ كَانُوا مَعِي عَلَى دِينِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ بِيَدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ،فَقَالَ المحاربي: يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَغْفِرْ لِي مِنْ مُرَاجَعَتِي إِيَّاكَ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الْكُفْرِ

اس محاربی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اس دن میرے دوستوں میں سے مجھ سے زیادہ بدبخت کوئی نہ تھا میں نے سب سے بڑھ چڑھ کر آپ کی مخالفت کی تھی، میرے سب ساتھی تو اپنے آبائی مذہب پر مر گئے میں اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اب تک زندہ رکھا اور اسلام قبول کرنے کی سعادت بخشی، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا سب کے دل اللہ عزوجل ہی کے ہاتھ میں ہیں، محاربی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قدموں پر حاضر ہو جانے کے باعث میری گزشتہ لغزشوں کی بخشش کے لئے دعا فرمائیں، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اسلام لاتے ہی وہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو حالت کفر میں سرزد ہوئے ہوں۔ (۱)

اس شخص کے علاوہ اس وفد کے دوسرے اراکین نے بھی نہایت خلوص سے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ ہم اپنے قبیلے کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے بھی نمائندہ ہیں۔

قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ مُحَارِبٍ سَنَةَ عَشْرٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهُمْ عَشَرَةُ نَفَرٍ فِيهِمْ: سَوَاءُ بْنُ الْحَارِثِ، وَابْنُهُ خُزَيْمَةُ بْنُ سَوَاءٍ

دس ہجری حجۃ الوداع سے پہلے محارب کا دس رکنی وفد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں عظیم رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن حارث، ان کے بھائی سواء رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن حارث اور سواء رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کے بیٹے خزیمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بھی شامل تھے ان تینوں کو بعض واقعات کی بنا پر شہرت حاصل ہوئی۔ (۲)

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ

أبوه أهدى للنبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المرتجز فرسه، فأثابه على ذلك الفرعاء ناقته، فأولادها عندهم

عظیم رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بن حارث نے بارگاہ نبوی میں حاضری کے وقت مرتجز نامی اپنی سواری کا گھوڑا نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے قبول فرمایا اور اس کے عوض فرعاء نامی اپنی اونٹنی ان کو عطا فرمائی جبکہ اس اونٹنی کے بچے انہیں کے پاس تھے۔ (۳)

---

(۱) زادالمعاد۳/۵۷۹، عیون الاثر۲/۳۱۸، البدایة والنھایة۵/۸۹، سبل الھدی والرشادفی سیرة خیرالعباد۶/۴۰۹

(۲) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم۳/۳۸۱، البدایة والنھایة۵/۱۰۴

(۳) الاصابة فی تمیز الصحابة۴/۴۱۷

اس کے علاوہ آپ نے ایک تحریری فرمان کے ذریعے ان کو فج نام کی ایک جاگیر بھی مرحمت فرمائی۔
اس فرمان کا متن یہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ لِعَظِيمِ بن الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيِّ
أَنَّ لَهُ فَجًا لا يَحَاقُّهُ فِيهَا أَحَدٌ ۔
وَكَتَبَ الأَرْقَمُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے عظیم بن الحارث المحاربی کے نام
کہ فج ان کا ہے اس میں کوئی دوسرا اپنا حق نہیں جتائے گا۔
کاتب ارقم رضی اللہ عنہ۔ [1]

(فج پانی کا ایک تلاب یا چشمہ تھا، بعض نے اس کا نام فج لکھا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا نام فج تھا۔ جیسا کہ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ، یاقوت الحموی، حافظ ابن کثیر اور متعدد دوسرے اہل علم نے اس کی تصریح کی ہے)
سواء بن حارث وہی شخص ہیں جو قبول اسلام سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ منورہ آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے ایک گھوڑے کا سودا کیا تھا لیکن بعد میں اس سودے سے پھر گئے تھے

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّ عَمَّهُ، حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ، فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ، فَيُسَاوِمُونَهُ بِالْفَرَسِ وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسِ وَإِلَّا بِعْتُهُ؟
عمارہ بن خزیمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان کے چچا نے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا اور بدوی سے کہا میرے ساتھ آؤ تاکہ تمہارے گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں، رسول اللہ ﷺ جلدی جلدی چلے جبکہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا تو لوگ اس بدوی کے سامنے آئے اور گھوڑے کا سودا کرنے لگے انہیں علم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے، تو اس بدوی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا اگر گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اسے بیچ دوں گا

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ، فَقَالَ: أَوَ لَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللهِ مَا بِعْتُكَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلَى، قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ ،فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ، يَقُولُ هَلُمَّ شَهِيدًا فَقَالَ خُزَيْمَةُ

[1] اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین لابن طولون ۱/۱۴۷

بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ،فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ:بِمَ تَشْهَدُ؟ فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللهِ ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ

نبی کریم ﷺ اس کی آواز سن کر رک گئے اور فرمایا کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا بدوی نے کہا نہیں قسم اللہ کی! میں نے تو اسے تم کو نہیں بیچا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے تم سے خرید لیا ہے، بدوی کہنے لگا چلو گواہ لاؤ، تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو انتہائی ذکی، فطین اور قوی الایمان صحابی تھے) بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ دیا ہے، نبی کریم ﷺ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی تصدیق کی بنا پر (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں جھوٹ نہیں بول سکتے اور آپ ہمیں وہ کچھ بتاتے ہیں جو ہم ملاحظہ نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ہم وہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیوں تسلیم نہیں کر سکتے) چنانچہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔[1]

وَمَسَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَ خُزَيْمَةَ بْنِ سَوَاءٍ فَصَارَتْ لَهُ غُرَّةٌ بَيْضَاءُ ،وَأَجَازَهُمْ كَمَا يُجِيزُ الْوَفْدَ وَانْصَرَفُوا إِلَى بِلَادِهِمْ

خزیمہ رضی اللہ عنہ بن سواء رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے از راہ شفقت اپنا دست مبارک ان کے چہرے پر پھیرا اس کے ساتھ ہی ان کا چہرہ نور سے چمکنے لگا (سفید روشن ہو گیا) یہ وفد مدینہ منورہ سے چلنے لگا تو سید الامم ﷺ نے معمول کے مطابق وفد کو بہت کچھ دے دلا کر رخصت کیا۔[2]

مدینہ منورہ سے روانگی:

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي القَعْدَةِ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لیے نکلے) تو ذی قعدہ میں سے پانچ دن باقی رہے تھے۔[3]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَبِذِي الحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پچیس یا چھبیس ذوقعدہ کو ہفتہ کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھی۔[4]

---

[1] سنن ابوداودکتاب القضاء بَابٌ إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَحْكُمَ بِهِ۳۶۰۷ ، مسنداحمد۲۱۸۸۳،مستدرک حاکم ۲۱۸۷،الاصابة فی تمییزالصحابة۱۷۹؍۳

[2] البداية والنهاية۳۵۵؍۷

[3] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ البَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ ۱۷۰۹

[4] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ۱۰۸۹

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ المَدِينَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ، وَادَّهَنَ وَلَبِسَ إِزَارَهُ وَرِدَاءَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حجۃ الوداع میں ہفتہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں میں کنگھا کرنے اور تیل لگانے اور ازار اور ردا پہننے کے بعد اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔[1]

معه نساءه کلھنّ فی الھوادج

تمام ازواج مطہرات (فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی) کجاووں میں سوار تھیں۔[2]

فَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ أَبَا دُجَانَةَ السَّاعِدِيَّ، وَيُقَالُ: سِبَاعَ بْنَ عُرْفُطَةَ الْغِفَارِيَّ

اس موقعہ پر آپ نے ابودجانہ ساعدی رضی اللہ عنہ اور ایک قول کے مطابق سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔

وَكَانَ عَلَى هَدْيِهِ نَاجِيَةُ بْنُ جُنْدُبٍ الْأَسْلَمِيُّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانوروں پر ناجیہ رضی اللہ عنہ بن جندب (ذکوان رضی اللہ عنہ) کو نگران مقرر فرمایا۔[3]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِثَمَانِي عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ، فَأَمَرَهُ فِيهَا بِأَمْرِهِ، فَانْطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ أُزْحِفَ عَلَيْنَا مِنْهَا شَيْءٌ؟ فَقَالَ:انْحَرْهَا، ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا، ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلَى صَفْحَتِهَا، وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ، وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) ایک شخص کے ساتھ سولہ اونٹ مکہ مکرمہ روانہ فرمائے اور اس کو ان اونٹوں کا نگہبان مقرر کیا، وہ شخص چلا گیا اور پھر دوبارہ واپس آ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ان اونٹوں میں سے کوئی کسی بیماری یا تھکاوٹ کی وجہ سے چل نہ سکے تو میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو ذبح کر لے اور اس کے خون میں ان جوتیوں کو جو اس کے گلے میں پڑی ہیں ڈبو کر اس کے کوہان پر نشان لگا دے اور اس کا گوشت نہ تو کھا اور نہ تیرے ساتھی۔[4]

اس روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اونٹوں کے نگہبان کا نام نہیں لیا لیکن السنن الکبری للنسائی کی ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نگہبان ذکوان رضی اللہ عنہ (ناجیہ الاسلمی) ہی تھے،

عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟، قَالَ:انْحَرْهَا، ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا، ثُمَّ خَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهَا يَأْكُلُونَهَا

ذکوان رضی اللہ عنہ بن جندب (ناجیہ الخزاعی رضی اللہ عنہ یا ناجیہ الاسلمی رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَا يَلْبَسُ المُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالأَرْدِيَةِ وَالأُزُرِ ۱۵۴۵

[2] تاریخ الخمیس ۱۴۹؍۲

[3] ابن سعد ۱۳۱؍۲

[4] مسند احمد ۱۸۶۹، مصنف ابن شیبۃ ۱۵۳۴۱، السنن الکبری للنسائی ۴۱۲۲

کے رسول ﷺ! قربانی کے جانوروں میں سے جو جانور مرنے کے قریب ہوں میں ان کو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو ذبح کر لے اور ان کے خون میں ان کو ڈبو کر جو ان کی گردن میں ہیں، ان کی گردنوں پر نشان لگا دے اور پھر ان کو لوگوں میں چھوڑ دے تا کہ وہ ان کو کھائیں۔ (۱)

وَالعَصْرَ بِذِي الحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز عصر ادا کی۔ (۲)

حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ اغْتَسِلِي، وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي

یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے تو اسی مقام پر اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کہلا بھیجا کہ میں کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ انہیں نہانے اور لنگوٹ باندھ کر احرام پہننے کا کہیں۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے خوشبو لگائی احرام پر جب آپ نے احرام پہنا۔ (۴)

آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چادریں اوڑھ لیں اور تہ بند باندھ لئے،

فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الأَرْدِيَةِ وَالأُزُرِ تُلْبَسُ إِلَّا المُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرْدَعُ عَلَى الجِلْدِ

رسول اللہ ﷺ نے کسی قسم کی چادر اور تہ بند سے منع نہ فرمایا البتہ آپ نے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کو جس سے بدن پر زعفران جھڑے پہننے سے منع فرمایا۔ (۵)

احرام پہننے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں وہ خوشبو نظر آتی رہی جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبل احرام آپ کے لگائی تھی،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے گویا میں آپ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ رسول اللہ ﷺ محرم

---

(۱) السنن الكبرى للنسائى ۶۶۰۵

(۲) صحيح بخارى كتاب المناسک بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالإِهْلاَلِ عنانس ۱۰۸۹، صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

(۳) صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ إِحْرَامِ النُّفَسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْإِحْرَامِ، وَكَذَا الْحَائِضُ عن عائشه ۲۹۰۸، وبَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

(۴) صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ ۲۸۲۴

(۵) صحيح بخارى كتاب المناسک بَابُ مَا يَلْبَسُ المُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالأَرْدِيَةِ وَالأُزُرِ ۱۵۴۵

ہیں۔ ①

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:قَالَ: وَأَحْسِبُهُ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات صبح تک ذوالحلیفہ میں ہی گزاری۔ ②

قَالَ: أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي، وَهُوَ بِالعَقِيقِ، أَنْ صَلِّ فِي هَذَا الوَادِي المُبَارَكِ، وَقُلْ: عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ

صبح کو آپ نے فرمایا آج رات کو میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا آپ اس وقت وادی عقیق میں تھے اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں اور کہیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتا ہوں۔ ③

(فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ)،يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الحُلَيْفَةِ، ثُمَّ يُهِلُّ حَتَّى تَسْتَوِيَ بِهِ قَائِمَةً،لَبَّيْكَ اللهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ

صبح کو مسجد ذی الحلیفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی، مسجد کے قریب ہی آپ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے، جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی تو آپ نے لبیک کہنا شروع کر دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی لبیک کہنا شروع کر دیا، ہم حاضر ہیں، اے اللہ ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں، بیشک حمد اور نعمت تیری ہے اور بادشاہت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔ ④

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

عَنْ الْبَهْزِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالرَّوْحَاءِ إِذَا حِمَارُ وَحْشٍ عَقِيرٌ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:وَدَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ صَاحِبُهُ فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ شَأْنَكُمْ بِهَذَا الْحِمَارِ،فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَسَّمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأُثَايَةِ، بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ، إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ وَفِيهِ سَهْمٌ، فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يُرِيبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، حَتَّى يُجَاوِزَهُ

---

① صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ الطِّيبِ عِنْدَ الإِحْرَامِ، وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَتَرَجَّلَ وَيَدَّهِنَ۱۵۳۸،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ ۲۸۳۹

② صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِي الحُلَيْفَةِ حَتَّى أَصْبَحَ ۱۵۴۷

③ صحیح بخاری کتاب الاعتصام بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ العِلْمِ ۷۳۴۳، وبَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:العَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ عن ابن عمر ۱۵۳۴،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ التَّعْرِيسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَالصَّلَاةِ بِهَا إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ۳۲۸۵،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابٌ فِي الْإِقْرَانِ ۱۸۰۰،مسنداحمد۱۶۱

④ صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ التَّلْبِيَةِعن ابن عمر ۱۵۴۹،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

زید رضی اللہ عنہ بن کعب بہزی سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ اور مدینہ کے درمیان) مقام روحاء میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زخمی نیل گائے دیکھی، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کچھ نہ کہو اس کو شکار کرنے والا خود آ کر دیکھ لے گا اتنے میں اس کا شکاری بھی آ گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری طرف سے اجازت ہے آپ حضرات اس نیل گائے کو کھا سکتے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کا گوشت سب رفقاء میں تقسیم کر دیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جب روثیہ اور عرج کے درمیان مقام اثایہ میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زخمی ہرن دیکھا جس کے جسم میں تیر پیوست تھا اور وہ سائے میں سر جھکائے کھڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ایک آدمی کھڑا کیا جو لوگوں کو بتائے کہ اس کا کھانا جائز نہیں اس لئے کوئی اس کو پکڑنے کی کوشش نہ کرے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ جائیں۔[1]

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ:حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَزَلْنَا فَجَلَسَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم، وَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي وَكَانَتْ زِمَالَةُ أَبِي بَكْرٍ وَزِمَالَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً مَعَ غُلَامٍ لِأَبِي بَكْرٍ فَجَلَسَ أَبُو بَكْرٍ يَنْتَظِرُ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ فَطَلَعَ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ قَالَ: أَيْنَ بَعِيرُكَ؟ قَالَ: أَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَعِيرٌ وَاحِدٌ تُضِلُّهُ قَالَ: فَطَفِقَ يَضْرِبُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ وَيَقُولُ:انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ قَالَ ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ فَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ يَقُولَ:انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ وَيَتَبَسَّمُ

اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلے اور مقام عرج میں پڑاؤ کیا اور ہم بھی اتر پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرف سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں، اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا ان کے پہلو میں بیٹھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال برداری کا ایک اونٹ تھا جس پر کھانے کا سامان وغیرہ لدا ہوا تھا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹ اپنے ایک غلام کے سپرد کیا ہوا تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ غلام کا انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا تو وہ تنہا تھا اونٹ اس کے پاس موجود نہیں تھا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اونٹ کہاں ہے؟ وہ بولا اونٹ رات کو کہیں گم ہو گیا ہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تیرے سپرد ایک ہی اونٹ تھا اور اسے بھی تم نے گم کر دیا ہے، پھر اسے مارنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر مسکراتے تھے اور فرماتے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟ ابن ابی رزمہ کے الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا کہ دیکھو اس محرم کو کیا کر رہا ہے اور مسکراتے رہے آپ تبسم فرماتے تھے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں فرماتے تھے۔[2]

اسناده ضعيف،ابن اسحاق مدلس ولم اجدتصريع سماعه

---

[1] سنن نسائی كتاب الحج مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ ۲۸۲۲

[2] سنن ابوداودكتاب المناسک بَابُ الْمُحْرِمِ يُؤَدِّبُ غُلَامَهُ۱۸۱۸،سنن ابن ماجه كتاب المناسک بَابُ التَّوَقِّي فِي الْإِحْرَامِ۲۹۳۴،مسنداحمد ۲۶۹۱۶

اس حدیث کی سند ضعیف ہے اس میں ابن اسحاق مدلس راوی ہے اور تصریح سماعت بھی نہیں۔

تَقُولُ:كُلَّمَا مَرَّتْ بِالحَجُونِ صَلَّى اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَا هُنَا

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب بھی حجون پہاڑ سے ہو کر گزرتیں تو یہ کہتیں اللہ تعالیٰ کی آپ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل ہوں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہیں قیام کیا تھا۔ [۱]

ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام وادی عسفان سے گزرے تھے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَادِي عُسْفَانَ حِينَ حَجَّ، قَالَ:يَا أَبَا بَكْرٍ، أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ قَالَ: وَادِي عُسْفَانَ، قَالَ:لَقَدْ مَرَّ بِهِ هُودٌ، وَصَالِحٌ عَلَى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ خُطُمُهَا اللِّيفُ، أُزُرُهُمُ العَبَاءُ، وَأَرْدِيَتُهُمُ النِّمَارُ، يُلَبُّونَ يَحُجُّونَ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج پر جاتے ہوئے وادی عسفان سے گزرے تو پوچھا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! یہ کونسی وادی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وادی عسفان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اپنی زندگی میں ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام دو سرخ اونٹوں پر جن کی مہاریں کھجور کے چھلکے سے تیار ہوئی تھیں سوار ہو کر اس وادی سے گزرے تھے، اور وہ بیت اللہ کے حج کے لئے لبیک پکارتے ہوئے گئے تھے۔ [۲]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا احرام حج:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ نَذْكُرُ إِلَّا الحَجَّ، فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قُلْتُ: لَوَدِدْتُ وَاللَّهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ العَامَ، قَالَ:لَعَلَّكِ نُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم ادائیگی حج کی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہم مقام سرف پہنچے تو مجھے اذیت ماہانہ شروع ہوگئی، (اس غم سے) میں رو رہی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا کاش! میں اس سال حج کا ارادہ ہی نہ کرتی، اب میں عمرہ نہ کرسکوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تمہیں اذیت ماہانہ شروع ہوگئی، میں نے کہا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایسی بات ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کی تمام بیٹیوں پر اسے ضروری قرار دیا ہے لہٰذا تم وہ سب کام کرو جو حاجی کرتا ہے سوائے اس کے کہ جب تک تم پاک نہ ہو جاؤ کعبہ کا طواف نہ کرنا۔ [۳]

[۱] صحیح بخاری ابواب العمرة بَابٌ مَتَى يَحِلُّ المُعْتَمِرُ ۱۷۹۶

[۲] مسند احمد ۲۰۶۷

[۳] صحیح بخاری کتاب الحیض بَابٌ تَقْضِي الحَائِضُ المَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ۳۰۵، وکتاب الحیض بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ

حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت ہے جیسا کہ مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اعلم ان البخاری عقدبابافی صحیحه يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لِلْجُنُبِ وَلَا لِلْحَائِضِ قِرَاءَةُ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَقَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ فِي تحري قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْجُنُبِ

امام بخاری کی نظر میں کوئی صحیح روایت ایسی نہیں جس میں جنبی اور حائضہ کو قرات قرآن سے روکا گیا ہو گو اس سلسلے میں متعدد روایات ہیں۔[1]

عَلَى الْبَيْدَاءِ، أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَتَه

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بیداء پر پہنچے، لبیک آپ کی زبان پر جاری تھی یہیں آپ نے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈالے، اور اپنے بالوں کو گوند سے جمالیا پھر آپ نے اللہ کی حمد بیان کی تسبیح پڑھی، تکبیر کہی اور حج اور عمرہ کے ساتھ لبیک کہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حج اور عمرہ کے ساتھ لبیک کہا۔[2]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے نکلتے تو شجرہ کی راہ سے نکلتے تھے۔[3]

اس روایت کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راستہ کو اختیار کیا جس راستہ پر شجرہ نامی مقام آتا ہے (شجرہ ذوالحلیفہ کے قریب ایک درخت تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی راستے سے آتے اور جاتے تھے، اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے آج کل اس جگہ کا نام بئر علی ہے)

نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْهِ، مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ، وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ، وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ،

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آگے، پیچھے، دائیں، بائیں جہاں نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے جن میں سوار بھی تھے، پیادے بھی تھے، رسول

الحَيْضِ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ ۲۹۴،وکتاب الاضاحی بَابُ الأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ ۵۵۴۸،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ، وَأَنَّهُ يَجُوزُ إِفْرَادُ الْحَجِّ وَالتَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ، وَجَوَازِ إِدْخَالِ الْحَجِّ عَلَى الْعُمْرَةِ، وَمَتَى يَحِلُّ الْقَارِنُ مِنْ نُسُكِهِ ۲۹۱۸،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابٌ فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ ۱۷۸۲، مسند احمد ۲۵۸۳۸

[1] تحفة الاحوذی ۳۴۶،۱

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَا يَلْبَسُ المُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالأَرْدِيَةِ وَالأُزُرِ عن ابن عباس ۱۵۴۵،وبَابُ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ، قَبْلَ الإِهْلاَلِ، عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ عنانس ۱۵۵۱، وبَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الإِحْرَامِ وَحَلَقَ عن حفصه ۱۷۲۵،بَابُ مَنْ أَهَلَّ مُلَبِّدًا ۱۵۴۰،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ تَقْلِيدِ الْهَدْيِ وَإِشْعَارِهِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ عن ابن عباس ۳۰۱۶

[3] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُولِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوجِ مِنْهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى وَدُخُولِ بَلَدِهِ مِنْ طَرِيقٍ غَيْرَ الَّتِي خَرَجَ مِنْهَا ۳۰۴۰

اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے، آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپ ہی اس کے معانی کو خوب جانتے تھے لہذا جو کام آپ کرتے تھے ہم بھی کرتے جاتے تھے۔ (۱)

راستہ میں جب مقام شجرہ آیا تو آپ نے مسجد شجرہ میں نماز پڑھی،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مسْجِدِ الشَّجَرَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ جاتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ (۲)

پیدل حج کی نذر:

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ، فَقَالَ:مَا بَالُ هَذَا؟ قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راستہ میں نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان دونوں پر سہارا کئے ہوئے چلا جا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا اس نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بوڑھے شخص تم سوار ہو جاؤ کیونکہ اللہ تم سے اور اس مشقت سے بے نیاز ہے۔ (۳)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ حَافِيَةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَيْتُهُ، فَقَالَ:لِتَمْشِ، وَلْتَرْكَبْ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میری بہن نے بھی ننگے پیر پیدل حج کرنے کی نذر مانی تھی، دوران سفر انہوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیدل بھی چلیں اور سوار بھی ہو جائیں۔ (۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ:ارْكَبْهَافَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ: ارْكَبْهَاقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ:ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے راستہ میں دیکھا کہ ایک آدمی قربانی کے اونٹ کو پیچھے سے ہنکاتا ہوا لے کر جا رہا ہے اور اس کی گردن میں ہار ڈالا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا اس پر سوار ہو جا، اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ قربانی

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الحج باب حجته النبی ﷺ ۲۹۵۰

(۲) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرِيقِ الشَّجَرَةِعن ابن عمر ۱۵۳۳

(۳) صحیح مسلم کتاب النذر بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ۴۲۴۷

(۴) صحیح مسلم کتاب النذر بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ ۴۲۵۰

کااونٹ ہے،آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تیرے لئے خرابی ہوسوار ہوجا تیرے لئے خرابی ہوسوار ہوجاکے لفظ دو یا تین مرتبہ کہے۔[1]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی آمد:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمٍ بِاليَمَنِ، فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ:بِمَا أَهْلَلْتَ؟ قُلْتُ: أَهْلَلْتُ كَإِهْلاَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ؟قُلْتُ: لاَ، فَأَمَرَنِي، فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ، وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، ثُمَّ أَمَرَنِي

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن بھیجاتھا،جب(حجۃ الوداع کے موقع پر)میں آیا توآپ ﷺ سے مقام بطحاء(سنگریزی زمین) میں میری ملاقات ہوئی،رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے کس چیز کااحرام باندھاہے؟میں نے عرض کیاجس چیز کانبی کریم ﷺ نے باندھاہو،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ قربانی کاجانور ہے؟میں نے عرض کیانہیں،رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں بیت اللہ کاطواف اورصفااورمروہ کی سعی کروں،اس کے بعدآپ ﷺ نے احرام کھول دینے کے لیے فرمایاابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایساہی کیا۔[2]

مقام ابطح میں قیام:

جب رسول اللہ ﷺ مقام ابطح میں پہنچے تو وہاں آپ نے قیام فرمایا،

قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلاَلًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَاكَ الوَضُوءَ ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ،ثُمَّ رَأَيْتُ بِلاَلًا أَخَذَ عَنَزَةً، فَرَكَزَهَاوَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کوایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں دیکھااور میں نے یہ بھی دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو(خیمہ کے اندر)وضوکرارہے ہیں بلال رضی اللہ عنہ وضوکا(بچاہواپانی لے کر باہر نکلے) توہرشخص آپ ﷺ کے وضوکاپانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کررہاہے،اگرکسی کوتھوڑاسابھی پانی مل جاتاتووہ اسے اپنے چہرے پرمل لیتااوراگرکوئی پانی نہ پاسکتاتواپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی کوحاصل کرنے کی کوشش کرتا،پھرمیں نے بلال رضی اللہ عنہ کودیکھا کہ انہوں نے اپنی ایک برچھی اٹھائی جس کے نیچے لوہے کاپھل لگاہوا تھااوراسے انہوں نے گاڑھ دیارسول اللہ ﷺ(خیمہ میں سے)ایک سرخ پوشاک

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ رُكُوبِ البُدْنِ١٦٨٩، صحیح مسلم کتاب الج باب جوازرکوب البدنة المھداة لمن احتاج الیھا٣٢٠٨،مسنداحمد٧٣٥٠

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَنْ أَهَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَإِهْلاَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن ابی موسیٰ ١٥٥٩، وکتاب المغازی باب حجتہ الوداع٤٣٩٧،صحیح مسلم کتاب الحج بَابٌ فِي نَسْخِ التَّحَلُّلِ مِنَ الْإِحْرَامِ وَالْأَمْرِ بِالتَّمَامِ٢٨٥٩،مسنداحمد١٩٥٤٨

پہنے ہوئے نکلے۔

وَإِنَّمَا الْحُلَّةُ الْحَمْرَاءُ: بُرْدَانِ يَمَانِيَّانِ مَنْسُوجَانِ بِخُطُوطٍ حُمْرٍ مَعَ الْأَسْوَدِ

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جوڑا نرا سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سرخ اور کالی دھاریاں تھیں۔ [1]

سرخ رنگ کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سات مذہب بیان کیے ہیں اور کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافروں یا عورتوں کی مشابہت کی نیت سے مرد کو سرخ رنگ والے کپڑے پہننے درست نہیں ہے اور کسم میں رنگا ہوا کپڑا مردوں کے لیے بالاتفاق ناجائز ہے، اسی طرح لال زین پوشوں کا استعمال جس کی ممانعت میں صاف حدیث موجود ہے۔

(كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ)، مُشَمِّرًا صَلَّى إِلَى العَنَزَةِ بِالنَّاسِ، (فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ)، وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ العَنَزَةِ

تہبند اٹھائے ہوئے، گویا میں اس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں باہر تشریف لائے، اور برچھی کی طرف منہ کر کے لوگوں کو پہلے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں (اس حدیث سے سفر میں قصر اور جمع دونوں ثابت ہوئیں) میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور برچھی کے اس طرف سے گزر رہے تھے (یعنی سترہ کے باہر سے کوئی آدمی نمازی کے آگے سے نکلے تو کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ نماز میں خلل ہوتا ہے)۔ [2]

خط کشیدہ عبارت صحیح مسلم میں ہے۔

ذی طویٰ میں اقامت:

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ، ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طِوًى، ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ، وَيَغْتَسِلُ، وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کی سرحد کے قریب پہنچتے تو تلبیہ کہنا بند کر دیتے، رات ذی طوی میں گزارتے، صبح کی نماز وہیں پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے) آپ رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔ [3]

اس روایت کی روشنی میں ابطح سے روانہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر مقام ذی طوی میں قیام فرمایا ایک رات وہاں گزاری، صبح کی نماز وہیں ادا فرمائی نماز کے بعد آپ نے غسل فرمایا۔

---

[1] زادالمعاد ۱۳۲/۱

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الأَحْمَرِ ۳۷۶، وکتاب الوضو بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوءِ النَّاسِ ۱۸۷، صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي ۱۱۲۰، ۱۱۲۲

[3] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ الِاغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ ۱۵۷۳، وبَابُ الإِهْلاَلِ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ ۱۵۵۳، وبَابُ دُخُولِ مَكَّةَ نَهَارًا أَوْ لَيْلًا عن ابن عمر ۱۵۷۴

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ أُرْحَلُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: فَقَالَ لِي لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي :يَا مَعْمَرُ، لَقَدْ وَجَدْتُ اللَّيْلَةَ فِي أَنْسَاعِي اضْطِرَابًا، قَالَ: فَقُلْتُ: أَمَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ شَدَدْتُهَا كَمَا كُنْتُ أَشُدُّهَا، وَلَكِنَّهُ أَرْخَاهَا مَنْ قَدْ كَانَ نَفِسَ عَلَيَّ مَكَانِي مِنْكَ لِتَسْتَبْدِلَ بِي غَيْرِي، قَالَ: فَقَالَ:أَمَا إِنِّي غَيْرُ فَاعِلٍ

معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجۃ الوادع کے موقع پر سید الامم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا اہتمام میرے سپرد تھا اور کجاوہ وغیرہ میں ہی کستا تھا، ایک دن کسی شخص نے دانستہ یا نادانستہ اس کو ڈھیلا کر دیا خیر رات تو اسی طرح گزر گئی صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا رات کجاوہ کا تنگ ڈھیلا معلوم ہوتا تھا، مجھے بڑی ندامت ہوئی اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو حسب دستور کس کے باندھا تھا شاید کسی نے اس خیال سے ڈھیلا کر دیا ہو کہ مجھ سے یہ شرف چھن جائے اور آپ یہ خدمت کسی دوسرے کے سپرد کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اطمینان رکھو میں یہ خدمت تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد نہ کروں گا۔[1]

مکہ معظّمہ میں داخلہ:

ذی طویٰ سے روانہ ہو کر چار ذوالحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ العلیا کی طرف (جو حجون کے قریب واقع ہے) مکہ معظّمہ میں (چاشت کے وقت) داخل ہوئے۔[2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَآخَرَ خَلْفَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو بنوعبدالمطلب کے بچوں نے آپ کا استقبال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ کو اپنے آگے اور ایک کو پیچھے بٹھالیا۔[3]

فَقَدِمْنَا مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ، فَلْيُحْلِلْ، وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى، فَلاَ يُحِلُّ حَتَّى يُحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ، وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ

مکہ معظّمہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو اسے چاہیے کہ (عمرہ کر کے) احرام کھول دے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لایا ہے تو اسے چاہیے کہ جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے احرام نہ کھولے، اور جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہے وہ اس کو عمرہ میں بدل دے۔[4]

---

[1] مسند احمد ۲۷۲۴۹

[2] صحیح بخاری کتاب الماسک بَابٌ مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ؟ عن ابن عمر ۱۵۷۵، وبَابٌ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ؟ عن عایشہ۱۵۷۷، وبَابُ مَا يَلْبَسُ المُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالأَرْدِيَةِ وَالأُزُرِ عن ابن عباس ۱۵۴۵،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَبِيتِ بِذِي طُوًى عِنْدَ إِرَادَةِ دُخُولِ مَكَّةَ، وَالِاغْتِسَالِ لِدُخُولِهَا وَدُخُولِهَا نَهَارًا ۳۰۴۴ ، وبَابُ جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ ۳۰۱۳

[3] صحیح بخاری ابواب العمرۃ بَابُ اسْتِقْبَالِ الحَاجِّ القَادِمِينَ وَالثَّلاَثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ ۱۷۹۸

[4] صحیح بخاری کتاب الحیض بَابٌ كَيْفَ تُهِلُّ الحَائِضُ بِالحَجِّ وَالعُمْرَةِ عن عائشہ ۳۱۹، وکتاب المناسک بَابُ مَنْ لَبَّى بِالحَجِّ

قَالَتْ: فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ

رسول اللہ ﷺ، اور آپ ﷺ کے بعض مقدور والوں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فاروق اور دوسرے تمام ذی حیثیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قربانی کے جانور تھے (اس لئے انہوں نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا)۔ (۱)

فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ، كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ

قربانی کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو جائیں۔ (۲)

عمرہ کا طریقہ:

عمرہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنكُمْ أَهْدَى، فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ، ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالحَجِّ

جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں، پھر صفا و مروہ کی سعی کر کے بال ترشوالیں اور احرام کھول دیں، پھر ترویہ کے روز (۸ ذوالحجہ کو از سر نو) حج کا احرام باندھیں (درمیانی وقفہ میں وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اس آزادی اور آسانی سے متمتع ہوں) یعنی حج تمتع کریں۔ (۳)

جب آپ ﷺ حجر اسود کے سامنے آئے تو آپ نے استلام کیا، پھر آپ ﷺ داہنی جانب سے ہو لئے اور بیت اللہ کو اپنی بائیں جانب چھوڑا، دروازے کے نزدیک میزاب رحمت کے نیچے، کعبۃ اللہ اور اس کے رکنوں کے سامنے آپ نے کوئی دعا نہیں پڑھی، نہ ہی طواف کے وقت کوئی معین ذکر کیا نہ اس کی تعلیم دی، مگر پھر بھی یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں،

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: اللَّهُمَّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ وَاخْلُفْ عَلَيَّ كُلَّ غَائِبَةٍ لِي بِخَيْرٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ دو رکنوں کے درمیان یہ دعا فرمایا کرتے تھے " الٰہی مجھ کو جو کچھ تو نے نصیب فرمایا اس پر قناعت کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس میں برکت عطا فرما اور میرے اہل و عیال و مال اور میری ہر پوشیدہ چیز کی تو خیریت کے ساتھ حفاظت

وَسَمَّاهُ عن جابربن عبدالله ۱۵۷۰، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ ۲۹۱۰

(۱) صحیح بخاری ابواب العمرة بَابُ المُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ العُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ، هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الوَدَاعِ ۱۷۸۸، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ عن عائشه صديقه ۲۹۲۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ عن عائشه ۲۹۱۹، مسنداحمد ۱۴۱۱۶، زادالمعاد ۲٫۲۴۵

(۳) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَنْ سَاقَ البُدْنَ مَعَهُ عن ابن عمر ۱۶۹۱، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ وُجُوبِ الدَّمِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ، وَأَنَّهُ إِذَا عَدَمَهُ لَزِمَهُ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ عن ابن عمر ۲۹۸۲، سنن ابوداودکتاب المناسک بَابٌ فِي الْإِقْرَانِ ۱۸۰۵، مسنداحمد ۶۲۴۷

فرما۔‘‘[1]

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے الہٰی میں شرک سے، دین میں شک کرنے سے اور نفاق اور دوغلے پن و نافرمانی اور بری عادتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[2]

اور رکن یمانی پر زیادہ تر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:وُكِلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكًا، فَمَنْ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، قَالُوا: آمِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکن یمانی پر ستر فرشتے معین ہیں جو کوئی کہے ’’اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں سلامتی چاہتا ہوں اے معبود برحق! تو مجھ کو دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا فرما اور دوزخ کی آگ سے ہم کو بچالے۔‘‘ تو فرشتے آمین کہتے ہیں۔[3]

ہاں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا ثابت ہے۔

...رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[4]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، طَافَ مُضْطَبِعًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے ساتھ اضطباع کیا یعنی چادر کو ایک کندھے کے اوپر کیا اور دوسرے بازو اور کندھے کو ننگا کیا۔[5]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ، وَمَشَى أَرْبَعَةً فِي الحَجِّ وَالعُمْرَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے طواف میں رمل کیا تین چکر دوڑ کر لگائے اور چار چکر معمول کی چال سے عمرہ اور حج میں۔[6]

جب آپ حجر اسود کے سامنے تشریف لاتے اس کی طرف اشارہ کرتے، اپنی چھڑی کے ساتھ استلام کرتے اور چھڑی کو بوسہ دیتے،

[1] نیل الاوطار ۵/۵۷، مستدرک حاکم ۱۸۷۸
[2] نیل الاوطار ۵/۵۷
[3] سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ فَضْلِ الطَّوَافِ ۲۹۵۸
[4] البقرة ۲۰۱
[5] سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ الِاضْطِبَاعِ عن ابی یعلی ۲۹۵۵
[6] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ الرَّمَلِ فِي الحَجِّ وَالعُمْرَةِ ۱۶۰۴

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کا استلام ایک چھڑی کے ذریعہ کر رہے تھے اور اس چھڑی کو چومتے تھے۔[1]

رکن یمانی کا استلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لیکن اس کو بوسہ نہیں دیا یا اپنے ہاتھ سے یا چھڑی سے اس کا استلام کیا یا اپنے ہاتھ کو اس پر رکھا اور ہاتھ کو بوسہ دیا (یہ تین طریقے ہوئے)۔

ارکان میں سے رکن یمانی کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی رکن کو نہ چھوا اور نہ ہی استلام کیا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ البَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ اليَمَانِيَيْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دونوں یمانی ارکان کا استلام کرتے دیکھا (کعبہ کے چار کونے ہیں حجر اسود رکن یمانی، رکن شامی اور رکن عراقی، حجر اسود اور رکن یمانی کو رکنین یمانیین اور شامی اور عراقی کو شامیین کہتے ہیں، حجر اسود کے علاوہ رکن یمانی کو چھونا یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ رہا ہے اور اسی پر عمل درآمد ہے)۔[2]

ثُمَّ نَفَذَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام

طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی۔

...وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى...[3]

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام جہاں عبادت کے لئے کھڑا ہوتا تھا اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو۔

وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ

اور اس حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔[4]

كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

ان رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ اخلاص اور سورۂ الکافرون تلاوت فرمائیں۔

عَن عَمْرو بن شُعَيْب عَن أَبِيه عَن جده قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْمَرْء يُرِيد الطّواف بِالْبَيْتِ أقبل

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ اسْتِلاَمِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ ۱۶۰۷،سنن ابن ماجہ کتاب المناسک بَابُ مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، بِمِحْجَنِهِ ۲۹۴۹

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ اسْتِلاَمِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ ۱۶۰۹

[3] البقرة ۱۲۵

[4] صحیح بخاری کتاب الصلاة بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۳۹۵،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يَلْزَمُ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ، ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ مِنَ الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ ۲۹۹۹

يَخُوض الرَّحْمَة فَإِذا دَخلته غمرته ثمَّ لَا يرفع قدماً وَلَا يضع قدماً إِلَّا كتب الله لَهُ بِكُل قدم خَمسمِائَة حَسَنَة وَحط عَنهُ خَمسمِائَة سَيِّئَة وَرفعت لَهُ خَمسمِائَة دَرَجَة

طواف کی فضیلت میں عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان جب بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرتا ہے تو رحمت الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے پھر طواف شروع کرتے وقت رحمت الٰہی اس کو ڈھانپ لیتی ہے پھر وہ طواف میں جو بھی قدم اٹھاتا ہے اور زمین پر رکھتا ہے ہر ہر قدم کے بدلے اس کو پانچ سو نیکیاں ملتی ہیں اور پانچ سو گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے پانچ سو درجے بلند کئے جاتے ہیں۔ [1]

عَن جَابر بن عبد الله قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من طَاف بِالْبَيْتِ سبعا وَصلى خلف الْمقَام رَكْعَتَيْنِ وَشرب من مَاء زَمْزَم غفرت لَهُ ذُنُوبه كلهَا بَالِغَة مَا بلغت

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور زمزم کا پانی پیا اس کے جتنے بھی گناہ ہوں سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [2]

اور طبرانی میں ہے سلام پھیر کر نہایت انکساری سے اور خلوص دل سے اپنے اور دوسروں کے لیے یہ دعا مانگے،

اللهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيرَتِي، وَعَلَانِيَتِي فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي، وَتَعْلَمُ حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤْلِي، وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ذَنْبِي، اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي، وَيَقِينًا صَادِقًا حَتَّى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي، وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِي ياارحم الراحمين

اے اللہ! تو میری ظاہر و پوشیدہ حالت سے واقف ہے پس میرے عذروں کو قبول فرمالے تو میری حاجتوں سے بھی واقف ہے پس میرے سوال کو پورا کر دے تو میرے نفس کی حالت جانتا ہے پس میرے گناہوں کو بخش دے، اے مولا! میں ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے دل میں رچ جائے اور یقین صادق کا طلبگار ہوں یہاں تک کہ میرے دل میں جم جائے کہ مجھے وہی دکھ پہنچ سکتا ہے جو تو لکھ چکا اور قسمت کے لکھے پر ہر وقت راضی برضا ہوں، اے سب سے بڑے مہربان! تو میری دعا قبول فرمالے، آمین۔ [3]

ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا

نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا پھر اس دروازے سے آپ باہر نکلے جو صفا کی طرف ہے۔

فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا

پھر صفا پر پہنچے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

---

[1] الدرالمنثور ١/٢٩٤

[2] الدرالمنثور ١/٢٩٣

[3] المعجم الاوسط ٥٩٧٤

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ...[۱]

ترجمہ: یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

پھر فرمایا

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ

ہم طواف کو اسی (پہاڑی) سے شروع کرتے ہیں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔[۲]

فَبَدَأَ بِالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ، حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَوَحَّدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ

پھر آپ کوہ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے، پھر آپ نے اللہ کی توحید اور بڑائی بیان کی، پھر یہ ثنا پڑھی۔

وَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، سب تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دے دی۔

ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ، قَالَ: مِثْلَ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ، حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى، حَتَّى إِذَا صَعِدَتَا مَشَى، حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ، فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا، حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ، فَقَالَ:

پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی اور اس طرح آپ نے تین دفعہ کیا پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے، بطن وادی میں تیزی سے چلے اور چڑھائی پر آہستہ، پھر آپ نے مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا پھر جب آپ (ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ دوڑ چکے اور) آخری مرتبہ مروہ پر پہنچے تو فرمایا

لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ، وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً، فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِأَبَدٍ؟ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى، وَقَالَ: دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ

اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا (اور مکہ مکرمہ ہی میں خرید لیتا) اور اس احرام کو عمرہ میں تبدیل کر دیتا، تو اب تم میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ احرام کھول دے (یعنی طواف وسعی تو ہو چکی اور عمرہ کے افعال پورے

---

[۱] البقرۃ ۱۵۸

[۲] مسند احمد ۱۴۴۴۰

ہو گئے) سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یہ (حج تمتع) اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے اس کی اجازت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں اور دو مرتبہ فرمایا، عمرہ ایام حج میں داخل ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کی اجازت ہے۔ (۱)

فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا، فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ

پھر حج تمتع کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کہ جن کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو وہ ایام حج میں تین روزے رکھیں اور سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھیں۔ (۲)

فَقَالُوا: كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً، وَقَدْ سَمَّيْنَا الحَجَّ؟فَقَالَ:افْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ، فَلَوْلاَ أَنِّي سُقْتُ الهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ، وَلَكِنْ لاَ يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الهَدْيُ مَحِلَّهُ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم اسے تمتع کیسے بنا سکتے ہیں؟ ہم نے تو حج کا احرام باندھا تھا (اور آپ فرماتے ہیں کہ احرام کھول دو یہ بات سمجھ نہیں آئی) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں کہوں وہ کرو اگر میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا تو میں بھی وہی کرتا جس کا تمہیں حکم دیا ہے، میں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ پر پہنچ (کر ذبح) نہ (ہو) جائے۔ (۳)

بعض لوگوں کو احرام کھول کر تمام پابندیوں سے آزاد ہونا عجیب سا معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات پر غصہ آ گیا

فَقَالَ:قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ، وَلَوْلاَ هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ، فَحِلُّوافَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والا ہوں، اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کر کے) احرام کھول دیتا جیسے تم کھول رہے ہو، اگر مجھے پہلے یہ بات معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔ (۴)

وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے گئی تھیں اس لیے انہوں نے بھی احرام کھول ڈالے۔ (۵)

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۹۵۰

(۲) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي المَسْجِدِ الحَرَامِ ۱۵۷۲،بَابُ وُجُوبِ الدَّمِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ، وَأَنَّهُ إِذَا عَدِمَهُ لَزِمَهُ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ ۲۹۸۲

(۳) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ ۱۵۶۸

(۴) صحیح بخاری کتاب المناسک باب نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّحْرِيمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ، وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ ۷۳۶۷ ،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ عن عائشه ۲۹۳۱

(۵) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ ۱۵۶۱

عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُم، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ، وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ:إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلاَ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ

ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیابات ہے اور لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ احرام نہیں کھولتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے سر پر گوند لگایا ہے، قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالا ہے، میں احرام نہیں اتار سکتا جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے۔[1]

فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ: مَنْ أَغْضَبَكَ، يَا رَسُولَ اللهِ؟ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ، قَالَ:أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ، فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ؟وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ، مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى أَشْتَرِيَهُ،

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ابھی تک غصہ کے آثار پائے جاتے تھے لہذا) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے، اللہ اسے آگ میں داخل کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض لوگوں کا یہ حال ہے (کہ انہیں احرام کھولنے پر تعجب ہو رہا ہے) مجھے جو بات اب معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا بلکہ یہیں سے خریدتا (اس قول سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں)۔[2]

فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ جو قربانی اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ حلال ہو جائے چنانچہ جن کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا وہ حلال ہو گئے۔[3]

قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ العُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الفُجُورِ فِي الأَرْضِ، وَيَجْعَلُونَ المُحَرَّمَ صَفَرًا، وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَا الدَّبَرْ، وَعَفَا الأَثَرْ، وَانْسَلَخَ صَفَرْ، حَلَّتِ العُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ

دور جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو روئے زمین پر بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے، یہ لوگ جب چاہتے محرم کو صفر قرار دے دیتے اور یہ کہتے کہ جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم اچھا ہو جائے اور اس پر خوب بال اگ جائیں یعنی زخم کا نشان بالکل مٹ جائے اور صفر کا مہینہ ختم ہو جائے (یعنی حج کے ایام گزر جائیں) تو عمرہ کرنا حلال ہے (یعنی صفر کا مہینہ گزرنے سے پہلے عمرہ حلال نہیں ہوتا)

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الحِلِّ؟قَالَ:حِلٌّ كُلُّهُ

اس لحاظ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار ذوالحجہ کی صبح کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ ۱۵۶۶،سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ ۳۰۴۷

[2] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ عن عائشه ۲۹۳۱

[3] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ ۱۵۶۱،و بَابُ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ، قَبْلَ الإِهْلاَلِ، عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ عنانس ۱۵۵۱

حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ بنالیں، یہ حکم (عرب کے پرانے رواج کی بنا پر) عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بڑا گراں گزرا انہوں نے (تعجب سے) پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم پر کون کونسی چیزیں حلال ہوگئیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب چیزیں حلال ہوجائیں گی۔ (۱)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سواری پر طواف کرنے کی اجازت:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقَالَ: طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ البَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ: " وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیمار ہونے کی شکایت کی (کہ میں پیدل طواف نہیں کرسکتی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سوار ہوکر اور لوگوں سے علیحدہ رہ کر طواف کرلو نانچہ میں نے عام لوگوں سے الگ رہ کر طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پہلو میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اور سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔ (۲)

ایام حج میں تجارت:

جس طرح دور جاہلیت میں اہل عرب عمرہ وحج اکٹھا نہیں کرتے اسی طرح حج کے ایام میں تجارت بھی نہیں کی جاتی تھی، حالانکہ حج سے پہلے عکاظ کا میلہ جو پندرہ ذوالقعدہ سے ذی الحجہ کے چاند نظر آنے تک نجد اور عرفات کے درمیان جاری رہتا تھا،

وذو المجاز: موضع سوق بعرفة على ناحية كبكب على فرسخ من عرفة، كانت تقوم في الجاهلية ثمانية أيام

ذوالمجاز کا میلہ یکم ذوالحجہ سے نو ذوالحجہ (یوم ترویہ) تک عکاظ کے قریب ہی کبکب کی جانب ایک فرسخ کے فاصلے پر منعقد ہوتا تھا۔ (۳)

یہاں سے فارغ ہوکر لوگ منیٰ کو چلے جاتے تھے اس کے شمال میں ایک بازار مجنہ بھی لگتا تھا، چونکہ عرب کسب معاش کو دنیاداری کا فعل تصور کرتے تھے اس لئے دوران سفر حج کسب معاش کا ارتکاب مذموم سمجھتے تھے جس کی وجہ سے حج کی حیثیت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے بجائے ایک میلہ سے زیادہ نہیں رہی تھی، جس میں مختلف جگہوں سے بھانت بھانت کے لوگ جمع ہوجاتے، بعض لوگ عکاظ اور ذوالمجاز میلوں میں تجارت کے لئے آتے تھے کیونکہ حج اور تجارت کا الگ الگ سلسلہ تھا اس لئے ان بیوپاری حضرات کو حج سے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا بس ان کی آمد سے ایک بھیڑ جمع ہوجاتی، ان لوگوں کی وجہ سے حج میں ننگی ہوکر طواف کرنے والی عورتوں سے چھیڑ خانی ہوتی، لوگوں کا بے ہنگم شور وغل، دھکم پیل اور لڑائی جھگڑے ہوتے،

---

(۱) صحيح بخاری كتاب المناسک بَابُ التَّمَتُّعِ وَالإِقْرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ، وَفَسْخِ الحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ عن ابن عباس ۱۵۶۴،وكتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ أَيَّامِ الجَاهِلِيَّةِ ۳۸۳۲،صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ ۳۰۰۹

(۲) صحيح بخاری كتاب المناسک بَابُ طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ ۱۶۱۹، وكتاب التفسير باب سورة طور ۴۸۵۳،سنن ابن ماجه كتاب المناسک بَابُ الْمَرِيضِ، يَطُوفُ رَاكِبًا ۲۹۶۲

(۳) مرويات غزوة حنين وحصار الطائف ۳۷

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:كَانَتْ عُكَاظُ، وَمَجَنَّةُ، وَذُو المَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي المَوَاسِمِ، فَنَزَلَتْ: {لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ} (١). فِي مَوَاسِمِ الحَجِّ "

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار (میلے) تھے اس لیے (اسلام کے بعد) موسم حج میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو یہ آیت "حج کے دوران اگر اللہ کا فضل بھی تلاش کر لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔" نازل ہوئی ،اس طرح اللہ نے تجارت اور حج کو جمع فرما دیا جس سے تمام خبائث کا خاتمہ ہو گیا۔ (٢)

زادِ راہ کے متعلق حکم:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ أَهْلُ اليَمَنِ يَحُجُّونَ وَلاَ يَتَزَوَّدُونَ، وَيَقُولُونَ: نَحْنُ المُتَوَكِّلُونَ، فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى} (٣)۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اہل یمن کا ایک نرالا دستور تھا کہ جب وہ حج کی نیت سے بیت اللہ کی طرف سفر کرتے تو سفر کے لئے کوئی زادِ راہ لے کر نہیں چلتے تھے ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کے گھر کی طرف جا رہے ہیں پھر دنیاوی سامان ساتھ کیوں لیں چنانچہ مکہ میں پہنچ جاتے تو بھیک مانگ کر گزارہ کرتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طریقہ کی نفی فرمائی اور یہ آیت "زادِ راہ ساتھ لے کر چلو کہ بہترین زادِ راہ پرہیزگاری ہے۔" نازل فرمائی۔ (٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی آمد:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگ عمرہ کر چکے اور جو لوگ قربانی ساتھ نہیں لائے تھے انہوں نے احرام اتار دیا۔

وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِمَّنْ حَلَّ، وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا، وَاكْتَحَلَتْ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهَذَا، قَالَ: فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ، بِالْعِرَاقِ: فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ لِلَّذِي صَنَعَتْ، مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا ذَكَرَتْ عَنْهُ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَ:صَدَقَتْ صَدَقَتْ، مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟ قَالَ قُلْتُ: اللهُمَّ، إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ، (قَالَ:فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ)

تو اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لے کر یمن سے آ گئے اور جب وہ اپنی زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ انہوں نے احرام کھول دیا ہے اور رنگین کپڑے پہن رکھے ہیں، اور سرمہ لگا رکھا ہے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے

---

(١) البقرة: 198

(٢) صحيح بخارى كتاب التفسيرسورة البقرة بَابُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ عن ابن عباس ٤٥١٩

(٣) البقرة: 197

(٤) صحيح بخارى كتاب المناسك بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى ١٥٢٣

بہت برا سمجھا، فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا میرے والد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہی حکم دیا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ میں نے اس فعل کو بہت برا سمجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سچ کہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سچ کہا (یعنی میں نے ہی ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے) پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا میں نے تو یہ کہا تھا کہ اے اللہ جس چیز کا احرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے میں بھی اسی چیز کا احرام باندھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا) لہذا تم احرام نہ کھولو، اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کرکے) احرام کھول دیتا جیسے تم کھول رہے ہو۔ (۱)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

آٹھ ذوالحجہ کی مصروفیات:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَحْلَلْنَا، أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَجَّهْنَا إِلَى مِنًى، قَالَ: فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو ہم نے احرام کھول ڈالا اور فرمایا کہ جب ہم منی کو چلیں (یعنی ۸ ذوالحجہ یوم ترویہ) تو احرام باندھ لیں چنانچہ ہم نے مقام ابطح (محصب سے قریب) سے حج کی لبیک پکاری (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ۸ ذوالحجہ یوم ترویہ کو مقام ابطح میں حج کا احرام باندھا)۔ (۲)

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى، فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ، وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ

پھر جب ترویہ کا دن ہوا (یعنی آٹھویں ذی الحجہ جمعرات کے روز چاشت کے وقت) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ معظّمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور حج کی لبیک کہنا شروع کر دیا، منی پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اور فجر کی نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) ادا کیں۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المناسکبَابُ مَنْ أَهَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَإِهْلاَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عنانس ۱۵۵۸، وکتاب المغازی بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ عنانس ۴۳۵۳، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ عن جابر ۲۹۴۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ ۲۹۴۱

(۳) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابٌ أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ عنانس ۱۶۵۳، وبَابُ مَنْ صَلَّى العَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالأَبْطَحِ ۱۷۶۳، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ ۲۹۲۲، وبَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰، وبَابُ التَّقْصِيرِ فِي الْعُمْرَةِ عن ابی سعید ۳۰۲۳، سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى ۱۹۱۲، جامع ترمذی ابواب الحج باب بَابٌ ۹۶۴

عرفہ کی رات:

أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ، فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الهَدْيَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتَّى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، فَقَالَتْ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ لَيْلَةُ عَرَفَةَ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ،فَقَالَ:انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَعَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَاقَالَتْ: فَفَعَلْتُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ حجۃ الوداع کیا میں حج تمتع کرنے والوں میں سے تھی اور قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لے گئی تھی پھر میں حائضہ ہوگئی اور عرفہ کی رات تک اذیت ماہانہ سے پاک نہیں ہوئی تو میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ عرفہ کی رات ہے میں نے عمرہ کے ساتھ تمتع کیا تھا (لیکن میں ابھی تک پاک نہیں ہوئی کہ عمرہ کی تکمیل کرسکوں) رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تم اپنا سر کھول دو کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو اللہ تعالیٰ تمہیں عنقریب عمرہ بھی نصیب فرمائے گا فرماتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا (یعنی حج کا احرام باندھ لیا) پھر میں نے حج پورا کرلیا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکم کی تعمیل کی۔[1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

نو ذوالحجہ کی مصروفیات:

عرفہ کی رات رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منیٰ میں گزاری پھر نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز بھی وہیں ادا کی،

ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ، فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ،فَأَجَازَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ، فَنَزَلَ بِهَاحَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي،فَخَطَبَ النَّاسَ ،

پھر طلوع آفتاب کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس خیمہ کا جو بالوں کا بنا ہوا تھا مقام نمرہ میں نصب کرنے کا حکم فرمایا، تعمیل حکم میں آپ کے لئے مقام نمرہ پر بالوں کا ایک خیمہ نصب کر دیا گیا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم روانہ ہوئے اور قریش کو یقین تھا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم المشعر الحرام میں وقوف فرمائیں گے جیسے ایام جاہلیت میں قریش کے لوگوں کی عادت تھی، لیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مشعر الحرام کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ عرفات پہنچے، عرفات کے میدان میں نمرہ نے قصویٰ اونٹنی کو کسنے کا حکم دیا، اونٹنی کس دی گئی، (اس پر سوار ہو کر) آپ بطن وادی میں تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحیض بَابُ امْتِشَاطِ المَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ المَحِيضِ عن عائشہ صدیقہ ۳۱۶، وکتاب المناسک بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى الحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ ۱۵۶۰، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ ۲۹۱۰

[2] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

میدان عرفات میں رسول اللہ ﷺ کا تاریخی خطبہ

میدان عرفات میں جبکہ آپ کے گرد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر تھا، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، سید الامم محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک تاریخی جامع خطبہ ارشاد فرمایا

فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ ذَكَرَ المَسِيحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ، وَقَالَ: مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ،أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ،فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ: أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلاَثًا، إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

پہلے آپ نے اللہ وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا بیان کی پھر مسیح دجال کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء بھیجے سب نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے، نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو اس (کے فتنہ) سے اور دوسرے بعد میں آنے والے انبیاء نے بھی ڈرایا یقیناوہ تم لوگوں میں سے ہی نکلے گا تم پر اس کا حال پوشیدہ ہے تو اللہ کا حال تو پوشیدہ نہیں، تین مرتبہ آپ نے اس جملہ کو دوہرایا پھر فرمایا تمہارا رب کانا نہیں ہے اور وہ کانا ہو گا اور اس کی سیدھی آنکھ انگور کی طرح پھولی ہوئی ہو گی۔ (۱)

قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، فَحُجُّوافَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ:ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ

اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے لہذا تم حج کرو، ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہر سال حج کیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے اس نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا آپ ﷺ خاموش رہے، پھر (تھوڑی دیر بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور پھر تم اسے ادا نہ کر سکتے، پھر فرمایا جب میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم بھی مجھے چھوڑ دیا کرو (سوال نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء سے بکثرت سوال کیے اور (پھر) ان سے اختلاف کیا لہذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے پورا کرو اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے رک جایا کرو۔ (۲)

وَقَالَ:إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَاأَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ حَجَّةِ الوَدَاعِ عن عائشہ صدیقہ ۴۴۰۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ عن ابی ہریرہ ۳۲۵۷

فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ

پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے کہ آج کے دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہیں، جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں کے نیچے ہیں، جاہلیت کے تمام خون میرے قدموں کے نیچے ہیں (یعنی میں جاہلیت کے تمام امور اور تمام خون ختم کر رہا ہوں) سب سے پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن الحارث کا خون ہے جس کو قبیلہ ہذیل نے اس زمانہ میں قتل کیا تھا جبکہ وہ قبیلہ بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اسی طرح ایام جاہلیت کے تمام سود میرے قدموں کے نیچے ہیں اور سب سے پہلا سود جو ہم اپنے ہاں کے سود سے چھوڑتے ہیں وہ عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کا سود ہے وہ پورا کا پورا معاف کر دیا گیا،

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ،وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ ،وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ،وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ، كِتَابُ اللهِ،وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ، فَقَالَ: بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اللهُمَّ، اشْهَدْ، اللهُمَّ، اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو تم نے انہیں اللہ کی امان میں (اپنے عقد میں) لیا ہے، اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے، تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جس کا بیٹھنا تمہیں ناگوار ہو، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اس طرح مارو کہ ان کے چوٹ نہ لگے، ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کو روٹی، کپڑا دستور کے مطابق دیتے رہو، اور میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب، تم سے قیامت کے روز میرے متعلق سوال ہو گا تم کیا جواب دو گے؟ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم گواہی دیں گے کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، رسالت کا حق ادا کر دیا اور امت کی خیر خواہی کی، پھر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ تین مرتبہ یہی کلمات دھرائے۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْمُخَضْرَمَةِ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ:أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا، وَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا، وَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟قَالُوا: هَذَا بَلَدٌ حَرَامٌ، وَشَهْرٌ حَرَامٌ، وَيَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ: أَلَا وَإِنَّ أَمْوَالَكُمْ، وَدِمَاءَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي يَوْمِكُمْ هَذَا، أَلَا وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، وَأُكَاثِرُ بِكُمُ الْأُمَمَ، فَلَا تُسَوِّدُوا وَجْهِي، أَلَا وَإِنِّي مُسْتَنْقِذٌ أُنَاسًا، وَمُسْتَنْقَذٌ مِنِّي أُنَاسٌ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي؟ فَيَقُولُ: إِنَّكَ

[1] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰،ابن ہشام۶۰۳/۲، الروض الانف ۵۰۶/۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ۴۳۳/۵،البدایۃ والنہایۃ۱۶۶/۵

لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس وقت آپ ﷺ عرفات میں اپنی کنکٹی اونٹنی پر سوار تھے، آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ کون سا مہینہ ہے؟ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرام شہر ہے، حرام مہینہ ہے اور حرام دن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے مال اور خون بھی ایسے ہی ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے اس مہینہ کی حرمت ہے تمہارے اس شہر میں اس دن میں، آگاہ رہو میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں اور میں تمہاری وجہ سے اور امتوں پر اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا تو میرا منہ کالا نہ کرنا (یعنی میرے بعد برے کام مت کرنا کہ قیامت کے دن اور امتوں کے مقابل میں شرمندہ ہوں بلکہ ایسے عمدہ کام کرنا کہ مجھ کو اور امتوں کے سامنے فخر حاصل ہو) آگاہ رہو بعض لوگوں کو میں چھوڑ آؤں گا (عذاب کے فرشتوں سے یا دوزخ سے شفاعت کر کے) اور بعض لوگ مجھ سے چھڑائے جائیں گے، فرشتے مجھ سے ان کو چھین کر لے جائیں گے میں کہوں گا اے مالک! یہ تو میرے اصحاب ہیں مالک فرمائے گا تو نہیں جانتا جو انہوں نے تیرے بعد بدعتیں پیدا کیں۔[1]

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ کی کتاب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا

فَقَالَ: لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ؛ فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاتَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

اے لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہذا اپنے معبود حقیقی کی عبادت کرنا، پانچوں وقت نماز ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اپنے مالوں سے زکوۃ ادا کرتے رہنا (اگر استعداد ہو تو زندگی میں کم از کم ایک بار) بیت اللہ کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا اگر ان ہدایات پر عمل کرو گے تو اپنے رب کی (نعمتوں بھری) جنت میں (جہاں کوئی دکھ اور رنج وغم نہ ہو گا) داخل ہو جاؤ گے۔[2]

كَانَ الرَّجُلُ الَّذِي يَصْرُخُ فِي النَّاسِ يَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْرِفَةٌ، رَبِيعَةُ بْنُ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو ربیعہ بن امیہ بن خلف اپنی بلند آواز سے لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔[3]

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ ختم ہوا، بعض لوگ لبیک کہتے رہے بعض لوگ اللہ اکبر کہتے رہے رسول اللہ ﷺ نے کسی کو منع نہیں کیا،

أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ، مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات جا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ لوگ آج کے دن کس طرح کرتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی ہم میں سے لبیک پکارتا تھا اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا اور کوئی تکبیر کہتا اس پر بھی کوئی انکار نہ کرتا (اسی طرح

[1] سنن ابن ماجہ کتاب المناسكباب الْخُطْبَةِ، يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۵۸

[2] الآحاد والمثاني لابن ابی حاتم ۲۷۷۹

[3] ابن ہشام ۶۰۴/۲

عرفہ کا تمام دن تکبیر اور تلبیہ کی صداؤں میں گزرا)۔ (۱)

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ، إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم نہ قمیص پہنے نہ عمامہ باندھے نہ شلوار پہنے نہ ٹوپی پہنے اور نہ موزے،اگر کسی کو جوتیاں میسر نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر لے،اگر تہ بند میسر نہ ہو تو پیجامہ پہن سکتا ہے،البتہ ایسا کوئی کپڑا نہ پہنے جس کو زعفران یا ورس(یمن کی ایک خوشبو دار گھاس) سے رنگا گیا ہو(اس کے علاوہ جو چاہے پہنو)۔ (۲)

قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ، أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ، عَبْدًا مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل اتنے آدمی کسی دن دوزخ سے آزاد نہیں کرتا جتنے عرفہ کے دن کرتا ہے اور پروردگار نزدیک ہوجاتا ہے پھر اور نزدیک ہوجاتا ہے اور پھر اپنے بندوں کی وجہ سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ (۳)

عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ، أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، بِالْمَغْفِرَةِ فَأُجِيبَ: إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، مَا خَلَا الظَّالِمَ، فَإِنِّي آخُذُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ قَالَ: أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجَبْ عَشِيَّتَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، أَعَادَ الدُّعَاءَ، فَأُجِيبَ إِلَى مَا سَأَلَ، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ تَبَسَّمَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ هَذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيهَا، فَمَا الَّذِي أَضْحَكَكَ؟ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ قَالَ:إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ إِبْلِيسَ، لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِي، وَغَفَرَ لِأُمَّتِي أَخَذَ التُّرَابَ، فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ، وَيَدْعُو بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ، فَأَضْحَكَنِي

(۱) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ عنانس ۱۶۵۹،وکتاب العیدین بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى، وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ ۹۷۰،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ فِي الذَّهَابِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ عن ابن عمر ۳۰۹۷،سنن ابن ماجہ کتاب المناسک بَابُ الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى، إِلَى عَرَفَاتٍ ۳۰۰۹

۲ صحیح بخاری کتاب اللباس بَابُ الْبَرَانِسِ ۵۸۰۳،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، وَمَا لَا يُبَاحُ وَبَيَانِ تَحْرِيمِ الطِّيبِ عَلَيْهِ عن ابن عمر ۲۷۹۲تا۲۷۹۱،سنن ابوداودکتاب المناسک بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ ۱۸۲۴،سنن ابن ماجہ کتاب المناسک بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ ۲۹۲۹

۳ سنن ابن ماجہ کتاب المناسک بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ ۳۰۱۵

مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ

عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم نے عرفہ کے تیسرے پہر کو اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ میں نے تیری امت کو بخش دیا مگر جو ان میں ظالم ہو گا (یعنی ناجائز جبراً مال کھائے یا جان کو نقصان پہنچائے یا عزت وآبرو کے درپے ہو) تو اس سے میں مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت نصیب فرمادے اور ظالم کو بخش دے (یعنی مظلوم کو جنت عطا فرما کر) اس کو راضی کر دے کہ وہ ظالم سے اپنا بدلہ معاف کر دے لیکن عرفہ کی شام تک اس کا جواب نہیں ملا جب مزدلفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست قبول فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خوشی سے) ہنسے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میں کبھی نہیں ہنستے تھے (یعنی حج کے مقاموں میں کیونکہ یہ عبادت اور دعا کے مقام ہیں) تو آج کیوں ہنسے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستا ہی رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس نے یہ دیکھا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول فرمالی ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر میں ڈالنے لگا اور کہنے لگا ہائے خرابی! ہائے تباہی! جب میں نے اس کا تڑپنا دیکھا تو مجھے ہنسی آ گئی۔ [1]

اختلاف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں:

أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ، فَشَرِبَهُ

ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ لوگوں میں عرفہ کے روزہ سے متعلق اختلاف ہوا بعض کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں اور بعض کہتے تھے کہ روزے سے نہیں ہیں، اس بات کی تحقیق کرنے کے لئے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا یا ام الفضل رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک اونٹ پر سوار وقوف فرمائے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیٹھے بیٹھے دودھ پی لیا (اس طرح لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کے ساتھ نہیں ہیں)۔ [2]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ:نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُوا اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالوَفَاءِ

[1] سنن ابن ماجه كتاب المناسک بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ ۳۰۱۴

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ الوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ ۱۶۶۱، وكتاب الصوم بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، وكتاب الاشربة بَابُ شُرْبِ اللبَنِ ۵۶۰۴، وبَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ ۵۶۱۸، وبَابُ الشُّرْبِ فِي الأَقْدَاحِ ۵۶۳۶، صحيح مسلم كتاب الصيام بَابُ اسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ ۲۶۳۲، سنن ابوداودكتاب الصيام بَابٌ فِي صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ ۲۴۴۱

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے پوچھا (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئیں کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، تم ان کی طرف سے حج کر و بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اس کو ادا نہ کرتیں؟ ان کی نذر پوری کرو، اللہ اپنے حق کی ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے۔ (1)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَوَقَفْتُ هَاهُنَا، وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ

اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن عرفات سارا وقوف کا مقام ہے (جہاں چاہے ٹھہر سکتا ہے)۔ (2)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ ، إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ: فَأَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلاَ تُحَنِّطُوهُ، وَلاَ تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ القِيَامَةِ مُلَبِّيًا وَلَا وَجْهَهُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص میدان عرفہ میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گرا اور سواری نے انہیں کچل دیا (اور وہ مر گیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری سے غسل دو (یعنی پانی میں بیری کے پتے ابال کر اس پانی سے غسل دو) اور اس کو ان ہی دونوں کپڑوں کا کفن دو (جو یہ بحالت احرام پہنے ہوئے تھا) اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انہیں خوشبو نہ لگاؤ، نہ اس کا سر ڈھانکو نہ اس کا منہ ڈھانکو، بے شک اللہ اس کو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔ (3)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

تکمیل دین کی بشارت

ذوالحجہ کی نو تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین اسلام کی تکمیل کی بشارت سنائی،

...اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا... ۳ (4)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ , وَيُبَاعِدُكُمْ

---

(1) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ الحَجِّ وَالنُّذُورِ عَنِ المَيِّتِ، وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ المَرْأَةِ ۱۸۵۲، وکتاب الاعتصام بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُومًا بِأَصْلٍ مُبَيَّنٍ، قَدْ بَيَّنَ اللهُ حُكْمَهُمَا، لِيُفْهِمَ السَّائِلَ ۷۳۱۵

(2) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ عن جابر ۲۹۵۲

(3) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ ۱۲۶۵، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ ۲۸۹۶، ۲۸۹۱

(4) المائدة ۳

مِنَ النَّارِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ , وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ , وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تم کو جنت سے قریب کر دے اور دوزخ کی آگ سے دور کر دے علاوہ اس چیز کے جس کو اختیار کرنے کا حکم میں نے تمہیں دیا ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تم کو دوزخ کی آگ سے قریب کر دے اور جنت سے دور کر دے علاوہ اس چیز کے جس سے میں نے تمہیں منع کیا ہے۔ [۱]

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، أَنَّ رَجُلًا، مِنَ اليَهُودِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ اليَهُودِ نَزَلَتْ، لاَتَّخَذْنَا ذَلِكَ اليَوْمَ عِيدًا. قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا}، [۲] قَالَ عُمَرُ:قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ اليَوْمَ، وَالمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے ایک یہودی نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن مجید) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے کہا "آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے (حالت حج میں نہ جمعہ کی نماز ہے نہ عید الاضحیٰ کی)۔ [۳]

قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَذَلِكَ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ، بَكَى عُمَرُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكَانِي أَنَّا كُنَّا فِي زِيَادَةٍ مِنْ دِينِنَا، فَأَمَّا إِذْ أُكْمِلَ فَإِنَّهُ لَمْ يَكْمُلْ شَيْءٌ إِلَّا نَقُصَ، فَقَالَ:صَدَقْتَ

ایک روایت میں ہے حج اکبر کے دن جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ جب دین مکمل ہو گیا تو اب رسول اللہ کی جدائی کا وقت آ پہنچا ہے اس لئے یہ آیت سن بے ساختہ رونے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم دین کی تکمیل میں کچھ زیادہ ہی تھے اب وہ مکمل ہو گیا ہے اور دستور یہ ہے کہ کمال کے بعد نقصان شروع ہو جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ ہے۔ [۴]

ثُمَّ أَذَّنَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

---

[۱] شعب الایمان۹۸۹۱،شرح السنة للبغوی۴۱۱۱،مصنف ابن ابی شیبه۳۴۳۳۲

[۲] المائدة: 3

[۳] صحیح بخاری کتاب الایمان بَابُ زِيَادَةِ الإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ ۴۵، وکتاب المغازی بَابُ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۴۰۷،وکتاب التفسیرسورة المائده بَابُ قَوْلِهِ اليَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ۴۶۰۶ ، وکتاب الاعتصام باب الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۷۲۶۸، صحیح مسلم کتاب التفسیرباب فی تفسیرآیات متفرقة ۷۵۲۵، مسند احمد ۱۸۸

[۴] تفسیرطبری ۹،۵۱۹، تفسیر القرطبی۶۱،۶

پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا فرمائی، بلال رضی اللہ عنہ نے پھر اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نماز نہ پڑھی۔ [۱]

(سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے، عرفات اور مزدلفہ میں بحالت حج دو نمازوں کا جمع کرنا سنت ہے)

ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ، فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ، وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا، حَتَّى غَابَ الْقُرْصُ

نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سواری پر سوار ہو گئے اور موقف میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا، جبل مشاۃ (پیدل چلنے والوں کی راہ میں واقع ریتیلے تودے) کو اپنے سامنے کر لیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور زردی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیہ ڈوب گئی۔ [۲]

عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ، أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، بِالْمَغْفِرَةِ فَأُجِيبَ: إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، مَا خَلَا الظَّالِمَ، فَإِنِّي آخُذُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ قَالَ: أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجَبْ عَشِيَّتَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، أَعَادَ الدُّعَاءَ، فَأُجِيبَ إِلَى مَا سَأَلَ، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ تَبَسَّمَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ هَذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيهَا، فَمَا الَّذِي أَضْحَكَكَ؟ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ قَالَ:إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ إِبْلِيسَ، لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِي، وَغَفَرَ لِأُمَّتِي أَخَذَ التُّرَابَ، فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ، وَيَدْعُو بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ، فَأَضْحَكَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ

عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم نے عرفہ کے تیسرے پہر کو اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ میں نے تیری امت کو بخش دیا مگر جو ان میں ظالم ہو گا (یعنی ناجائز جبر اً مال کھائے یا جان کو نقصان پہنچائے یا عزت و آبرو کے درپے ہو) تو اس سے میں مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت نصیب فرما دے اور ظالم کو بخش دے (یعنی مظلوم کو جنت عطا فرما کر) اس کو راضی کر دے کہ وہ ظالم سے اپنا بدلہ معاف کر دے لیکن عرفہ کی شام تک اس کا جواب نہیں ملا جب مزدلفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست قبول فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خوشی سے) ہنسے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہمارے ماں

[۱] صحیح مسلم كتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

[۲] صحیح مسلم كتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر فدا ہوں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس وقت میں کبھی نہیں ہنستے تھے (یعنی حج کے مقاموں میں کیونکہ یہ عبادت اور دعا کے مقام ہیں) تو آج کیوں ہنسے اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ہنستا ہی رکھے ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس نے یہ دیکھا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول فرمالی ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر میں ڈالنے لگا اور کہنے لگا ہائے خرابی! ہائے تباہی! جب میں نے اس کا تڑپنا دیکھا تو مجھے ہنسی آ گئی۔ [1]

قال الألباني: ضعيف

میدان عرفات سے روانگی:

وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ، وَدَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ ، حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ،وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى أَيُّهَا النَّاسُ، السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ ، كُلَّمَا أَتَى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا، حَتَّى تَصْعَدَ

میدان عرفات سے روانگی کے وقت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو اپنے پیچھے بٹھالیا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عرفات سے روانہ ہوئے آپ نے قصواء اونٹنی کی لگام اس قدر کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کے اگلے حصہ سے لگ رہا تھا راستہ میں آپ داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے جارہے تھے کہ اے لوگو! اطمینان سے چلو، اطمینان کے ساتھ چلو، جب آپ کسی ٹیلہ پر چڑھتے تو لگام ڈھیلی کر دیتے تا کہ اونٹنی آسانی سے چڑھ جائے۔ [2]

حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَال ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ، فَقُلْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ:الصَّلَاةُ أَمَامَكَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ،فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا، وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ،فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ، فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھاٹی میں پہنچے تو سواری پر سے اترے، وہاں آپ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا لیکن کامل وضو نہ کیا جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وضو کر چکے تو اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! نماز پڑھ لیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا نماز آگے جا کر پڑھیں گے (یعنی مزدلفہ چل کر پڑھیں گے) یہ کہہ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پھر سوار ہو گئے، آپ کی سواری کی رفتار تیز تھی اور جب آپ میدان سے گزرتے (اور ہجوم نہ پاتے) تو رفتار کو اور تیز کر دیتے، راستہ میں آپ نے اپنے پیچھے (اونٹ ہانکنے کا) شور وغل اور اونٹوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی طرف کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو! سکون اختیار کرو سواری کو دوڑانا نیکی نہیں ہے، راستہ بھر آپ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے، مزدلفہ پہنچ کر آپ سواری سے اترے، وضو کیا اور کامل وضو کیا پھر بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے آذان دی

---

[1] سنن ابن ماجه كتاب المناسك بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ ۳۰۱۴،أخبار مكة وما جاء فيها من الأثار للفاكهی ۴/۳۱۰

[2] صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

اور اقامت کہی اور آپ ﷺ نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں، پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنی منزل میں لیجا کر بٹھادیا اس کے بعد عشا کی اقامت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی دو رکعت پڑھائیں، مغرب اور عشاء کے درمیان آپ نے کوئی نماز (سنت یا نفل) نہیں پڑھی۔ (۱)

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

دس ذوالحجہ کی رات رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں گزاری،

اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ، وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبْطَةً، فَأَذِنَ لَهَا أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ

ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا بھاری جسم کی خاتون تھیں لہذا انہوں نے مزدلفہ سے رات ہی کے وقت منیٰ جانے کی اجازت طلب کی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت فرمادی پھر آپ ﷺ نے اہل بیت کے کمزور افراد کو رات ہی کے وقت منیٰ روانہ کر دیا، انہیں میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں وقوف کیا ہے (لیکن وقوف کرنا اسی جگہ پر موقوف نہیں) بلکہ جمع (مزدلفہ) پورا وقوف کا مقام ہے (کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے) أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي

اور رسول اللہ ﷺ جب تک مزدلفہ میں رہے برابر لبیک کہتے رہے۔ (۳)

ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، وَصَلَّى الْفَجْرَ

پھر رسول اللہ ﷺ طلوع فجر تک لیٹے رہے، فجر کی نماز آپ ﷺ نے مزدلفہ ہی میں ادا کی۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الوضو بَابُ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عن اسامہ ۱۳۹، وکتاب المناسک بَابُ الرُّكُوبِ وَالِارْتِدَافِ فِي الْحَجِّ عن ابن عباس ۱۵۴۴، وبَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ عن اسامہ ۱۶۶۶، وبَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الإِفَاضَةِ، وَإِشَارَتِهِ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ عن ابن عباس ۱۶۷۱، وبَابُ الجَمْعِ بَيْنَ الصَّلاَتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ۱۶۷۲، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۹۵۰، وبَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۸۷، وبَابُ الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ وَاسْتِحْبَابِ صَلَاتَيِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جَمِيعًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ ۳۱۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ، فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَيَدْعُونَ، وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ القَمَرُ عن عائشہ صدیقہ ۱۶۷۸، ۱۶۸۰، صحیح مسلم کتاب بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَاءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةَ إِلَى مِنًى فِي أَوَاخِرِ اللَّيْلِ قَبْلَ زَحْمَةِ النَّاسِ، وَاسْتِحْبَابِ الْمُكْثِ لِغَيْرِهِمْ حَتَّى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمُزْدَلِفَةَ ۳۱۱۸

(۳) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰، و بَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ عن کریب

(۴) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَتَى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ عن عبداللہ بن مسعود ۱۶۸۲، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

مشعر حرام میں آمد:

ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ، حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا

نماز فجر کے بعد آپ اپنی سواری قصواء اونٹنی پر سوار ہو گئے اور مشعر حرام میں تشریف لائے، مشعر حرام میں آپ نے قبلہ کے طرف منہ کر لیا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے رہے، اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے رہے یہاں تک کہ خوب روشنی ہو گئی۔ [۱]

مضامین سورۃ النصر:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ ، [النصر] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُعِيَتْ إِلَيَّ نَفْسِي بِأَنَّهُ مَقْبُوضٌ فِي تِلْكَ السَّنَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب سورت النصر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اس سورت میں) مجھے میری وفات کی خبر دی گئی ہے کہ آپ اسی سال اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو جائیں گے۔ [۲]

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ عنقریب عرب فتح ہوا چاہتا ہے اور آپ کو جو مشن سونپا گیا تھا اس کی تکمیل ہو چکی ہے اور اس قدر مختصر مدت میں زندگی کے ہر شعبہ میں مصلحانہ انقلاب اور جہالت میں غرق قوم کو اس قابل بنا دیا گیا ہے کہ وہ اقوام عالم کو مسخر کر دے، کیونکہ اس قدر عظیم کام آپ کی ذاتی محنت سے نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل سے پایہ تکمیل کو پہنچا ہے اس لئے ان فتوحات اور نعمتوں پر اب آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس میں مشغول ہو جائیں،

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم زندگی کے آخری ایام میں ہمہ وقت جاری ہوتے۔

اس سورۃ کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ ریاضت ومجاہدہ میں اس حد تک مشغول ہو گئے کہ اس سے قبل ایسا نہ ہوا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ}، [۳] إِلَى آخِرِ السُّورَةِ، قَالَ: نُعِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُهُ حِينَ أُنْزِلَتْ، فَأَخَذَ فِي أَشَدِّ مَا كَانَ اجْتِهَادًا فِي أَمْرِ الْآخِرَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آخرت کے لئے محنت وریاضت

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

[۲] مسند احمد ۱۸۷۳

[۳] النصر: 1

کرنے میں اس قدر شدت کے ساتھ مشغول ہو گئے جتنے اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ (۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سورۂ النصر حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق کے وسط میں بمقام منیٰ نازل ہوئی۔ (۲)

یہ قرآن کی سب سے آخری سورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تقریباً تین مہینے پہلے نازل ہوئی۔

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: يَا ابْنَ عُتْبَةَ، أَتَعْلَمُ آخِرَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ نَزَلَتْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ}، (۳) قَالَ: صَدَقْتَ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا اے ابن عتبہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ قرآن مجید کی کون سی سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی تھی؟ میں نے عرض کی جی ہاں مجھے معلوم ہے، سب سے آخر میں سورہ النصر نازل ہوئی تھی، انہوں نے فرمایا آپ سچ کہتے ہیں۔ (۴)

اس کے بعد بعض آیتیں تو نازل ہوئیں مگر کوئی پوری سورت نازل نہیں ہوئی،

فَعَرَفَ أَنَّهُ الْوَدَاعُ، فَأَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ الْقَصْوَاءِ فَرَحلت، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَذَكَرَ خُطْبَتَهُ الْمَشْهُورَةَ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ رخصت کا پیغام آپہنچا ہے، اسی وقت اپنی سواری کو کسنے کا حکم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ کس دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور اپنا پرزور مشہور خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۵)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ (النصر ۱،۲)

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے۔

دور جاہلیت میں بیت اللہ ایک بڑا صنم کدہ بن چکا تھا جس میں ہر قبیلہ کا بت رکھا ہوا تھا، قبائل عرب بیت اللہ کی بڑی تعظیم کرتے تھے، وہ اپنے معبودوں کے استھانوں کے علاوہ اپنے رسم و رواج کے مطابق بیت اللہ کا بھی حج اور قربانی کرتے تھے، چنانچہ بیت اللہ کے متولی ہونے کی

(۱) السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۴۸، تفسیر ابن کثیر ۸؍۴۸۳

(۲) تفسیرابن کثیر ۸؍۵۰۹

(۳) النصر: 1

(۴) السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۴۹

(۵) مسندالبزار ۶۱۳۵، السنن الکبری للبیہقی ۹۶۸۲

حیثیت سے اردگرد کے قبائل پر قریش مکہ کی سیادت قائم تھی، اسی سیادت کی بنا پر وہ خود اور ان کی تجارت بھی محفوظ تھی، جب رسول اللہ ﷺ نے کھلم کھلا دین اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا جس میں توحید باری تعالیٰ، رسالت، آخرت کی تعلیم ہوتی تھی تو قریش مکہ کو اپنی سیادت وقیادت ختم ہوجانے کا یقین ہوگیا اس لئے انہوں نے دعوت اسلام کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا، اسی مقصد کے لئے پہلا غزوہ بدر اور آخری غزوہ احزاب برپا ہوا، مگر رب کی تدبیر کے مقابلے میں کسی کی تدبیر نہیں چلتی،

وَكَانَتِ العَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلاَمِهِمُ الفَتْحَ، فَيَقُولُونَ: اتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ، فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ

آٹھ ہجری فتح مکہ سے پہلے اردگرد کے قبائل قریش مکہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ اس دعوت کو مٹاسکتے ہیں یا پسپا ہوتے ہیں، نبی ﷺ اپنی قوم پر غالب آتے ہیں یا نہیں اگر ایسا ہوجاتا ہے تو پھر ان کے نبی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔[1]

اس لئے اکا دکا لوگ ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تھے مگر جب تائید ایزدی سے مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو مشرکین عرب کی ہمتیں کافی حد تک پست ہوگئیں، جب یہ رکاوٹ دور ہوگئی تو لوگوں نے اچھی طرح جان لیا کہ اسلام ہی دین حق ہے، محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں جو سیدھی راہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان پر نازل کتاب قرآن جو معبود حقیقی کی بندگی، نیکی، پاکیزگی واخلاقیات کی تعلیم دیتی ہے سچی کتاب ہے جس کے بغیر آخروی نجات ممکن نہیں، تو لوگ جن میں آپ ﷺ کے دشمن بھی شامل تھے گروہ در گروہ دین اسلام میں داخل ہونے لگے اور دو سال کے عرصے میں پورا عرب دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔

چنانچہ دو اشارے فرمائے اول یہ کہ جب آپ ﷺ نے اللہ کے فضل وکرم سے مختصر وقت میں جہالت میں غرق قوم کے عقائد، افکار، عادات ، اخلاق تہذیب وتمدن، معاشرت، معیشت، سیاست اور حربی قابلیت کو بالکل ہی بدل دیا اور یہ کرشمہ دیکھ لیا کہ پورے کے پورے قبیلے، بڑے بڑے علاقوں کے باشندے کسی جنگ اور کسی مزاحمت کے بغیر لوگ دین اسلام میں داخل ہو رہے ہیں تو سمجھ لیں کہ جس مقصد عظیم کے لئے آپ کو دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ مکمل ہوگیا، اب یہی لوگ اقوام عالم کو مسخر کریں گے اور دین اسلام دائمی فتح ونصرت سے بہرہ مند رہے گا۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳ (النصر ۳)

تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس لئے اس فیصلہ کن فتح ونصرت پر جشن منانے، چراغاں کرنے اور اپنی قیادت پر فخر کرنے کے بجائے قلب وزبان سے اللہ کا شکر ادا کریں جس کی تائید ونصرت سے یہ دن دیکھنا نصیب ہوا، اس لئے عاجزی کے ساتھ سر جھکا کر اللہ رب العزت کی حمد وثنا کے ساتھ اس کی تسبیح وتقدیس بیان کریں اور اس کام میں جو بھول چوک یا کوتاہی ہوگئی ہو تو اس کے لئے توبہ واستغفار کا خوب اہتمام کریں تاکہ وہ ان پر چشم پوشی اور درگزر فرمائے، کیونکہ تسبیح واستغفار شکر ہی میں شمار ہوتے ہیں، اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے پر بے پایاں رحمت اور لطف وکرم سے نوازتا ہے، جیسے فرمایا

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی بابُ ۵۴، ح۴۳۰۲

...لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ... ⑦ [1]

ترجمہ:اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں، مرتبے، رحمتیں) عطا کروں گا۔

دوئم یہ کہ تبلیغ رسالت کا جو فرض اللہ نے آپ کے ذمہ لگایا تھا پورا ہو گیا اب آپ کا دنیا فانی سے کوچ کرنے کا وقت قریب آ گیا ہے، اس لئے رب کی ملاقات کے لئے مستعد اور تیار ہو جائیں، بیشک اللہ اپنے بندوں کا استغفار کرنا پسند اور قبول فرماتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ}، [2] إِلَى آخِرِ السُّورَةِ، قَالَ: نُعِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُهُ حِينَ أُنْزِلَتْ، فَأَخَذَ فِي أَشَدِّ مَا كَانَ اجْتِهَادًا فِي أَمْرِ الْآخِرَةِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے لئے محنت و ریاضت کرنے میں اس قدر شدت کے ساتھ مشغول ہو گئے جتنے اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ [3]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ: لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ، فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ، فَمَا رُئِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ}، [4] ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا، وَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ لِي: أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لاَ، قَالَ: فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ، قَالَ: {إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ}، [5] وَذَلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ، {فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا}، [6] ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے بھی (علم کی بناپر) بڑی عمر والے بدری مجاہدین میں شامل کر لیا کرتے تھے، اس بات پر شاید بعض بزرگوں (عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف) کو ناگوار گزری، اور انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ اسے مجلس میں ہمارے ساتھ بٹھاتے ہیں، ہمارے لڑکے بھی تو اسی لڑکے جیسے ہیں (اس کو خاص طور پر ہمارے ساتھ کیوں شریک کیا جاتا ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا دین میں سمجھ بوجھ کی بناپر جو مقام اس کو حاصل ہے تم اسے خوب جانتے ہو، چنانچہ (اس بات کے امتحان کے لئے) ایک دن سب کو بلایا اور مجھے بھی بلا بھیجا، میں فوراً سمجھ گیا کہ آج مجھے یہ دکھانے کے لئے بلایا گیا ہے کہ مجھے ان بزرگوں کی مجلس میں کیوں شریک کیا جاتا ہے، دوران گفتگو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا سورہ النصر کے بارے میں تمہیں کیا علم ہے؟ بعض

[1] ابراہیم ۷

[2] النصر: 1

[3] السنن الکبری للنسائی ۱۱۶۴۸، تفسیر ابن کثیر ۸/۴۸۳

[4] النصر: 1

[5] النصر: 1

[6] النصر: 3

لوگوں نے کہا جب اللہ کی مدد و نصرت آپہنچے اور ہماری فتح ہو تو ہم اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں اور گناہوں پر بخشش مانگنے کا حکم کیا گیا ہے، بعض نے کہا اس سے مراد شہروں اور قلعوں کی فتح ہے بعض لوگ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف توجہ فرمائی اور پوچھا اے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما! کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، پوچھا پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت کا پیغام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دیا جارہا ہے کہ جب اللہ کی نصرت آجائے اور فتح نصیب ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اب آپ کی دنیوی زندگی قریب الختم ہے، اس لئے آپ اللہ کی حمد و ثنا اور استغفار میں مشغول ہو جائیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی یہی جانتا ہوں۔ (۱)

فَقَالَ لَهُمْ عُمَرُ: كَيْفَ تَلُومُونِي عَلَيْهِ بَعْدَ مَا تَرَوْنَ؟

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا آپ لوگ مجھے کیسے ملامت کرتے ہیں جبکہ اس لڑکے کو اس مجلس میں شریک کرنے کی وجہ آپ نے دیکھ لی۔ (۲)

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنَا مَيِّتٌ فِي هذه السَّنَةِ،فَبَكَتْ فَاطِمَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لُحُوقًا بِي فَتَبَسَّمَتْ.

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب سورہ النصر نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال میرا انتقال ہونے والا ہے، یہ بات سن کر فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا رو دیں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خاندان میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے آکر ملو گی، یہ سن کر وہ ہنس دیں۔ (۳)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کے اندر رکوع و سجود میں بکثرت یہ پڑھا کرتے تھے، اے اللہ اے ہمارے رب! ہم تیری حمد و ثنا کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں، اے اللہ مجھے بخش دے۔ (۴)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ:سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

(۱) صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ اذاجاء نصرالله بَابُ قَوْلِهِ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۴۹۷۰،وکتاب المغازی بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الفَتْحِ۴۲۹۴

(۲) مسند احمد ۳۱۲۷،مسند البزار ۱۹۲

(۳) تفسیرابن ابی حاتم ۱۰،۳۴۷۲، الدر المنثور ۸،۶۵۰،فتح القدیر ۵،۶۲۳

(۴) صحیح بخاری کتاب الاذان باب الدعاء فی الرکوع ۷۹۴،وکتاب سُورَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ۴۹۶۸، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۸۵

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں ان کلمات کا بکثرت ورد فرماتے تھے اللہ کی ذات پاک ہے ،سب تعریفیں اسی کے لئے سزاوار ہیں میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔[1]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ أَمْرِهِ لَا يَقُومُ وَلَا يَقْعُدُ، وَلَا يَذْهَبُ وَلَا يَجِيءُ إِلَّا قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تُكْثِرُ مِنْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، لَا تَذْهَبُ وَلَا تَجِيءُ، وَلَا تَقُومُ وَلَا تَقْعُدُ إِلَّا قُلْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، قَالَ:إِنِّي أُمِرْتُ بِهَا

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا کرتے، میں نے ایک مرتبہ پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اٹھتے بیٹھتے سبحان اللہ وبحمدہ کی تسبیح فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔[2]

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ، كَانَ يُكْثِرُ إِذَا قَرَأَهَا وَرَكَعَ أَنْ يَقُولَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ثَلَاثًا

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب سورت النصر نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اسے اپنی نماز میں تلاوت فرماتے اور رکوع میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ تین مرتبہ پڑھتے۔[3]

اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

منیٰ کو روانگی:

إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لاَ يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

مشرکین سورج نکلنے سے پہلے یہاں سے روانہ نہیں ہوتے تھے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی مخالفت کی اور طلوع آفتاب سے پہلے ہی منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔[4]

ثُمَّ أَرْدَفَ الفَضْلَ مِنَ المُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى

اور مزدلفہ سے منیٰ جاتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔[5]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبۃ۲۹۳۳۲، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۱۰۸۸

[2] تفسیرطبری ۲۴؍۶۷۰

[3] مسنداحمد۳۶۸۳

[4] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَتَى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ عن عمر ۱۶۸۴

[5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ، حِينَ يَرْمِي الجَمْرَةَ، وَالِارْتِدَافِ فِي السَّيْرِ۱۶۸۷ ،۱۶۸۶ ،

فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ہمراہ تھیں، ہجوم بیحد تھا ہجوم کو دیکھ کر انہیں یہ خواہش ہوئی کاش وہ بھی ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح اجازت لے کر رات ہی کو منیٰ روانہ ہو جاتیں۔ ①

حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرماتے جا رہے تھے سکون کو لازم پکڑو، سکون کو لازم پکڑو۔ ②

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي

راستہ بھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پڑھتے رہے۔ ③

فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ ظُعُنٌ يَجْرِينَ

منیٰ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کی جماعت ملی جو ایک ایک اونٹ پر سوار (راستہ کے دونوں طرف) چلی جا رہی تھیں۔ ④

فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَشْعَمَ، فَجَعَلَ الفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْرِفُ وَجْهَ الفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ،فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لاَ يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟قَالَ:نَعَمْ

اسی اثناء میں قبیلہ خشعم کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اس کو دیکھنے لگے اور وہ ان کو دیکھنے لگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسری طرف پھیر دیا اس عورت نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد پر ایسے وقت میں حج فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ ⑤

وبَابُ الرُّكُوبِ وَالِارْتِدَافِ فِي الحَجِّ عن ابن عباس ۱۵۴۴،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰

① صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ، فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَيَدْعُونَ، وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ القَمَرُ ۱۶۸۱،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَاءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةَ إِلَى مِنًى فِي أَوَاخِرِ اللَّيْلِ قَبْلَ زَحْمَةِ النَّاسِ، وَاسْتِحْبَابِ الْمُكْثِ لِغَيْرِهِمْ حَتَّى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمُزْدَلِفَةَ ۳۱۲۰

② صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۸۹

③ صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۸۸

④ صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۹۵۰

⑤ صحیح بخاری کتاب المناسکبَابُ وُجُوبِ الحَجِّ وَفَضْلِهِ عن ابن عباس ۱۵۱۳، وبَابُ حَجِّ المَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ ۱۸۵۵، وکتاب المغازی بَابُ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۳۹۹

قَالَ:عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ

راستہ میں رسول اللہ ﷺ بطن محسر سے گزرے تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے لئے کنکریاں اٹھالیں تا کہ ان سے جمرہ کو مارا جائے۔ ①

فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ، هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ، فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ وَيَقُولُ أَمْثَالَ هَؤُلَاءِ، فَارْمُوا ثُمَّ قَالَ:يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ

میں نے آپ ﷺ کے لئے سات چھوٹی چھوٹی (مٹر کے دانوں کے برابر) کنکریاں خذف میں سے چنیں آپ ﷺ ان کو اپنی ہتھیلی میں ہلاتے تھے اور فرماتے تھے بس اس جیسی، بس اس جیسی نیز فرمایا اے لوگو! دین میں غلو سے بچو تم سے پہلے لوگ اسی غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ ②

حَتَّى أَتَى بَطْنَ مُحَسِّرٍ، فَحَرَّكَ قَلِيلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى، حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ،رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا

پھر آپ نے اونٹنی کو تیزی سے چلانا شروع کر دیا اور درمیانی راستہ کو اختیار کیا جو جمرہ کبریٰ پر جا کر نکلتا ہے آپ ﷺ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس جمرہ کے قریب آئے جو درخت کے قریب ہے (وہاں پہنچ کر آپ رک گئے) اس وقت آپ ﷺ وادی کے نشیب میں تھے (کہ کعبہ آپ کی بائیں جانب اور منیٰ، عرفات اور مزدلفہ داہنی جانب تھا) پھر آپ ﷺ نے جمرہ کبریٰ پر سات (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں ماریں، ہر کنکری مارتے وقت آپ اللہ اکبر کہتے جا رہے تھے۔ ③

عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَيَقُولُ: لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ

یہ چاشت کا وقت تھا رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر تشریف فرما تھے اور فرماتے جا رہے تھے مجھ سے اپنے مناسک حج سیکھ لو کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس حج کے بعد میں حج کر سکوں گا۔ ④

وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأُسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهِ رَاحِلَتَهُ، وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ

پھر آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے (منیٰ پہنچ کر آپ ﷺ رک گئے) بلال رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے ان میں

① صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ٣٠٨٩

② سنن ابن ماجه كتاب المناسک بَابُ قَدْرِ، حَصَى الرَّمْيِ ٣٠٣٠، سنن نسائی كتاب الحج بَابُ الْتِقَاطِ الْحَصَى ٣٠٦٢، مسند احمد ١٨٥١، ٣٢٤٨

③ صحيح بخارى كتاب المناسک بَابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ١٧٥٠،صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ٢٩٥٠،وبَابُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَتَكُونُ مَكَّةُ عَنْ يَسَارِهِ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ٣١٣٢

④ صحيح مسلم كتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا، وَبَيَانِ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ ٣١٣٧

سے ایک آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور دوسرے آپ ﷺ کو دھوپ سے بچانے کے لئے کپڑا تانے ہوئے تھے۔ (۱)

دس ذوالحجہ کو رسول اللہ ﷺ کا خطبہ

خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بمنى ونزلهم مَنَازِلهمْ فَقَالَ: لِيَنْزِلِ الْمُهَاجِرُونَ هَاهُنَا. وَأَشَارَ إِلَى مَيْمَنَةِ الْقِبْلَةِ وَالْأَنْصَارُ هَاهُنَا. وَأَشَارَ إِلَى مَيْسَرَةِ الْقِبْلَةِ.ثُمَّ لِيَنْزِلِ النَّاسُ حَوْلَهُمْ.قَالَ: وَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ، فَفُتِحَتْ أَسْمَاعُ أَهْلِ مِنًى حَتَّى سَمِعُوهُ فِي مَنَازِلِهِمْ.

آپ ﷺ نے مہاجرین کو قبلہ کے دائیں جانب اور انصار کو اس کی بائیں جانب ٹھہرایا جبکہ دیگر لوگ ان کے اردگرد تھے، آپ ﷺ فرمارہے تھے مجھ حج کے ارکان سیکھ لو، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی سماعت کو آپ کے لئے کھول دیا حتی کہ آپ کے اس خطبہ کو اہل منیٰ نے اپنے گھروں میں سنا۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا

أَيُّهَا النَّاسُ: إِنَّ النَّسِيءَ زِيادَةٌ فِي الْكُفْرِ، يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا، يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عاما، لِيُوَاطِؤُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللهُ، فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللهُ، وَيُحَرِّمُوا مَا أَحَلَّ اللهُ،

اے لوگو!نسی کی بدعت کفار نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنی حرام مہینوں کو حلال مہینوں کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا۔ (۳)

قَالَ: إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ شَهْرُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ،قَالَ:أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟قُلْنَا: بَلَى،قَالَ:أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحَجَّةِ؟قُلْنَا: بَلَى،قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ؟قُلْنَا: بَلَى

آپ ﷺ نے فرمایا زمانہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا ہے کہ جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں، ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں، تین مہینے تو لگاتار آتے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور ایک مہینہ جمادی اور شعبان کے درمیان میں ہے یعنی رجب مضر، پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! آج کونسا دن ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے بس اتنا کہہ دیا کہ اللہ اور رسول زیادہ

(۱) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا، وَبَيَانِ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ ۳۱۳۸

(۲) مسند احمد ۱۶۵۸۸ ، السیرة النبویة لابن کثیر ۳۷۵/۴ ، سبل الهدى والرشاد فی سیرة خير العباد ۴۷۵/۸

(۳) ابن ہشام ۶۰۴/۲،الروض الانف ۵۰۶/۷

جانتے ہیں، پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال کیا کہ غالباً آپ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں یہ یوم النحر ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں یہ کہہ کر خاموش ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ دیر خاموش رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ کا کوئی اور نام رکھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کیا یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا بیشک یہ حرمت والا شہر ہے،

قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَأَعَادَهَا مِرَارًا، فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ - حَسِبْتُهَا قَالَتْ - أَسْوَدُ، يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: اللهُمَّ اشْهَدْ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: اللهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں اور تمہاری کھالیں تم میں آپس میں قیامت تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں آج کے دن کی حرمت، اس بات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ دہرایا پھر فرمایا عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس کرے گا، خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، اگر تم پر کوئی کٹا حبشی بھی امیر بنا دیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق تمہیں چلائے تو تم اس کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے پہنچا دیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جی ہاں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ گواہ رہ، پھر آسمان کی طرف سر مبارک اٹھا کر کہا اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچایا؟ اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچایا؟ پھر آپ نے فرمایا حاضر کو چاہیے کہ غائب کو یہ بات پہنچا دے اس لئے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پہنچانے والا کسی ایسے شخص کو پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ اس کو محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔[1]

خط کشیدہ عبارت صحیح مسلم میں ہے۔

کھالوں کے حرام کہنے کا ذکر صحیح بخاری میں ہے۔

عَنْ جَرِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ: اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ: لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا،

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ عن ابی بکر۶۷، وکتاب المناسک بَابُ الخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى عن ابن عباس وابی بکرہ وابن عمر۱۷۳۹، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، وکتاب التفسیر سورہ التوبۃ عن ابی بکرہ۴۶۶۲ ،وکتاب الفتن بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ۷۰۷۸، صحیح مسلم کتاب باب استحباب رمی الجمرۃ عن ام الحصن۳۱۳۸، وکتاب القسامۃ بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالْأَعْرَاضِ وَالْأَمْوَالِ۴۳۸۳

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

جریر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمانے سے قبل ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو بالکل خاموش کردو (تاکہ وہ خوب سن لیں) پھر فرمایا لوگو! میرے بعد پھر کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ [1]

کافر بن جانے سے مراد کافروں جیسے فعل کرنا مراد ہے کیونکہ ناحق خون ریزی مسلمانوں کا شیوہ نہیں، مگر صد افسوس کہ کچھ ہی مدت کے بعد امت میں فتنے فساد شروع ہوگئے جو آج تک جاری ہیں، امت میں سب سے بڑا فتنہ ائمہ کی تقلید محض کے نام پر افتراق وانتشار کا پیدا ہونا ہے، جس کا آغاز سقوط بغداد سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اس تقلید کا سبب یہ ہے کہ جن ائمہ فقہ کے فتاویٰ واقوال پر اعتماد کیا گیا انہیں ایسے ہونہار ومحنتی شاگرد مل گے کہ جنہوں نے اپنے اپنے اساتذہ کی فقہ کو مدون کیا، اسے مختلف کتب اور ابواب کی شکل میں ترتیب دیا جس کے ذریعے احکام شریعت کے حصول میں آسانی پیدا ہوگئی اس لئے اصل مآخذ کو چھوڑ کر ان فقہی کتب کی طرف ہی رجوع کا رواج عام ہوگیا، علما ومفتیان نے بھی اجتہاد کے بجائے چند مخصوص کتب کو ہی سامنے رکھا، یہ جاننا کسی نے بھی ضروری خیال نہ کیا کہ ان کتب میں موجود مسائل کہاں سے لیے گئے ہیں، ان کے کیا دلائل ہیں، ان میں اختلاف کے کیا اسباب ہیں اور دوسرے ائمہ کے دلائل کیا ہیں؟ حالانکہ ان کے اماموں نے بھی انہیں اس لائحہ عمل کو اپنانے سے یوں روکا تھا کہ تقلید نہ کرو بلکہ وہیں سے احکام حاصل کرو جہاں سے ائمہ نے حاصل کیے ہیں، امام احمد رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ ، امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام ابویوسف رحمہ اللہ، اور امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ سب سے اس طرح کے اقوال منقول ہیں، مگر حکام بھی انہی پر اعتماد کرنے لگے اور کوشش کرتے کہ قاضی بھی اپنے پسندیدہ مذہب کے عالم کو ہی مقرر کیا جائے، اس طرح رفتہ رفتہ اجتہاد کا دروازہ بند ہوتا چلا گیا اور آسانی پسند فطرت انسانی تقلید کی خوگر ہوتی چلی گئی، چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات طے ہے کہ ایک جماعت کو قیامت تک حق پر غالب رہنا ہے لہذا وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ ایسے علما ومجتہدین اور ائمہ وفقہا کو پیدا فرماتا رہا جنہوں نے اپنے اپنے دور میں قاطع دلائل وبراہین کے ذریعہ تقلید محض کا طلسم توڑا، بدعات وخرافات کا قلع قمع کیا اور از سر نو تجدید واحیائے دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں جس کے نتیجہ میں لوگوں کے ذہن پھر تبدیل ہونا شروع ہوئے اور نصوص اصلیہ کی طرف رجوع ہونے لگا، ان ائمہ ومجتہدین میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ، امام شوکانی رحمہ اللہ، امام صنعانی رحمہ اللہ، سید جمال الدین افغانی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ جیسے قابل قدر لوگ شامل ہیں، لیکن اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ اندھی تقلید کا سلسلہ بھی مختلف علاقوں میں جاری رہا جو آج تک جاری ہے، علامہ اقبال رحمہ اللہ نے فرمایا

اگر تقلید بودے شیوۂ خوب پیغمبر ہم رہ اجداد نہ رفتے

تقلید کا شیوہ اگر اچھا ہوتا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے باپ دادا کی راہ پر چلتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روش کی مذمت فرمائی

أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ أَلَا

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا یاد رکھو کوئی بھی جرم کرنے والا اپنے سوا کسی اور پر جرم نہیں کرتا (یعنی اس کی پاداش میں

[1] صحيح بخارى كِتَابُ العِلْمِ بَابُ الإِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ ۱۲۱

کوئی اور نہیں بلکہ خود مجرم ہی پکڑا جائے گا) یاد رکھو کوئی جرم کرنے والا اپنے بیٹے پر یا کوئی بیٹا اپنے باپ پر جرم نہیں کرتا (یعنی کسی بھی جرم میں صرف مجرم ہی پکڑا جائے گا اس کا کوئی عزیز نہیں)۔ ①

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ هَذِهِ أَبَدًا، وَلكِنَّهُ إِنْ يُطَعْ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ فَقَدْ رَضِيَ بِهِ مِمَّا تَحْقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَاحْذَرُوهُ عَلَى دِينِكُمْ

ایک روایت میں ہے امابعد! اے لوگو! اس ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے ناامید ہو گیا ہے یعنی ملک عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہو گی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار کرو گے پس تم پر لازم ہے کہ اپنے دین کی شیطان سے حفاظت کرو۔ ②

أَيُّهَا النَّاسُ، اسْمَعُوا قَوْلِي وَاعْقِلُوهُ، تَعَلَّمُنَّ أَنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ أَخٌ لِلْمُسْلِمِ، وَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ، فَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ، اللهمّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ فَذُكِرَ لِي أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: اللهمّ نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللهمّ اشْهد

ایک روایت میں ہے اے لوگو! میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں، پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دیئے، سب حاضرین نے عرض کیا بے شک آپ ﷺ نے احکامات الٰہی ہم کو پہنچا دیئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔ ③

ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ، فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا، فَنَحَرَ مَا غَبَرَ، وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ قربانی کے مقام پر تشریف لائے اور سو اونٹ (اللہ کے نام پر) قربان کئے، آپ نے اونٹوں کو کھڑا کیا اور ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کئے، باقی اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نحر کئے، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی قربانی میں شریک کر لیا تھا۔ ④

ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا، وَإِلَى جُزَيْعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَيْنَنَا

پھر آپ ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھے ذبح کئے اور کچھ بکریاں صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیں۔ ⑤

---

① مشکاة المصابیح ۲۶۷۰

② سنن ابن ماجه كتاب الحج بَابُ الْخُطْبَةِ، يَوْمَ النَّحْرِ ۳۰۵۵

③ ابن ہشام ۶۰۴/۲، الروض الانف ۵۰۶/۷، تاریخ طبری ۱۵۰/۳

④ صحیح مسلم كتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰، مسند احمد ۱۴۴۴۰

⑤ صحیح مسلم كتاب القسامة بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالْأَعْرَاضِ وَالْأَمْوَالِ ۴۳۸۴

نو ہجری میں جب سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو حج کرنے کے لئے لے گئے تھے اس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے کی ممانعت کر دی تھی،

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ المَاضِي؟قَالَ:كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ العَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا اس سال بھی ہم وہی کریں جو گزشتہ سال کیا تھا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، گزشتہ سال تو قحط کی وجہ سے میں نے چاہا تھا کہ تم محتاج لوگوں کی مدد کرو (اس لئے ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا)۔[1]

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:نَحَرْتُ هَاهُنَا، وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ

پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مقام نحر پر کھڑے ہو کر فرمایا میں نے اس جگہ نحر کیا ہے لیکن منیٰ سارا نحر کرنے کی جگہ ہے۔[2]

وكان قديم الإسلام بمكة وهاجر إلى أرض الحبشة الهجرة الثانية فِي روايتهم جميعًا ثُمَّ قدم مكّة فأقام بها. وتأخرت هجرته إِلَى المدينة ثُمَّ هاجر بعد ذلك

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حجام کو بلایا یہ معمر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ تھے جو سابقون الاولون میں سے تھے اور وہ دوسری ہجرت حبشہ میں جانے والے گروپ میں شامل تھے، پھر مکہ معظمہ واپس آ گئے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی سعادت حاصل کی اس طرح انہیں ذوالہجرتین کا شرف حاصل ہے۔[3]

اور اب وہ استرا لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کھڑے تھے،

قَالَ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِي وَقَالَ لِي: يَا مَعْمَرُ، أَمْكَنَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَحْمَةِ أُذُنِهِ، وَفِي يَدِكَ الْمُوسَى؟قَالَ: فَقُلْتُ: أَمَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيَّ وَمَنِّهِ،قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ إِذًا أُقِرُّ لَكَ قَالَ: ثُمَّ حَلَقْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے ان سے فرمایا اے معمر! اللہ کے رسول نے اپنے کان کی لو پر اس حالت میں قابو دیا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں استرہ ہے (یعنی تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ کانوں کے نیچے کے بال لے لو) معمر رضی اللہ عنہ بے ساختہ بولے کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اللہ کی قسم! یہ تو مجھ پر اللہ کی طرف سے احسان عظیم اور کرم ہے کہ مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موئے اقدس تراشنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہاں بال لے لو تو میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال لے لیے۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاضاحی بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ الأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا عن سلمه بن اکوع۵۵۶۹

[2] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ عن جابر ۲۹۵۹

[3] ابن سعد۱۰۳،۴،اسدالغابة۲۲۷،۵،الإصابة في تمييز الصحابة ۱۴۸،۶،تهذيب التهذيب۲۴۶،۱۰

[4] مسند احمد۲۷۲۴۹

وَقَالَ: بِيَدِهِ عَنْ رَأْسِهِ، فَحَلَقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَقَسَمَهُ فِيمَنْ يَلِيهِ ثُمَّ قَالَ: احْلِقِ الشِّقَّ الْآخَرَ فَقَالَ: أَيْنَ أَبُو طَلْحَةَ؟ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ

صحیح مسلم میں یوں مذکور ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمر رضی اللہ عنہ سے بال منڈنے کے لئے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سیدھی طرف کے بال منڈوائے، جب معمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو یہ بال انہوں نے اپنے پاس موجود لوگوں میں تقسیم کر دیئے، پھر آپ نے الٹی طرف کے بال منڈوائے، انہوں نے یہ بال کاٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہے؟ پھر یہ بال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر کے لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا (تاکہ وہ بطور تبرک ان کو اپنے پاس رکھیں، کہا جاتا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو آپ کی پیشانی کے بال ملے تھے جو انہوں نے اپنی ٹوپی میں رکھ لئے اور ان کی برکت سے انہیں ہر لڑائی میں فتح حاصل ہوتی)۔[1]

پھر آپ نے احرام اتار دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے سر منڈایا اور بعض نے بال چھوٹے کرائے

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: اللهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: اللهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: وَالْمُقَصِّرِينَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اور کتروانے والوں پر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اور کتروانے والوں پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر منڈانے والوں پر رحم فرما، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کتروانے والوں پر بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کتروانے والوں پر بھی رحم فرما۔[2]

احرام اتارنے کے بعد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی،

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، تَقُولُ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ، حِينَ أَحْرَمَ، وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ، قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ، وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خود اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب احرام باندھنا چاہا خوشبو لگائی تھی اسی طرح احرام کھولتے وقت بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف الزیارہ سے پہلے جب احرام کھولنا چاہا تھا آپ نے ہاتھ پھیلا کر خوشبو لگانے کی کیفیت بتائی۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے بھی قربانی کی اور کچھ گوشت انہیں بھی بھیجا،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَرْمِيَ، ثُمَّ يَنْحَرَ، ثُمَّ يَحْلِقَ وَالِابْتِدَاءِ فِي الْحَلْقِ بِالْجَانِبِ الْأَيْمَنِ مِنْ رَأْسِ الْمَحْلُوقِ عنانس ۳۱۵۴

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ الحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ عِنْدَ الإِحْلاَلِ عن ابن عمر ۱۷۲۷، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ تَفْضِيلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ وَجَوَازِ التَّقْصِيرِ ۳۱۴۶

[3] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الجِمَارِ وَالحَلْقِ قَبْلَ الإِفَاضَةِ ۱۷۵۴

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى، أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب ہم منیٰ میں تھے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی ہے۔ (١)

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا، لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلاَلَهَا، فِي الْمَسَاكِينِ وَلاَ يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! نے مجھے حکم دیا کہ میں (نحرشدہ) قربانی کے جانوروں کی نگرانی کروں، گوشت، جھولوں اور کھالوں کو تقسیم کردوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ بھی حکم دیا کہ قصاب کو اجرت میں کھال، گوشت وغیرہ نہ دیا جائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور گوشت، جھولوں اور کھالوں کو مسکینوں میں تقسیم کردیا۔ (٢)

ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ، فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ، فَطُبِخَتْ، فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تمام اونٹوں کے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لیں چنانچہ تمام گوشت کو ملا کر پکایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ دونوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور اس کا شوربا بھی پیا۔ (٣)

ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ، فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہو گئے تا کہ لوگ آپ کو دیکھتے رہیں (کہ آپ کیا کرتے ہیں اور کس طرح کرتے ہیں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل بھی پوچھتے رہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی طرف تشریف لائے اور طواف اضاضہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھائی۔ (٤)

فَطَهَرْتُ، ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِنًى، فَأَفَضْتُ بِالْبَيْتِ

منی پہنچ کر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اذیت ماہانہ سے پاک ہوگئی تھیں انہوں نے بھی مکہ معظمہ آکر کعبہ کا طواف الزیارہ کیا۔ (٥)

---

(١) صحیح بخاری کتاب الحیض باب کیف کان بدئ الحیض ٢٩٤، وکتاب الاضحیة بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهِ ٥٥٥٩، وکتاب الاضحیة بَابُ الأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ ٥٥٤٨،وکتاب الحج بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ البَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ١٧٠٩،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ، وَأَنَّهُ يَجُوزُ إِفْرَادُ الْحَجِّ وَالتَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ، وَجَوَازِ إِدْخَالِ الْحَجِّ عَلَى الْعُمْرَةِ، وَمَتَى يَحِلُّ الْقَارِنُ مِنْ نُسُكِهِ ٢٩٢٥،٢٩١٨،سنن ابن ماجه کتاب المناسک بَابُ الْحَائِضِ، تَقْضِي الْمَنَاسِكَ، إِلَّا الطَّوَافَ ٢٩٦٣

(٢) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابٌ يُتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الهَدْيِ عن علی ١٧٠٧،وبَابٌ لاَ يُعْطَى الجَزَّارُ مِنَ الهَدْيِ شَيْئًا ١٧١٦،صحیح مسلم کتاب الحج بَابٌ فِي الصَّدَقَةِ بِلُحُومِ الْهَدْيِ وَجُلُودِهَا وَجِلَالِهَا٣١٨٣

(٣) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ٢٩٥٠، مسنداحمد١٤٤٤٠

(٤) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ٢٩٥٠

(٥) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :الحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ عن عائشہ صدیقہ ١٥٦٠

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ فَاسْتَسْقَى ،فَقَالَ العَبَّاسُ: يَا فَضْلُ، اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَافَقَالَ:اسْقِنِي،قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ قَالَ:اسْقِنِي،فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ، فَأَتَيْنَاهُ بِإِنَاءٍ مِنْ نَبِيذٍ فَشَرِبَ، وَسَقَى فَضْلَهُ أُسَامَةَ،أَتَى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهَا

طواف سے فارغ ہوکر نبی کریم صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سبیل پر تشریف لائے اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور پانی مانگا، عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا اے فضل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور ان کے پاس سے رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے لئے کھجور کا شربت لے آؤ، لیکن رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا مجھے یہی پانی پلادو، عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! ہر شخص اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتا ہے، اس کے باوجود رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یہی فرماتے رہے اسی میں سے پلادو ان لوگوں نے پانی کا ایک ڈول آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو دیا اور آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اس میں سے پیا، پھر عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن عبدالمطلب آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے لیے کھجور کا شربت لائے اور آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے پیا اور اس میں سے جو باقی بچا وہ اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو پلادیا پھر رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ چاہ زمزم پر تشریف لائے، عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن عبدالمطلب پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے،

فَقَالَ: اعْمَلُوا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ:لَوْلاَ أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ، حَتَّى أَضَعَ الحَبْلَ عَلَى هَذِهِ يَعْنِي: عَاتِقَهُ، وَأَشَارَ إِلَى عَاتِقِهِ،اسْتَأْذَنَ العَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى، مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ

آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا یہ کام کئے جاؤ تم اچھا کام کر رہے ہو، پھر فرمایا (اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ آئندہ لوگ) تمہیں پریشان کر دیں گے تو میں بھی اترتا اور رسی کو اس پر رکھتا مراد آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی شانہ سے تھی اور آپ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا (یعنی رسی کو کندھے پر رکھ کر میں بھی پانی کھینچتا) پھر عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے منیٰ کی راتوں (گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ کی راتوں) میں حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے مکہ معظّمہ میں رہنے کی اجازت طلب کی، رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے انہیں مکہ معظّمہ میں یہ راتیں گزارنے کی اجازت دے دی۔[1]

خط کشیدہ عبارتیں صحیح مسلم میں ہیں البتہ سبیل پر جاکر پانی پینے کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے۔

ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى

اس کے بعد رسول اللہ صَلَّیْ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ واپس منیٰ تشریف لے آئے اور (یہاں والوں کو بھی) نمازظہر پڑھائی۔[2]

مناسک حج میں تقدیم و تاخیر:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ،فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ سِقَايَةِ الحَاجِّ عن ابن عباس ۱۶۳۵،۱۶۳۴،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن جابر ۲۹۵۰، و بَابُ وُجُوبِ الْمَبِيتِ بِمِنًى لَيَالِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، وَالتَّرْخِيصِ فِي تَرْكِهِ لِأَهْلِ السِّقَايَةِ عن ابن عباس ۳۱۷۷

[2] صحیح مسلم کتاب بَابُ اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ عن ابن عمر ۳۱۶۵

قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟فقالَ:اذْبَحْ وَلاَ حَرَجَ،فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟قَالَ:ارْمِ وَلاَ حَرَجَ ، زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لاَ حَرَجَ،رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ:لاَ حَرَجَ،فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلاَ أُخِّرَ إِلَّا قَالَ:افْعَلْ وَلاَ حَرَجَ

شام ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ جمرہ کے پاس جاکر کھڑے ہو گئے لوگ آتے تھے اور آپ ﷺ سے مسائل پوچھتے تھے،ایک شخص آیا اس نے عرض کیا مجھے معلوم نہ تھا(کہ پہلے ذبح کرتے ہیں پھر سرمنڈاتے ہیں)میں نے ذبح سے پہلے سرمنڈادیا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اب ذبح کرلو،دوسرا آدمی آیا اس نے کہا مجھے معلوم نہ تھا(کہ کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرتے ہیں) میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کے جانور کو نحر کردیا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اب کنکریاں مارلو، تیسرے آدمی نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے کعبہ کا طواف کرلیا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں،چوتھے شخص نے کہا میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماریں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں،غرض یہ کہ اس دن جس چیز کے متعلق آپ سے پوچھا گیا خواہ وہ مقدم ہوگئی یا موخر آپ یہی فرماتے رہے اب کرلو کوئی حرج نہیں۔[1]

گیارہ،بارہ ذوالحجہ:

كَانَ يَرْمِي الجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ، فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا، فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ،ثُمَّ يَرْمِي الجَمْرَةَ الوُسْطَى كَذَلِكَ، فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا، فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ

گیارہ،بارہ ذوالحجہ کو رسول اللہ ﷺ نے تینوں جمروں پر کنکریاں ماریں،زوال کے بعد آپ ﷺ پہلے قریب والے جمرہ کے پاس آئے اور اس پر سات کنکریاں ماریں،ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا،اس کے بعد آپ آگے بڑھے یہاں تک کہ نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو گئے اور وہاں بڑی دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے رہے پھر پہلے جمرہ کی طرح آپ نے درمیانی جمرہ پر بھی کنکریاں ماریں اس کے بعد آپ بائیں جانب گئے اور نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو گئے اور بڑی دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے رہے اس کے بعد آپ جمرہ عقبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔[2]

ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ العَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الوَادِي

جمرہ عقبہ پہنچ کر آپ ﷺ نے اس پر بھی کنکریاں ماریں۔[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ الفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الدَّابَّةِ وَغَيْرِهَاعن ابن عمر وابن عباس ۸۳، وکتاب المناسک بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الحَلْقِ ۱۷۲۳،۱۷۲۲، وبَابُ إِذَا رَمَى بَعْدَ مَا أَمْسَى، أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ، نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا۱۷۳۵،۱۷۳۴،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ النَّحْرِ، أَوْ نَحَرَ قَبْلَ الرَّمْيِ۳۱۵۶

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ رَفْعِ اليَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالوُسْطَى عن ابن عمر ۱۷۵۲

[3] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ إِذَا رَمَى الجَمْرَتَيْنِ، يَقُومُ وَيُسْهِلُ، مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ عن ابن عمر ۱۷۵۱

وَلاَ يَقِفُ عِنْدَهَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ

اس جمرہ پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وقوف نہیں فرمایا اور واپس چلے آئے۔[1]

منیٰ میں بغیر سترہ کے نماز:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الِاحْتِلاَمَ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، وَأَرْسَلْتُ الأَتَانَ تَرْتَعُ، فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكَرْ ذَلِكَ عَلَيَّ

عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما فرماتے ہیں ان ہی دنوں میں گدھی پر سوار ہو کر چلا اس وقت میں قریب البلوغ تھا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منی نماز پڑھا رہے تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے دیوار وغیرہ کچھ نہیں تھی، میں ایک صف کے کچھ حصہ کے سامنے سے گزرتے ہوئے صف میں داخل ہو گیا اور اپنی گدھی کو وہیں چرنے کے لئے چھوڑ دیا میرے اس فعل پر کسی نے ملامت نہیں کی۔[2]

سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن خولہ کی وفات اور سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن ابی وقاص کی بیماری:

ان ہی دنوں میں سعد بن خولہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی وفات ہوگئی اور سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سخت بیمار ہو گئے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے،

فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلاَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: لاَ،فَقُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟فَقَالَ:لاَ، ثُمَّ قَالَ:الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ

سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے اور میرے پاس مال و اسباب بہت ہے اور میری ایک لڑکی کے سوا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو (اللہ کی خوشنودی کے لئے) خیرات کر دوں؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کیا میں نصف مال خیرات کر دوں؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا نہیں، پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تہائی مال خیرات کر دو لیکن تہائی بھی بہت ہے، تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کریں، تم جو کچھ اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرو گے اس پر تمہیں ثواب ملے گا، یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے (اس پر بھی اجر و ثواب ملے گا)

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟قَالَ:إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، ثُمَّ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ إِذَا رَمَى الجَمْرَتَيْنِ، يَقُومُ وَيُسْهِلُ، مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ عن ابن عمر ۱۷۵۱

[2] صحیح بخاری کتاب العلم بَابٌ مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ؟ عن ابن عباس ۷۶، وکتاب الغازی بَابُ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۴۱۲،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي ۱۱۲۴

لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے ساتھی تو مجھے چھوڑ کر (حجۃ الوداع کر کے) مکہ مکرمہ سے واپس جا رہے ہیں اور میں ان کے پیچھے رہ رہا ہوں (اور مجھے یہاں موت آجائے گی حالانکہ میں یہاں سے ہجرت کر چکا ہوں) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے تو اس سے تمہارے درجے بلند ہوں گے ویسے شاید ابھی تمہاری عمر دراز ہو گی یہاں تک کہ بہت سے لوگ (مسلمانوں کو) تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہت سے لوگ (کفار و مرتدین کو) تم سے نقصان پہنچے گا (پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا کی) اے اللہ میرے اصحاب کو ہجرت پر استقلال عطا فرما اور ان کے قدم پیچھے کی طرف نہ لوٹا لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے مکہ مکرمہ میں وفات (اس دعا سے پہلے ہی) پا جانے کی وجہ سے اظہار تاسف کیا۔[1]

ام المومنین صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اور طواف افاضہ:

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَاضَتْ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَحَابِسَتُنَا هِيَ، فَقُلْتُ: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ،فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَلْتَنْفِرْ

ان ہی دنوں میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خبر دی کہ ام المومنین صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو اذیت ماہانہ شروع ہو گئی ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمایا ابھی ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا؟ (یعنی جب تک وہ پاک نہ ہوں طواف نہیں کر سکتیں، ان کے طواف کی وجہ سے ہمیں رکنا پڑے گا) میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! وہ تو مکہ لوٹ کر طواف زیارت کر چکی ہیں (یعنی قربانی کے بعد طواف کعبہ کر چکی ہیں) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تو پھر (یہاں سے) کوچ کرو (طواف وداع کی ضرورت نہیں)۔[2]

مکہ معظّمہ سے روانگی:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ منورہ واپس جانے کے لئے ثنیۃ الوداع کی طرف سے مکہ مکرمہ سے نکلے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ العُلْيَا، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ ابْنَ خَوْلَةَ عن سعد ۱۲۹۵،وکتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ ۳۹۳۶، وکتاب المغازی بَابُ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۴۰۹،وکتاب المرضی بَابُ قَوْلِ المَرِيضِ إِنِّي وَجِعٌ، أَوْ وَا رَأْسَاهْ، أَوِ اشْتَدَّ بِي الوَجَعُ ۵۶۶۸،وکتاب الدعوات بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الوَبَاءِ وَالوَجَعِ ۶۳۷۳،وکتاب الفرائض بَابُ مِيرَاثِ البَنَاتِ ۶۷۳۳،صحیح مسلم کتاب الوصیة بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ ۴۲۰۹

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ إِذَا حَاضَتِ المَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ ۱۷۵۷ ، وکتاب المغازی بَابُ حَجَّةِ الوَدَاعِ ۴۴۰۱،صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ وُجُوبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوطِهِ عَنِ الْحَائِضِ عن عائشہ صدیقہ ۳۲۲۲،سنن ابوداودکِتَاب الْمَنَاسِكِ بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ ۱۸۶۶

السُّفْلَى

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیہ علیا یعنی مقام کداء کی طرف سے داخل ہوتے جو بطحاء میں ہے اور ثنیہ سفلی کی طرف سے نکلتے تھے یعنی نچلی گھاٹی کی طرف سے۔ (۱)

ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ

واپسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محصب میں ٹھہرے،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ٹھیر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر سو گئے،

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ، وَالعَصْرَ، وَالمَغْرِبَ، وَالعِشَاءَ

اسی مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ (۲)

فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ

اور عبد الرحمن بن ابی بکر کو بلایا۔ (۳)

قَالَ:فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ، فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ، وَمَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم چلی جاؤ اور وہاں پر عمرہ کا احرام باندھو۔ (۴)

ثُمَّ افْرُغَا، ثُمَّ ائْتِيَا هَا هُنَا، فَإِنِّي أَنْظُرُكُمَا حَتَّى تَأْتِيَانِي،قَالَتْ: فَخَرَجْنَا، حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ، وَفَرَغْتُ مِنَ الطَّوَافِ، ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحَرَ

پھر تم دونوں عمرہ سے فارغ ہو کر یہیں آ جانا میں انتظار کروں گا، چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن تنعیم گئے، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے وہاں پہنچ کر احرام باندھا پھر عمرہ کیا، عمرہ کرنے کے بعد وہ صبح کے وقت واپس ہوئیں۔ (۵)

ثُمَّ رَكِبَ إِلَى البَيْتِ، فَطَافَ بِهِ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر بیت اللہ کے طواف کے لئے روانہ ہوئے۔ (۶)

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا فَقَالَ:هَلْ فَرَغْتُمْ؟فَقُلْتُ:

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابٌ مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ؟۱۵۷۶، وبَابٌ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ؟ عن عائشه صدیقه ۱۵۷۷

(۲) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ طَوَافِ الوَدَاعِ۱۷۵۶

(۳) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى الحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ۱۵۶۰

(۴) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ إِذَا حَاضَتِ المَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ ۱۷۶۲، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ۲۹۱۰

(۵) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :الحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ۱۵۶۰

(۶) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ طَوَافِ الوَدَاعِ۱۷۵۶ ،و کتاب المغازی باب حجته الوداع۴۳۹۵

نَعَمْ

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ بلندی پر چڑھتے ہوئے ملے اور میں واپسی کے لیے اتر رہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ فارغ ہو گئے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے عرض کیا جی ہاں۔ (۱)

فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ، فَآذَنَ فِي أَصْحَابِهِ بِالرَّحِيلِ

پھر رسول اللہ ﷺ طواف (وداع) کے لئے چلے گئے اور طواف کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک چلتے وقت بیت اللہ کا طواف نہ کر لے (یعنی مکہ مکرمہ میں آخری کام طواف بیت اللہ ہو، طواف وداع کر کے مکہ معظّمہ سے روانہ ہوں) البتہ حائضہ عورتوں کے لئے آپ نے اس طواف کو معاف کر دیا تھا، طواف کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوچ کا حکم دیا لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (۲)

مقام ابطح میں پہنچ کر آپ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی،

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: قُلْتُ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالأَبْطَحِ

عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا روانگی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مقام ابطح میں عصر کی نماز ادا فرمائی تھی۔ (۳)

پھر آپ ﷺ مقام ذی طویٰ میں اترے، رات آپ ﷺ نے وہیں گزاری اور صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے،

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ، وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى، وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

نافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے اور جب صبح ہوتی تو مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے، اسی طرح مکہ مکرمہ سے واپسی میں بھی ذی طویٰ سے گزرتے اور وہیں رات گزارتے (آج کل یہ مقام شہر میں آ گیا ہے) اور فرماتے کہ نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: الحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ ۱۵۶۰

(۲) صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ ۲۹۱۰، وباب وُجُوبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوطِهِ عَنِ الْحَائِضِ ۳۲۱۹

(۳) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَنْ صَلَّى العَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالأَبْطَحِ ۱۷۶۳، صحیح مسلم کتاب الحج بَابُ اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ۳۱۶۶

(۴) صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ ۱۷۶۹

خطبہ غدیر خم:

حج سے واپسی پر راستہ میں بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی کچھ شکایت کی۔

قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا، بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ هُوَ حَبْلُ اللهِ، مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ:وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان خم کے کنوئیں پر پہنچے تو آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا پہلے آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا امابعد اے لوگو! میں بھی ایک آدمی ہوں قریب ہے کہ میرے پروردگار کا بھیجا ہوا قاصد (موت کا فرشہ) آئے اور میں قبول کرلوں (اور دنیا سے رخصت ہوجاؤں) میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں پہلی ان میں اللہ عزوجل کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور نور ہے، وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر رہے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا گمراہی میں مبتلا ہوجائے گا اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور اس پر سختی سے عمل کرو، غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی طرف لوگوں کو رغبت دلائی پھر فرمایا دوسری میرے اہل بیت (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) ہیں میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں (یعنی اللہ مالک یوم الدین سے ڈرنا، ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرنا)۔[1]

مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرس نامی مقام کا راستہ اختیار فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے وہاں میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور رات وہیں گزاری،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ المُعَرَّسِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الوَادِي، وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے راستے سے گزرتے ہوئے معرس کے راستے سے مدینہ منورہ آتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ جاتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے لیکن واپسی میں ذوالحلیفہ کے نشیب میں نماز پڑھتے اور رات وہیں گزارتے تا آنکہ صبح ہوجاتی۔[2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی ٦٢٢٨،٦٢٢٥

[2] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرِيقِ الشَّجَرَةِ ١٥٣٣

حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ رُئِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسٍ بِذِي الحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الوَادِي، قِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم معرس کے قریب ذوالحلیفہ کی بطن وادی (وادی عقیق) میں اترے ہوئے تھے کہ رات کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خواب دکھایا گیا (جس میں) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کہا گیا کہ آپ اس وقت مبارک میدان میں ہیں۔ [1]

واپسی میں پورے راستہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کسی بلندی پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر پڑھتے۔

لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ہر قسم کی تعریف کا وہی مستحق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور اکیلے اس نے تمام لشکروں کو شکست دی۔ [2]

لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَسُؤْنِي قَطُّ، فَاعْرِفُوا ذَلِكَ لَهُ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي رَاضٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، وَعَلِيٍّ، وَطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدٍ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ رَاضٍ، فَاعْرِفُوا ذَلِكَ لَهُمْ أَيُّهَا النَّاسُ، احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي وَأَصْهَارِي وَأَخْتَانِي، لَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ بِمَظْلِمَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ، ارْفَعُوا الْمُسْتَنْكَرَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ، وَإِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ فَقُولُوا فِيهِ خَيْرًا

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حجۃ الوداع کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور پھر یہ خطبہ ارشاد فرمایا لوگو! میں سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے راضی ہوں تم ان کا یہ حق ہمیشہ مانتے رہنا اے لوگو! میں سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، سعید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بن عوف اور ابو عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے خوش ہوں تم ان کا بھی لحاظ رکھنا اے لوگو! غزوہ بدر اور حدیبیہ میں شمولیت کرنے والے میرے تمام اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے، لوگو! میرے اصحاب کے معاملہ میں، میری سسرال کے معاملہ میں اور میرے دامادوں کے معاملہ میں میری حفاظت کرنا یعنی ان میں سے کسی کو برا نہ کہنا ان کے حقوق تسلیم کرنا ان کی عزت کرنا، دیکھو ان میں سے کسی کو تم ایذا نہ دینا یہ وہ جرم ہے جس کا مطالبہ وہ بروز قیامت کریں گے اور اللہ کی طرف سے معافی نہ ہو گی۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ ۱۵۳۵، صحیح مسلم کتاب بَابُ التَّعْرِيسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَالصَّلَاةِ بِهَا إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ ۳۲۸۵

[2] صحیح بخاری ابواب العمرۃ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الحَجِّ أَوِ العُمْرَةِ أَوِ الغَزْوِ ۱۷۹۷، صحیح مسلم کتاب بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا قَفَلَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ عن ابن عمر ۳۲۷۵

[3] المعجم الکبیر للطبرانی ۵۶۴۰

جبرائیل علیہ السلام کا انسانی شکل میں ظاہر ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے اخیر ذی الحجہ دس ہجری میں مدینہ پہنچے۔

حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حجۃ الوداع سے واپسی کے چند روز بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوا،اس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے،بال بہت زیادہ کالے تھے سفر کا اس پر کوئی نشان نہ تھا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہ تھا وہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوؤں سے دوزانو ملا کر بیٹھ گیا اپنے دونوں ہاتھ اپنے رانوں پر رکھ لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیں اسلام کیا ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں،(اپنے مالک حقیقی کی یاد کے لئے،اس کا شکر ادا کرنے کے لئے)نماز قائم کرو(سال میں ایک مرتبہ اپنے مالوں سے مقررہ نصاب کے مطابق)زکوۃ ادا کرو(ایمان واحتساب کے ساتھ)رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو(زندگی میں کم سے کم ایک بار)بیت اللہ کا حج کرو،اس نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے،

قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْإِيمَانُ؟قَالَ:أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكِتَابِهِ، وَلِقَائِهِ، وَرُسُلِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ ،قَالَ: صَدَقْتَ،قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْإِحْسَانُ؟قَالَ:أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ: صَدَقْتَ،قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ؟قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

اس کے بعد اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیں کہ ایمان کیا ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کا،اس کے فرشتوں کا،اس کی(نازل کردہ) کتابوں(اور صحیفوں) کا،اس کے(تمام)رسولوں کا اور قیامت کا یقین رکھو،تقدیر کی برائی، بھلائی پر یقین رکھو،اس نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں، پھر اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! احسان کیا ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہوسکے تو یہ سمجھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے،اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا، پھر اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسئول اس کے متعلق سائل

سے زیادہ کچھ نہیں جانتا (یعنی دونوں برابر ہیں)

قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا؟إِذَا رَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَلِدُ رَبَّهَا، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوكَ الْأَرْضِ، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا رَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ،فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ثُمَّ قَرَأَ:

اس نے کہا اچھا قیامت کی علامات ہی بتادیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت یہ ہیں کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے (یعنی اولاد اپنی والدہ کو لونڈی بنالے، یا اپنے باپ کی لونڈی کو جو اگرچہ ان کی ماں ہو اپنی لونڈی سمجھے یا یہ کہ لونڈی زادے ملک پر قابض ہو جائیں) اور جب برہنہ پا، ننگے بدن والے، بہرے، گونگے (یعنی نااہل لوگ جو نہ بات سمجھ سکیں اور نہ بات سمجھا سکیں) بادشاہ (سربراہ مملکت) بن جائیں اور جب مویشی چرانے والے کنگال اونچی عمارتوں پر فخر کریں بس یہ اسکی (کچھ) علامتیں ہیں، قیامت کے آنے کا علم تو ان پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

إِنَّ اللهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ [1]

ترجمہ: اس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رُدُّوهُ عَلَيَّ،فَالْتُمِسَ فَلَمْ يَجِدُوهُ،ثُمَّ قَالَ لِي:يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ:هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ

اس کے بعد وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا اور میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو واپس بلاؤ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو بلانے کے لئے نکلے لیکن انہیں کچھ دکھائی نہ دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو یہ کون شخص تھا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ [2]

هَذَا حَدِيثٌ عَظِيمٌ مُشْتَمِلٌ عَلَى جُمَلِ الأعمال الظاهرة والباطنة. وعلومُ الشريعة راجعة إليه، فهو كالأمِّ للسُّنَّة. كا

[1] لقمان ۳۴

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة لقمان بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ عن ابی ہریرہ ۴۷۷۷،وکتاب الایمان بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ ۵۰ ،صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ معرفة الْإِيمَانِ، وَالْإِسْلَامِ، والقَدَرِ وَعَلَامَةِ السَّاعَةِ۹۳،وبَابُ الْإِسْلَامِ مَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِهِ عن عمر وابی ہریرہ۹۹

سُمِّيت الفاتحة: أم القرآن ①

قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهَذَا الْحَدِيثُ قَدِ اشْتَمَلَ عَلَى شَرْحِ جَمِيعِ وَظَائِفِ الْعِبَادَاتِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ مِنْ عُقُودِ الْإِيمَانِ وَأَعْمَالِ الْجَوَارِحِ وَإِخْلَاصِ السَّرَائِرِ وَالتَّحَفُّظِ مِنْ آفَاتِ الْأَعْمَالِ حَتَّى إِنَّ عُلُومَ الشَّرِيعَةِ كُلَّهَا راجعة إليه ومتشعبة مِنْهُ

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث ظاہری وباطنی عبادت کی تمام شروط کی شرح پر مشتمل ہے، شروط ایمان، جسمانی عمل، دل میں خلوص اور آفات عمل سے بچاؤ حتی کہ شریعت کے سارے علوم اسی سے شاخ در شاخ نکلتے ہیں اور اسی طرف لوٹتے ہیں۔ ②

قَالَ الْقُرْطُبِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ يَصْلُحُ أَنْ يُقَالَ لَهُ أُمُّ السُّنَّةِ لِمَا تَضَمَّنَهُ مِنْ جُمَلِ عِلْمِ السُّنَّةِ

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس لائق ہے کہ اسے سنت کی ماں کہا جائے کیونکہ اس نے علم سنت کے تمام اصول اکٹھے کر لیے ہیں۔ ③

وقال ابن دقيق العيد في شرح الأربعين: فهو كالأمّ للسنّة، كما سُمِّيت الْفَاتِحَةُ أُمَّ الْقُرْآنِ

حافظ ابن دقیق العید نے بھی اسے سنت کی بنیاد بتایا ہے بالکل اسی طرح جیسے سورۂ فاتحہ قرآن کا نچوڑ (خلاصہ) ہے۔ ④

وقال ابن رجب في جامع العلوم والحكم :وَهُوَ حَدِيثٌ عَظِيمٌ جِدًّا، يَشْتَمِلُ عَلَى شَرْحِ الدِّينِ كُلِّهِ، وَلِهَذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِهِ: هَذَا جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ بَعْدَ أَنْ شَرَحَ دَرَجَةَ الْإِسْلَامِ، وَدَرَجَةَ الْإِيمَانِ، وَدَرَجَةَ الْإِحْسَانِ، فَجَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ دِينًا

حافظ ابن رجب البغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ حدیث پورے دین کی شرح پر مشتمل ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آخر میں فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے آئے تھے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور احسان کے درجات بیان کیے اور ان سب کو دین قرار دیا۔ ⑤

وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ يَجْمَعُ أَنْوَاعًا مِنَ الْعُلُومِ وَالْمَعَارِفِ وَالْآدَابِ وَاللَّطَائِفِ بَلْ هُوَ أَصْلُ الْإِسْلَامِ كَمَا حَكَيْنَاهُ عَنِ الْقَاضِي عِيَاضٍ

امام نوری رحمہ اللہ نے فرمایا جان لو کہ اس حدیث میں علوم، آداب اور لطائف کی اقسام جمع ہیں بلکہ یہ حدیث جیسا کہ ہم نے قاضی عیاض رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اسلام کا خلاصہ اور بنیاد ہے۔ ⑥

---

① تطريز رياض الصالحين ٦٠/١

② شرح النووی على مسلم ١٥٨/١

③ فتح الباري شرح صحيح البخاري ١٢٥/١

④ شرح حديث جبريل في تعليم الدين ٦/١

⑤ جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم ٩٧/١

⑥ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ١٦٠/١

قیامت کے متعلق ایک سوال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ القَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ القَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ:أَيْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:فَإِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ:إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَلسَّاعَةِ قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:فَإِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ:إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ وعظ ونصیحت فرمارہے تھے کہ اتنے میں ایک بدوآیااوراس نے سوال کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! قیامت کب آئے گی؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ جاری رکھا،بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال سن تولیاہےلیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال ناگوارگزرا،بعض نے کہانہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال سناہی نہیں،جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ ختم کیاتوفرمایاقیامت کے متعلق سوال کرنے والاکہاں ہے؟اس نے کہااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجودہوں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاجب امانت ضائع کردی جائے توقیامت کاانتظارکرنا،اس بدونے پوچھاامانت کاضائع کرناکیسے ہوگا؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاجب حکومت نااہل لوگوں کے سپردکردی جائے توقیامت کاانتظارکرنا۔[1]

قیامت کے متعلق ایک اور سوال:

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ البَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟قَالَ:وَيْلَكَ، وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا،قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ،قَالَ:إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذَلِكَ؟قَالَ:نَعَمْ،فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًافَمَرَّ غُلاَمٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي، فَقَالَ:إِنْ أُخِّرَ هَذَا، فَلَنْ يُدْرِكَهُ الهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرماتھے کہ ایک بدوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضرہوااورعرض کیااے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !قیامت کب قائم ہوگی؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاتم پرافسوس!تم نے اس کے لئے کیاتیاری کی ہے؟اس بدونے کہامیں نے کچھ تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ میں اللہ اوراس کے رسول سے محبت کرتاہوں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاتم اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت کرتے ہو،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہاہم بھی اسی طرح ساتھ ہوں گے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ فرمان سن کربہت خوش ہوئے،اتنے میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کاایک لڑکاسامنے سے گزرا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااگریہ زندہ رہاتواس کوبڑھاپانہیں

[1] صحیح بخاری كتاب العلم بَابُ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِي حَدِيثِهِ، فَأَتَمَّ الحَدِيثَ ثُمَّ أَجَابَ السَّائِلَ ۵۹

آئے گا یہاں تک کہ (تم لوگوں کی) قیامت آجائے گی۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:مَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلاَةٍ وَلاَ صَوْمٍ وَلاَ صَدَقَةٍ، وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ:أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہو گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے البتہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الأَعْرَابِ جُفَاةً، يَأْتُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُونَهُ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ:إِنْ يَعِشْ هَذَا لاَ يُدْرِكْهُ الهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے چند بدوی جو ننگے پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سب سے کم عمر والے کی طرف نظر کر کے فرماتے اگر یہ بچہ زندہ رہا تو یہ بوڑھا نہیں ہو گا کہ تم پر تمہاری قیامت (یعنی موت) آجائے گی (کیونکہ موت اصلی قیامت کا پیش خیمہ ہے)۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ عنانس ۶۱۶۷،صحیح مسلم کتاب البروالصلة بَابُ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۶۷۱۱

(۲) صحیح بخاری کتاب الادب بَابُ عَلاَمَةِ حُبِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۶۱۷۱،مسند احمد۱۳۱۶۷

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق باب سکرات الموت ۶۵۱۱

۱۱ ہجری (محرم)

وفد احمس:

احمس کے لغوی معنی ہیں بہادر، شجاع، یہ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کی ایک شاخ تھا، ویسے بنو احمس کئی عدنانی قبائل کے لئے بولا جاتا تھا بالخصوص ان قبیلوں کے لئے جن کی مائیں قریش سے تعلق رکھتی تھیں، خود قریش کو بھی بعض اوقات بنو احمس سے منسوب کیا جاتا تھا، ایک روایت کے مطابق بنو احمس قریش ہی میں سے نکلے ہیں۔

وَقَدِمَ قَيْسُ بْنُ عَزْرَةَ الأَحْمَسِيُّ فِي مِائَتَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلا مِنْ أحمس الله وكان يقال لهم ذاك في الجاهلية،فقال لهم رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من أنتم؟فقالوا: نحن أحمس الله، فقال لهم رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ لِلَّهِ،وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلالٍ: أَعْطِ رَكْبَ بَجِيلَةَ وَابْدَأْ بِالأَحْمَسِيِّينَ

رمضان دس ہجری میں قیس رضی اللہ عنہ بن عزرہ احمسی کی قیادت میں دو سو پچاس آدمیوں پر مشتمل احمس اللہ (اللہ کے بہادر بندے) کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، دور جاہلیت میں انہیں اسی نام سے پکارا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم کس قبیلے سے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم احمس اللہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آج سے اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، اس وقت بنو بجیلہ کا وفد بھی بارگاہ نبوت میں حاضر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا پہلے قبیلہ احمس کے افراد کو عطیات دو اور پھر بجیلہ کے سواروں کو دو۔[1]

اسی قبیلہ کے ایک سو پچاس گھڑ سوار جریر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تبالہ میں ذوالخلصہ کو انہدام کرنے کے لئے گئے تھے۔

وكان رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يُسَائِلُهُ عَمَّا وَرَاءَهُ ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَظْهَرَ اللهُ الإِسْلامَ وَأَظْهَرَ الأَذَانَ فِي مَسَاجِدِهِمْ وَسَاحَاتِهِمْ. وَهَدَّمَتِ الْقَبَائِلُ أَصْنَامَهَا الَّتِي كَانَتْ تُعْبَدُقَالَ: فَمَا فَعَلَ ذُو الْخَلَصَةِ؟قَالَ: هُوَ عَلَى حَالِهِ قَدْ بَقِيَ. وَاللهُ مُرِيحٌ مِنْهُ إِنْ شَاءَ اللهُ ،قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟

محرم گیارہ ہجری میں جریر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا جریر! تمہاری قوم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا کیا، مساجد اور صحراؤں میں صدائے توحید (اذان) بلند ہوتی ہے اور قبائل نے اپنے بتوں کو توڑ ڈالا ہے جن کی وہ پرستش کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ذوالخلصہ کا کیا ہوا؟ جریر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ابھی تک وہ باقی ہے جب ہم واپس جائیں گے تو ان شاء اللہ اس کا بھی خاتمہ کر دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے نجات نہیں دلاؤ گے؟

بيت كان يدعى الكعبة اليمانية

[1] ابن سعد ۲۶۱/۱،سبل الهدى وارشادفى سيرة خيرالعباد ۲۶۱/۶

اس کے استھان کاالکعبہ الیمانیہ کہاجاتاتھا۔ (۱)

فَقُلْتُ: بَلَى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كِفْلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، قَالَ: فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ:اللهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا،قَالَ: فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ

میں نے عرض کیاکیوں نہیں،میں نے عرض کیااے اللہ کے رسول ﷺ! میں گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا،یہ عذرسن کرنبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر اتنے زور سے ہاتھ مارا کہ اس میں آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات ظاہر ہو گئے اور ساتھ ہی دعافرمائی اے اللہ!اس (جریر رضی اللہ عنہ) کوگھوڑے کی پیٹھ پر قائم رکھ اور اس کوہدایت دینے والااور رہدایت یافتہ بنادے،اس دعاکے نتیجے میں جریر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر جم کر بیٹھنے لگے اور انہوں نے گھوڑے پر سوار ہو کر بڑے بڑے معرکے سر کیے۔ (۲)

وَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً ، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، قَالَ: فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا فِي النَّارِ وَكَسَرَهَا

پھررسول اللہ ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ کوجھنڈ اعطافرمایااور قبیلہ احمس جوگھڑسواری میں بہت مشتاق تھے کے ایک سوپچاس سواروں کے ہمراہ عازم یمن کیا،اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ تبالہ پہنچ گئے جہاں ذوالخلصہ نصب تھا،خثعم اور باہلہ کے لوگوں نے جوشاہسواری میں بڑے ماہر تھے مزاحمت کی لیکن مقابلہ پر جم نہ سکے اور شکست کھاکر ہٹ گئے،جریر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں رضی اللہ عنہم نے اس بت کو توڑپھوڑڈالااور پھر آگ لگادی۔ (۳)

فَمَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ حتى رجع. فقال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَدَمْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ. وَأَخَذْتُ مَا عَلَيْهِ وَأَحْرَقْتُهُ بِالنَّارِ. فَتَرَكْتُهُ كَمَا يَسُوءُ مَنْ يَهْوَى هَوَاهُ

ایک روایت میں ہے زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ کیاتم نے اسے منہدم کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیااے اللہ کے رسول ﷺ!قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کوحق کے ساتھ بھیجاہے.جی ہاں(ہم نے اسے منہدم کر دیاہے)اس پر جو کچھ تھامیں نے لے لیااور اسے آگ میں جلاکر اسی حالت بنادی کہ جو اس سے محبت کرتاتھااسے ناگوار ہو گاکسی کو ہمارے کام میں مزاحم ہونے کی ہمت نہیں پڑی۔ (۴)

ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ رَجُلًا مِنْ أحمس يكنى أَرْطَأَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذَلِكَ

ایک اور روایت میں ہے ذوالخلصہ کو برباد کرنے کے بعد جریر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کوخوشخبری دینے کے لئے اپنا قاصد ابوارطاۃ

(۱) شرح الزرقانی علی المواهب

(۲) السيرة النبوية لابن كثير۱۷۱؍۳

(۳) السيرة النبوية لابن كثير۱۷۱؍۳

(۴) ابن سعد۲۶۱؍۱

اسمه الحصين بن ربيعة جن کانام حصین بن ربیعہ تھا۔ (۱)
کو روانہ کیا جس نے منی میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر فتح کی بشارت دی

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا، كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ، بَرَّكَ عَلَى خَيْلِ قَبِيلَتِهِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے جب تک وہ بت جل کر خارش زدہ اونٹ کی طرح سیاہ نہیں ہو گیا میں وہاں سے نہیں چلا، یہ سن کر آپ علیہ السلام نے قبیلہ احمس اور اس کے آدمیوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔ (۲)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى ذِي الْخَلَصَةِ، فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ، ثُمَّ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهُ: بُشَيْرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے مجھے ذوالخلصہ کو ڈھانے کے لیے بھیجا میں نے اسے منہدم کیا اور پھر آگ سے جلا دیا پھر احمس سے ایک شخص کو جسے بشیر کہا جاتا تھا رسول اللہ ﷺ کو خوش خبری دینے کے لیے روانہ کیا اور اس نے جا کر خوشخبری دی۔ (۳)

اس بت کا پتھر مسجد تبالہ کی دہلیز پر لگا ہوا ہے۔

وَفِي الْحَدِيثِ مَشْرُوعِيَّةُ إِزَالَةِ مَا يُفْتَتَنُ بِهِ النَّاسُ مِنْ بِنَاءٍ وَغَيْرِهِ سَوَاءً كَانَ إِنْسَانًا أَوْ حَيَوَانًا أَوْ جَمَادًا وَفِيهِ اسْتِمَالَةُ نُفُوسِ الْقَوْمِ بِتَأْمِيرِ مَنْ هُوَ مِنْهُمْ وَالِاسْتِمَالَةُ بِالدُّعَاءِ وَالثَّنَاءِ وَالْبِشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ جو چیزیں لوگوں کی گمراہی کا سبب بنیں وہ مکان ہوں یا کوئی انسان ہو یا حیوان ہو یا کوئی جمادات سے ہو شرعی طور پر ان کا زائل کر دینا جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی قوم کی دلجوئی کے لیے امیر قوم خود ان ہی میں سے بنانا بہتر ہے اور فتوحات کے نتیجہ میں دعا کرنا، بشارت دینا اور مجاہدین کی تعریف کرنا بھی جائز ہے۔ (۴)

ابن سعد کے روایت کے مطابق یہ واقعہ جریر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے فوراً بعد پیش آیا لیکن صحیح بخاری کتاب المغازی میں جس طرح یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے بعد اور رسول اللہ ﷺ کی رحلت سے کچھ عرصہ پہلے پیش آیا، زرقانی نے شرح مواہب میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے وصال سے تقریباً دو مہینے پہلے کا واقعہ ہے، جریر رضی اللہ عنہ ذی الخلصہ کو ڈھانے کی مہم پر محرم گیارہ ہجری میں روانہ ہوئے تھے،

فَبَعَثَ جَرِيرٌ بَشِيرًا، أَبَا أَرْطَاةَ

(۱) شرح زرقانی علی المواهب ۱۲/۵۷

(۲) شرف مصطفی ۴۹۰/۳، زادالمعاد ۴۲۵/۲، دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۴۷/۵، اسد الغابۃ ۳۳۳/۲، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۱۷۱/۳

(۳) مسند احمد ۱۹۱۸۵

(۴) فتح الباری ۷۳/۸

جریر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈھانے کی خوش خبری دینے کے لئے ابو ارطاۃ کو بارگاہ نبوی میں بھیجا،
چند دن بعد خود بھی مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے لیکن ابھی راستے ہی میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب یہ قبائل مرتد ہوئے تو انھوں نے پھر ذو الخلصہ کو زندہ کرنا چاہا لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت نے اس کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا، اسی سال جریر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بجلی کو ذو الکلاح حمیری کے پاس جس کا اصل نام سمیفع تھا اور اس نے اپنے رب ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور لوگ اسے پوج بھی رہے تھے دعوت اسلام کے لئے بھیجا گیا، جریر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ بجلی نے اس کے سامنے بڑی کامیابی سے دعوت اسلام کو پیش کیا جس کے نتیجے میں ذو الکلاح اور اس کی اہلیہ خزیمہ بنت ابراہہ بن صاح دونوں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

وكان ذو الكلاع قد أعتق أربعة آلاف أهل بيت، وقيل: عشرة آلاف،ثم إن ذا الكلاع خرج إِلَى الشام، وأقام به، فلما كانت الفتنة كان هو القيم بأمر صفين ، وقتل فيها

ایک روایت ہے ذو الکلاع نے چار ہزار یا دس ہزار خاندان آزاد کیے، پھر ذو الکلاع شام کی طرف چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کا جو فتنہ کھڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے جنگ صفین برپا ہوئی، اس میں یہ شہادت کی منصب پر فائز ہوئے۔[2]

وفد بنی نخع:

یہ قبیلہ مشہور قحطانی قبیلہ مذحج کی ایک شاخ تھا، یہ لوگ یمن میں آباد تھے۔

وَقَدِمَ عَلَيْهِ وَفْدُ النَّخعِ وَهُمْ آخِرُ الْوُفُودِ قُدُومًا عَلَيْهِ فِي نِصْفِ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ فِي مِائَتَيْ رَجُلٍ فَنَزَلُوا دَارَ الْأَضْيَافِ، ثُمَّ جَاءُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِرِّينَ بِالْإِسْلَامِ، وَقَدْ كَانُوا بَايَعُوا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ زرارة بن عمرو: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي سَفَرِي هَذَا عَجَبًاقَالَ: وَمَارَأَيْت ؟

یہ آخری وفد تھا جو گیارہ ہجری میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وفد میں دوسو آدمی شامل تھے، یہ وفد مہمان خانہ میں اترا، یہ وفد صرف شرف زیارت اور بیعت کے لیے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا اور پہلے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے بیعت کر چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر خوش ہوئے دعاؤں سے نوازا اور ان کی تعریف کی، وفد میں زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے راستے میں چند عجیب خواب دیکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیان کرو،

قَالَ رَأَيْتُ أَتَانًا تَرَكْتُهَا فِي الْحَيِّ كَأَنَّهَا وَلَدَتْ جَدْيًا أَسْفَعَ أَحْوَى،فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَرَكْت أَمَةً لَكَ مُصِرَّةً عَلَى حَمْلٍ ؟قَالَ نَعَمْ،قَالَ: فَإِنَّهَا قَدْ وَلَدَتْ غُلَامًا وَهُوَ ابْنُكَ،قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا بَالُهُ أَسْفَعَ أَحْوَى؟قَالَ: ادْنُ مِنِّي فَدَنَا مِنْهُ فَقَالَ: هَلْ بِكَ مِنْ بَرَصٍ تَكْتُمُهُ؟قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عَلِمَ بِهِ أَحَدٌ، وَلَا

---

[1] مسند احمد

[2] اسد الغابة ۲۲۰/۲

اطَّلَعَ عَلَيْهِ غَيْرُكَ،قَالَ: فَهُوَ ذَلِكَ

زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنے گھر ایک گدھی چھوڑ آیا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ اس نے ایک بکری کا بچہ دیا ہے جو سفید اور سیاہ رنگ کا ابلق ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنے گھر کوئی حاملہ لونڈی چھوڑی ہے؟ زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ! جی ہاں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا بیٹا پیدا ہوا ہے جو تیرا فرزند ہے، زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر وہ سیاہ سرخی مائل (ابلق) ہونے کا کیا مطلب ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب آؤ، پھر آہستہ سے پوچھا کیا تمہارے جسم پر برص کے داغ ہیں جنہیں تم نے لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہے؟ زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ! اللہ کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے میرے ان داغوں کا آج تک کسی کو علم نہ تھا، ارشاد ہوا بچہ پر اسی کا اثر ہے،

قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَرَأَيْتُ النعمان بن المنذر عَلَيْهِ قُرْطَانِ مُدَمْلَجَانِ وَمَسْكَتَانِ،قَالَ: ذَلِكَ مَلِكُ الْعَرَبِ رَجَعَ إِلَى أَحْسَنِ زِيِّهِ وَبَهْجَتِهِ

زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے دوسرا خواب سنایا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نعمان بن منذر (عرب کا مشہور بادشاہ) کو دیکھا کہ اس نے کانوں میں ڈنڈیاں، ہاتھوں میں کنگن اور پیروں میں پازیبیں پہن رکھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عرب کا بادشاہ ہے تو نے اس کو اچھی حالت اور خوبصورت لباس میں دیکھا ہے۔

قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَرَأَيْتُ عَجُوزًا شَمْطَاءَ قَدْ خَرَجَتْ مِنَ الْأَرْضِ،قَالَ: تِلْكَ بَقِيَّةُ الدُّنْيَا

زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے تیسرا خواب بیان کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک بڑھیا زمین سے باہر نکلی ہے جس کے کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نے فرمایا یہ دنیا ہے جس قدر باقی رہ گئی ہے،

قَالَ:وَرَأَيْتُ نَارًا خَرَجَتْ مِنَ الْأَرْضِ فَحَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنٍ لِي يُقَالُ لَهُ عمرو، وَهِيَ تَقُولُ: لَظَى لَظَى بَصِيرٌ وَأَعْمَى أَطْعِمُونِي آكُلُكُمْ أَهْلَكُمْ وَمَالَكُمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْكَ فِتْنَةٌ تَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ،قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْفِتْنَةُ؟قَالَ: يَقْتُلُ النَّاسُ إِمَامَهُمْ وَيَشْتَجِرُونَ اشْتِجَارَ أَطْبَاقِ الرَّأْسِ .وَخَالَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ يَحْسَبُ الْمُسِيءُ فِيهَا أَنَّهُ مُحْسِنٌ وَيَكُونُ دَمُ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ الْمُؤْمِنِ فِيهَا أَحْلَى مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ إِنْ مَاتَ ابْنُكَ أَدْرَكْتَ الْفِتْنَةَ وَإِنْ مُتَّ أَنْتَ أَدْرَكَهَا ابْنُكَ،فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ لَا أُدْرِكَهَافَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُمَّ لَا يُدْرِكْهَافَمَاتَ وَبَقِيَ ابْنُهُ وَكَانَ مِمَّنْ خَلَعَ عثمان

زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنا چوتھا خواب سنایا کہ میں نے ایک آگ زمین سے نمودار ہوتے دیکھی جو میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان آ گئی اور وہ آگ کہہ رہی ہے میں آگ ہوں، میں آگ ہوں، کوئی بینا ہو نابینا ہو، مجھے کھانے کے لئے دو میں تم کو تمہارے اہل کو اور مال کو کھاؤں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک فساد ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہو گا، زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیسا فتنہ ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی، لوگ ایک دوسرے سے اس طرح

گھ جائیں گے جیسے ہاتھوں کی انگلیاں پنجہ ڈالنے میں گھ جاتی ہیں، بدکار اس زمانے میں اپنے آپ کو نیکوکار سمجھے گا، مومن کا خون پانی سے بڑھ کر خوشگوار سمجھا جائے گا اگر تیرا بیٹا مر گیا تب تو اس فتنہ کو دیکھ لے گا تو مر گیا تو تیرا بیٹا دیکھ لے گا، زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیں کہ میں اس فتنہ کو نہ دیکھوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی زرارہ یہ فتنہ نہ دیکھے، اس واقعہ کے چند سال بعد زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور ان کا بیٹا زندہ رہا اس نے خلیفہ سوئم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت کو توڑ دیا تھا (اور باغیوں میں شامل تھا)۔ [1]

ایک روایت میں یہ بنی نخع کا دوسرا وفد تھا، اس سے پہلے رجب نو ہجری میں ان کا ایک دو رکنی وفد ارطات بن شراجیل اور ارقم (جہیش) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر چکا تھا انہوں نے اپنے قبیلے کی طرف سے بیعت بھی کی۔ [2]

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے زمانہ جاہلیت میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ مکرمہ میں ہی عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی تاکید فرمائی کہ وہ روزہ رکھیں، لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو یہ روزہ ضروری نہ رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا جو چاہے رکھ لے اور جو چاہے نہ رکھے۔ [3]

قَالَ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَعُدُّهُ اليَهُودُ عِيدًا

یہودی اس دن کو عید کی طرح مناتے تھے اور اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ [4]

وَيُلْبِسُونَ نِسَاءَهُمْ فِيهِ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ ،فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صُومُوهُ أَنْتُمْ

خیبر کے یہودی اس دن کو وہ اپنی عورتوں کو زیورات پہناتے اور ان کا بناؤ سنگھار کراتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہودیوں کی مخالفت میں) حکم دیا کہ تم اس دن روزہ رکھا کرو (کیونکہ مسلمان روزہ کی حالت میں عید نہیں مناتے ان کی عید اس دن ہوتی ہے جس دن روزہ رکھنا حرام ہے لہذا مسلمان عاشورہ کا روزہ رکھ لیں گے تو اس دن عید منانے کا سوال ہی پیدا نہ ہو گا اور وہ یہودیوں کی مشابہت سے بچ جائیں گے)۔ [5]

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ

---

[1] زادالمعاد۳؍۶۰۰،عیون الاثر۲؍۳۲۳،ابن سعد۲؍۶۲، شرح الزرقانی علی المواهب ۵؍۲۳۶

[2] بذل القوة

[3] صحیح بخاری کتاب الصومبَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۰۰۲،صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۶۳۷

[4] صحیح بخاری کتاب الصومبَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۰۰۵

[5] صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۶۶۱،۲۶۶۰،مسند احمد۱۹۶۶۹

إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو ایسا دن ہے جس کی یہود ونصاری بڑی تعظیم کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اگلا سال آئے گا تو إِنْ شَاءَ اللهُ ہم نویں کا (بھی) روزہ رکھیں گے مگر اگلا سال نہیں آیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔[1]

ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ، صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا، أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرو اور اس روزہ میں یہودیوں کی مخالفت کروان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو (یہی ان کی مخالفت کرنا ہے)۔[2]

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ:صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ

اورعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو قبرستان جانا:

عَائِشَةُ:قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا عِنْدِي، انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ، وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ، فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ، فَاضْطَجَعَ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا، وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ، ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا، فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي، وَاخْتَمَرْتُ، وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي، ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ، حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ، فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ، فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات کو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں لیٹے ہوئے تھے، آپ نے کروٹ لی (پھر بیٹھے) جوتے نکال کر قدموں کے سامنے رکھے، پھر اپنی چادر لی اور اس کا ایک سرا بستر پر بچھا کر لیٹ گئے پھر تھوڑی دیر اس خیال سے رکے رہے کہ کہیں میں جاگ نہ جاؤں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے اپنی چادر لی، آہستہ سے جوتے پہنے، آہستہ سے دروازہ کھولا، آہستہ سے نکلے اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا، میں نے بھی اپنی چادر لی اس کو سر پر اوڑھا اور جسم پر لپیٹ لیا، پھر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کے قبرستان پہنچے اور وہاں بڑی دیر تک کھڑے رہے پھر دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ اٹھایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے، میں بھی لوٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی چلے تو میں بھی جلدی چلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگے تو میں بھی بھاگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آ گئے اور میں بھی گھر آ گئی، میں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصوم بَابُ أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ ۲۶۶۶،سنن ابوداود کتاب الصیام بَابُ مَا رُوِيَ أَنَّ عَاشُورَاءَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ ۲۴۴۵،السنن الصغیر للبیہقی ۱۴۱۴

[2] مسنداحمد ۲۱۵۰

[3] السنن الکبری للبیہقی ۸۴۰۴

آپ ﷺ سے پہلے گھر پہنچ گئی اور آتے ہی لیٹ گئی،

فَدَخَلَ، فَقَالَ:مَا لَكِ؟ يَا عَائِشُ، حَشْيَا رَابِيَةً قَالَتْ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ، قَالَ: لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ:فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي، ثُمَّ قَالَ: أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللهُ، نَعَمْ،

رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا اے عائش رضی اللہ عنہا! کیا ہوا؟ سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟ پیٹ کیوں پھول رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بتادو ورنہ لطیف وخبیر (اللہ) مجھے بتادے گا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کہہ کر سارا ماجرا سنایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے آگے آگے جو سایہ نظر آرہا تھا وہ تم ہی تھیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا جس سے انہیں کچھ تکلیف سی محسوس ہوئی، پھر فرمایا کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہاری حق تلفی کریں گے، تب میں نے کہا جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں تو ہاں اللہ اس کو جانتا ہے،

قَالَ:فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ، فَنَادَانِي، فَأَخْفَاهُ مِنْكِ، فَأَجَبْتُهُ، فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ ،وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ، وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي، فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ ،قَالَتْ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ " قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ

آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور تم سے انہوں نے اس بات کو چھپایا وہ تمہارے پاس آنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ تم نے اپنے کپڑے (دوپٹہ، چادر وغیرہ) اتار دیئے تھے، میں نے تمہیں بیدار کرنا اچھا نہیں سمجھا اس لئے تم (اکیلے) گھبراؤ گی، جبریل علیہ السلام نے کہا آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ بقیع والوں کے پاس جائیں اور ان کے لئے استغفار کریں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کیا کہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہو سلام ہے ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر، رحمت کرے گا ہم سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے جانے والوں پر اور ہمیں اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ [1]

جو لوگ عورتوں کے لیے زیارت قبور کو جائز کہتے ہیں وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں، عورتوں کے زیارت قبور کے سلسلہ میں علماء کا تین طور پر اختلاف ہے،

ایک تو یہ کہ عورتوں کو زیارت حرام ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَعَنَ اللهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ

اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت کرے جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب مایقال عندد خول القبور ۲۲۵۶

[2] السنن الکبری للبیہقی عن ابی ہریرہ ۷۲۰۴

دوسرے یہ کہ عورتوں کو مکروہ ہے۔

اور تیسرے یہ کہ مباح ہے اور وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا

میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا ہے اب زیارت کیا کرو۔ (۱)

پھر بقیع والوں کی استغفار کا یہ سلسلہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری میں لگاتار ہوتا رہا،

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (پھر) میری باری کی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کرتے کہ آخر شب میں بقیع (قبرستان) چلے جاتے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے۔ (۲)

عَنْ أَبِي مُوَيْهِبَةَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ، إِنِّي قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ فَانْطَلِقْ مَعِي،قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ، لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ مِمَّا أَصْبَحَ النَّاس فِيهِ، أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللیْلِ الْمُظْلِمِ، يَتْبَعُ آخِرُهَا أَوَّلَهَا.الْآخِرَةُ شَرٌّ مِنَ الْأُولَى،قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ، إِنِّي قَدْ أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الدُّنْيَا، وَالْخُلْدَ فِيهَا، ثُمَّ الْجَنَّةَ، وَخُيِّرْتُ بَيْنَ ذَلِكَ، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَنَّةِ قَالَ: قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، فَخُذْ مَفَاتِيحَ الدُّنْيَا، وَالْخُلْدَ فِيهَا، ثُمَّ الْجَنَّةَ، قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ، لَقَدِ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّي، وَالْجَنَّةَ. ثُمَّ أَسْتَغْفِرُ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ، ثُمَّ أَنْصَرِفُ، فَبَدَأَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ الَّذِي قَبَضَهُ اللهُ فِيهِ

اسی طرح ایک دن آدھی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آزاد کردہ غلام أَبَا مُوَيْهِبَةَ سے کہا کہ بقیع کی طرف چلو مجھے اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کا حکم دیا گیا ہے، جب آپ قبرستان پہنچے تو آپ نے فرمایا فرمایا اے قبر والو! تم پر سلام ہو لوگ جس حال میں ہیں اس کے مقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو، فتنے ایک تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے چلے آرہے ہیں اور بعد والا فتنہ پہلے والے فتنہ سے زیادہ برا ہے، اس کے بعد یہ کہہ کر اہل قبور کو بشارت دی کہ ہم بھی (بہت جلد) تم سے آملنے والے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَبَا مُوَيْهِبَةَ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے أَبَا مُوَيْهِبَةَ ! مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں دنیا کے خزانوں کی چابیاں لے کر اس میں ہمیشہ زندہ رہوں پھر جنت میں چلا جاؤں یا ابھی اپنے رب سے ملاقات کر کے جنت میں جاؤ، أَبَا مُوَيْهِبَةَ فوراً بولے میرے ماں باپ آپ پر قربان! دنیا کے خزانوں کی چابیاں لے کر ہمیشہ دنیا میں رہیے پھر جنت میں چلے جائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں أَبَا مُوَيْهِبَةَ! اللہ کی قسم

(۱) صحيح مسلم كتاب الجنائز: بَابُ اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ ٢٢٦٠،

مسند احمد ١٢٣٦، السنن الصغير للبيهقي ١١٥٧

(۲) صحيح مسلم كتاب الجنائز: بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا ٢٢٥٥، ابن سعد ٢/١٥٧

!میں تو اپنے رب کریم کی ملاقات اور جنت کو پسند کر چکا ہوں، پھر آپ ﷺ نے اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے آئے۔ (۱)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ:

قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ، فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ،قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيدُ المَوْتَ، قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ

ایک دن ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کسی معاملہ میں آپ ﷺ سے گفتگو کی (آپ ﷺ سے کچھ مانگا) رسول اللہ ﷺ نے اسے کسی اور دن آنے کا حکم دیا، اس عورت نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ !اگر میں آپ ﷺ کو نہ پاؤں (تو کس کے پاس جاؤں) جیسے ان کا اشارہ موت کی طرف ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔ (۲)

قال الشافعي: فِي هَذَا الحديث دليل على أن الخليفة بعد رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْر

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی قوی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ (۳)

ایک روایت میں ہے ایک بدوی نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور پوچھا کہ اگر آپ ﷺ کی وفات ہوجائے تو میں کس کے پاس آؤں؟ فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا، اس نے کہا اگر وہ بھی فوت ہوجائیں تو پھر کس کے پاس آؤں؟ فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

عن ابن عباس قال جاءت امْرَأَةٌ إلى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تسأله شيئا فقال لها تعودين فقالت له يا رَسُولَ اللهِ إن عدت فلم أَجِدْكَ تعرض بالمَوْتَ فقال إن جئت فلم تجديني فائتي أبا بكر فإنه الخليفة من بعدي

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک دن ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے کچھ مانگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر کسی دن آنا اس عورت نے آپ ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ !اگر میں آپ کو نہ پاؤں، اس کا اشارہ آپ ﷺ کی موت کی طرف تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا میرے بعد وہ خلیفہ ہوں گے۔ (۴)

سمعت أبا رجاء العطاردي يقول سمعت الزبير بن العوام وذكر عنده أبو بكر فقال سمعت رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

---

(۱) ابن ہشام ۶۴۲/۲، الروض الانف ۵۵۷/۷،البداية والنهاية ۲۴۳/۵،تاريخ طبری ۱۸۸/۳،السيرة النبوية لابن كثير ۴۴۳/۴

(۲) صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا ۳۶۵۹ ، وكتاب الاحكام بَابُ الِاسْتِخْلَافِ ۷۲۲۰ ،وكتاب الاعتصام بَابُ الأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلاَئِلِ، وَكَيْفَ مَعْنَى الدِّلاَلَةِ وَتَفْسِيرُهَا ۷۳۶۰،صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن جبيره بن مطعم ۶۱۷۹،صحیح ابن حبان ۶۶۵۶،السنن الكبرى للبيهقي ۱۶۵۸۹،مسنداحمد ۱۶۷۵۵،شرح السنة للبغوی ۳۸۶۸

(۳) الاستيعاب في معرفة الأصحاب ۹۶۹/۳

(۴) تاريخ دمشق لابن عساكر ۲۲۰/۳۰

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول الخليفة فيكم بعدي أبو بكر ثم عمر

ابو رجاء عطاری رحمۃ اللہ کہتے ہیں میں نے زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام سے سنا ان کے سامنے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میرے بعد تم میں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ (۱)

عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي: أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا۔ (۲)

ان روایتوں سے شیعوں کا در ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، سَمِعْتُ عَائِشَةَ، وَسُئِلَتْ: مَنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، فَقِيلَ لَهَا: ثُمَّ مَنْ؟ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا مَنْ؟ بَعْدَ عُمَرَ، قَالَتْ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ " ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هَذَا

ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ مقرر فرماتے تو کس کو مقرر فرماتے؟ (اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی خلافت پر نص نہیں کیا بلکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ہوئی اور شیعہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کیا تھا باطل اور بے اصل ہے اور خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کی تکذیب کی) انہوں نے کہا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرماتے، پھر پوچھا گیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو مقرر فرماتے، فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرماتے، پھر پوچھا گیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو مقرر فرماتے، فرمایا ابو عبیدہ بن الجراح کو مقرر فرماتے، پھر خاموش رہیں۔ (۳)

فرقوں سے علیحدگی کی ہدایت:

حُذَيْفَةَ بْنَ اليَمَانِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ:نَعَمْ قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ:نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ:قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ:نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ المَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۲۱٫۳۰

(۲) مسند احمد ۲۳۲۴۵، السنن الکبری للبیهقی ۱۰۵۶

(۳) صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن جبیره بن مطعم ۶۱۷۹

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگ عموماً رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوالات کرتے رہتے تھے لیکن میں اس خوف سے کہ کہیں کسی برائی میں نہ مبتلا ہو جاؤں رسول اللہ ﷺ سے برائی کے متعلق سوال کرتا تھا، ایک دن میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جاہلیت میں تھے برائیوں میں گھرے ہوئے تھے اللہ نے اس خیر (اسلام) سے ہمیں نوازا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں کدورت ہو گی، میں نے عرض کیا کدورت کیا ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقہ کو چھوڑ کر لوگوں کو ہدایت کریں گے، تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو برا سمجھو گے، میں نے عرض کیا کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اس کو جہنم میں ڈال دیں گے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ان کی کچھ صفات بیان فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ ہماری ہی قوم اور مذہب کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے (یعنی بظاہر اسلام کا دعویٰ کریں گے اور اسلام کی باتیں کریں گے) میں نے دریافت کیا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ میں اس وقت کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے وابستہ رہنا، میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو (تو پھر کیا کروں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی حالت میں بھی تم تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتی کہ اسی حالت میں تمہیں موت آجائے (یعنی کسی حالت میں فرقوں کی گمراہی میں نہ پڑنا)۔[1]

وحی کی کثرت:

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا، حجۃ الوداع کے موقع پر اگرچہ دین کی تکمیل ہو گئی تھی لیکن وحی کا سلسلہ بند نہ ہوا تھا وحی برابر جاری تھا أَنَّ اللهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الوَحْيَ قَبْلَ وَفَاتِهِ، حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الوَحْيُ
اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر پے درپے وحی نازل کرتا رہا اور جیسے جیسے وفات کا وقت قریب آتا جا رہا تھا وحی کی کثرت ہوتی جا رہی تھی۔[2]

جنت میں جانے والے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری تمام امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا، صحابہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب مناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ۳۶۰۶، صحیح مسلم کتاب الامارة بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر ۴۷۸۴ ،سنن ابن ماجه كتاب الفتن بَابُ الْعُزْلَةِ ۳۹۷۹

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابٌ كَيْفَ نَزَلَ الوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ عن انس ۴۹۸۲،صحیح مسلم كتاب التفسير باب فی تفسیرآیات متفرقة ۷۵۲۴

کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (جنت میں جانے سے) کون انکار کرے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (۱)

شہدائے احد کے لئے دعا:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاَتَهُ عَلَى المَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى المِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ - وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اوائل صفر گیارہ ہجری میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے پھر جنگ احد کے تقریباً آٹھ سال بعد شہدائے احد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نماز پڑھی جیسی کہ میت پر پڑھی جاتی ہے ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا آپ مردوں اور زندوں کو رخصت کر رہے ہیں، نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہ ہوں، اللہ کی قسم میں یقیناً اس وقت اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں (میری امت ان پر قابض ہو گی) اور اللہ کی قسم! یقیناً مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے (یعنی تم سے شرک کی توقع نہیں) البتہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے مسابقت نہ کرو (نتیجہ یہ کہ آخرت سے غافل ہو جاؤ گے)۔ (۲)

قَوْلُهُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا أَيْ عَلَى مَجْمُوعِكُمْ لِأَنَّ ذَلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ أَعَاذَنَا اللهُ تَعَالَى

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے اس کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے کے قول سے مراد مسلمانوں کا مجموعہ، اس لیے کہ بعض لوگوں سے شرک واقع ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے گویا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ سارے مسلمانوں کا مجموعہ شرک میں مبتلا نہیں ہو گا مگر مسلمانوں کے بعض افراد شرک میں مبتلا ہوں گے۔ (۳)

یہی معنی علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے بھی بتلایا ہے اور بریلوی عالم غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی معنی بیان کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں،

مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم مجموعی طور پر مشرک

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن ابی ہریرہ ۷۲۸۰

(۲) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ ۱۳۴۴، وکتاب المناقب بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ ۳۵۹۶، وکتاب الرقاق بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهَرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا ۶۴۲۶، وکتاب المغازی باب غزوہ احد ۴۰۴۲، صحیح مسلم کتاب فضائل باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عن عقبہ بن عامر ۵۹۷۶، سنن ابوداود کتاب الجنائز بَابُ الْمَيِّتِ يُصَلَّى عَلَى قَبْرِهِ بَعْدَ حِينٍ ۳۲۲۴

(۳) فتح الباری ۳/۲۱۱

ہو جاؤ گے اگرچہ بعض مسلمان مشرک ہو گئے ایعیاذ باللہ ۔ (۱)

ازواج مطہرات کا ایک سوال:

أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟قَالَ:أَطْوَلُكُنَّ يَدًا،فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا،فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ

ایک دن ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہے، ازواج مطہرات (ایک دن جمع ہوئیں پھر انہوں) نے لکڑی سے اپنے ہاتھ ناپے، ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا لیکن (رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے ان کا انتقال نہیں ہوا بلکہ) ان زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کا انتقال سب سے پہلے ہوا جو خیرات کو بہت پسند کرتی تھیں (یعنی ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا) اس وقت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سمجھا کہ درازی سے مراد صدقہ وخیرات کرنا تھی۔ (۲)

ایک پیشین گوئی:

قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ:أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لاَ يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ

وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا تمہاری آج کی رات وہ رات ہے کہ اس رات کے بعد جو نفوس بھی روئے زمین پر زندہ ہیں سو سال کے اندر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا (یعنی سو سال کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں صحابی ہوں، جو یہ کہے گا وہ جھوٹا ہو گا)۔ (۳)

مرض الموت کی ابتدا:

أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ابْتُدِئَ بِوَجَعِهِ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ

انتیس (۲۹) صفر گیارہ ہجری بروز دوشنبہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ بقیع الغرقد تشریف لے گئے، واپسی پر راستے میں سر کا درد شروع ہو گیا (اور اس کے ساتھ تیز بخار بھی ہو گیا)۔ (۴)

---

(۱) نعمة الباری ۳٫۵۱۴

(۲) صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب بعد، بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ عن عائشہ صدیقہ ۱۴۲۰

(۳) صحیح بخاری کتاب العلم بَابُ السَّمَرِ فِي العِلْمِ ۱۱۶

(۴) ابن ہشام ۲٫۶۴۲، الروض الانف ۷٫۵۵۷، عیون الاثر ۲٫۴۰۵، البدایة والنهایة ۵٫۲۴۳

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جِئْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا عَلَيْهِ صَالِبٌ مِنَ الْحُمَّى مَا تَكَادُ تَقَرُّ يَدُ أَحَدِنَا عَلَيْهِ مِنْ شِدَّةِ الْحُمَّى. فَجَعَلْنَا نُسَبِّحُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی تیز حرارت تھی کہ ہم لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ شدت حرارت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹھہر نہیں سکتا تھا ہم لوگ تسبیح پڑھنے لگے۔ (۱)

اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ دن نماز پڑھاتے رہے،

قَالَتْ: أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ

جس دن بیماری کی ابتدا ہوئی اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مقیم تھے۔ (۲)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیماری:

قَالَتْ عَائِشَةُ: وَا رَأْسَاهْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَا ثُكْلِيَاهْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي، وَلَوْ كَانَ ذَاكَ، لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهْ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ: أَنْ يَقُولَ القَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى المُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ المُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى المُؤْمِنُونَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے ایام میں ایک دن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد ہوا وہ کہنے لگیں ہائے درد سر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی حالت میں میری زندگی میں تمہارا انتقال ہوجائے تو اچھا ہے کہ میں تمہارے لئے دعا واستغفار کروں، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے (بطریق ناز) عرض کیا اللہ کی قسم! مجھے افسوس ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہیں تا کہ آج ہی شام کو کسی دوسری بیوی کے ساتھ رات بسر کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ بات نہیں ہے میں تو خود درد سر میں مبتلا ہوں (اور اب زندگی کی کوئی امید نہیں ہے) یہاں تک کہ (ایک دن تو) میں نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا کر وصیت کردوں (یعنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی بنادوں) تا کہ بعد میں کوئی کچھ نہ کہہ سکے اور نہ (وصی وجانشین بننے کی) آرزو کرسکے، پھر میں نے سوچا کہ (وصیت کی ضرورت ہی کیا ہے) نہ اللہ کسی اور کو (جانشین) منظور کرے گا اور اہل ایمان بھی سوائے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور کسی کے خلافت کو قبول نہیں کریں گے (بہرصورت خلافت ان ہی کو ملے گی لہذا میں نے وصیت کا ارادہ ترک کردیا)۔ (۳)

مَعَاذَ اللهِ أَنْ يَخْتَلِفَ الْمُؤْمِنُونَ فِي أَبِي بَكْرٍ

---

(۱) ابن سعد ۲/۱۶۰

(۲) صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ عن عائشہ صدیقہ ۹۳۷

(۳) صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ قَوْلِ المَرِيضِ إِنِّي وَجِعٌ، أَوْ وَا رَأْسَاهْ، أَوِ اشْتَدَّ بِي الوَجَعُ عن عائشہ صدیقہ ۵۶۶۶،وکتاب الاحکام بَابُ الِاسْتِخْلَافِ ۷۲۱۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ۷/۱۶۸

ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے اللہ کی پناہ کہ لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اختلاف کریں۔ [۱]

قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت:

أُمِّ المُؤْمِنِينَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ، وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَأُولَئِكَ شِرَارُ الخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ القِيَامَةِ

(بیماری کے ایام میں) ایک دن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو ماریہ کہتے تھے اور جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اس میں تصاویر تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے اور اس میں تصویریں بناتے تھے، قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے۔ [۲]

قَالَ عُلَمَاؤُنَا: فَفَعَلَ ذَلِكَ أَوَائِلُهُمْ لِيَتَأَنَّسُوا بِرُؤْيَةِ تِلْكَ الصُّوَرِ وَيَتَذَكَّرُوا أَحْوَالَهُمُ الصَّالِحَةَ فَيَجْتَهِدُونَ كَاجْتِهَادِهِمْ وَيَعْبُدُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ قُبُورِهِمْ، فَمَضَتْ لَهُمْ بِذَلِكَ أَزْمَانٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ خَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ جَهِلُوا أَغْرَاضَهُمْ، وَوَسْوَسَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَنَّ آبَاءَكُمْ وَأَجْدَادَكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ هَذِهِ الصُّورَةَ فَعَبَدُوهَا فَحَذَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مِثْلِ ذَلِكَ

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بنو اسرائیل نے شروع میں اپنے بزرگوں کے بت بنائے تا کہ ان سے انس حاصل کریں اور ان کے نیک کاموں کو یاد کر کے خود بھی ایسے ہی نیک کام کریں اور ان کی قبروں کے پاس بیٹھ کر عبادت الٰہی کریں، پیچھے اور بھی زیادہ جاہل لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اس مقصد کو فراموش کر دیا اور ان کو شیطان نے وسوسوں میں ڈالا کہ تمہارے اسلاف ان ہی مورتوں کو پوجتے تھے اور انہی کی تعظیم کرتے تھے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی شرک کا سدباب کرنے کے لیے سختی کے ساتھ ڈرایا اور فرمایا کہ اللہ کے نزدیک یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ [۳]

---

[۱] ابن سعد ۳/۱۳۴

[۲] صحیح بخاری کتاب الصلوۃ بَابٌ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ عن عائشه صدیقه ۴۲۷، وبَابُ الصَّلَاةِ فِي البِيعَةِ ۴۳۴،وکتاب الجنائز بَابُ بِنَاءِ المَسْجِدِ عَلَى القَبْرِ ۱۳۴۱،وکتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ هِجْرَةِ الحَبَشَةِ ۳۸۷۳، صحیح مسلم كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِد ۱۱۸۱

[۳] تفسیر القرطبی ۲/۵۸

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مستقل قیام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری میں روز بروز کمزور ہوتے جارہے تھے مگر اپنی ازواج مطہرات کے ہاں ان کی مقررہ باری پر ان کے ہاں جاتے تھے،

قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ:أَيْنَ أَنَا اليَوْمَ، أَيْنَ أَنَا غَدًااسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ

البتہ اپنے مرض الوفات میں گویا اجازت لینا چاہتے تھے(ان سے دریافت فرماتے) آج میری باری کن کے یہاں ہے، میں کل کہاں رہوں گا گویا آپ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے تھے۔ (۱)

قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي،فَأَذِنَّ لَهُ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کرلی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کی جائے، تمام ازواج مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی سے اجازت دے دی۔ (۲)

قَالَتْ: فَخَرَجَ وَيَدٌ لَهُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَيَدٌ لَهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ، وَهُوَ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ فِي الْأَرْضِعَاصِبًا رَأْسَهُ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے بازوؤں کے سہارے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے اس وقت آپ کے سر پر پٹی بندھی تھی اور ضعف کی وجہ سے پاؤں مبارک زمین پر گھسیٹ رہے تھے۔ (۳)

كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ، لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً

بیماری کے زمانہ میں تمام ازواج مطہرات (ہمہ وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہتی تھیں، کوئی بیوی آپ کو چھوڑ کر کہیں نہ جاتی تھیں۔ (۴)

أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَخْبَرَتْهُ:فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَاعن عائشہ صدیقہ ۱۳۸۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الوضوبَابُ الغُسْلِ وَالوُضُوءِ فِي المِخْضَبِ وَالقَدَحِ وَالخَشَبِ وَالحِجَارَةِ عن عائشہ صدیقہ ۱۹۸،وکتاب الاذان بَابٌ حَدُّ المَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الجَمَاعَةَ ۶۶۵،وکتاب الھبة وفضلھابَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا ۲۵۸۸،وکتاب فرض الخمس بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا نُسِبَ مِنَ البُيُوتِ إِلَيْهِنَّ ۳۰۹۹،صحیح مسلم کتاب الصلوٰة بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ ۹۳۷

(۳) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۴۲،صحیح مسلم کتاب الصلوٰة بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ ۹۳۸،ابن ہشام۶۴۹؍۲

(۴) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۶۳۱۳، ۶۳۱۴ ،دلائل النبوة للبیہقی ۱۶۴؍۷،البدایة والنھایة۲۴۶؍۵

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں معوذات اور دوسری حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دم کرتی رہتی تھیں اور برکت کی امید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر پھیرتی رہتی تھیں۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نو روز پہلے یہ آخری آیت نازل ہوئی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ (۲)

ترجمہ:لوگو! اس دن کی رسوائی ومصیبت سے بچو جس دن تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے،اس دن ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(۳)

لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کر واور سنت رسول کے مطابق اعمال صالحہ اختیار کر کے قیامت کے دن کی ذلت ورسوائی سے بچ جاؤ،اس سخت دن کو تم اعمال کی جزا کے لئے اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے،اور اللہ تعالیٰ اس دن ہر شخص کو اس کی ہر چھوٹی بڑی،ظاہر اور پوشیدہ کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ دے گا اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا،اگر ترازو میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا تو انواع واقسام کی لازوال نعمتوں سے بھری جنتوں کے حقدار بنو گے ورنہ جہنم کا دردناک عذاب جھیلو گے۔

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ:

سریہ موتہ اور غزوہ تبوک نے شام سے متصل سرحدی علاقوں میں رہنے والے عرب قبائل اور اس کے ساتھ پوری سلطنت روما میں ہلچل پیدا کر دی اور سلطنت روما کی طرف سے مدینے پر حملے کا خطرہ جو غزوہ تبوک کے آغاز میں محسوس ہوتا تھا پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس ہونے لگا،اس خطرے کے پیش نظر چھبیس صفر المظفر بروز دوشنبہ گیارہ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے ایک اور لشکر تیار کیا جس میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے،

مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَسَلَمَةُ بْنُ أَسْلَمَ بْنِ حُرَيْسٍ ،فَتَكَلَّمَ قَوْمٌ وَقَالُوا: يَسْتَعْمِلُ هَذَا الْغُلَامَ، عَلَى الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ

جن میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب ،اور ابوعبیدہ بن الجراح اور سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اسلم جیسے لوگ شامل تھے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس لشکر پر امیر مقرر کر کے ابنی (غزوہ موتہ کا مقام) کی طرف لشکر کشی کا حکم فرمایا،بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا کہ مہاجرین اولین پر ایک غلام

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازیباب مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۳۹

(۲) البقرة۲۸۱

(۳) صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة البقره بَابُ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللهِ ۴۵۴۴

کو امیر مقرر کر دیا گیا ہے۔ (۱)

اس وقت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر بیس برس کی تھی، آپ صغیر سنی کی وجہ سے غزوہ احد میں شریک نہیں کئے گئے تھے، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا اس وقت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے اونٹ پر پشت مبارک سے لگے بیٹھے تھے لیکن اس کم عمری کے باوجود اسامہ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور مہارت جنگ کے متعلق کسی کو شبہ نہ تھا، اعتراض صرف یہ تھا کہ وہ نوعمر غلام ہیں اس لئے پرانے عربی ذہن کے مطابق انصار ومہاجرین اکابر کے شایان شان نہیں کہ وہ ان کے ماتحت ہو کر جنگ کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پرانے عربی ذہن کو بدلنا چاہتے تھے اور اہلیت کار کی برتری کے مقابلے میں پیدائش کی برتری کے تصور کی بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت وسیادت کے بارے میں مسلمانوں کے اعتراضات کا علم ہوا تو

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَنْ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے تم ان کے والد کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اور اللہ کی قسم وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے، اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے، اور ان کے بعد یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (۲)

بہر حال آپ کے حکم سے مجاہدین اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں داخل ہو گئے، چارشنبہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا

عَقَدَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ لِوَاءً ثُمَّ قَالَ: يَا أُسَامَةُ اُغْزُ بِاسْمِ اللهِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ فَقَاتِلْ مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، خَرَجَ بِلِوَائِهِ مَعْقُودًا، فَدَفَعَهُ إِلَى بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيبِ الأَسْلَمِيِّ، وَعَسْكَرَ بِالْجُرُفِ

پنجشنبہ کے روز باوجود علالت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے نشان بنا کر اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور اللہ سے کفر کرنے والوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کرو، اسامہ رضی اللہ عنہ نشان لے کر باہر تشریف لائے اور اسے بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور یہ لشکر مدینہ منورہ سے کوچ کر کے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن ہو گیا۔ (۳)

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے متعلق تشویشناک خبریں آرہی تھیں اس لئے لشکر اس مقام سے آگے نہ بڑھا بلکہ اللہ کے فیصلے کے انتظار میں وہیں ٹھہرنے پر مجبور ہو گیا، عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کی غرض سے مدینہ واپس آگئے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر آپ کو دیکھنے آتے تھے اور اللہ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ یہ لشکر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی پہلی فوجی مہم قرار پائے۔

---

(۱) عیون الاثر ۳۵۰،۲

(۲) صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۷۳۰، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عن ابن عمر ۶۲۲۴

(۳) صحیح بخاری کتاب باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ بن زید، ابن ہشام ۶۵۰،۶۰۶،۲

فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی:

دن چڑھے چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:فَقَالَ:مَرْحَبًا بِابْنَتِي فَأَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ، ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ أَيْضًا، فَقُلْتُ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،حَتَّى إِذَا قُبِضَ سَأَلْتُهَا فَقَالَتْ إِنَّهُ كَانَ حَدَّثَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ فِي الْعَامِ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِي وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ

جب وہ آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹی مرحبا! اور انہیں داہنی یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں ایک بات فرمائی جسے سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں، پھر کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں، میں نے کہا تم کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کروں گی، جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال میں مجھ سے ایک بار قرآن کا ورد کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو بار ورد کیا ہے اور میں سمجھتا کرتا ہوں کہ میری موت قریب آ پہنچی ہے (تو میں رونے لگی) اور میرے اہل بیت میں تو سب سے پہلے مجھ سے ملے گی اور میں تیرا اچھا پیش خیمہ ہوں (تو میں ہنسنے لگی)۔ (۱)

فَقَالَ:أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ المُؤْمِنِينَ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے دوسری بار یہ فرمایا اور کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی یا مومنین کی عورتوں کی سردار ہو یہ سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں۔ (۲)

پھر اس دن آپ پر دوسرے ایام کے مقابلہ میں بہت زیادہ وحی نازل ہوئی۔ (۳)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور اسی دن کسی وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ كُنْتُ أَسْمَعُ: أَنَّهُ لاَ يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ،يَقُولُ:فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۶۳۱۴

(۲) صحیح بخاری کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ۳۶۲۴،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۶۳۱۳ ،دلائل النبوة للبیهقی ۶/۳۶۴

(۳) صحیح مسلم کتاب التفسیرباب فی تفسیرآیات متفرقة عنانس ۷۵۲۴

(۴) النساء۶۹

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں سمجھ گئی کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا (اور آپ نے اللہ والوں کی رفاقت کو پسند کرلیا) کیونکہ میں سنتی آئی تھی کہ نبی کو موت نہیں آتی جب تک اسے جنت میں اس کا مقام نہ دکھادیا جائے اور اسے دنیا اور آخرت میں اختیار نہ دیا جائے (خواہ وہ زندہ رہنا پسند کرے یا مرنا پسند کرے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ پڑھنے لگے اعلیٰ رفیق کی قربت میں مجھے جگہ دے۔[1]

وفات سے پانچ دن پہلے:

وفات سے پانچ دن پہلے بروز چہارشنبہ (بدھ) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وصیت کرنے کا ارادہ کیا

هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ، لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ، لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ،وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ، حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا :أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر سات ایسی مشکوں کا پانی ڈالو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں تاکہ میں باہر جاکر لوگوں کو وصیت کروں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹب میں (جو تانبے کا تھا) بٹھا دیا اور مشکوں سے پانی لے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالنا شروع کیا، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن برابر پانی ڈالتی رہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے فرمایا بس، بس اب تم نے اپنا کام پورا کر دیا اس کے بعد آپ نے بیماری میں کچھ تخفیف محسوس کی اور باہر مسجد میں تشریف لے گئے، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز (ظہر) پڑھائی اور پھر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔[2]

صُبُّوا عَلَيَّ سَبْعَ قِرَبٍ مِنْ سَبْعِ آبَارٍ شَتَّى

ایک روایت میں ہے سات مشکیں مدینہ کے سات مختلف کنوؤں سے بھر کر لاؤ اور میرے اوپر ڈالو۔[3]

إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، فَإِنَّ اللهِ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا، كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے سامنے اس بات سے بریت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو کیونکہ یقیناً اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا، اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ

[1] صحیح بخاری کتاب المغازیباب مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۳۶،۴۴۳۵، وبَابُ آخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۴۶۳،وکتاب التفسیرسورہ النساء بَابُ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ ۴۵۸۶ ،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا عن عائشہ صدیقہ ۶۲۹۵

[2] صحیح بخاری کتاب الوضوباب الغسل والوضو بالمنضب۱۹۸، وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ صدیقہ ۴۴۴۲

[3] سنن الدارمی ۸۲،دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۷۷؍۷،تاریخ طبری ۱۹۴؍۳، البدایۃ والنہایۃ۲۴۹؍۵

کو بناتا، خبر دار تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں وہ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنالیا کرتے تھے تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ (۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ (۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَاتَلَ اللَّهُ اليَهُودَ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ کی مار کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (۳)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَناً يُعْبَدُ. اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.

عطاء بن یسار سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنادینا کہ لوگ اسے پوجیں، اللہ کا ان لوگوں پر بڑا غضب جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (۴)

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تَتَّخِذُوا بَيْتِي عِيدًا

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر پر میلہ نہ لگانا۔ (۵)

ومن جمع بين سنة رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تعالى عَلَيْهِ وآله وَسَلَّم فى القبور، وما أمر به ونهى عنه وما كان عليه أصحابه، وبين ما عليه أكثر الناس اليوم رأى أحدهما مضاداً للآخر، مناقضاً له، بحيث لا يجتمعان أبداً،فنهى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن الصلاة إلى القبور، وهؤلاء يصلون عندها، ونهى عن اتخاذها مساجد، وهؤلاء يبنون عليها المساجد، ويسمونها مشاهد، مضاهاة لبيوت الله تعالى ،ونهى عن إيقاد السرج عليها، وهؤلاء يوقفون الوقوف على إيقاد القناديل عليها،ونهى أن تتخذ أعياداً، وهؤلاء يتخذونها أعياداً ومناسك، ويجتمعون لها كاجتماعهم للعيد أو أكثر، ونهى أن يزاد عليها غير ترابهاوهؤلاء لا يزيدون عليه سوى التراب الآجر والأحجار

---

(۱) صحيح مسلم كتاب المساجدومواضع الصلوة بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ عن جندب۱۱۸۸

(۲) صحيح مسلم كتاب المساجدومواضع الصلوة بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ۱۱۸۶

(۳) صحيح بخارى كتاب الصلاة بَابُ الصَّلاَةِ فِي البِيعَةِ۴۳۷،موطا امام مالک كتاب الجامع مَا جَاءَ فِي الْيَهُودِ ۱۸

(۴) موطا امام مالک كتاب الصلوة باب جامع الصلوة۸۹

(۵) مصنف عبدالرزاق۶۷۲۶

والجص،ونهى عن الكتابة عليهاوهؤلاء يتخذون عليها الألواح، ويكتبون عليها القرآن وغيره

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ قبر پرستی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اگر کوئی شخص موجودہ عام مسلمانوں کا حدیث نبوی اور آثار صحابہ و تابعین کی روشنی میں موازنہ کرے تو وہ دیکھے گا کہ آج مسلمانوں کے ایک جم غفیر نے بھی کس طرح حدیث نبوی کی مخالفت کرنے کی ٹھان لی ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور انبیاء پر بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا مگر مسلمان شوق سے کتنی ہی قبور پر نماز پڑھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر مساجد کی طرح عمارت بنانے سے سختی کے ساتھ روکا مگر آج ان پر بڑی بڑی عمارات بنا کر ان کا نام خانقاہ، مزار شریف اور درگاہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغاں سے منع فرمایا مگر قبر پرست مسلمان قبروں پر خوب خوب چراغاں کرتے اور اس کام کے لیے کتنی ہی جائیدادیں وقف کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر میلہ لگانے سے منع فرمایا مگر مسلمان ان پر میلہ لگاتے ہیں اور مختلف مناسک ادا کرتے ہیں اور اس طرح وہاں جمع ہوتے ہیں جیسے عید کا اجتماع ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر زائد مٹی ڈالنے سے بھی منع فرمایا مگر یہ لوگ مٹی کے بجائے چونا اور اینٹ سے ان کو پختہ بناتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر کتبے لکھنے سے منع فرمایا مگر یہ لوگ شاندار عمارتیں بنا کر آیات قرآنی قبروں پر لکھتے ہیں، گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کے مخالفت اور دین کی ہر ہدایت کے باغی بنے ہوئے ہیں۔ [1]

صاحب مجالس الابرار لکھتے ہیں کہ یہ فرقہ ضالہ غلو (حد سے بڑھنا) میں یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ بیت اللہ کی طرح قبروں کے آداب اور ارکان ومناسک مقرر کر ڈالے ہیں جو اسلام کی جگہ کھلی ہوئی بت پرستی ہے پھر تعجب یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو حنفی سنی کہلاتے ہیں حالانکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ہرگز ہرگز ایسے امور کے لیے نہیں فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًافَقَالَ: أَمَّا بعد أيها الناس إنه قد دنى مني خلوف مِنْ بَيْنِ أَظْهُرُكُمْ وَلَنْ تَرَوْنِي فِي هَذَا الْمَقَامِ فِيكُمْ، وَقَدْ كُنْتُ أَرَى أَنَّ غَيْرَهُ غَيْرُ مُغْنٍ عَنِّي حتَّى أقوّمه فِيكُمْ، أَلَا فَمَنْ كُنْتُ جَلَدْتُ لَهُ ظَهْرًا فَهَذَا ظَهْرِي فَلْيَسْتَقِدْ،وَمَنْ كُنْتُ أَخَذْتُ لَهُ مَالًا فَهَذَا مَالِي فَلْيَأْخُذْ مِنْهُ، وَمَنْ كُنْتُ شَتَمْتُ لَهُ عِرْضًا فَهَذَا عِرْضِي فَلْيَسْتَقِدْ،وَلَا يَقُولَنَّ قَائِلٌ أخاف الشحناء من قبل رَسُولُ الله، أَلَا وَإِنَّ الشَّحْنَاءَ لَيْسَتْ مِنْ شَأْنِي وَلَا مِنْ خُلُقِي،

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا امابعد! اے لوگو! میرے تم سے پیچھے رہنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور تم مجھے اس جگہ پر ہرگز نہیں دیکھو گے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے سوا مجھے کفایت کرنے والا نہیں یہاں تک کہ تم میں اس کی تعیین و تعدیل کر دوں، آگاہ رہو میں نے جس شخص کی پشت پر کوڑا مارا ہے وہ میری اس پشت سے قصاص لے لے اور میں نے جس کا مال لیا ہے وہ اس

---

[1] اغاثة اللهفان ۱۹۵؍۱

مال سے اسے لے سکتا ہے، اور میں نے جس کی بے عزتی کی ہے وہ مجھ سے اس کا قصاص لے لے اور کوئی یہ نہ کہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دشمنی سے ڈرتا ہوں، آگاہ رہو دشمنی کرنا میری عادت نہیں،

وَإِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ مِنْ أَخَذَ حَقًّا إِنْ كَانَ لَهُ عليَّ أَوْ حَلَّلَنِي ، فَلَقِيتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِي مَظْلِمَةٌ،قَالَ:فَقَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لِي عِنْدَكَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَلَا أُكَذِّبُ قَائِلًا .وَلَا مُسْتَحْلِفُهُ عَلَى يَمِينٍ فِيمَ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي؟قَالَ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّهُ مرَّ بِكَ سَائِلٌ فَأَمَرْتَنِي فَأَعْطَيْتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ،قَالَ: أَعْطِهِ يَا فَضْلُ

اور تم میں سے وہ شخص مجھے زیادہ محبوب ہے کہ اگر اس کا میرے ذمہ کوئی حق ہے تو وہ مجھ سے لے لیتا ہے یا میرے لیے جائز قرار دے دیتا ہے، پس میں اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ میرے ذمے کسی کی کوئی بے انصافی نہ ہو، راوی کہتا ہے ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے ذمہ میرے تین درہم باقی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا میں نہ قائل کی تکذیب کرتا ہوں اور نہ میرے ذمہ تیرے دراہم ہیں اس پر قسم کا مطالبہ کرتا ہوں، اس نے کہا آپ ﷺ کو یاد نہیں کہ آپ کے پاس سے ایک سائل گزرا تو آپ نے مجھے حکم دیا اور میں نے تین درہم دیئے، آپ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ بن عباس سے فرمایا انہیں تین درہم ادا کردو، آپ ﷺ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور انصار کے بارے میں وصیت فرمائی۔ (١)

ثُمَّ قَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَرُدَّهُ، وَلَا يَقُولُ: فُضُوحُ الدُّنْيَا، أَلَا وَإِنَّ فُضُوحَ الدُّنْيَا خَيْرٌ مِنْ فُضُوحِ الْآخِرَةِ

پھر فرمایا لوگو! جس کے پاس کسی کی کوئی چیز ہو تو اسے ادا کردو اور دنیا کی فضیحت سے نہ ڈرے کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت ہلکی ہے۔ (٢)

وَفِي إِسْنَادِهِ ومتنه غرابة شديدة

حافظ ابن اکثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کے متن اور اسناد میں شدید غرابت پائی جاتی ہے۔

انصار کے متعلق وصیت:

مَرَّ أَبُو بَكْرٍ، وَالعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّافَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتَّى جَلَسَ عَلَى المِنْبَرِ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ اليَوْمِ، ثُمَّ قَالَ:أَيُّهَا النَّاسُ إِلَيَّ ، فَثَابُوا إِلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ کی وفات سے (چار یا پانچ دن) پہلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے انصار رو رہے

---

(١) البداية والنهاية٥،٢٥١ ، دلائل النبوة للبيهقى٧،١٧٩،السيرة النبوية لابن كثير٤،٤٥٧

(٢) المعجم الاوسط للطبرانى٢٦٢٩

تھے،انہوں نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ انصار نے جواب دیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مجلس کی یاد آرہی ہے (اور اب عنقریب ہم اس سے محروم ہوجائیں گے) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر انصار کی کیفیت بیان کی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم باہر تشریف لائے اس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک بڑی چادر اپنے شانوں پر ڈالے ہوئے تھے اور اپنے سر مبارک پر ایک سیاہ پٹی باندھ رکھی تھی، اور منبر (کی نچلی سیڑھی) پر تشریف فرما ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یہ آخری مجلس تھی، اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبر پر تشریف فرما نہ ہو سکے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا لوگو! میری بات سنو چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف کلام مبارک سننے کے لیے متوجہ ہو گئے،

قَالَ:أُوصِيكُمْ بِالأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الأَنْصَارُ، حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ المِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں تم کو انصار کے معاملہ میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں چاہیے تھا وہ ملنا ابھی باقی ہے، لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اتنے کم ہوجائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے، لہذا جو شخص محمد علیہ السلام کی امت میں کسی چیز کا والی ہو اور اسے اختیار ہو کہ اس میں کسی کو ضرر پہنچائے یا کسی کو فائدہ پہنچائے تو اس کو چاہیے کہ انصار میں سے نیکی کرنے والوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان میں سے برائی کرنے والے کی برائی کو درگزر کرے۔ (۱)

فَقَالَ:إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَعَجِبْنَا لَهُ، وَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا، وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا،فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ العَبْدَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا،قَالَ:يَا أَبَا بَكْرٍ لاَ تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ،وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لاَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ،وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ،لاَ يَبْقَيَنَّ فِي المَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ

اس کے بعد فرمایا بیشک اللہ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ دنیا میں رہنا پسند کرے خواہ اس چیز کو پسند کرے جو اللہ کے پاس ہے، اس بندہ نے اس چیز کو پسند کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے، یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان

---

(۱) صحيح بخارى كتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ ٣٦٢٨ ،و كتاب الجمعة بَابُ مَنْ قَالَ فِي الخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ: أَمَّا بَعْدُ عن ابن عباس ٩٢٧، وكتاب فضائل اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم مناقب انصار عن ابن عباس وانس ٣٧٩٩، ٣٨٠١، ٣٨٠٠

ہو جائیں، میں نے اپنے دل میں کہا اگر اللہ نے اپنے کسی بندے کو دنیا اور آخرت میں سے کسی کو اختیار کرنے کو کہا ہے اور اس بندے نے آخرت پسند کر لی تو اس میں ان بزرگ کے رونے کی وجہ کیا ہے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے سے اوروں کو بھی تعجب ہوا کہنے لگے ان بزرگوار کو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتیں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں، ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے (اس لئے وہ ہم سے پہلے سمجھ گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! رو ونہیں، پھر فرمایا یقیناً اپنی صحبت اور اپنے مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اگر اپنی امت میں سے میں کسی کو خلیل بناتا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور محبت بھی بہت اچھی چیز ہے، جن لوگوں کے گھر کے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں وہ سب بند کر دیئے جائیں سوائے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے۔ [1]

چنانچہ تمام دروزے بند کر کے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروزہ باقی رکھا گیا، اس میں آپ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ تھا کہ خلافت کے زمانہ میں نماز پڑھاتے وقت ان کو آنے جانے میں سہولت رہے، آج بھی مسجد نبوی میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بطور یادگار کتبہ لگا ہوا ہے۔

وقال :يا أَيُّها النَّاسُ، بلغني أنكم تخافون من موت نبيكم هل خُلِّدَ نبي قبلي فيمن بعث إليه فأخلد فيكم؟ ألا إني لاحق بربي، وإنكم لاحقون به، فأوصيكم بالمهاجرين الأوَّلين خيرًا، وأوصى المهاجرين فيما بينهم فإن الله تعالى يقول: وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ [2] وإنَّ الأمور تجري بإذن الله،ولا يحمّلنكم استبطاء أمر على استعجاله، فإنَّ الله عز وجل لا يعجل بعجلة أحد ومن غالب الله غلبه ومن خادع الله خدعه،فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ○ [3]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ایک روایت یہ خطبہ بیان فرمایا لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے خائف ہو کیا مجھ سے پہلے مبعوث شدہ انبیاء میں سے کوئی نبی بھی ہمیشہ اس دنیا میں رہا ہے کہ میں دائمی طور پر تم میں رہ سکوں گا میں اپنے رب سے جاملوں گا اور تم سب مجھ سے آملو گے، پس میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ پہلے ہجرت کرنے والوں سے بہتر سلوک کرنا، علیٰ ہذا مہاجرین کو بھی آپ میں حسن سلوک سے رہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانے کی قسم! انسان درحقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے

[1] صحیح بخاری کتاب الصلاة بَابُ الخَوْخَةِ وَالمَمَرِّ فِي المَسْجِدِ عن ابی سعید وابن عباس ۴۶۶،۴۶۷، وكتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ ۳۹۰۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْه ۶۱۷۰

[2] العصر ۱تا۳

[3] محمد ۲۲

رہے،اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ بلاشبہ تمام امور اللہ کی مرضی سے جاری ہوتے ہیں اس کی مرضی کسی امر میں تاخیر کی ہو تو تم اس میں عجلت کی خواہش نہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل کسی کی جلد بازی کی بنا پر کسی کام میں عجلت نہیں فرماتا، جو شخص اللہ کی مرضی پر غالب آنا چاہئے اللہ اس پر غالب رہتا ہے جو اللہ کو دھوکا دیتا ہے اللہ اسے دھوکا دیتا ہے، پس کیا تم چاہتے ہو کہ اگر تم کو اس سرزمین کی حکومت دے دی جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاتے پھرو اور قرابت کے تعلقات کو منقطع کر دو۔

وأوصيكم بالأنصار خيرًا، فإنهم الذين تبوّءوا الدار والإيمان من قبلكم, أن تحسنوا إليهم،ألم يشاطروكم في الثمار؟ألم يوسّعوا لكم في الديار؟ألم يؤثروكم على أنفسهم وبهم الخصاصة؟ألا فمن ولي أن يحكم بين رجلين فليقبل من محسنهم, وليتجاوز عن مسيئهم،ألا ولا تستأثروا عليهم

میں تمہیں انصار سے بھی حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہیں اپنے گھروں میں قیام کی جگہ دی اور تمہیں باعزت طریق پر رکھا پس تم پر ان سے حسن سلوک واجب ہے، کیا انہوں نے اپنے باغات کے پھلوں میں تمہارا حصہ نہیں مقرر کیا؟ کیا انہوں نے اپنے گھروں میں تمہارے قیام کے لئے گنجائش نہیں نکالی؟ کیا انہوں نے خود پر تنگی ترشی برداشت کر کے بھی تمہیں اپنی جانوں پر ترجیح نہیں دی؟ خبردار! تم میں سے جو کسی دو آدمیوں پر حاکم مقرر ہو اسے چاہیے کہ انصار کی بھلائیوں کو قبول کرے اور ان کی برائیوں سے درگزر کرے، خبردار! تم ان پر برتری اور ترجیحی سلوک کی سعی مت کرنا،

ألا وإني فرط لكموأنتم لاحقون بي،ألا وإن موعدكم الحوض، ألا فمن أحب أن يرده عليَّ غدًا فيلكفف يده ولسانه إلا فيما ينبغي ، إلا فيما ينبغى،أَيُّها النَّاسُ إن الذنوب تغير النعم، فإذا بر الناس برتهم أئمتهم، وإذا فجر الناس عقوا أئمته

خبردار رہو کہ میں تم سے پہلے اللہ کے یہاں جانے والا ہوں تم بعد میں مجھ سے آملو گے۔ خبردار رہو تم سے حوض کوثر پر ملاقات ہوگی، خبردار جو شخص کل مجھ سے حوض کوثر پر ملنے کا خواہش مند ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھ اور زبان کو لوگوں کی (ایذا رسانی) سے روکے رکھے، سوائے نیک کاموں کے ان سے کوئی اور کام نہ لے، اے لوگو! گناہوں سے اللہ کی نعمتیں ہٹ جاتی ہیں، متغیر ہو جاتی ہیں، لوگ جب تک نیک رہتے ہیں ان کے حکمران ان کی فرمانبرداری کرتے رہیں گے مگر جب لوگ گناہ کرنے لگیں گے تو ان کے حکمران ان کے نافرمان ہو جائیں گے۔[1]

اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔

اسی دوران آپ ﷺ کو اسود عنسی، مسلمہ کذاب اور طلحیہ اسدی کے اعلان نبوت اور لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر معلوم ہوئی، آپ ﷺ نے مرتدین سے جہاد کی وصیت اور تاکید فرمائی اور اسود عنسی کی سرزنش کے لئے انصار کی ایک جماعت روانہ فرمائی، آپ ﷺ کی وفات سے ایک دن پہلے اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا۔

---

[1] شرح الزرقانی علی المواهب ۱۱۱؍۱۲،سبل الهدی والرشادفی سیرة خیرالعباد۲۵۲؍۱۲،السیرة الحلبیة ۴۹۱؍۳،المواهب اللدینة۵۵۷؍۳،القول المبین فی سیرة سید المرسلین ۳۹۴؍۱،احیاءُ علوم الدین ۷۰؍۴

وذلك في حياه النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ الْخَبَرُ مِنْ لَيْلَتِهِ
یہ (اسود عنسی کے قتل کی) خبر تو آپ ﷺ کو اسی شب ہی میں مل چکی تھی جس کی صبح کو آپ کی وفات ہوئی۔

عَن ابْن عمر قَالَ اتى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْخَبَر من السَّمَاء فِي اللَّيْلَة الَّتِي قتل فِيهَا الاسود الْعَنسِي
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس شب میں اسود مارا گیا اسی وقت اس کے قتل کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مل گئی اور آپ ﷺ نے صبح کو ہم سب کو بشارت دی کہ کل رات اسود قتل کر دیا گیا۔ (۱)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم:

فَقَالَ:أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟قُلْنَا لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ:ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا لَا، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ،قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ
رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا لوگ عشاء کی نماز پڑھ چکے؟ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹب میں پانی بھر دو (پانی بھر دیا گیا) رسول اللہ ﷺ نے غسل فرمایا پھر آپ ﷺ (باہر جانے کے لئے) کھڑے ہوئے لیکن آپ ﷺ کو غش آ گیا کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نہیں، لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹب میں پانی بھر دو (پانی بھر دیا گیا) رسول اللہ ﷺ نے غسل فرمایا پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا مگر آپ ﷺ کو غش آ گیا کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نہیں، لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، اور ادھر لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ سب نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے مسجد میں منتظر تھے، فرمایا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ نماز پڑھائیں، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت ہی رقیق القلب آدمی ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے وہ اتنا روئیں گے کہ لوگ کچھ نہ سن سکیں گے آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں تو مناسب ہو گا۔ (۲)

عَنْ عَائِشَةَ،قَالَتْ: وَاللهِ، مَا بِي إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ، بِأَوَّلِ مَنْ يَقُومُ فِي مَقَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(۱) امتاع الاسماع ۷۵۲۷/۱۴، الخصائص الکبری ۱۸۲/۲

(۲) صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ ۹۳۶

وَسَلَّمَ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں اور اللہ کی قسم !میں نے یہ اس لیے کہا کہ لوگ میرے والد بزگوار کو منحوس نہ سمجھیں کہ یہی وہ شخص ہیں جو پہلے پہل رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور قائم مقام ہوئے۔ (۱)

فَقَالَ:مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ قَالَتْ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَفَقَالَتْ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ قَالَتْ: فَأَمَرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ،فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الأَيَّامَ

رسول اللہ ﷺ نے پھر وہی حکم دیا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ نماز پڑھائیں،ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی معروضات کو دوہرایا اے اللہ کے رسول ﷺ! سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت ہی رقیق القلب آدمی ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے وہ اتنا روئیں گے کہ لوگ کچھ نہ سن سکیں گے آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں تو مناسب ہوگا،اور میں نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا کہ تم کہو کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بے انتہا نرم دل ہیں وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو کر قرآن کی قرات نہ کر سکیں گے اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمائیں تو مناسب ہوگا چنانچہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایسا ہی کہا، رسول اللہ ﷺ نے (خفا ہو کر) فرمایا تم یوسف کے ساتھ والیوں کی مانند نہ بنو اور جاؤ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، آخر آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں، بھیجے ہوئے شخص نے آکر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو نماز پڑھانے کے لیے حکم فرمایا ہے (انہوں نے اپنے اس حق کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی طرف منتقل کرنا چاہا) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم پڑھا دو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں تم اس کے زیادہ حقدار ہو،(الغرض سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی) پھر کئی دن تک وہ نماز پڑھاتے رہے۔ (۲)

نماز ظہر کے لئے تشریف لے جانا:

ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا العَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الصلوۃباب اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ۹۳۹

(۲) صحیح بخاری کتاب الاذان بَابُ حَدُّ المَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الجَمَاعَةَ ۶۶۴ ، وبَابُ أَهْلُ العِلْمِ وَالفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ۶۷۸، وبَابُ إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ۶۸۷،صحیح مسلم کتاب الصلوۃ بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ ۹۳۶،۹۴۱

يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَفَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ لاَ يَتَأَخَّرَ،قَالَ: أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ،قَالَ: فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَأْتَمُّ بِصَلاَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍوَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌوَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُهُمُ التَّكْبِيرَ،فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دوسرے دن (بروز جمعرات) مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کے وقت باہر جانے کا ارادہ کیا دو آدمیوں کے سہارے آپ باہر تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے ایک طرف عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب تھے اور دوسری طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے (جب آپ باہر پہنچے تو) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز شروع کر چکے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (محسوس کیا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو) پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا مجھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بازوؤں میں بیٹھا دو، چنانچہ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو میں جا کر بیٹھا دیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر رہے تھے اور باقی لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے، اور نبی کریم ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے تاکہ لوگ سن لیں، اس کے بعد پھر جب تک نبی کریم ﷺ زندہ رہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھاتے رہے۔ [1]

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ:صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَأَبُو بَكْرٍ خَلْفَهُ، فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُنَا

جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے، جب رسول اللہ ﷺ تکبیر کہتے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمیں سنانے کے لیے (بلند آواز سے) تکبیر کہتے۔ [2]

حدیث قرطاس:

اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُفَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ،فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الوَجَعُ، وَعِنْدَكُمُ القُرْآنُ حَسْبُنَا، كِتَابُ اللهِ،مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ [3]

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوبَابُ الغُسْلِ وَالوُضُوءِ فِي المِخْضَبِ وَالقَدَحِ وَالخَشَبِ وَالحِجَارَةِعن عائشه صديقه ۱۹۸، وكتاب الاذان بَابُ حَدُّ المَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الجَمَاعَةَ ۶۶۴ ، وبَابٌ أَهْلُ العِلْمِ وَالفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ۶۷۸، وبَابٌ إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ۶۸۷،صحيح مسلم كتاب الصلوة بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ۹۴۱ ،۹۴۸،۹۴۲

[2] سنن نسائی كِتَابُ الْإِمَامَةِ باب الِائْتِمَامُ بِمَنْ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ۷۹۹

[3] الانعام۳۸

وفات سے چار دن پہلے جمعرات کے روز (شام کے وقت) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مرض میں شدت ہوئی، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کوئی کاغذ لے آؤ میں تمہیں کچھ لکھوا دوں کہ لکھنے کے بعد تم گمراہ نہ ہوسکو گے، اس پر بعض (سید نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) نے (از راہ شفقت نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سخت ترین تکلیف دیکھ کر) عرض کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ویسے ہی اس وقت تکلیف میں ہیں ہمارے پاس قرآن موجود ہے، ہماری ہدایت کے لیے تو اللہ کی شریعت (یعنی قرآن وحدیث) بس کافی ہے (آپ کو مزید کیوں تکلیف دی جائے) جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

فَاخْتَلَفَ أَهْلُ البَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ ، وَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوهُ ، فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ ، فَقَالَ:ذَرُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ،فَأَمَرَهُمْ بِثَلاَثٍ قَالَ: أَخْرِجُوا المُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ العَرَبِ وَأَجِيزُوا الوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ قَالَ:قُومُوا عَنِّي، وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ

جو لوگ گھر میں موجود تھے ان میں اختلاف رائے ہوا بعض کہنے لگے کاغذ وغیرہ لے آؤ تا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وصیت لکھوا دیں تو پھر تم اس کی موجودگی میں گمراہ نہ سکو گے بعض لوگوں نے اس کے خلاف دوسری رائے پر اصرار کیا، بالآخر لوگوں نے آپس میں کہا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی کیا کیفیت ہے، کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بھی ہذیان صادر ہوسکتا ہے؟ یعنی نہیں ہوسکتا، تو پھر آپ ہی سے کیوں نہ پوچھ لی جائے، الغرض (اتفاق رائے سے) حاضرین نے آپ کو وصیت لکھوانا یاد دلایا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو جس حالت میں میں اس وقت ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کو تین وصیتیں کیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا، وفود کی اسی طرح خاطر مدارات کرنا جس طرح میں کرتا تھا پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اب تم میرے پاس سے چلے جاؤ، تمہیں میرے پاس اختلاف کرنا مناسب نہیں تھا۔ [1]

وقد كان عمر أفقه من ابن عبَّاس حَيْثُ اكْتفى بِالْقُرْآنِ على أنه يحتمل أن يكون -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كان ظهر له حين همّ بالكتاب أنه مصلحة، ثم ظهر له أو أُوحي إليه بعد أنّ المصلحة في تركه ولو كان واجبًا لم يتركه عليه الصلاة والسلام لاختلافهم لأنه لم يترك التكليف لمخالفة من خالف، وقد عاش بعد ذلك أيامًا ولم يعاود أمرهم بذلك

علامہ قسطلانی رَحِمَہُ اللّٰہُ فرماتے ہیں سیدنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے بہت زیادہ سمجھدار تھے، انہوں نے قرآن کریم کو کافی جانا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مصلحتاً یہ ارادہ ظاہر فرمایا تھا مگر بعد میں اس کا چھوڑنا بہتر معلوم ہوا اگر یہ حکم واجب ہوتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے اسے ترک نہ فرماتے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس وقعہ کے چار روز بعد تک آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زندہ رہے مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دوبارہ اس خیال

[1] صحیح بخاری كتاب العلم بَابُ كِتَابَةِ العِلْمِ عن ابن عباس ۱۱۴ ، وكتاب الجهاد باب جوائز الوفود ۳۰۵۳، وكتاب الجزية والموادعة بابُ إِخْرَاجِ اليَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ العَرَبِ۳۱۶۸، وكتاب المغازى بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۳۱، ۴۴۳۲،وكتاب المرضى بَابُ قَوْلِ المَرِيضِ قُومُوا عَنِّي۵۶۶۹،صحيح مسلم كتاب الوصية بَابُ تَرْكِ الْوَصِيَّةِ لِمَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ۴۲۳۲

کا اظہار نہیں فرمایا۔ [۱]

قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کتاب اللہ (یعنی شریعت الٰہیہ) پر عمل کرنے کی بھی وصیت فرمائی۔ [۲]

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي، وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ میرے وارث نہ دینار تقسیم کریں نہ درہم، ہم (انبیاء) اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کی اجرت کے علاوہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ [۳]

مرض الموت میں تبلیغ:

قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ، أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ، فَقَالَ: اللهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ایک دن رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پردہ کھولا اس وقت آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں صفوں میں کھڑے ہو چکے تھے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا (اب نبوت کسی کو نہیں ملے گی) سوائے اس کے کہ کسی مسلمان کو نیک خواب نظر آجائے یا اس کے لئے کسی دوسرے مسلمان کو خواب میں کچھ نظر آجائے، خبردار ہو جاؤ مجھے رکوع وسجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے لہذا رکوع میں تو اللہ عزوجل کی عظمت بیان کیا کرو (یعنی سبحان ربی العظیم) اور سجدوں میں خوب دعائیں مانگا کرو امید ہے کہ دعا قبول ہو جائے گی، پھر تین مرتبہ آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے (تیرے احکام کو) پہنچا دیا۔ [۴]

يَقُولُ: لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللهِ الظَّنَّ

---

[۱] شرح القسطلانی ۔إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ۱/۲۰۷

[۲] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ الوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ عن عبداللہ بن ابی اوفیٰ ۲۷۴۰، وکتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۶۰، وکتاب فضائل القرآن بَابُ الوَصِيَّةِ بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۵۰۲۲، صحیح مسلم کتاب الوصیة بَابُ تَرْكِ الْوَصِيَّةِ لِمَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ ۴۲۲۷

[۳] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ نَفَقَةِ القَيِّمِ لِلْوَقْفِ عن ابی ہریرہ ۲۷۷۶، صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ ۴۵۸۳، سنن ابوداود کتاب الخراج والفیئ والامارة بَابٌ فِي صَفَايَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَمْوَالِ ۲۹۷۴

[۴] صحیح مسلم کتاب الصلوٰة بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ عن ابن عباس ۱۰۷۵، ۱۰۷۴

وفات سے تین دن پہلے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزوجل سے حسن ظن رکھتا ہو (کہ الرحمٰن الرحیم اپنے خاص فضل سے عفو وستر کا معاملہ فرمائے گا)۔[1]

مرض میں افاقہ:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ ثَلاَثٍ عَبْدُ العَصَا، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هَذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ عِنْدَ المَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هَذَا الأَمْرُ، إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصَى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لاَ يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لاَ أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انہی ایام میں ایک دن مرض میں کچھ افاقہ ہوا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جب وہ باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ کے مزاج کیسے ہیں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا الحمد للہ آج مرض میں افاقہ ہے، اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اللہ کی قسم! تین دن بعد تم دوسرے کے ماتحت بن جاؤ گے اور اللہ کی قسم! بے شک رسول اللہ ﷺ عنقریب اسی مرض میں وفات پا جائیں گے میں بنو عبدالمطلب کے چہروں سے ان کی موت کو پہچان لیتا ہوں، چلو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اور آپ ﷺ سے دریافت کریں کہ خلافت کس کو ملے گی اگر ہمیں ملے گی تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کو ملے گی تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا، پھر آپ (جیسی) وصیت ہمیں کریں گے (ہم اس پر عمل کریں گے) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! اگر ہم نے سوال کیا اور رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا تو آپ کے بعد لوگ کبھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے (وہ آپ کے انکار کو دلیل بنا کر ہمیں کبھی بھی خلافت کا مستحق نہ سمجھیں گے لہذا) اللہ کی قسم! یقیناً میں رسول اللہ ﷺ سے سوال نہیں کروں گا (اس روایت سے یہ علم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کو خوب علم تھا کہ بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی خلافت و امامت کے اہل ہیں، خلافت کی اہلیت اسلامی اصول پر مبنی ہے نہ کہ نسب پر، یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس سے پہلے کسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت کا اعلان نہیں فرمایا تھا)۔[2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنة بَابُ الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ عن جابر ۷۲۲۹ ،سنن ابوداودکتاب الجنائز بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عِنْدَ الْمَوْتِ ۳۱۱۳،سنن ابن ماجہ کتاب الزھدبَابُ التَّوَكُّلِ وَالْيَقِينِ ۴۱۶۷

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِعن ابن عباس ۴۴۴۷، وکتاب الاستذانباب الْمُعَانَقَةِ، وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ أَصْبَحْتَ۶۲۶۶

مرض میں شدت:

پھر رسول اللہ ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کی،

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مرض کی اتنی شدت میں نے کسی کی بیماری میں نہیں دیکھی جتنی کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں تھی۔ (۱)

قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا؟قَالَ:أَجَلْ، إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ،قُلْتُ: ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟قَالَ:أَجَلْ، ذَلِكَ كَذَلِكَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

ایک دن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے رسول اللہ ﷺ کو شدت کا بخار چڑھا ہوا تھا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو تو بہت سخت بخار ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں جتنا بخار تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے اتنا مجھے اکیلے کو ہے، میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ ﷺ کے لئے دوہرا اجر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ اسی لئے ہے، پھر فرمایا کسی مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے خواہ وہ کانٹا چبھنے کی تکلیف ہو یا اس سے زیادہ تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (۲)

وَفِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ بِشَارَةٌ عَظِيمَةٌ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ لِأَنَّ الْآدَمِيَّ لَا يَنْفَكُّ غَالِبًا مِنْ أَلَمٍ بِسَبَبِ مَرَضٍ أَوْ هَمٍّ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ مِمَّا ذُكِرَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان احادیث میں مومنوں کے لیے بڑی بشارتیں ہیں اس لیے کہ تکالیف ومصائب اور امراض دنیا میں اہل ایمان کو پہنچتے رہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب پر ان کو اجر وثواب اور درجات عالیہ عطا فرماتا ہے۔ (۳)

قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت:

لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، وَهُوَ كَذَلِكَ يَقُولُ:لَعْنَةُ اللهِ عَلَى اليَهُودِ، وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا

(۱) صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ شِدَّةِ المَرَضِ عن عائشه ۵۶۴۶،صحیح مسلم کتاب البروصلة والادب بَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ حُزْنٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا۶۵۵۷ ،سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۶۲۲

(۲) صحیح بخاری کتاب المرضی بَابُ أَشَدُّ النَّاسِ بَلاَءً الأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ عن ابن مسعود ۵۶۴۸، صحیح مسلم کتاب البروصلة والادب بَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَرَضٍ، أَوْ حُزْنٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا ۶۵۹۵

(۳) فتح الباری ۱۰۸؍۱۰

بیماری شدت سے جاری تھی ایک دن اسی عالم میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک پر چادر ڈالی، چادر ڈالنے سے سانس گھٹنے لگا تو آپ ﷺ نے پھر چہرہ کھول لیا اسی طرح آپ ﷺ بار بار کرتے رہے، اسی عالم میں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو کچھ انہوں نے کیا تھا آپ ﷺ اس سے ڈرا رہے تھے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کے منہ پر دوا لگانا:

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا :أَنْ لاَ تَلُدُّونِي، فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ المَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ:أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي؟ قُلْنَا: كَرَاهِيَةَ المَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ:لاَ يَبْقَى فِي البَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا العَبَّاسَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیماری کے دوران ہم نے رسول اللہ ﷺ کے منہ پر دوا لگانے کا ارادہ کیا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہم نے یہ سمجھ کر کہ مریض تو دوا کو منع کیا ہی کرتا ہے آپ ﷺ کے منہ پر دوا لگا ہی دی، جب آپ ﷺ کو ذرا افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں دوا لگانے سے منع کیا تھا (پھر تم نے دوا کیوں لگائی؟) ہم نے کہا کہ مریض تو دوا سے کراہت کی وجہ سے منع کیا ہی کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے آدمی گھر میں موجود ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے صرف عباس رضی اللہ عنہ اس سے الگ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں تھے۔ (۲)

نماز مغرب میں سورہ مرسلات:

عَنْ أُمِّ الفَضْلِ بِنْتِ الحَارِثِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَقْرَأُ فِي المَغْرِبِ بِالْمُرْسَلاَتِ عُرْفًا، ثُمَّ مَا صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ

ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ان ہی ایام میں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے (گھر والوں کو) مغرب کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ مرسلات کی تلاوت فرمائی، اس کے بعد آپ ﷺ (گھر والوں کو بھی) نماز نہ پڑھا سکے۔ (۳)

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلاة بَابُ الصَّلاَةِ فِي البِيعَةِ ۴۳۶،۴۳۵، وکتاب احادیث الانبیاء بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۳۴۵۳،وکتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۴۴،۴۴۴۳، وکتاب اللباس بَابُ الأَكْسِيَةِ وَالخَمَائِصِ۵۸۱۵ ،صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ۱۱۸۷

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازیبَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۵۸، وکتاب الطب بَابُ اللَّدُودِ ۵۷۱۲،وکتاب الدیات بَابُ القِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الجِرَاحَاتِ ۶۸۸۶،صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ كَرَاهَةِ التَّدَاوِي بِاللَّدُودِعن عائشه صديقه ۵۷۶۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ بَابُ القِرَاءَةِ فِي المَغْرِبِ۷۶۳، وکتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ عن ام الفضل ۴۴۲۹،

وفات سے ایک دن پہلے:

انتقال سے ایک روز قبل بروز اتوار رسول اللہ ﷺ نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا گھر میں سات دینار تھے وہ بھی صدقہ کر دیئے، اپنے ہتھیاروں کو مسلمانوں کو ہبہ کر دیا گھر میں کچھ نہ رہا یہاں تک کہ اس رات گھر میں روشنی کرنے کے لئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پڑوسن سے تیل ادھار لیا۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری دن:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ،قَالَ: لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَحَ لَنَافَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ

رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے زمانہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے، نبی کریم ﷺ نے اپنی علالت کے زمانہ میں تین دن (جمعہ، ہفتہ اور اتوار) تک ہم کو نماز نہیں پڑھائی، جب پیر کا دن ہوا تو اس حالت میں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز فجر کے وقت صفوں میں کھڑے ہوئے تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کے لئے آگے آ رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور (تھوڑی دیر تک) کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف دیکھا اس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا (حسین) ہو رہا تھا گویا کہ وہ قرآن کا ایک ورق ہے، آپ ﷺ خوب کھل کر مسکرائے، جب نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک دکھائی دیا تو نبی اکرم ﷺ کے روئے پاک و مبارک سے زیادہ حسین منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہو گیا کہ کہیں ہم سب نبی کریم ﷺ کو دیکھنے ہی میں نہ مشغول ہو جائیں اور نماز توڑ دیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو سمجھے کہ آپ نماز پڑھانے باہر تشریف لا رہے ہیں، وہ پیچھے ہٹے تاکہ صف میں آ کر مل جائیں، لیکن فوراً ہی رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور نماز پوری کرو، آپ ﷺ باہر آنے پر قادر نہ ہو سکے اور پردہ ڈال دیا۔[1]

جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ بَابٌ فِي القِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ ۳۰۸

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ أَهْلُ العِلْمِ وَالفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ عن انس ۶۸۱،۶۸۰، وبَابٌ هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ، أَوْ يَرَى شَيْئًا، أَوْ بُصَاقًا فِي القِبْلَةِ؟ ۷۵۴، وابواب العمل فی الصلوٰۃ بَابُ مَنْ رَجَعَ القَهْقَرَى فِي صَلَاتِهِ، أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ ۱۲۰۵، وکتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۴۸، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ ۹۴۴

خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ دَخَلَ عَلَيْهِ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: مَا أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا قد أقلع عنه الْوَجَعِ وَهَذَا يَوْمُ بِنْتِ خَارِجَةَ يَعْنِي إِحْدَى زَوْجَتَيْهِ وَكَانَتْ سَاكِنَةً بِالسُّنْحِ شَرْقِيِّ الْمَدِينَةِ فَرَكِبَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ وَذَهَبَ إِلَى مَنْزِلِهِ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اب سکون ہے جو کرب اور بے چینی پہلے تھی وہ اب محسوس نہیں ہو رہی اور چونکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو بیویوں میں اس بیوی کی نوبت کا دن تھا جو مدینہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر رہتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر وہاں چلے گئے۔ [1]

قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ أَصْبَحْتَ بِنِعْمَةٍ مِنْ اللهِ وَفَضْلٍ كَمَا نُحِبُّ، وَالْيَوْمُ يَوْمُ بِنْتِ خَارِجَةَ، أَفَآتِيهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى أَهْلِهِ بِالسُّنْحِ

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی نعمت اور فضل سے اچھی حالت میں صبح کی ہے اور آج میری ایک بیوی حبیبہ بنت خارجہ کی نوبت کا دن ہے اگر اجازت ہو تو وہاں ہو آؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں چلے جاؤ، چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سنح اپنے گھر میں چلے گئے۔ [2]

دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سکون ہے تو وہ بھی اپنے گھروں کو لوٹ گئے،

ثُمَّ دخل يوم الاثنين وأصبح رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مفيقا فودعه أسامة وخرج إلى معسكره فأمر النّاس بالرحيل. فبينا هُوَ يريد الركوب إذا رسول أمه أم أيمن قد جاءه يَقُولُ: إن رَسُول اللهِ يموت!

دوشنبہ کی صبح کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے ہو گئے ہیں تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے روانگی کا قصد کیا اسی تیاری میں تھے کہ ان کی والدہ ام ایمن نے پیغام بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نزع میں ہیں اس لئے ابھی روانہ ہونے سے رک جاؤ۔ [3]

فَدَخَلَ أُسَامَةُ مِنْ مُعَسْكَرِهِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَغْمُورٌ، وَهُوَ الْيَوْمُ الَّذِي لَدُّوهُ فِيهِ، فَطَأْطَأَ أُسَامَةُ فَقَبَّلَهُ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يَتَكَلَّمُ، فَجَعَلَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُمَا عَلَى أُسَامَةَ، قَالَ أُسَامَةُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي، وَرَجَعَ أُسَامَةُ إِلَى مُعَسْكَرِهِ، فَأَقَامَ أُسَامَةُ وَالنَّاسُ، لِيَنْظُرُوا مَا اللهُ قَاضٍ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ خبر سنتے ہی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ افتاں وخیزاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے مدینہ واپس آئے، دیکھا کہ مرض میں شدت ہے اور نبی

---

[1] البداية والنهاية ۵/۲۶۵

[2] ابن ہشام ۲/۶۵۴، الروض الانف ۷/۵۷۷

[3] ابن سعد ۲/۱۴۶

کریم ﷺ بات نہیں کر سکتے، اسامہ رضی اللہ عنہ نے جھک کر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا، رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے پھر اسامہ پر رکھ دیے، اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھا کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں، بعد میں وہ جرف واپس آ گئے جہاں مجاہدین کا پڑاؤ تھا، اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ رسول اللہ ﷺ کی صحت یابی کے منتظر رہے۔[1]

أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ:اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ

(وفات کا وقت قریب آتا جا رہا تھا) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ قبل از وفات رسول اللہ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق (اعلیٰ) سے ملا دے۔[2]

قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ: وَا كَرْبَ أَبَاهُ، فَقَالَ لَهَا :لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ اليَوْمِ

اسی اثنا میں مرض نے اور شدت اختیار کی اور رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی، یہ دیکھ کر فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور کہنے لگیں ہائے میرے والد کی تکلیف، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج کے بعد تمہارے والد کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔[3]

غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ البَيْتِ، ثُمَّ قَالَ: اللهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى

اتنا کہنے کے بعد رسول اللہ ﷺ پر پھر کچھ دیر کے لیے غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو آپ نے اپنی نظریں چھت کی طرف کر لیں اور فرمایا اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ میں ملا دے۔[4]

دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهِ، فَأَبَدَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ: آخُذُهُ لَكَ؟فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ:أَنْ نَعَمْ،فَتَنَاوَلْتُهُ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: أُلَيِّنُهُ لَكَ؟فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ: أَنْ نَعَمْ، فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَصَمْتُهُ، وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ، ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ

---

[1] ابن سعد ۱۴۶؍۲، عیون الاثر ۳۵۰؍۲،ابن ہشام ۶۵۰؍۲،الروض الانف ۵۷۰؍۷،عیون الاثر ۴۰۶؍۲،شرح الزرقانی علی المواهب ۱۵۱؍۴، السیرۃ الحلبیۃ ۲۹۲؍۳

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ۴۴۴۰، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل عائشه عن عائشه صدیقه ۶۲۹۳

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ۴۴۶۱،سنن ابن ماجه کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۶۳۰

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ۴۴۶۳،وکتاب الدعوات بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى ۶۳۴۸،صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا۶۲۹۷

اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ ، وَأَنَّ اللهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ

اتنے میں عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، عبد الرحمٰن کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک استعمال کے لیے تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھتے رہے، میں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنا چاہتے ہیں، اس لیے میں نے پوچھا کیا مسواک لے کر آپ کو دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارہ سے فرمایا ہاں، میں نے مسواک ان سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی لیکن کمزوری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو نرم نہ کر سکے میں نے پوچھا کیا میں اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارہ سے فرمایا ہاں، میں نے ان سے مسواک لے لی میں نے اس کے سرے کو پہلے توڑا یعنی اتنی لکڑی نکال دی جو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے منہ سے لگایا کرتے تھے پھر اس کو اپنے دانتوں سے چبا کر اس کو نرم کیا اور صاف کر کے (ٹوٹے ہوئے ریشے دور کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی اچھی طرح مسواک کی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی طرح کبھی نہیں کی تھی، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ نے میرے اور آپ کے لعاب کو آپ کے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کر دیا۔[1]

اس حدیث میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے ساتھ یہ اشارہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں اسی رشتے سے منسلک رہیں گے،

فَقَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟قُلْتُ: بَلَى وَاللهِ،قَالَ:فَأَنْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم اس پر خوش ہو کہ دنیا و آخرت میں میری بیوی رہو؟ میں نے کہا اللہ کی قسم ہاں میں دنیا و آخرت میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دنیا و آخرت میں میری بیوی ہے۔[2]

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَزْوَاجُكَ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ:أَمَا إِنَّكِ مِنْهُنَّ،

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جنت میں کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہوں گی؟ (بلاشبہ تمام ازواج مطہرات جنت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہوں گی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم تو انہی (جنتی بیویوں) میں سے ہو۔[3]

خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ:إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ،

اسی طرح عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا مجھے خوب معلوم ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اس

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا نُسِبَ مِنَ البُيُوتِ إِلَيْهِنَّ ۳۱۰۰، وکتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ عن عائشه ۴۴۳۸، ۴۴۴۹

[2] صحیح ابن حبان۷۰۹۵

[3] صحیح ابن حبان۷۰۹۶

دنیامیں بھی اور آخرت میں بھی۔ ①

فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى
پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تھوکنے کے لئے ایک طشت منگوایا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس میں تھوکتے جاتے تھے، مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی انگلی آسمان کی طرف کی اور تین مرتبہ فرمایا فی الرفیق الاعلی، فی الرفیق الاعلی، فی الرفیق الاعلی۔ ②

يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، فَهَذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ
لمحہ بالمحہ تکلیف بڑھتی جارہی تھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں نے خیبر میں جو مسموم کھانا چکھ لیا تھا اس کی تکلیف آج بھی محسوس کر رہا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب اس زہر کے اثر سے میری شہ رگ کٹ جائے گی۔ ③

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ مِنْ آخِرِ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ حَتَّى جَعَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَجْلِجُهَا فِي صَدْرِهِ، وَمَا يَفِيصُ بِهَا لِسَانُهُ
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ مِنْ آخِرِ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آخری وصیت فرمائی نماز، نماز اور تمہارے لونڈی اور غلام (ان کا خیال رکھنا) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ الفاظ کئی مرتبہ دہرائے۔ یہی کہتے کہتے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سینہ مبارک کھڑ کھڑانے اور زبان رکنے لگی۔ ④

وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي المَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، يَقُولُ:لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ
رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس پانی کا ایک گیلن رکھا ہوا تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی عبادت کے لائق نہیں، کوئی مشکل کشا، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی رزق دینے والا نہیں، بیشک موت کے وقت جان کنی ہوتی ہے۔ ⑤

أَذْهِبِ البَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًافَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہاتھ پکڑ کر یہ دعا پڑھنی چاہی اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف دور فرما دے اور شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں ہے۔ مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ⑥

---

① صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ۳۷۷۲

② صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ عن عائشه ۴۴۳۸ ، ۴۴۵۹

③ صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۲۸

④ مسند احمد ۲۶۴۸۳

⑤ صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۴۹

⑥ صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ اسْتِحْبَابِ رُقْيَةِ الْمَرِيضِ ۵۷۰۷

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى

پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ یا اپنی انگلی کو کھڑا کیا اور یہ پڑھنے لگے فی الرفیق الاعلی. آخری فقرہ تین بار دہرایا۔ (۱)

آخری کلمات جو زبان مبارک سے ادا ہوئے یہ تھے

اللهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاجْعَلْنِي مَعَ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى

اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے اپنے ساتھ ملادے۔ (۲)

يَوْمَ الِاثْنَيْنِ

پیر کے دن کی آخری ساعتیں تھیں۔ (۳)

اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا۔ (۴)

حين زاغت الشمس يَوْمَ

آفتاب ڈھل چکا تھا۔ (۵)

وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي فَلَقَدْ انْخَنَثَ فِي حَجْرِي

رسول اللہ ﷺ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سینے میں سر رکھے ہوئے لیٹے تھے کہ آپ ﷺ ان کی گود میں جھک پڑے۔ (۶)

وَمَالَتْ يَدُهُ

آپ ﷺ کا ہاتھ نیچے ہو گیا۔ (۷)

اور آپ ﷺ کی سات دن یا تیرہ دن بیمار رہنے کے بعد وفات ہو گئی (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے معلوم بھی نہ ہو سکا کہ (کس وقت) آپ کی وفات ہو گئی۔ (۸)

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۳۸

(۲) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۴۰، صحیح مسلم کتاب السلام بَابُ اسْتِحْبَابِ رُقْيَةِ الْمَرِيضِ ۵۷۰۵، وکتاب الفضائل بَابٌ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ۶۲۹۳

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ ۱۳۸۷

(۴) صحیح مسلم کتاب الفضائل بَابٌ فِي فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا ۶۲۹۲

(۵) ابن سعد ۲/۱۴۶

(۶) صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ الوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ۲۷۴۱

(۷) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۴۹

(۸) صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ الوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ۲۷۴۱، صحیح مسلم

قَالَتْ: قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، فَلَمَّا خَرَجَتْ نَفْسُهُ لَمْ أَجِدْ رِيحًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْهَا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا فرماتی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نے پرواز کیا تو میں نے کبھی اس سے بہتر خوشبو نہیں پائی۔[1]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ يَدِي عَلَى صَدَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مات فمرت لي جُمَعُ آكُلُ، وَأَتَوَضَّأُ، وَمَا يَذْهَبُ رِيحُ الْمِسْكِ مِنْ يَدِي

اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو تمام کھانے میرے لیے تلخ ہو گئے، میں نے وضو کیا اور کستوری کی خوشبو میرے ہاتھ سے نہیں جاتی تھی۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دو موٹے پیوند لگے کپڑوں میں ہوئی:

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ، قَالَ: فَأَقْسَمَتْ بِاللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ

ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا انہوں نے ایک موٹا تہبند نکالا جو یمن میں بنتا ہے اور ایک پیوند لگا ہوا کمبل جس کو ملبدہ کہتے ہیں پھر قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ان دونوں کپڑوں میں ہوئی تھی۔[3]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس کی تھی[4]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضطراب

اس الم ناک حادثہ کی خبر فوراً ہی چاروں طرف پھیل گئی، تمام مدینہ منورہ میں تہلکہ پڑ گیا، مسلمانوں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بنت محمد بھی رو رہی تھیں (شدت غم سے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے)

قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ، أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، يَا أَبَتَاهْ، مَنْ جَنَّةُ الفِرْدَوْسِ، مَأْوَاهْ يَا أَبَتَاهْ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهْ

كتاب الوصية بَابُ تَرْكِ الْوَصِيَّةِ لِمَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ ۴۲۳۱

[1] البداية والنهاية۲۶۱/۵،دلائل النبوة للبيهقى۲۱۳/۷،شرح الزرقانى على المواهب ۱۳۲/۱۲،السيرة النبوية لابن كثير۴۷۸/۴

[2] البداية والنهاية۲۶۱/۵

[3] صحيح مسلم كتاب اللباس والزينة بَابُ التَّوَاضُعِ فِي اللِّبَاسِ عن عائشه ۵۴۴۲،صحيح بخارى كتاب فرض الخمس بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۳۱۰۸، وكتاب اللباس بَابُ الأَكْسِيَةِ وَالخَمَائِصِ۵۸۱۸،دلائل النبوة للبيهقى۲۷۵/۷

[4] صحيح بخارى كتاب فضائل اصحاب النبى ﷺ بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ عن ابن عباس ۳۹۰۳،وكتاب المغازى بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۴۴۶۶،وكتاب المناقب بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۵۳۶،صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابُ كَمْ سِنُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُبِضَ؟ عن عائشه ۶۰۹۲

اے اباجان! آپ اپنے رب کے بلاوے پر چلے گئے، اے اباجان! آپ جنت الفردوس میں اپنے مقام پر چلے گئے، ہم جبرئیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔ (۱)

ازواج مطہرات پر رنج والم کا جو پہاڑ گرا اس کا تو پوچھنا ہی کیا۔

وكان عثمان ممن أخرس، يذهب به ويجيء ولا يستطيع كلامًا

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذی النورین سالت وششدر رہ گئے دیوار سے پشت لگائے بیٹھے تھے شدت غم سے بول ہی نہ سکے۔

عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب پریشانی میں سخت بدحواس تھے۔

وكان علي ممن أقعد فلم يستطع حراكًا بزنة سحاب

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرط غم سے زار وقطار روتے ہوئے بیہوش ہو گئے۔

وأضنى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ، فمات كمدًا بفتح الكاف والميم حزنًا

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اسی غم میں ایسے بیمار پڑے کہ آخر اسی بیماری میں انتقال کر گئے۔ (۲)

فَقَالَ: إِنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّيَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَاتَ، وَلَكِنَّهُ ذَهَبَ إِلَى رَبِّهِ كَمَا ذَهَبَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ، وو الله لَيَرْجِعَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَجَعَ مُوسَى، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِي رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ زَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پریشانی وحیرانی سب ہی سے بڑھی ہوئی تھی، وہ شدت غم سے دیوانے ہو گئے اور تلوار کھینچ کر لوگوں کو باآواز بلند دھمکایا کہ منافقین کا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی بلکہ وہ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں، جس طرح موسیٰ علیہ السلام بن عمران تشریف لے گئے تھے اور اپنی قوم سے چالیس رات غائب رہ کر ان کے پاس دوبارہ واپس آ گئے تھے، حالانکہ ان کے بارے میں کہا جا رہا تھا کہ وہ وفات پا چکے ہیں، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور پلٹ کر آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی موت واقع ہو گئی ہے۔ (۳)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ أَحْسَنَ وَلَا أَضْوَأَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَأَيْت يَوْمًا كَانَ أقبح وأظلم مِنْ يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اس سے بہتر اور درخشاں دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس سے زیادہ تاریک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ (۴)

---

(۱) صحیح بخاری كتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۶۲

(۲) شرح الزقانی علی المواهب ۱۴۳/۱۲

(۳) ابن ہشام ۶۵۵/۲

(۴) مشكوة المصابيح ۵۹۶۲، سنن الد ارمی ۸۹

وَدَخَلَ الْمُسْلِمُونَ الَّذِينَ عَسْكَرُوا بِالْجُرْفِ الْمَدِينَةَ، وَدَخَلَ بُرَيْدَةُ بْنُ الْحُصَيْبِ بِلِوَاءِ أُسَامَةَ مَعْقُودًا حَتَّى أَتَى بِهِ بَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَغَرَزَهُ عِنْدَهُ

اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے سب مجاہدین جو الجرف میں جمع تھے افتاں وخیزاں واپس آئے اور بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وہ نشان جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا لا کر حجرہ مبارکہ کے دروازے پر نصب کر دیا۔[1]

وَأَمَّا مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ، فَبَلَغَنَا أَنَّ النَّاسَ بكَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَالُوا: وَاللَّهِ لَوَدِدْنَا أَنَّا مُتْنَا قَبْلَهُ، إِنَّا نَخْشَى أَنْ نفْتَتِنَ بَعْدَهُ،قَالَ مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ: لكِنِّي وَاللَّهِ مَا أُحِبُّ أَنِّي مُتُّ قَبْلَهُ حَتَّى أُصَدِّقَهُ مَيِّتًا كَمَا صَدَّقْتُهُ حَيًّا

رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ شدت الم سے نڈھال ہو گئے اس وقت دنیا ان کی نظر میں تاریک ہو چکی تھی اور ان میں سے بعض گریہ کناں ہو کر بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ کاش ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مرجاتے اور ہمیں یہ وقت نہ دیکھنا پڑتا، ان اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں کن مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑے، معن رضی اللہ عنہ بن عدی بلوی نے یہ باتیں سنیں تو انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم مجھے تو یہ پسند نہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مر گیا ہوتا میری تو یہ تمنا ہے کہ جس طرح میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کروں۔[2]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زریں کردار

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سنح میں اپنے مکان پر تھے

أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ المَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمُ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَاسْتَأْذَنَ فِي بَيْتِ ابْنَتِهِ عَائِشَةَ فَأَذِنَتْ لَهُ وَالنِّسْوَةُ حَوْلَهُ، فَخَمَّرْنَ وُجُوهَهُنَّ ،فَتيَمَّمَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ:بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، وَاللهِ لاَ يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا المَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ، فَقَدْ مُتَّهَا طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا

جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس جانگداز حادثہ کی خبر ہوئی تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے ،ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں اور سینہ سانس سے پانی کے گھڑے کی طرح ابل رہا تھا، اسی کیفیت میں مسجد نبوی کے دروازہ پر گھوڑے سے اترے اور کسی سے بات کیے بغیر حزین وغمگین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف بڑھے، اور اپنی بیٹی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی، انہوں نے اجازت دے دی، ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھی ہوئی

---

[1] ابن سعد۱۴۶؍۲،عیون الآثر ۳۵۱؍۲،مغازی واقدی ۱۱۲۰؍۳

[2] ابن ہشام۶۶۰؍۲

تھیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد کی وجہ سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب نے اپنے چہرے ڈھانک لئے، سیدنا ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ (یمن) کی ایک دھاری دار چادر اڑھادی گئی تھی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (چادر ہٹا کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا پھر روتے ہوئے کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا، بس ایک ہی موت تھی جو آپ کے لئے لکھی گئی تھی اور وہ آپ کو حاصل ہو چکی، آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ ہیں۔ (۱)

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ، فَقَالَ: أَيُّهَا الحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ، فَقَالَ: اجْلِسْ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ فَمَالَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ

اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر آئے، اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں تقریر کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! اللہ آپ کو پھر زندہ کرے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مفسد) لوگوں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے قسم کھانے والے بیٹھ جا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے پر کوئی توجہ نہیں کی (اور تقریر جاری رکھی) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا بیٹھ جاؤ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پھر بھی نہ بیٹھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر رسول کی طرف بڑھے اور تشہد پڑھنا شروع کر دیا لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے اور پھر کچھ دیر بعد کھڑے ہو کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تقریر سننے لگے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے منبر پر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر کہا۔

امابعد! ومن کان منکم یعبد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان محمدا قدمات من کان منکم یعبداللہ فان اللہ حی لایموت قال اللہ تعالی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (۲) وقد قال اللہ تعالی محمد إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ (۳) وقال اللہ تعالیٰ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۴) وقال اللہ تعالیٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۵) وقال تعالیٰ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۶) ثُمَّ قَالَ:

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۵۳،۴۴۵۲،وکتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۶۶۷،السنن الکبری للبیہقی ۶۷۱۰،دلائل النبوۃ للبیہقی ۲۱۵،۲۱۸؍۷، ابن سعد ۲۰۷؍۲

(۲) آل عمران ۱۴۴

(۳) الزمر ۳۰

(۴) القصص ۸۸

(۵) الرحمٰن ۲۶،۲۷

(۶) آل عمران ۱۸۵

إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَمَّرَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْقَاهُ، حَتَّى أَقَامَ دِينَ اللهِ، وَأَظْهَرَ أَمْرَ اللهِ، وَبَلَّغَ رِسَالَةَ اللهِ، وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللهُ عَلَى ذَلِكَ، وَقَدْ تَرَكَكُمْ عَلَى الطَّرِيقَةِ. فَلَنْ يَهْلِكَ هَالِكٌ إِلَّا مِنْ بَعْدِ الْبَيِّنَةِ وَالشِّفَاءِ , فَمَنْ كَانَ اللهُ رَبَّهُ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا وَيُنَزِّلُهُ إِلَهًا، فَقَدْ هَلَكَ إِلَهُهُ،

تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا تو (اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ) محمد ﷺ وفات پا گئے اور جو شخص اللہ عزوجل کی پرستش کرتا تھا تو بیشک اللہ عزوجل زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر چیز کو ہلاکت ہے یہ اسی کا فیصلہ ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے نبی!) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات بابرکات باقی رہنے والی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، قیامت کے دن سب کو اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی عمر دراز کی اور ان کو باقی رکھا یہاں تک کہ اللہ کے دین کو قائم کر دیا اور اللہ کے حکم کو ظاہر کر دیا اور اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلالیا اور رسول اللہ ﷺ تم کو ایک سیدھے اور صاف راستے پر چھوڑ کر دنیا سے گئے ہیں اب جو ہلاک اور گمراہ ہو گا وہ حق واضح ہونے کے بعد گمراہ ہو گا، پس اللہ تعالیٰ جس کا رب ہو تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آسکتی اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اور ان کا اپنا الٰہ جانتا تھا تو وہ جان لے کہ اس کا معبود تو ہلاک ہو گیا،

وَاتَّقُوا اللهَ أَيُّهَا النَّاسُ، وَاعْتَصِمُوا بِدِينِكُمْ، وَتَوَكَّلُوا عَلَى رَبِّكُمْ، فَإِنَّ دِينَ اللهِ قَائِمٌ، وَإِنَّ كَلِمَةَ اللهِ تَامَّةٌ، وَإِنَّ اللهَ نَاصِرُ مَنْ نَصَرَهُ، وَمُعِزُّ دِينَهُ، وَإِنَّ كِتَابَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَهُوَ النُّورُ وَالشِّفَاءُ وَبِهِ هَدَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ حَلَالُ اللهِ وَحَرَامُهُ، وَاللهِ لَا نُبَالِي مَنْ أَجْلَبَ عَلَيْنَا مِنْ خَلْقِ اللهِ، إِنَّ سُيُوفَ اللهِ لَمَسْلُولَةٌ، مَا وَضَعْنَاهَا بَعْدُ وَلَنُجَاهِدَنَّ مَنْ خَالَفَنَا كَمَا جَاهَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يُبْقِيَنَّ أَحَدٌ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑو اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرو، بیشک اللہ کا دین قائم اور دائم رہے گا اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور اللہ اس شخص کا مددگار ہے جو اس کے دین کی مدد کرے اور اللہ اپنے دین کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے اور وہی نور ہدایت اور دل کی شفا ہے اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو راستہ بتلایا اور اس میں اللہ کے حلال و حرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے، (اور باغیوں و مرتدین کی طرف اشارہ کیا) اللہ کی قسم! ہمیں اس شخص کی ذرہ برابر پرواہ نہیں جو ہم پر فوج کشی کرے، تحقیق اللہ کی تلواریں جو ہمارے ہاتھوں میں ہیں وہ اس کے دشمنوں پر ستی ہوئی ہیں وہ تلواریں ہم نے ابھی تک ہاتھ سے رکھی نہیں اور اللہ کی قسم! ہم اپنے مخالف سے اب بھی اسی طرح جہاد کریں گے جیسا کہ نبی ﷺ کی معیت میں کیا کرتے تھے، پس مخالف

خوب سمجھ لے اور اپنی جان پر ظلم نہ کرے۔ (۱)

فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَهَا حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کہتے ہیں اللہ کی قسم اس وقت لوگوں کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ کسی کو یہ یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے، جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی تو ان سے سن کر لوگوں کو یہ آیت یاد آئی پھر ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی تلاوت کر رہے تھے اور بے اختیار رو رہے تھے۔ (۲)

أَنَّ عُمَرَ قَالَ:وَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ، حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا، عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اللہ کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ رسول اللہ کی وفات ہوگئی ہے تو میں سکتے میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور زمین پر گر جاؤں گا اور مجھے یقین بھی ہوگیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔ (۳)

قَالَ عُمَرُ: فَلَكَأَنِّي لَمْ أَقْرَأْهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ. وَرَجَعَ عَنْ مَقَالَتِهِ الَّتِي قَالَهَا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری حالت بھی یہی ہوئی کہ گویا کہ میں نے آج ان آیتوں کو پڑھا ہے اور اپنے خیال سے رجوع کیا۔ (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ دردناک اشعار کہے۔

فَبَكِّي رَسُولَ اللهِ يَا عَيْنُ عَبْرَةً ۔۔۔ وَلَا أَعْرِفَنَّكِ الدَّهْرَ دمعك يجمد

اے میری آنکھ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہا ۔۔۔ خبردار! آج کے بعد کبھی تیرے آنسو خشک نہ ہوں

وَمالك لَا تَبْكِينَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِي ۔۔۔ عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يُتَغَمَّدُ

اور تو کیوں نہ اس صاحب فضل ونعمت شخصیت پر روئے ۔۔۔ جن کے احسانات عظیمہ نے سب لوگوں کو ڈھانپ رکھا ہے

فَجُودِي عَلَيْهِ بِالدُّمُوعِ وَأَعْوِلِي ۔۔۔ لِفَقْدِ الَّذِي لَا مِثْلُهُ الدَّهْرَ يُوجَدُ

لہذا اس فقید المثال شخصیت پر خوب جی بھر کر آنسو بہا ۔۔۔ جن کی وفات کے بعد اب ان جیسا کوئی کبھی پیدا نہ ہوگا

وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَلَا مِثْلُهُ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

(۱) البداية والنهاية ۵/۲۶۴،دلائل النبوة للبيهقى ۷/۲۱۸

(۲) صحيح بخارى كتاب الجنائزبَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ ۱۲۴۲، وكتاب المغازى بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۵۴ ،السنن الكبرى للبيهقى ۶۷۱۰

(۳) صحيح بخارى كتاب المغازى بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۵۴

(۴) تفسيرالقرطبى ۴/۲۲۳

اللہ گواہ ہے کہ گزشتہ دنوں نے بھی محمد ﷺ جیسی کسی شخصیت کی وفات کا صدمہ نہیں جھیلا نہ آئندہ قیامت تک آپ جیسی کوئی شخصیت فوت ہوگی۔ [1]

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن عبد المطلب نے بھی حسرتناک اشعار کہے۔

أَرِقْت فَبَاتَ لَيْلِي لَا يَزُولُ　　　دَلِيلُ أَخِي الْمُصِيبَةِ فِيهِ طُولُ

میں بے خواب ہوں، میری رات ختم ہونے میں نہیں آرہی　حقیقت یہ ہے کہ مصیبت زدہ شخص کی رات بہت لمبی ہوتی ہے

وَأَسْعَدَنِي الْبُكَاءُ وَذَاكَ فِيمَا　　　أُصِيبَ الْمُسْلِمُونَ بِهِ قَلِيلُ

میں جاگنے کے ساتھ ساتھ رو بھی رہا ہوں　لیکن یہ آہ وبکا اس مصیبت کے مقابلے میں بہت کم ہے جس میں آج مسلمان مبتلا ہیں

لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيبَتُنَا وَجَلَّتْ　　　عَشِيَّةَ قِيلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُولُ

ہماری مصیبت بہت بڑی اور ناقابل برداشت ہے　آج ہر طرف شور برپا ہے رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے

وَأَضْحَتْ أَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا　　　تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيلُ

اس دہشت ناک خبر سے مدینہ اور عرب کی سرزمین زلزلہ براندام ہوئی ہے قریب ہے کہ قیامت برپا ہو جائے

فَقَدْنَا الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيلَ فِينَا　　　يَرُوحُ بِهِ وَيَغْدُو جِبْرَئِيلُ

آپ کی وفات سے وحی وقرآن کی آمد ختم ہوگئی ہے　جسے لے کر جبریل شام وسحر آیا کرتے تھے

وَذَاكَ أَحَقّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ　　　نُفُوسُ النَّاسِ أَوْ كَرَبَتْ تَسِيلُ

اس ہیبت ناک مصیبت پر حق تو یہ ہے کہ سب روحیں نکل جاتیں یا نکل جانے کے قریب ہوتیں

نَبِيّ كَانَ يَجْلُو الشّكّ عَنّا　　　بِمَا يُوحَى إِلَيْهِ وَمَا يَقُولُ

وہ عظیم الشان نبی کریم جو آسمانی وحی اور اپنے فرامین کے ذریعے سے ہمارے شکوک وشبہات دور فرمایا کرتے تھے اور ہماری ہدایت کا سامان کیا کرتے تھے

وَيَهْدِينَا فَلَا نَخْشَى ضَلَالًا　　　عَلَيْنَا وَالرّسُولُ لَنَا دَلِيلُ

آپ جیسے رہنما کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی گمراہی لا ذرہ بھی خدشہ نہ تھا

أَفَاطِمُ إنْ جَزِعْت فَذَاكَ عُذْرٌ　　　وَإِنْ لَمْ تَجْزَعِي، ذَاكَ السّبِيلُ

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اگر آج تو روئے تو یہ تیرا حق بنتا ہے اور تو معذور تصور ہوگی، البتہ حوصلہ کرے اور صبر کا مظاہرہ کرے تو یہ ایک عظیم طریق ہوگا

---

[1] ابن ہشام ۲/۶۶۸، الروض الانف ۷/۶۰۳، امتاع الاسماع ۱۴/۵۹۱، سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد ۱۲/۲۸۱

فَقَبْرُ أَبِيكَ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ وَفِيهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُولُ

یادرکھو! تیرے اباجان کی قبر ہر قبر کی سردار ہے جس میں اولین وآخرین کے سردار وآقا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (۱)

عید میلاد النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ اور کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے میلاد رسول والے دن میں کوئی خاص اجتماع یا ہو یا روزوں، نماز، کھانا کھلانا وغیرہ سے اس دن کی کوئی تخصیص کی ہو۔حقیقت یہ ہے کہ اس عید کی ایجاد کا سہرہ رافضیوں اور گمراہ اسماعیلی فاطمیوں کے سر پر ہے جنہوں نے میلاد والی عیدیں گھڑلیں، ان میں وہ لوگوں کو کھانا کھلاتے، مال ودولت خرچ کرتے اور جلسے جلوس کرتے تھے، مشہور صوفی السخاوی کہتے ہیں کہ خیر القرون میں کسی ایک سے بھی یہ عید منقول وثابت نہیں یہ بعد میں گھڑی گئی ہے، اس کے بعد اہل اسلام (یعنی اسلام کے نادنہاد عیداروں) نے اسے (سخاوی کے علم کے مطابق) تمام شہروں اور علاقوں میں عزت واحترام سے جلسے جلوس کر کے منانا شروع کر دیا ہے اس عید پر وہ بڑی عظیم الشان دعوتیں اڑاتے ہیں، طرح طرح کے صدقے کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں، خوشحالی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور میلاد رسول ﷺ کے واقعات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ (۲)

پھر انہوں نے اس میلاد کی فضیلتیں بیان کرنا شروع کر دیں اور ابن الجزری سے اپنی تائید نقل کی اور یہاں تک لکھا کہ بلکہ ہمارے استاذ استاذ الاساتذہ عظیم الشان اماموں کے خاتم (یعنی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) نے اس کی دلیل صحیح بخاری ومسلم کی اس حدیث سے لی ہے جس میں آیا ہے

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ فَرَأَى اليَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى،قَالَ:فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ ، فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ،قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ،قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے ان یہودیوں سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی پس ہم (موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے) یہ روزہ اللہ کے شکر کے لئے رکھتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور اس روزے کا حکم بھی دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس دن کی تو یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آئندہ سال آئے گا تو ہم (یہود ونصاریٰ کی مشابہت سے بچنے کے لئے) نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے، راوی نے کہا کہ ابھی آئندہ سال نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔ (۳)

---

(۱) الروض الانف ۵۹۸/۷، عیون الاثر ۴۱۰/۲، امتاع الاسماع ۶۰۳/۱۴

(۲) الاجوبه المرضية ۱۱۱۶/۳

(۳) صحیح بخاری كِتَابُ الصَّوْمِ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ ۲۰۰۴، صحیح مسلم كِتَاب الصِّيَامِ بَابُ أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ ۲۶۶۶

ہمارے استاذ (یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی خاص دن میں کوئی نعمت عطا فرمائی ہو یا کسی مصیبت کو دور کیا ہو تو اس کا شکر ہر سال اسی دن منانا صحیح ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر کی عبادات مثلاً نماز، روزہ اور تلاوت قرآن سے منایا جاتا ہے اور ثواب ہوتا ہے اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بڑی کون سی نعمت ہوسکتی ہے۔ [1]

اس کلام اور طریقہ استدلال میں نظر ہے کیونکہ اگر یہ حدیث اس بات کی دلیل ہوتی جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عید میلاد منانے سے نہ رکتے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ دن منانے سے پیچھے رہتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عید میلاد نہ منانا اس کی دلیل قاطع ہے کہ یہ فعل یعنی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا صحیح نہیں ہے بلکہ اس میں وہ غلو ہے جس سے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے منع کیا ہے،

لاَ تُطْرُونِي، كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللهِ، وَرَسُولُهُ

آپ نے فرمایا کہ جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) کو حد سے بڑھایا تم مجھے حد سے نہ بڑھانا میں اللہ کا بندہ ہوں لہذا مجھ کو اللہ کا بندہ اور رسول کہو۔ [2]

اور اگر یہ دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانے کی اصل سلیل ہے تو پھر دیگر انبیاء کی میلادیں منانے کی بھی اکمل دلیل یہی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ آپ نے کسی نبی کا میلاد منایا ہو اور نہ کسی دوسرے صحابی یا تابعی رحمہ اللہ سے یہ بات ثابت ہے بلکہ علماء کا غیر مسلموں کے تہواروں کے بارے میں شدید کلام ہے جو عنقریب آئے گا (انشااللہ) اور اگر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جائز ہے تو مسیح کے حق میں بھی جائز ہے حالانکہ یہ عیسائیوں کا مخصوص تہوار ہے اور کسی عالم نے بھی عید میلاد المسیح کو جائز نہیں کہا لہذا یہ استدلال سرے سے ہی مردود ہے، پھر یہ کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی بیان کردہ یہ دلیل ایک خاص حادثہ اور واقعہ کے بارے میں ہے اسے عام دلیل بنا کر پیش کرنا صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وہی عبادت کرتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے مقرر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ [3]

ترجمہ: یہ صرف وحی ہے جو آپ پر وحی کی جارہی ہے۔

پس ہر عبادت جو نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی سے تو صحیح یہی ہے کہ وہ عبادت ناجائز و حرام ہے الا یہ کہ اس کے جواز پر کوئی دلیل قائم ہو اور مروجہ میلاد النبی منانے پر کوئی دلیل نہیں لہذا اس کا حکم ناجائز اور حرمت والا ہی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کو سختی سے منع کیا تھا جو اکٹھے ہو کر ذکر، تسبیح، حمد باری تعالیٰ اور تکبیرات کہہ رہے تھے انہوں نے اس

---

[1] الاجوبہ المرضیۃ ۱۱۱۷/۳

[2] صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابُ قَوْلِ اللهِ وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ۳۴۴۵

[3] النجم ۴

پر سخت انکار کیا حالانکہ ذکر کرنا فی نفسہ اچھی بات ہے اور عمومی دلائل اس کے مئوید بھی ہیں لیکن ان لوگوں کی خاص ہیئت سنت نبوی یا آثار صحابہ سے ثابت نہیں لہذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان ذاکرین پر انکار کیا تھا۔

اسی طرح خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا تھا جو قرآن کی تلاوت کرتے اور اس پر روتے (رلاتے) تھے حالانکہ قرآن کا سننا سنانا فی نفسہ اچھی بات ہے لیکن اس خاص حالت میں سماع قرآن بدعت ہے۔ [1]

تو وہ چیز کیوں ممنوع نہ ہو گی جس کی فضیلت یا خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں۔

فِيمَنْ يَعْمَلُ كُلَّ سَنَةٍ خِتْمَةً فِي لَيْلَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - هَلْ ذَلِكَ مُسْتَحَبٌّ أَمْ لَا؟ الْحَمْدُ لِلَّهِ. جَمْعُ النَّاسِ لِلطَّعَامِ فِي الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ سُنَّةٌ، وَهُوَ مِنْ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ الَّتِي سَنَّهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِينَ وَإِعَانَةُ الْفُقَرَاءِ بِالْإِطْعَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ هُوَ مِنْ سُنَنِ الْإِسْلَامِ،فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ وَإِعْطَاءُ فُقَرَاءِ الْقُرَّاءِ مَا يَسْتَعِينُونَ بِهِ عَلَى الْقُرْآنِ عَمَلٌ صَالِحٌ فِي كُلِّ وَقْتٍ، وَمَنْ أَعَانَهُمْ عَلَى ذَلِكَ كَانَ شَرِيكَهُمْ فِي الْأَجْرِ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا جو شخص ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی رات قرآن کو ختم کرتا ہے کیا یہ مستحب ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ الحمد اللہ عیدین اور ایام تشریق (عید الاضحیٰ کے بعد تین دن) میں لوگوں کو کھانے پینے کے لئے جمع کرنا سنت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے مسنون قرار دیا ہے۔ رمضان کے مہینے میں فقیروں اور مساکین کو کھانا کھلانا بھی دین اسلام کے عظیم الشان طریقوں میں سے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو اسے اس روزہ دار جیسا ثواب ملے گا اور روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔ [2]

وَإِعْطَاءُ فُقَرَاءِ الْقُرَّاءِ مَا يَسْتَعِينُونَ بِهِ عَلَى الْقُرْآنِ عَمَلٌ صَالِحٌ فِي كُلِّ وَقْتٍ، وَمَنْ أَعَانَهُمْ عَلَى ذَلِكَ كَانَ شَرِيكَهُمْ فِي الْأَجْرِوَأَمَّا اتِّخَاذُ مَوْسِمٍ غَيْرِ الْمَوَاسِمِ الشَّرْعِيَّةِ كَبَعْضِ لَيَالِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ الَّتِي يُقَالُ إنَّهَا لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ، أَوْ بَعْضُ لَيَالِي رَجَبٍ، أَوْ ثَامِنَ عَشَرَ ذِي الْحِجَّةِ، أَوْ أَوَّلُ جُمُعَةٍ مِنْ رَجَبٍ، أَوْ ثَامِنُ شَوَّالٍ الَّذِي يُسَمِّيه الْجُهَّالُ عِيدُ الْأَبْرَارِ ، فَإِنَّهَا مِنْ الْبِدَعِ الَّتِي لَمْ يَسْتَحِبَّهَا السَّلَفُ وَلَمْ يَفْعَلُوهَا

فقیر و محتاج حافظوں کو صدقہ و خیرات دینا ہر وقت جائز ہے جو ان کی مدد کریگا تو ان کے ثواب میں شریک ہو جائے گا، رہا بغیر کسی شرعی دلیل کے بعض اوقات کو جمع ہونے کے لئے مقرر کر لینا مثلاً ربیع الاول کے مہینے کی بعض راتیں یا دن میلاد کے لئے مقرر کرنا، رجب کی چند راتیں، اٹھارویں ذوالحجہ، رجب کا پہلا جمعہ یا آٹھویں شوال جسے جاہل لوگ نیک لوگوں کی عید کہتے ہیں یہ سب بدعات ہیں جنہیں سلف

---

[1] البدع النهى عنها صفحه ۳۶

[2] جامع ترمذی أَبْوَابُ الصَّوْمِ بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا ۸۰۷

صالحین نے پسند نہیں کیا اور ان کا منانا سلف صالحین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے۔ (١)

عید میلاد کے جلوس اہل کتاب کی اہم خصوصیت ہے وہ اپنے انبیاء اور پادریوں کی عید میلادیں مناتے ہیں اور ہمیں ان لوگوں کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اس لئے کہ ان لوگوں (عیسائیوں) کے طرز عمل کی موافقت کرنا بظاہر دلی طور پر ان کی حمایت کے مترادف ہے اسے ہی عقیدہ (کی برابری) کہا جاتا ہے،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ

حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو۔ (٢)

خَالِفُوا الْمَجُوسَ

مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (٣)

وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ

اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ (٤)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اہل کتاب اور مشرکین کے خاص اعمال کی علانیہ مخالفت کرتے تھے چاہے لباس کا معاملہ ہو یا جماع کا حتی کہ دس محرم کے روزہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی مخالفت کر کے نو محرم کے روزے کا حکم دیا بشرطیکہ وہ آئندہ سال زندہ ہوں لیکن اس سے پہلے ہی آپ کی وفات ہوگئی لہذا (یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کی) مخالفت والا حکم اپنے وجوب (یعنی لازمی عمل) پر باقی رہا نہ کہ استحباب پر اور اس سے مذکورہ تہوار کا بدعت ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

أن الأعياد من جملة الشرع والمناهج والمناسك، التي قال الله سبحانه لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا، لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا عیدوں اور تہواروں کا شریعت منہج (نصب العین) اور عبادات سے تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے شریعت اور نصب العین بنایا ہے ہم نے ہر امت کے لئے عبادت کا ایک طریقہ بتایا ہے جس پر وہ عمل پیرا ہیں۔

كالقبلة والصلاة والصيام، فلا فرق بين مشاركتهم في العيد وبين مشاركتهم في سائر المناهج، فإن الموافقة في جميع العيد، موافقة في الكفر. والموافقة في بعض فروعه: موافقة في بعض شعب الكفر، بل الأعياد هي من أخص ما تتميز به الشرائع، ومن أظهر ما لها من الشعائر، فالموافقة فيها موافقة في أخص شرائع الكفر، وأظهر شعائره ولا ريب أن الموافقة في هذا قد تنتهي إلى الكفر في الجملة بشروطه.

(١) الفتاوى الكبرى لابن تيمية ٤/٤١٤، مجموع الفتاوى ٢٥/٢٩٨

(٢) صحيح بخارى كِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ ٥٨٩٢،صحيح مسلم كِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ ٦٠٢

(٣) صحيح مسلم كِتَابِ الطَّهَارَةِ بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ ٦٠٣، مسند احمد ٨٧٨٥

(٤) العلل لابن ابي حاتم ٢٠٦٢، مسند احمد ٢٢٢٨٣

جیسے قبلہ، نماز، روزہ لہذا ان لوگوں کے تہواروں میں شمولیت ہو یا عبادات میں، اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پورے تہوار وعید میں موافقت پورے کفر میں موافقت ہے اور بعض میں موافقت بعض کفر میں موافقت ہے۔ بلکہ عیدیں اور تہوار قوموں کا خاص الخاص امتیازی نشان ہوتے ہیں ان عیدوں سے ان لوگوں کی عبادات اور مذاہب کا اظہار ہوتا ہے تو جو شخص ان عیدوں میں جس قوم کی حمایت کرے گا اس نے گویا کفر میں ان کی حمایت کی، اور اس میں شک نہیں کہ یہ حمایت وموافقت کفر وارتداد کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔ (١)

اس کی تائید قول باری تعالیٰ سے بھی ہوتی ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ... (٢)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو جھوٹ میں حاضر نہیں ہوتے۔

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ، وَطَاوُسُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، وَالضَّحَّاكُ، وَالرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ، وَغَيْرُهُمْ: هِيَ أَعْيَادُ الْمُشْرِكِينَ

سلف صالحین میں سے ایک جماعت مثلاً ابو العالیہ، طاوس، محمد بن سیرین، ضحاک، ربیع بن انس وغیرہ ہم نے اس آیت میں الزُّورَ سے مراد مشرکوں کی عیدیں اور تہوار لیے ہیں۔ (٣)

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَهَذَا عِيدُنَا

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے فرمایا تھا اے ابو بکر! بیشک ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ (٤)

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہر قوم کی خصوصیت اس کی عید بتائی ہے کیونکہ اس کا تعلق اس کے خاص نشان سے ہوتا ہے اس لئے غیر مسلموں کے ساتھ ان کے تہواروں میں کسی قسم کی شرکت جائز نہیں ہے حتیٰ کہ انہیں مبارک باد بھی نہیں کہنا چاہیے کیونکہ اس طرح ان کی حمایت ہوتی ہے اور ان کی محرف ومنسوخ شریعت اقرار ہوتا ہے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تشریف لانے کے بعد آپ کے دین اسلام کے علاوہ کسی دین پر عمل جائز نہیں ہے۔

سلف صالحین سے ایسے اقوال بھی مروی ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ غیر مسلموں کی عیدوں اور تہواروں کی سختی سے مخالفت وحرمت کے قائل تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: مَنْ بَنَى فِي بِلَادِ الْأَعَاجِمِ فَصَنَعَ نَوْرُوزَهُمْ وَمِهْرَجَانَهُمْ وَتَشَبَّهَ بِهِمْ حَتَّى يَمُوتَ وَهُوَ كَذَلِكَ حُشِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا جو شخص بلاد عجم میں (کافروں کے ساتھ) رہے ان کے (تہواروں) نیروز اور مہرجان میں شرکت

---

(١) اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم ١/٥٢٨

(٢) الفرقان ٧٢

(٣) تفسیرابن کثیر ٦/١٣٠

(٤) صحيح بخاری كتاب الجمعة بَابُ سُنَّةِ العِيدَيْنِ لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ ٩٥٢، صحيح مسلم كتاب صلاة العيدين بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اللَّعِبِ الَّذِي لَا مَعْصِيَةَ فِيهِ فِي أَيَّامِ الْعِيدِ ٨٩٢

اور مشابہت کرے اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوجائے تو اس شخص کا حشر انہی (کافروں) کا سا ہوگا۔ (۱)

وهذا يقتضي أنه جعله كافرا بمشاركتهم في مجموع هذه الأمور، أو جعل ذلك من الكبائر الموجبة للنار، وإن كان الأول ظاهر لفظه، فتكون المشاركة في بعض ذلك معصية؛ لأنه لو لم يكن مؤثرا في استحقاق العقوبة لم يجز جعله جزءا من المقتضى، إذ المباح لا يعاقب عليه، وليس الذم على بعض ذلك مشروطا ببعض؛ لأن أبعاض ما ذكره يقتضي الذم مفردا. وإنما ذكر والله أعلم من بنى ببلادهم؛ لأنهم على عهد عبد الله بن عمرو وغيرهم من الصحابة كانوا ممنوعين من إظهار أعيادهم بدار الإسلام، وما كان أحد من المسلمين يتشبه بهم في عيدهم وإنما كان يتمكن من ذلك بكونه في أرضهم.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) نے اس شخص کو کافروں کی مکمل حمایت کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے یا اسے ایسا کبیرہ گناہ قرار دیا ہے جس کی وجہ سے آدمی دوزخ کا مستحق ہوجاتا ہے اگرچہ اول الذکر مفہوم زیادہ ظاہر (اور واضح) ہے، لہٰذا ان تہواروں وغیرہ میں جزوی مشارکت بھی گناہ ہے کیونکہ اگر وہ عذاب کا مستحق نہیں تو تب بھی اس کے لئے یہ کام مباح نہیں ہے اور مباح پر ملامت نہیں کی جاتی، جبکہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کی سخت مذمت کر رکھی ہے اور یہ مذمت کسی خاص تہوار یا شخص کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام ہے جس میں تمام لوگ شامل ہیں، رہا ان کا یہ کہنا کہ جو کافروں کے علاقے میں رہے تو (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) وغیرہ صحابہ کے زمانے میں دار الاسلام میں کافروں کو ان (تہواروں) سے روک دیا گیا تھا، مسلمانوں میں سے کوئی بھی ان تہواروں میں کافروں کی مشابہت نہیں کرتا تھا ایسا کرنا صرف کافروں کے علاقے میں ہی ممکن تھا۔ (۲)

عَنْ أَبِي عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ:لَا تَعَلَّمُوا رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ، وَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ، فَإِنَّ السَّخْطَةَ تَنْزِلُ عَلَيْهِمْ

عطاء بن دینار رحمہ اللہ سے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عجمیوں کی بولیاں نہ سیکھو اور نہ ان کے کنیساؤں (عبادت گاہوں) میں عید کے دن داخل ہو کیونکہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ (۳)

سألت أحمد عن شهود هذه الأعياد التي تكون عندنا بالشام، مثل: طور يانور ودير أيوب وأشباهه، يشهده المسلمون، يشهدون الأسواق، ويجلبون الغنم فيه، والبقر، والدقيق والبر، والشعير، وغير ذلك، إلا أنه إنما يكون في الأسواق يشترون، ولا يدخلون عليهم بيعهم؟قال: إذا لم يدخلوا عليهم بيعهم، وإنما يشهدون السوق فلا بأس

امام الخلال رحمہ اللہ نے مھنا ابن یحییٰ سے نقل کیا ہے میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا ہمارے ہاں شام میں جو عیدیں ہوتی ہیں جن میں عام مسلمان حاضر ہوتے ہیں یا بازاروں کو جاتے ہیں، ان میں وہ گائیں بکریاں وغیرہ لے کر جاتے ہیں، یہ لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کرتے

(۱) السنن الکبری للبیهقي ۱۸۸۶۴
(۲) اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم ۱/۵۱۵،۵۱۶
(۳) مصنف ابن ابی شیبة ۲۶۲۸۱، مصنف عبد الرزاق ۱۶۰۹

ہیں مگر کافروں کی عبادت گاہوں میں داخل نہیں ہوتے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہ ان کی عبادت گاہوں میں داخل نہ ہوں اور صرف بازاروں میں خرید وفروخت میں حاضر ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

امام احمد رحمہ اللہ نے عبادت گاہوں کے بجائے بازاروں میں حاضری کو اس لئے جائز رکھا ہے کہ یہ ان لوگوں کے تہواروں میں شرکت سے علیحدہ ہے حالانکہ اس میں بھی ان غلط باتوں پر ان لوگوں کی ضمنی موافقت ہے، اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کے علاقے میں نہ اہل کتاب کی عیدیں منائی جائیں اور نہ ان کا اظہار کیا جائے اور مسلمانوں کو بھی ان کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان تہواروں کو ختم کر دینا چاہیے۔

امام احمد رحمہ اللہ کے درج بالا قول کی تائید سنت نبوی سے بھی ہوتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لاَ تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلاَءِ المُعَذَّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلاَ تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ، لاَ يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحجر (قوم ثمود کا علاقہ) والوں کے علاقے کے بارے میں فرمایا تھا ان لوگوں کے علاقے میں جن پر عذاب نازل ہوا ہے صرف رونے والی حالت میں داخل ہو کر گزرو اور اگر رونا نہیں تو پھر اس علاقے میں داخل نہ ہونا، کہیں تمہارے اوپر بھی عذاب نہ آجائے۔ (۲)

ثُمَّ زَجَرَ فَأَسْرَعَ حَتَّى خَلَّفَهَا

ایک روایت میں ہے پھر آپ نے منع کر دیا اور اس علاقے سے بہت جلدی گزر کر اسے اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ (۳)

أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَ ثَمُودَ، الحِجْرَ، فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا، وَاعْتَجَنُوا بِهِ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُهَرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا، وَأَنْ يَعْلِفُوا الإِبِلَ العَجِينَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ البِئْرِ الَّتِي كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ

ایک اور روایت میں ہے لوگوں نے قوم ثمود کی زمین الحجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑاو کیا وہاں کے کنوؤں سے پانی بھر لیا اور آٹا گوندھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پانی بہانے اور آٹا مویشیوں کو کھلانے کا حکم دے دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ اس کنوئیں سے پانی بھریں جہاں (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ (۴)

وَفِيهِ الْحَثُّ عَلَى الْمُرَاقَبَةِ عِنْدَ الْمُرُورِ بِدِيَارِ الظَّالِمِينَ وَمَوَاضِعِ الْعَذَابِ وَمِثْلُهُ الْإِسْرَاعُ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ لِأَنَّ أَصْحَابَ الْفِيلِ هَلَكُوا هُنَاكَ فَيَنْبَغِي لِلْمَارِّ فِي مِثْلِ هَذِهِ الْمَوَاضِعِ الْمُرَاقَبَةُ وَالْخَوْفُ وَالْبُكَاءُ وَالِاعْتِبَارُ بِهِمْ وَبِمَصَارِعِهِمْ وَأَنْ

(۱) اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم ۲/۳۳۶

(۲) صحیح بخاری كِتَابُ الصَّلاَةِ بَابُ الصَّلاَةِ فِي مَوَاضِعِ الخَسْفِ وَالعَذَابِ ۴۳۳

(۳) صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ۷۴۶۵

(۴) صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۳۳۷۸، صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ بَابُ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ، إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ۷۴۶۶

يَسْتَعِيذَ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں ظالموں کے علاقے اور عذاب کی سرزمین کی طرف خاص توجہ دینا مقصود ہے اور یہ کہ ایسے علاقے سے جلدی نکل جائیں۔ اسی طرح وادی محسر جہاں ہاتھی والے ہلاک ہوئے تھے اس سے بھی جلدی گزرنا چاہیے اور ایسے علاقوں میں سے سفر کرنے والے کو پوری دیکھ بھال، خوف، گریہ وزاری کا مظاہرہ کرنا چاہیے کہ وہ اس منظر سے عبرت حاصل کرے اور اللہ کی پناہ مانگے۔ [1]

بالکل اسی طرح کفار ومشرکین کے یہ تہوار ہیں یہ بھی اللہ کے عذاب کے مستحق ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول جس کی سابقہ انبیاء نے بشارت دی ہے پر ایمان نہ لاکر ان ظالم لوگوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی ہے۔ ان بعض بشارتوں کا ذکر ان لوگوں کی تحریف شدہ کتابوں میں بھی موجود ہے، اس کے باوجود انہوں نے رب کے حکم کی مخالفت کر کے دین میں من مانی کی ہے اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا ہے اور جس شخص نے ان کے بعض قوانین ورسوم میں موافقت کی تو اسے کفر وظلم سے اتنا ہی حصہ ملے گا اور جس نے ان کے تہواروں پر خوشی منائی تو گویا وہ اس کفر، سرکشی اور انکار پر راضی ہیں اور جس نے انہیں تحفے تحائف دیے یا ان لوگوں کے لئے خوب کھانے پکائے تو ایسے آدمی کے بارے میں علماء نے سخت کلام کیا ہے بلکہ بعض نے تو ایسا کرنے والے کے لئے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے قول کا ظاہری مفہوم بھی یہی ہے۔

وَفِي كُتُبِ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ: مَنْ أَهْدَى لَهُمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ بِطِّيخَةً بِقَصْدِ تَعْظِيمِ الْعِيدِ فَقَدْ كَفَرَ

ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں حنفیوں کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ جو شخص ان (کافروں) کی عید کے دن بطور تعظیم ایک خربوزہ انہیں تحفہ دے تو اس نے یقیناً کفر کیا۔ [2]

وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ: سُئِلَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الرُّكُوبِ فِي السُّفُنِ الَّتِي تَرْكَبُ فِيهَا النَّصَارَى إِلَى أَعْيَادِهِمْ، فَكَرِهَ ذَلِكَ مَخَافَةَ نُزُولِ السُّخْطَةِ عَلَيْهِمْ بِشِرْكِهِمُ الَّذِينَ اجْتَمَعُوا عَلَيْهِ

اور نیز یہ بھی کہا ہے کہ عبدالملک بن حبیب کہتا ہے ابن القاسم (شاگرد امام مالک رحمہ اللہ) سے ان کشتیوں میں سواری کے بارے میں پوچھا گیا جن میں عیسائی اپنے خاص تہواروں میں سفر کرتے ہیں؟ تو انہوں نے اسے مکروہ یعنی حرام قرار دیا کہ کہیں اس اجتماع وشراکت کی وجہ سے اللہ کا غضب ان پر نازل نہ ہو جائے۔

قَالَ: وَكَرِهَ ابْنُ الْقَاسِمِ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى النَّصْرَانِيِّ فِي عِيدِهِ مُكَافَأَةً لَهُ، وَرَآهُ مِنْ تَعْظِيمِ عِيدِهِ وَعَوْنًا لَهُ عَلَى كُفْرِهِ، أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِينَ أَنْ يَبِيعُوا مِنَ النَّصَارَى شَيْئًا مِنْ مَصْلَحَةِ عِيدِهِمْ، لَا لَحْمًا وَلَا أُدْمًا وَلَا ثَوْبًا، وَلَا يُعَارُونَ دَابَّةً، وَلَا يُعَانُونَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ عِيدِهِمْ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ مِنْ تَعْظِيمِ شِرْكِهِمْ وَعَوْنِهِمْ عَلَى كُفْرِهِمْ، وَيَنْبَغِي لِلسَّلَاطِينِ أَنْ يَنْهَوُا الْمُسْلِمِينَ عَنْ ذَلِكَ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ، لَمْ أَعْلَمْهُ اخْتُلِفَ فِيهِ

[1] شرح النووي على مسلم ١١١/١٨

[2] احكام اهل الذمة ١٢٥٠/٣

راوی کہتا ہے کہ عبد الرحمٰن بن القاسم نے اسے بھی مکروہ یعنی حرام سمجھا ہے کہ کوئی مسلمان کسی نصرانی کی عید والے دن اس کی دلجوئی کے لئے کوئی تحفہ پیش کرے اور انہوں نے اسے اس تہوار کی تعظیم اور اس کے کفر کی حمایت قرار دیا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ مسلمانوں کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ عیسائیوں کی عید کے لئے انہیں گوشت، سالن یا کپڑا بیچیں اور نہ انہیں عاریتا کوئی جانور (سواری کے لئے) دیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہ کریں کیونکہ اس میں ان کے شرک کی تعظیم اور کفر پر تعاون ہے، لہذا مسلمان حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ ایسے کاموں سے منع کر دیں، یہی قول امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے اور اس میں مسلمان علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ [1]

یہ حکم تمام ایجاد کردہ غیر شرعی عیدوں اور تہواروں پر عائد ہوتا ہے جنہیں کفار اور مشرکین مناتے ہیں مثلاً عید میلاد، میلاد المسیح، کنواری مریم کی عید، پادریوں کے ایام منانا، ماں کی عید (عید الام، تازہ ہوا سونگھنے کا تہوار (یہ شیعوں کے ایک گروہ کا خاص تہوار ہے جیسے عید نیروز بھی کہتے ہیں۔ از افادات شیخ ابو فراس شامی) نیروز و مہرجان کی عید اور اس قسم کی وہ تمام عیدیں جو غیر مسلم مناتے ہیں) ان تمام عیدوں اور تہواروں کے بارے میں وہی قاعدہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے

فإنما سببه هو كونه يوما مخصوصا، وإلا فلو كان كسائر الأيام لم يختص بشيء

اس دن کوئی خاص کام نہیں کیا جائے گا بلکہ مسلمان بغیر کسی خصوصیت کے عام دنوں کی طرح ہی اسے گزاریں گے۔ [2]

وہ ان دنوں میں غیر مسلموں کی مخالفت سے نہ روزہ رکھیں گے اور نہ ان کی ضد سے افطار کریں گے وہ ان ایام میں ایسی کوئی خاص عبادت نہیں کریں گے جو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے تہواروں کے دن مدینہ والوں کو روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ انہیں ان تہواروں میں شرکت سے منع کیا ہے لہذا ان عیدوں کے بارے میں سنت نبوی بس یہی ہے۔

خلیفہ کا انتخاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تدفین سے پہلے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ امیر کا تقرر ہو جائے اور اس کی امارت میں تمام امور انجام پائیں اور کوئی وقت بھی مسلمانوں پر ایسا نہ گزرے کہ وہ بے امیر زندگی گزاریں، لہذا اس مقصد کے لئے انصار بنو ساعدہ کے سائبان میں جمع ہو گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی (تو انہوں نے بھی اس معاملہ کو اہم سمجھا)

قَالَ عُمَرُ: وَإِنَّا وَاللهِ مَا وَجَدْنَا فِيمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوَى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي بَكْرٍوَانْحَازَ بَقِيَّةُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، وَانْحَازَ مَعَهُمْ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ،فَأَتَى آتٍ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، قَدْ انْحَازُوا إِلَيْهِ، فَإِنْ كَانَ لَكُمْ بِأَمْرِ النَّاسِ حَاجَةٌ فَأَدْرِكُوا قَبْلَ أَنْ يَتَفَاقَمَ أَمْرُهُمْ، قَالَ عُمَرُ:فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هَؤُلَاءِ مِنْ الْأَنْصَارِ

وہ خود فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم جو امور ہمیں درپیش تھے ان میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ اہم کوئی کام نہ تھا (لہذا) باقی تمام

[1] احکام اھل الذمة ۱۲۵۰،۱۲۴۹/۳

[2] اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم ۵۲۹/۱

مہاجرین اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے، اسی وقت ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے ہیں، اگر تم لوگوں کو اس بات کی کچھ ضرورت ہے تو تم انصار کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو جائے کہ معاملہ بڑھ جائے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں بھی انصاری بھائیوں کے پاس چلنا چاہیے دیکھیں تو سہی کہ ہمارے انصار بھائی کیا کر رہے ہیں۔ (1)

فَانْطَلَقْنَا نَؤُمُّهُمْ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔

(سیدنا علی رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور کچھ اور لوگوں کے علاوہ) تمام مہاجرین سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حتَّى لَقِيَنَا رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا لَنَا الَّذِي صَنَعَ الْقَوْمُ فَقَالَا: أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ؟فَقُلْتُ نُرِيدُ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا: لَا عَلَيْكُمْ.أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ وَاقْضُوا أَمْرَكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ،فَقُلْتُ: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حتَّى جِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ،فَإِذَا هُمْ مُجْتَمِعُونَ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ رَجُلٌ مُزَمَّلٌ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟قَالُوا: سعد بن عبادة، فقلت ماله، قَالُوا :وَجِعٌ فَلَمَّا جَلَسْنَا

راستہ میں دو نیک بخت انصاریوں (معن رضی اللہ عنہ بن عدی اور عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ) سے ملاقات ہوئی، انہوں نے انصار کے مطمع نظر کی وضاحت کی پھر پوچھا اے مہاجرین کی جماعت! تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم انصاری بھائیوں کی طرف جا رہے ہیں، ان انصاریوں نے کہا تمہیں وہاں نہیں جانا چاہیے تم اپنا کام کر لو (یعنی خلیفہ منتخب کر لو وہ بھی راضی ہو جائیں گے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے (اس گفت و شنید کے بعد) مہاجرین سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے، ان لوگوں کے درمیان میں ایک صاحب کمبل اوڑھے بیٹھے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ان کی طبیعت کیسی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ان کو بخار ہے، انصار انہیں امیر بنانے کے لئے ان کے مکان سے نکال لائے تھے، پھر تھوڑی دیر مہاجرین وہاں بیٹھے رہے۔

قَامَ خَطِيبُهُمْ: فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ وَكَتِيبَةُ. الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ يا معشر المهاجرين رهط نبينا وقد دفت دافة منكم تريدون أن تختزلونا من أصلنا، وتحصنونا مِنَ الْأَمْرِ

کچھ دیر بعد انصار کے خطیب سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے تقریر شروع کی، حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا اما بعد! ہم اللہ کے انصار ہیں اور اسلام کے لشکر ہیں، اے مہاجرین! تم ہمارے نبی کا قبیلہ ہو تم میں سے ایک جلد باز نے کہا ہے کہ تم ہمیں اپنی جڑ سے الگ کرنا چاہتے ہو اور ہم سے ہمارا حق خلافت غصب کرنا چاہتے ہو۔ (2)

---

(1) ابن ہشام ٢/٦٥٧

(2) البداية والنهاية ٥/٢٦٦

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، لَكُمْ سَابِقَةٌ وَفَضِيلَةٌ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ، إِنَّ مُحَمَّدًا - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَبِثَ فِي قَوْمِهِ بِضْعَ عَشْرَةَ سَنَةً يَدْعُوهُمْ، فَمَا آمَنَ إِلَّا الْقَلِيلُ، مَا كَانُوا يَقْدِرُونَ عَلَى مَنْعِهِ وَلَا عَلَى إِعْزَازِ دِينِهِ، وَلَا عَلَى دَفْعِ ضَيْمٍ، حَتَّى إِذَا أَرَادَ بِكُمُ الْفَضِيلَةَ سَاقَ إِلَيْكُمُ الْكَرَامَةَ، وَرَزَقَكُمُ الْإِيمَانَ بِهِ وَبِرَسُولِهِ، وَالْمَنْعَ لَهُ وَلِأَصْحَابِهِ، وَالْإِعْزَازَ لَهُ وَلِدِينِهِ، وَالْجِهَادَ لِأَعْدَائِهِ، فَكُنْتُمْ أَشَدَّ النَّاسِ عَلَى عَدُوِّهِ حَتَّى اسْتَقَامَتِ الْعَرَبُ لِأَمْرِ اللهِ طَوْعًا وَكَرْهًا، وَأَعْطَى الْبَعِيدُ الْمُقَادَةَ صَاغِرًا، فَدَانَتْ لِرَسُولِهِ بِأَسْيَافِكُمُ الْعَرَبُ، وَتَوَفَّاهُ اللهُ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ قَرِيرُ الْعَيْنِ. اسْتَبِدُّوا بِهَذَا الْأَمْرِ دُونَ النَّاسِ، فَإِنَّهُ لَكُمْ دُونَهُمْ.

اور ایک روایت میں یوں ہے اے گروہ انصار! تم کو دین اسلام کے بارے میں ایسی سبقت اور فضیلت حاصل ہے جو عرب میں سوائے تمہارے کسی کو حاصل نہیں، رسول اللہ ﷺ اپنی قوم میں تیرہ برس اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر اس دوران بہت تھوڑے لوگ آپ پر ایمان لائے جن میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ آپ کی حفاظت کر سکتے اور نہ ان میں آپ کے دین کو عزت دینے اور سر بلند کرنے کی طاقت تھی یہاں تک ان میں یہ بھی طاقت نہ تھی کہ کسی دشمن کے ظلم کو خود سے ہٹا سکیں، اللہ تعالیٰ نے جب تم کو فضیلت دینا چاہی تو عزت و کرامت کا سامان تم تک پہنچایا اور تم کو ایمان لانے کی توفیق بخشی اور نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی حفاظت تم سے کرائی اور اپنے دین کی عزت تم سے کرائی اور اللہ کے دشمنوں سے تم نے جہاد کیا اور اللہ کے دشمنوں پر تم سب سے زیادہ سخت ثابت ہوئے، یہاں تک کہ تمام عرب حکم خداوندی کے سامنے جھک گیا اور دور والوں نے بھی مجبور و مقہور ہو کر گردن ڈال دی اور تمہاری تلواروں سے تمام عرب رسول اللہ ﷺ کا فرمانبردار بنا اور پھر اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی اور جب انہوں نے دنیا سے رحلت کی تو وہ تم سے راضی تھے اور آپ ﷺ کی آنکھیں تم سے ٹھنڈی تھیں، پس تم ہی اس منصب خلافت کو حاصل کرو، یہ تمہارا حق ہے اوروں کا نہیں۔ [1]

فَأَجَابُوهُ بِأَجْمَعِهِمْ: أَنْ قَدْ وُفِّقْتَ وَأَصَبْتَ الرَّأْيَ، وَنَحْنُ نُوَلِّيكَ هَذَا الْأَمْرَ، فَإِنَّكَ مَقْنَعٌ وَرِضًا لِلْمُؤْمِنِينَ. ثُمَّ إِنَّهُمْ تَرَادُّوا الْكَلَامَ فَقَالُوا: وَإِنْ أَبَى الْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ، وَقَالُوا: نَحْنُ الْمُهَاجِرُونَ وَأَصْحَابُهُ الْأَوَّلُونَ، وَعَشِيرَتُهُ وَأَوْلِيَاؤُهُ؟ ! فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ: فَإِنَّا نَقُولُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، وَلَنْ نَرْضَى بِدُونِ هَذَا أَبَدًافَقَالَ سَعْدٌ: هَذَا أَوَّلُ الْوَهَنِ، فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، وَقَدْ زَوَّرْتُ فِي نَفْسِي مَقَالَةً قَدْ أَعْجَبَتْنِي، أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ، وَكُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: عَلَى رِسْلِكَ يَا عُمَرُ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ، فَتَكَلَّمَ، وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ منى وأوقر، فو الله مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي مِنْ تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَهَا فِي بَدِيهَتِهِ، أَوْ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ

وہاں پر موجود لوگوں نے سعد بن عبادہ کی اس تقریر کو بہت پسند کیا اور ہر طرف سے تحسین کی آواز بلند ہوئی، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد اس مسئلہ پر بحث شروع ہوگئی، مہاجرین نے اس پر اعتراض کیا انہوں نے کہا ہم آپ ﷺ کے قبیلہ سے ہیں اور ہم رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے، اپنے اقارب اور وطن سب کو خیر آباد کہہ کر آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، اس پر بعض انصار نے یہ

---

[1] الکامل فی التاریخ ۲/۱۹۰

کہا کہ دو امیر منتخب کرلو ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر انصار میں سے ہو اور دونوں امیر باہم صلاح مشورہ سے خلافت کا کام سرانجام دیں اس کے سوا ہم اور کسی بات پر کبھی رضامند نہیں ہوں گے، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پہلی کمزوری ہے، جب یہ شخص خاموش ہوگیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دینا چاہا لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! ٹھہرو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے گفتگو کا ارادہ اس لئے کیا تھا کہ میں نے اپنے دل میں ایسی بات سوچی تھی جو مجھے اچھی معلوم ہو رہی تھی مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رسائی اس بات تک نہ ہو لیکن میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خفا بھی نہیں کرنا چاہتا تھا (اس لئے رک گیا) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور تقریر شروع کی اور بڑی بلیغ تقریر کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو باتیں میں نے سوچی تھیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کو اسی طرح یا اس سے زیادہ خوش اسلوبی سے بیان کیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ فِينَا رَسُولًا شَهِيدًا عَلَى أُمَّتِهِ لِيَعْبُدُوهُ وَيُوَحِّدُوهُ، وَهُمْ يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً شَتَّى مِنْ حَجَرٍ وَخَشَبٍ، فَعَظُمَ عَلَى الْعَرَبِ أَنْ يَتْرُكُوا دِينَ آبَائِهِمْ. فَخَصَّ اللهُ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ مِنْ قَوْمِهِ بِتَصْدِيقِهِ وَالْمُوَاسَاةِ لَهُ، وَالصَّبْرِ مَعَهُ عَلَى شِدَّةِ أَذَى قَوْمِهِمْ لَهُمْ وَتَكْذِيبِهِمْ إِيَّاهُمْ، وَكُلُّ النَّاسِ لَهُمْ مُخَالِفٌ زَارٍ عَلَيْهِمْ، فَلَمْ يَسْتَوْحِشُوا لِقِلَّةِ عَدَدِهِمْ وَشَنَفِ النَّاسِ لَهُمْ، فَهُمْ أَوَّلُ مَنْ عَبَدَ اللهَ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ، وَآمَنَ بِاللهِ وَبِالرَّسُولِ، وَهُمْ أَوْلِيَاؤُهُ وَعَشِيرَتُهُ، وَأَحَقُّ النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِهِ، لَا يُنَازِعُهُمْ إِلَّا ظَالِمٌ، وَأَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، مَنْ لَا يُنْكَرُ فَضْلُهُمْ فِي الدِّينِ وَلَا سَابِقَتُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، رَضِيَكُمُ اللهُ أَنْصَارًا لِدِينِهِ وَرَسُولِهِ، وَجَعَلَ إِلَيْكُمْ هِجْرَتَهُ، فَلَيْسَ بَعْدَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَتِكُمْ، فَنَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، لَا تُفَاوَتُونَ بِمَشُورَةٍ، وَلَا تُقْضَى دُونَكُمُ الْأُمُورُ

بیشک اللہ نے ہم میں ایک رسول بھیجا تا کہ وہ امت کی نگرانی کرے تا کہ لوگ ایک اللہ کی عبادت کریں اور یہ لوگ آپ کی بعثت سے پہلے پتھروں اور لکڑی کے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے، عرب کو اپنے آبائی دین کا چھوڑنا بہت گراں گزرا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے مہاجرین اولین کو توفیق بخشی کہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غمگسار بنے، اور قوم کی طرف سے جو سخت سے سخت تکالیف پہنچیں ان پر صبر کیا حالانکہ اس وقت تمام لوگ ان کے مخالف تھے مگر باوجود قلت تعداد کے لوگوں کی دشمنی سے گھبرائے نہیں اور اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا، چنانچہ مہاجرین اولین تمام لوگوں میں سب سے اول ہیں جنہوں نے روئے زمین پر اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسول پر سب سے پہلے ایمان لائے اور یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور کنبہ دار ہیں اور یہی لوگ آپ کے بعد امر خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اس معاملہ میں سوائے ظالم کے کوئی ان سے نہیں جھگڑ سکتا اور اے گروہ انصار! تمہاری فضیلت اور دین اسلام میں سبقت کا کسی کو انکار نہیں، اللہ نے تم کو پسند کیا کہ اپنے رسول کا اور اپنے دین کا مددگار بنائے اور اپنے رسول کو تمہاری طرف ہجرت کرائی، پس مہاجرین اولین کے بعد ہمارے نزدیک تمہارا ہی مرتبہ ہے کسی اور شخص کا نہیں پس ہم امیر ہیں اور تم ہمارے وزیر ہو، بغیر تمہارے مشورہ کے امور انجام نہیں دیئے جائیں گے۔ [1]

---

[1] الکامل فی التاریخ ۲/۱۹۰

ایک روایت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں ہیں۔

أَمَّا مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ، فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ، وَلَنْ تَعْرِفَ الْعَرَبُ هَذَا الْأَمْرَ إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًاوَقَدْ رَضِيتُ لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ

اے گروہ انصار! تم نے اپنے جو محاسن اور فضائل بیان کئے ہیں یقیناً تم ان کے لائق ہو، مگر امر خلافت تو قریش ہی کے واسطے مناسب ہے کیونکہ قریش باعتبار گھرانے کے عمدہ اور فضائل میں واضح تر ہیں، اہل عرب اس امر خلافت کو سوائے قبیلہ قریش کے کسی اور کے لئے قبول نہیں کریں گے مجھے یہ پسند ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی خلیفہ بنالیا جائے (یعنی عمر اور ابوعبیدہ بن الجراح)۔ [1]

ایک روایت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر یوں ہے۔

يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ إنا والله ما ننكر فضلكم ولا بلاغكم في الإسلام، ولا حقكم الواجب علينا ولكنكم قد عرفتم أن هذا الحي من قريش بمنزلة من العرب فليس بها غيرهم وأن العرب لن تجتمع إلا على رجل منهم فنحن الأمراء وأنتم الوزراء، فاتقوا الله ولا تصدعوا الإسلام ولا تكونوا أول من أحدث في الإسلام ألا وقد رضيت لكم أحد هذين الرجلين لي ولأبي عبيدة بن الجراح فأيهما بايعتم فهو لكم ثقة

اے گروہ انصار! اللہ کی قسم! ہم تمہاری فضیلت اور اسلام کی خدمت اور اعانت اور تمہارے حق واجب کے منکر نہیں لیکن تم خوب جانتے اور پہچانتے ہو کہ قبیلہ قریش کو عزت و وجاہت کا جو مرتبہ ملک عرب میں حاصل ہے وہ کسی دوسرے قبیلہ کو حاصل نہیں اور عرب کے باشندے سوائے قریش کے کسی اور شخص کی امارت پر متفق نہیں ہو سکتے (اور بغیر ملک کے اتفاق کے کارخانہ امارت نہیں چل سکتا) اس لئے قریش امراء ہوں گے اور انصار وزیر ہوں گے، پس اے انصار! اللہ سے ڈرو اور اسلام میں سب سے پہلے بدعت جاری کرنے والے تم نہ بنو اور میری رائے یہ ہے کہ خلافت اور امارت کے لئے یہ دو آدمی پسندیدہ ہیں ایک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ایک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ابن الجراح، ان میں سے جس کے ہاتھ پر بھی بیعت کرو گے وہ تمہارا قابل وثوق اور قابل اطمینان امیر ہو گا۔ [2]

وَلَمْ أَكْرَهْ شَيْئًا مِمَّا قَالَهُ غَيْرُهَا، كَانَ وَاللَّهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي، لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ إِلَى إِثْمٍ، أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ بات مجھ کو ناگوار گزری کیونکہ مجھے اپنی گردن کا کاٹا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں ان لوگوں کا سردار بنوں جن میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ [3]

اس کے جواب میں حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور یوں کہا۔

---

[1] ابن ہشام۶۵۹/۲

[2] کنزالعمال۶۵۰/۵،حیاۃ الصحابۃ۲۴۱/۲

[3] ابن ہشام۶۵۹/۲،الروض الانف۵۹۰/۷،البدایۃ والنہایۃ۲۶۷/۵،تاریخ طبری۲۰۶/۳

فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، امْلِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْرَكُمْ، فَإِنَّ النَّاسَ فِي فيئكم وفي ظِلِّكُمْ، وَلَنْ يَجْتَرِئَ مُجْتَرِئٌ عَلَى خِلَافِكُمْ ولن يصدر النَّاسُ إِلَّا عَنْ رَأْيِكُمْ، أَنْتُمْ أَهْلُ الْعِزِّ والثروة، وَأُولُو الْعَدَدِ وَالْمَنْعَةِ والتجربة،وَذَوُو الْبَأْسِ والنجدة،وَإِنَّمَا يَنْظُرُ النَّاسُ مَا تَصْنَعُونَ، وَلَا تَخْتَلِفُوا فَيَفْسَدَ عَلَيْكُمْ رأيكم، وينتقض عليكم أَمْرُكُمْ، فإن أَبَى هَؤُلَاءِ إِلَّا مَا سَمِعْتُمْ، فَمِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ

اے گروہ انصار تم اس معاملہ میں کسی کی بات نہ سنو اور عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لے لو، تمام لوگ تمہارے زیر سایہ ہیں کسی کو تمہاری مخالفت کی جرات نہ ہوگی اور کوئی شخص تمہاری رائے سے سر تابی نہیں کرے گا، تم عزت والے، دولت والے، طاقت اور شوکت والے، تجربہ کار دلیر اور بہادر رہو، لوگوں کی نظریں تمہاری طرف اٹھی ہوئی ہیں تم اس بات میں اختلاف نہ کرو ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا اور بات بگڑ جائے گی تم نے سنا ہم نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایک امیر ہمارا ہو اور ایک امیر تمہارا ہو اور وہ دونوں مل کر معاملہ چلائیں اسے بھی انہوں نے نہیں مانا۔ (۱)

یہ روایت الفاظ کی معمولی کمی بیشی کے ساتھ الكامل في التاريخ ۲/۱۹۰ میں بھی موجود ہے۔

اس تجویز پر آوازیں بلند ہونے لگیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں (یہ ٹھیک نہیں، کہیں دو امیر بھی ہو سکتے ہیں)

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ:قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ، أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ؟ فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ؟ قَالُوا: نَعُوذُ بِاللهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب انصار نے یہ کہا کہ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے معشر انصار! تم کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر لوگوں کی امامت کریں، پس تم میں سے کون شخص ہے کہ جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر پیش قدمی کرنا پسند کرے؟ انصار نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم سیدنا ابو بکر پر پیش قدمی کریں۔ (۲)

وَلَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَأَنْتَ قَاعِدٌ قُرَيْشٌ وُلَاةُ هَذَا الْأَمْرِفَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: صَدَقْتَ نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْأُمَرَاءُ،

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ! آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ خلفاء اور امراء قریش میں سے ہوں گے، سعد انصاری نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے ہم وزراء ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔ (۳)

دیگر انصار و مہاجرین نے بھی اس حدیث کی تصدیق کی، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس روایت کا اعتراف کیا۔

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي طَائِفَةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَجَاءَ

(۱) تاریخ طبری ۳/۲۲۰

(۲) السنن الكبرى للنسائی ۸۵۵ ، مستدرک الحاکم ۴۴۲۳

(۳) البداية والنهاية ۵/۲۶۸

فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَبَّلَهُ، وَقَالَ:فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مَا أَطْيَبَكَ حَيًّا وَمَيِّتًا، مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَتَقَاوَدَانِ حَتَّى أَتَوْهُمْ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا أُنْزِلَ فِي الْأَنْصَارِ وَلَا ذَكَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَأْنِهِمْ، إِلَّا وَذَكَرَهُ وَقَالَ: وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا، سَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِوَلَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَأَنْتَ قَاعِدٌ قُرَيْشٌ وُلَاةُ هَذَا الْأَمْرِ، فَبَرُّ النَّاسِ تَبَعٌ لِبَرِّهِمْ، وَفَاجِرُهُمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِهِمْ ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: صَدَقْتَ نَحْنُ الْوُزَرَاءُ، وَأَنْتُمُ الْأُمَرَاءُ

سیدنا حمید بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسوقت اپنے گھر پر تھے فوراً آئے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے چادر مبارک اٹھائی اور بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی زندگی اور موت دونوں پاکیزہ ہیں رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں تو بعد میں جب یہ خبر ملی کہ انصار سقیفہ میں جمع ہیں تو سیدنا ابو بکر وعمر تیزی کے ساتھ انصار کے مجمع میں پہنچے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا، انصار کے فضائل ومناقب میں جو کچھ بھی نازل ہوا تھا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں چھوڑی کہ جس کا اس مجلس میں ذکر اور بیان نہ کیا ہو اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق بیان کیا تھا اسے بھی بیان کیا اور یہ کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی سے چلیں تو میں انصار کی وادی سے چلوں گا اور اللہ کی قسم! اے سعد تم کو خوب معلوم ہے کہ ایک مرتبہ جبکہ تم نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش ہی اس امر خلافت کے والی اور متولی ہوں گے ان میں اچھے اچھوں کے تابع ہیں اور برے بروں کے تابع ہیں، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے سچ کہا، ہم وزراء ہیں اور تم ہی امراء ہو۔ [1]

چنانچہ حباب بن المنذر جو انصار کی خلافت پر مصر تھے اس حدیث کے سنتے ہی ان کا بھی خیال بدل گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں امارت کی بابت جو شور وغل برپا تھا وہ یکلخت دفع ہوگیا اور دو امیروں کی تجویز ختم ہوگئی۔

فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رضي الله عنه، وقال للأنصار: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَخَلِيفَتُهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَنَحْنُ كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللهِ وَنَحْنُ أَنْصَارُ خَلِيفَتِهِ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَهُ،ثم أخذ بيد أبي بكر رضي الله عنه وقال هذا صاحبكم

کاتب وحی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے اس لئے آپ کا خلیفہ مہاجرین میں سے ہوگا، ہم جس طرح نبی ﷺ کے اعوان وانصار رہے ہیں اسی طرح ہم خلیفہ رسول کے انصار اور مددگار بن کر رہیں گے، اور پھر ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ تمہارے خلیفہ ہیں ان سے بیعت کرو۔ [2]

<u>سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اختلاف کے اندیشہ سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا</u>

[1] مسند احمد ۱۹۹،۱

[2] السيرة الحلبية ۵۰۶،۳، البداية والنهاية ۲۶۹،۵، ابن سعد ۱۵۹،۳، کنز العمال ۶۱۳،۵

ابسط يدك نبايعك فلما ذهبا ليبايعاه، سبقهما إليه بشير بن سعد، فبايعه
اپنا ہاتھ بیعت کے لیے دراز کریں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح نے چاہا کہ بڑھ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کریں لیکن بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ انصاری نے سبقت کی اور اٹھ کر سب سے پہلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، پھر میں (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ) نے بیعت کی۔ (۱)

فلما ذهبا ليبايعاه، سبقهما إليه بشير بن سعد، فبايعه، فناداه الحباب ابن المنذر: يا بشير بن سعد: عقتك عقاق، ما أحوجك إلى ما صنعت، أنفست على ابن عمك الإمارة! فَقَالَ: لا والله، ولكني كرهت أن أنازع قوما حقا جعله الله لهم.ولما رأت الأوس ما صنع بشير بْن سعد، وما تدعو إليه قريش، وما تطلب الخزرج من تأمير سعد بْن عباده، قال بعضهم لبعض، وفيهم اسيد ابن حضير وَكَانَ أحد النقباء: والله لئن وليتها الخزرج عليكم مرة لا زالت لهم عليكم بذلك الفضيلة، ولا جعلوا لكم معهم فيها نصيبا أبدا، فقوموا فبايعوا
جب حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو چلا کر کہا تو نے قرابت کا لحاظ نہ رکھا اور اپنے ابن عم (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) کی امارت کو پسند نہ کیا اور اس پر رشک اور حسد کیا، بشیر بن سعد نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! یہ بات نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ میں مہاجرین سے ان کا حق چھیننا پسند نہیں کرتا، جب قبیلہ اوس کے لوگوں نے دیکھا کہ بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے اور وہ قریش کے اس معاملہ میں حامی ہیں اور خزرج سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں، تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا جن میں ان کے نقیب اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر بھی تھے کہ اگر ایک مرتبہ کے لیے بھی امارت خزرج میں چلی گئی تو پھر قبیلہ اوس کو اس فضیلت میں سے کبھی حصہ نہیں ملے گا اور پھر وہ کبھی تم کو حکومت میں حصہ نہیں دیں گے، لہذا ہمارے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم سب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں، چنانچہ ان سب نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، اس سے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور قبیلہ خزرج کے تمام منصوبے جو حکومت حاصل کرنے کے تھے سب خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے، بعد ازاں چاروں طرف سے لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیعت کے لئے امنڈ پڑے اور کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ رہی۔ (۲)

فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ،فَقُلْتُ: قَتَلَ اللهُ
انصار کے ایک شخص نے کہا تم لوگوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (کی تجویز نہ مان کر ان) کو قتل کر ڈالا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اس کا خون کرے گا (یعنی ان کی دو امیروں کی تجویز سیاسی مصلحت کے خلاف تھی اللہ نے اسے منظور نہیں ہونے دیا)۔ (۳)

الغرض سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باجماع مہاجرین و انصار خلیفہ منتخب ہو گئے اور پھر مجلس منتشر ہو گئی۔

---

(۱) تاریخ طبری ۳٫۲۲۱

(۲) تاریخ طبری ۳٫۲۲۱

(۳) صحیح بخاری کتاب المظالم بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ عن عمر ۲۴۶۲،وکتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا ۳۶۶۸، ۳۶۶۷، وکتاب الحدود بَابُ رَجْمِ الحُبْلَى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ عن عمر ۶۸۳۰

اور پھر دوسرے دن بروز سہ شنبہ کو عامۃ الناس بیعت عامہ کے لئے مسجد نبوی میں جمع ہوئے، تمام کبار اصحاب مہاجرین وانصار وہاں موجود تھے ،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر ایک مختصر تقریر کی

وَأَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ

اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے رہے۔

قَالَ: كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَعِيشَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَدْبُرَنَا - يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ آخِرَهُمْ -فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُورًا تَهْتَدُونَ بِهِ هَدَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيَ اثْنَيْنِ وَإِنَّهُ أَوْلَى المسلمين بأموركم، فقدموا فَبَايِعُوهُ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے امید تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہم سب کے بعد ہوگی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، مگر اللہ نے تمہارے درمیان ایک نور ہدایت (قرآن) باقی رکھا ہے جو تمہاری ہدایت کا ذریعہ ہے،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو میں سے دوسرے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین ساتھی ہیں، تمام مسلمانوں میں وہی تمام امور مملکت کے زیادہ ولی اور حقدار ہیں، چنانچہ اے مسلمانوں اٹھو اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔[1]

جب سیدنا عمر فاروق اپنی تقریر سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا

اصْعَدِ الْمِنْبَرَ!فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ المنبر فبايعه عامة النَّاس

منبر پر تشریف لائیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تامل کیا مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ برابر اصرار کرتے رہے، تب سیدنا ابوبکر (جس درجہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اس کو چھوڑ کر ایک درجہ نیچے) منبر پر جاکر بیٹھے اور عامۃ الناس نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔[2]

بیعت سے فراغت کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلا خطبہ دیا جس میں فرمایا۔

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ، فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي.الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، والكذب خيانة، والضعيف منكم قوي عندي حتَّى أزيح علته إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالْقَوِيُّ فِيكُمْ ضَعِيفٌ حَتَّى أخذ منه الحق إِنْ شَاءَ اللهُ، لَا يَدْعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالذُّلِّ، ولا يشيع قوم قط الفاحشة إِلَّا عمّهم اللهُ بِالْبَلَاءِ،أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ، قُومُوا إِلَى صَلَاتِكُمْ يَرْحَمْكُمُ اللهُ

امابعد !اے لوگو! میں تمہارا والی اور امیر بنادیا گیا ہوں اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر کوئی برا کام کروں تو مجھے سیدھا کردینا، صداقت امانت ہے اور کذب خیانت ہے اور جو شخص تم میں ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تا آنکہ اس

[1] البداية والنهاية ۵٫۲۶۷

[2] البداية والنهاية ۵٫۲۶۸

کی تکلیف دور نہ کر دوں یعنی اس کا حق نہ دلادوں، ان شاء اللہ اور جو تم میں قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں، جو قوم جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دیتی ہے اللہ اس قوم کو ذلیل کرتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی اور بدکاری شائع ہوجاتی ہے تو ساری قوم پر کوئی بلا اور مصیبت آتی ہے تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں، اب نماز کے لئے اٹھو اللہ تم پر رحم فرمائے، امین۔ (۱)

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ :ثُمَّ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِمْ، وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا كُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً قَطُّ، وَلَا كُنْتُ فِيهَا رَاغِبًا، وَلَا سَأَلْتُهَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ، وَلَكِنِّي أَشْفَقْتُ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَمَا لِي فِي الْإِمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ، وَلَكِنْ قُلِّدْتُ أَمْرًا عَظِيمًا مَا لِي بِهِ مِنْ طَاقَةٍ وَلَا يَدَ إِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے ایک روایت میں ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جس میں کہا اللہ کی قسم! میں امارت اور خلافت کا کبھی خواہشمند نہیں ہوا نہ دن میں نہ رات میں اور نہ کبھی اس کی طرف مائل ہوا اور نہ اللہ تعالیٰ سے علانیہ یا پوشیدہ طور پر میں کبھی امارت کی دعا مانگی، البتہ مجھے یہ ڈر ہوا کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہوجائے اس لئے با دل ناخواستہ میں نے امارت کو قبول کیا اور مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں، میری گردن پر ایک عظیم بوجھ ڈالا گیا جس کے اٹھانے کی اپنے اندر طاقت نہیں پاتا مگر یہ کہ اللہ عزوجل میری مدد کرے۔ (۲)

قال: يا أيها الناس، إن كنتم ظننتم أني أخذت خلافتكم رغبة فيها أو إرادة إستئثار عليكم وعلى المسلمين، فلا والذي نفسي بيده ما أخذتها رغبة فيها ولا إستئثاراً عليكم ولا على أحد من المسلمين مَا كُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا ليلة، ولا سألتها فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ ولقد تقلّدت أمراً عظيماً لا طاقة لي به إلا أن يُعين الله ولوددت أنّها إلى أيِّ أصحاب رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على أن يعدل فيها. فهي إليكم ردّ، ولا بَيْعة لكم عندي، فادفعوا لمن أحببتم فإنما أنا رجل منكم

ایک روایت یوں ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ میں نے یہ خلافت اس لئے قبول کی ہے کہ میں خلافت اور امارت میں راغب تھا یا میں مسلمانوں پر اپنی برتری اور فوقیت چاہتا تو اللہ ذوالجلال کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے اس ارادہ سے خلافت کو قبول نہیں کیا، اللہ کی قسم! میں نے امارت اور خلافت کے دن اور رات کی کسی ساعت میں کبھی حرص نہیں کی اور نہ ظاہر و باطن میں اللہ ہی سے اس کی دعا مانگی، میرے اوپر ایک عظیم بوجھ ڈال دیا گیا ہے جسے مجھ میں اٹھانے کی طاقت نہیں سوائے اس کے کہ اللہ میری مدد فرمائے، میری تمنا تو یہ تھی کہ میرے سوا کسی اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب سونپ دیا جاتا جو مسلمانوں میں عدل کرتا اور اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ یہ تمہاری خلافت اور امارت تم کو واپس ہے اور جو بیعت تم میرے ہاتھ پر کر چکے ہو وہ سب ختم ہے اب جس کو چاہو یہ

---

(۱) البداية النهاية ۵،۲۶۷، کنزالعمال ۵،۶۰۱

(۲) مستدرک حاکم ۴۴۲۲، شرح الشمائل ۲،۲۲۲

امارت وخلافت سپرد کرو تم میں ایک فرد میں بھی ہوں، والسلام۔ (۱)

ثُمَّ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ علياً، فدعا بعلي بن أبي طالب، قال: قُلْتُ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ عَلَى ابْنَتِهِ، أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ،فَقَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ فبايعه

جب سب لوگ بیعت کر چکے تو خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجمع پر نظر ڈالی تو لوگوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو موجود نہ پایا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس مجمع میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا ان کو بھی بلاؤ، انصار میں سے کچھ لوگ گئے اور ان کو بلا لائے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور داماد! کیا تم مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہو، سیدنا علیؓ نے کہا اے خلیفہ رسول آپ مجھے ملامت نہ کریں میں مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا نہیں چاہتا چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور بیعت کی۔ (۲)

وَقَالَ عَلِيٌّ والزبير ما تأخرنا إلالأنّنا أُخرنا عَنِ الْمَشُورَةِ، وَإِنَّا نَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا .إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَإِنَّا لَنَعرِفُ شَرَفَهُ وَخَيْرَهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم بالصَّلاة بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں کسی چیز کا رنج نہیں، خیال صرف اس بات کا ہے کہ خلافت کے مشورہ میں ہم کو شریک نہیں کیا گیا باقی ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار کے ساتھی ہیں اور ہمیں ان کا فضل اور شرف اور ان کی بھلائی بخوبی معلوم ہے اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی زندگی میں امام مقرر کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (۳)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے فرمایا۔

فَرَضِينَا لِدُنْيَانَا مَا رَضِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِينِنَا، فَقَدَّمْنَا أَبَا بَكْرٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہے تو کیا ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنی دنیا کے لئے پسند نہ کریں اور یہ کہہ کر ان دونوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (۴)

بہرحال یہ کہنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تو یہ محض غلط ہے۔

وَقد صحّح بن حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَغَيْرِهِ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ فِي أَوَّلِ الْأَمْرِ

ابن حبان نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو صحیح بتایا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شروع ہی میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی

---

(۱) حياة الصحابة۲/۲۴۸،کنزالعمال۵/۶۱۵

(۲) البداية والنهاية۵/۲۶۹،کنزالعمال ۵/۶۱۴، مستدرک حاکم۴۴۵۷

(۳) البداية النهاية۶/۳۳۴،کنزالعمال۵/۵۹۷،مستدرک حاکم۴۴۲۲

(۴) السنة لأبي بكر بن الخلال ۳۳۳ ، الإبانة الكبرى لابن بطة ۲۱۶، فضائل الخلفاء الراشدين لابى نعيم الاصبهانى ۱۹۰

تھی۔ (۱)

وَهَذَا حَقٌّ فَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يُفَارِقِ الصِّدِّيقَ فِي وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ، وَلَمْ يَنْقَطِعْ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ خَلْفَهُ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں صحیح اور حق یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شروع ہی میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی وقت بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جدا نہیں ہوئے، تمام نمازیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھتے تھے۔ (۲)

فإن هذا دليل على أن عليا كرم الله وجهه بايع أبا بكر بعد وفاة رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بثلاثة أيام

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تیسرے دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ (۳)

فكان سعد لا يصلي بصلاتهم، ولا يجمع معهم ويحج ولا يفيض معهم بإفاضتهم، فلم يزل كذلك حَتَّى هلك أبو بكر رحمه الله

مگر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد نہ تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھتے تھے اور نہ جماعت میں شریک ہوتے، حج میں بھی مناسک کو ان کے ساتھ ادا نہ کرتے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتقال تک ان کی یہی روش رہی اس کے بعد وہ شام چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ (۴)

جبکہ امام طبری کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھی تھوڑی دیر کے بعد اسی دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی،

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَوْمَئِذٍ لِأَبِي بَكْرٍ:إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ حَسَدْتُمُونِي عَلَى الإِمَارَةِ، وَإِنَّكَ وَقَوْمِي أَجْبَرْتُمُونِي عَلَى الْبَيْعَةِ

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس روز سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے گروہ مہاجرین تم نے میری امارت پر حسد کیا اور تم نے اور میری قوم نے مجھے بیعت پر مجبور کر دیا۔ (۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین

فَلَمَّا بُويِعَ أَبُو بَكْرٍ أَقْبَلَ النَّاس عَلَى جِهَازِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق کے انتخاب و تقرر کے بعد منگل کی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین کا کام شروع ہوا۔ (۶)

(۱) فتح الباری ۷/۴۹۵

(۲) البداية والنهاية ۵/۲۶۹

(۳) السيرة الحلبية ۳/۵۰۹

(۴) تاریخ طبری ۳/۲۲۳

(۵) تاریخ طبری ۳/۲۲۳

(۶) البداية والنهاية ۵/۲۸۰

أَنَّ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک ایک سبز دھاری دار یمنی چادر سے ڈھک دیا گیا تھا۔ (۱)

لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فارتج الباب

خلیفہ کے منتخب ہونے تک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں بستر پر پڑے رہے اور اہل خانہ نے گھر کے دروازے کو باہر سے بند کر دیا تھا۔ (۲)

لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُونَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُحْفَرُ لَهُ،فَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ فِي مَسْجِدِهِ، وَقَالَ قَائِلُونَ: يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ

آپ کی آخری آرام گاہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف الرائے تھے بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دفن کرنا چاہیے، بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ (بقیع میں) دفن ہوں گے یہ سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء میں جس نبی کا وصال ہوتا ہے ان کی تدفین اسی جگہ عمل میں آتی ہے جہاں ان کی وفات ہوئی ہو۔ (۳)

وقال علي: وأنا أيضًا سمعته،وحفر أبو طلحة لحد رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في موضع فراشه حيث قُبض

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے بھی آپ کو ایسا ہی فرماتے ہوئے سنا ہے، چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اٹھا دیا گیا اور عین اسی جگہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ زید بن سہل انصاری نے آپ کی لحد (بغلی قبر) تیار کی۔ (۴)

وَغُسِّلَ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ،وَغُسِّلَ مِنْ بِئْرٍ كَانَ يقال لها الْغَرْسُ بِقُبَاءٍ كَانَتْ لِسَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کرتہ میں غسل دیا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم اطہر پہنا ہوا تھا، اور غسل کا پانی قبا میں واقع الغرس نامی کنوئیں سے لایا گیا تھا جو سعد بن خثیمہ کی ملکیت تھا۔ (۵)

وَغَسَّلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ وَابْنَاهُ: الْفَضْلُ وَقُثَمُ، وَمَوْلَيَاهُ: أُسَامَةُ وَشُقْرَانُ، وَحَضَرَهُمْ أَوْسُ بْنُ خَوْلَى الْأَنْصَارِيُّ

---

(۱) صحیح بخاری كتاب اللباس بَابُ البُرُودِ وَالحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ ۵۸۱۴،صحیح مسلم كتاب الجنائز بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ ۲۱۸۳،سنن ابوداودكتاب الجنائز بَابٌ فِي الْمَيِّتِ يُسَجَّى ۳۱۲۰، مسنداحمد۲۵۱۹۹،ابن سعد۲۰۲؍۲

(۲) ابن سعد۲۱۴؍۲

(۳) جامع ترمذی ابواب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي دَفْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ قُبِضَ۱۰۱۸،سنن ابن ماجه كتاب الجنائز بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۱۶۲۸

(۴) شرح الزرقانی علی المواهب۱۶۷؍۱۲

(۵) البداية والنهاية ۲۸۴؍۵،ابن سعد۲۱۴؍۲

غسل دینے والوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، اور ان کے دو فرزند الفضل رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شقران، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور اوس بن خولی شامل تھے، اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد کو اپنے سینے سے ٹیک رکھا تھا۔ (۱)

وَجَعَلَ عَلِيٌّ يَغْسِلُهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے۔ (۲)

وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ يُدَلِّكُهُ بِهِ مِنْ وَرَائِهِ، لَا يُفْضَى بِيَدِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

اور پانی ڈال کر کرتہ کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو نہ لگاتے تھے۔ (۳)

وَكَانَ العبَّاس وَفَضْلٌ وَقُثَمُ يُقَلِّبُونَهُ مَعَ عَلِيوكَانَ أُسَامَةُ بن زيد وَشُقْرَانُ مولاه هما يَصُبَّانِ الْمَاءَ

اور عباس رضی اللہ عنہ، فضل اور قثم آپ کے جسم مبارک کو پلٹنے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مدد کر رہے تھے، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور شقران رضی اللہ عنہ پانی بہا رہے تھے۔ (۴)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ، سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ

غسل کے بعد وہ کرتہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلایا گیا تھا نکال لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں کا کفن دیا گیا جو یمن کے ایک گاؤں سحول میں بنے گئے تھے، کفن کے ساتھ قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ (۵)

بلکہ ایک ازار تھی ایک چادر ایک لفافہ پس سنت یہی تین کپڑے ہیں عمامہ باندھنا بدعت ہے۔

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ سَحُولِيَّةٍ

ابن قلابہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ رِيَاطٍ يَمَانِيَّةٍ بِيضٍ

ابن قلابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بے جوڑ یمنی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثلاثة أَثْوَابٍ مِنْ كُرْسُفٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلا عِمَامَةٌ

---

(۱) عیون الاثر ۲/۴۰۸

(۲) البداية والنهاية ۵/۲۸۱

(۳) ابن ہشام ۲/۶۶۲

(۴) البداية والنهاية ۵/۲۸۱، عیون الاثر ۲/۴۰۹

(۵) صحیح بخاری کتاب الجنائز باَبُ الثِّيَابِ البِيضِ لِلْكَفَنِ عن عائشه صدیقه ۱۲۶۴، صحیح مسلم کتاب الجنائز: بَابٌ فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ ۲۱۷۹، ابن سعد ۲/۲۱۶، عیون الاثر ۲/۴۰۸، دلائل النبوة للبيهقى ۷/۲۴۶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین روئی کے سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولِيَّةٍ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ.أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثِ رِيَاطٍ بِيضٍ

ابی قلابہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بے جوڑ سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ. قُلْتُ: مَنْ حَدَّثَكُمْ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ

عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، شعبہ نے کہا آپ کو کس نے بیان کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: دُفِعْتُ إِلَى مَجْلِسِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُمْ مُتَوَافِرُونَ فقلت: في أي شيء كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟قَالُوا: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيهَا قَبَاءٌ وَلَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں اولاد عبد المطلب کی مجلس کی طرف بھیجا گیا جو باکثرت جمع تھے، میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز میں کفن دیا گیا تو انہوں نے کہا تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ قبا تھی نہ کرتا نہ عمامہ۔

عَنْ مَكْحُولٍ قال: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ

مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ [1]

اسْتِحْبَابُ التَّكْفِينِ فِي الثِّيَابِ الْبِيضِ وَتَثْلِيثُ الْكَفَنِ

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں سفید کپڑوں کا کفن دینا اور تین کپڑے کفن میں استعمال کرنا مستحب ہے۔ [2]

قَالَ: لما أدرج رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم فِي أَكْفَانِهِ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ، ثُمَّ وُضِعَ عَلَى شَفِيرِ حُفْرَتِهِ

غسل و کفن سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک ایک پلنگ پر رکھ کر قبر کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ [3]

اور جو چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے وہ آپ پر ڈال دی گئی۔

---

(1) ابن سعد ۲/۲۱۶

(2) فتح الباری ۳/۲۵۴

(3) البدایة والنهایة ۵/۲۸۵

يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ،قَالُوا: وَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ

لوگوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی جائے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! نماز جنازہ پڑھو ، لوگوں نے کہا کس طرح پڑھیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک ایک گروہ حجرہ میں جائے اور تکبیر کہے پھر درود اور دعا پڑھے اور باہر آجائے ، پھر دوسرا گروہ داخل ہو اور اسی طرح تکبیر کہیں اور پھر درود اور دعا کے بعد واپس آجائیں اسی طرح سب لوگ نماز پڑھیں۔ (۱)

چنانچہ دس دس زائرین گروہ در گروہ اندر داخل ہو کر بغیر امام آپ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔

قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ. يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ دَخَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ ثُمَّ النَّاسُ رُفَقًا رُفَقًا .فَلَمَّا انْقَضَى النَّاسُ دَخَلَ عَلَيْهِ الصِّبْيَانُ صُفُوفًا ثُمَّ النِّسَاء

سب سے پہلے عباس بن عبد المطلب اور بنو ہاشم نے نماز جنازہ پڑھی پھر مہاجرین اور انصار نے، پھر مردوں کے بعد بچوں نے اور ان کے بعد عورتوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ (۲)

قال عياض، وتبعه النووي: الصحيح الذي عليه الجمهور أن الصلاة على النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كانت صلاة حقيقية، لا مجرد الدعاء فقط

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ آپ پر حقیقتاً نماز جنازہ پڑھی گئی اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ (۳)

امام شافعی رحمہ اللہ نے میں جزم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔ (۴)

وعد طائفة من خصائصه أنه لم يصل عليه أصلا, وإنما كان الناس يدخلون أرسالا ، فيدعون ويصدقون

مگر بعض کہتے ہیں کہ آپ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی بلکہ لوگ حجرہ میں فوج در فوج داخل ہوتے تھے اور صلاۃ وسلام اور درود و دعا پڑھ کر واپس آجاتے تھے۔ (۵)

چنانچہ ایک روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک گروہ کے ساتھ حجرہ میں داخل ہوئے اور جنازہ نبوی کے سامنے کھڑے ہو کر یہ پڑھا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اللهُمَّ إِنَّا نَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ، وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ، وجاهد في سبيل الله حتَّى أعزَّ الله دِينَهُ وَتَمَّتْ كَلِمَتُهُ، وَأُومِنَ بِهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، فَاجْعَلْنَا إِلَهَنَا مِمَّنْ يَتَّبِعُ الْقَوْلَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ،

---

(۱) معرفة السنن والآثار للطحاوی۷۵۵۰ ، المعجم الكبير للطبرانی ۶۳۶۷،شرح الزرقانی علی المواهب ۷٫۳۵۹

(۲) ابن سعد۲٫۲۲۲

(۳) شرح الزرقانی علی المواهب۷٫۳۶۰

(۴) الام

(۵) شرح الزرقانی علی المواهب۷٫۳۶۰

وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ حتَّى تُعَرِّفَهُ بِنَا وَتُعَرِّفَنَا بِهِ، فَإِنَّهُ كَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رؤوفا رحيماً، لا نبتغي بالإيمان به بديلاً، وَلَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا أَبَدًا فَيَقُولُ النَّاس: آمِينَ آمِينَ وَيَخْرُجُونَ وَيَدْخُلُ آخَرُونَ حتَّى صَلَّى الرِّجَالُ، ثُمَّ النِّسَاءُ، ثُمَّ الصِّبْيَانُ

اے اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ پر سلام ہو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں، اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہ سب کچھ پہنچا دیا جو اس پر اتارا گیا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اس کا بول بالا کیا، ہم اس کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں، اے اللہ! ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جنہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وحی کا اتباع کیا اور ہم کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ جمع کر، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہم کو اور ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پہچانیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے، ہم اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ اور قیمت نہیں چاہتے، لوگوں نے آمین آمین کہی، جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتوں نے اور ان کے بعد بچوں نے اسی طرح کیا۔[۱]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضُوعًا عَلَى سَرِيرِهِ مِنْ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ إِلَى أَنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، يُصَلِّي النَّاسُ عَلَيْهِ، وَسَرِيرُهُ عَلَى شَفِيرِ قَبْرِهِ

عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سوموار کے آفتاب ڈھلنے سے لے کر منگل کے آفتاب ڈھلنے تک چارپائی پر پڑے رہے اور لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز جنازہ پڑھتے رہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چارپائی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قبر کے کنارے پڑی رہی۔[۲]

ابن وحیہ فرماتے ہیں کہ تیس ہزار (30،000) آدمیوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز جنازہ پڑھی۔

اس طرح منگل کا پورا دن گزر گیا اور بدھ کی رات آگئی چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تدفین بروز سہ شنبہ رات کے وقت عمل میں آئی،

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا عَلِمْنَا بِدَفْنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْنَا صَوْتَ الْمَسَامِي فِي جَوْفِ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے مروی ہے ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تدفین کا علم نہ ہوا یہاں تک کہ ہم نے بدھ کی رات کے درمیانی اوقات میں پھاوڑوں کی آواز سنی۔[۳]

قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ بِلَالٌ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمْ يُقْبَرْ. فَكَانَ إِذَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ انْتَحَبَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ

روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تدفین سے پہلے بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (عشاء کی) اذان دے رہے تھے جونہی انہوں نے کلمہ اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو لوگوں کی آہ وبکا کی گونج سے مسجد نبوی لرز اٹھی۔[۴]

---

[۱] البداية والنهاية۲۸۶،۵

[۲] دلائل النبوة للبيهقى ۲۵۳،۷،البداية والنهاية ۲۹۰،۵، ابن سعد۲۲۲،۲

[۳] دلائل النبوة للبيهقى۲۵۶،۷،الروض الانف۵۹۷،۷،البداية والنهاية ۲۹۱،۵، تاريخ طبرى۲۱۳،۳

[۴] ابن سعد۱۷۸،۳

وَدَخَلَ فِي حُفْرَتِهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَقُثَمُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَشُقْرَانُ

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو قبر میں اتارنے کے لئے عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، الفضل بن عباس، قثم بن عباس رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور شقران اندر اترے۔ (۱)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رُشَّ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءُ رَشًّا قَالَ: وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى رِجْلَيْهِ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی قبر پر پانی چھڑ کا گیا جسے بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نے ایک مشکیزے سے چھڑ کا، آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے سر کے دائیں پہلو سے آغاز کیا یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے پاؤں تک پہنچ گئے۔ (۲)

لَوْلاَ ذَلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خَشِيَ أَوْ خُشِيَ أَنَّ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا، عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی قبر مبارک کو گھر میں پوشیدہ رکھا گیا تا کہ کہیں لوگ اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیں، سفیان تمار نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی قبر مبارک دیکھی ہے جو (ایک بالشت بلند) اونٹ کے کوہان کے مشابہ ہے۔ (۳)

قبر کو کوہان نما بنانے کا ذکر صحیح بخاری میں ہے، لحد (بغلی قبر) اور اینٹوں کا ذکر صحیح مسلم میں ہے۔

فَلَمَّا دُفِنَ، قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ: يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ دفن کر دیئے گئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا اے انس رضی اللہ عنہ! تمہارے دل رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی نعش پر مٹی ڈالنے کے لیے کس طرح آمادہ ہو گئے تھے۔ (۴)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا ترکہ:

قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلاَ دِينَارًا وَلاَ عَبْدًا وَلاَ أَمَةً وَلاَ شَيْئًا، إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ، وَسِلاَحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم چھوڑے نہ دینار، نہ لونڈی نہ غلام، نہ بکری نہ اونٹ، اور نہ کوئی اور چیز سوائے ایک سفید

---

(۱) ابن سعد ۲۲۲/۲، البداية والنهاية ۲۹۰/۵، شرح الزرقانی علی مواهب ۱۶۷/۱۲

(۲) البداية والنهاية ۲۹۲/۵، دلائل النبوة للبیهقی ۲۶۴/۷، ابن سعد ۲۳۳/۲

(۳) صحیح بخاری کتاب الجنائز بُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عن عائشه صدیقه وسفیان التمار ۱۳۹۰، صحیح مسلم کتاب المساجد بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ، عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ ۱۱۸۳، وبَابٌ فِي اللحدِ وَنَصْبِ اللبِنَ عَلَى الْمَيِّتِ ۲۲۴۰

(۴) صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ۴۴۶۲

خچر کے، کچھ ہتھیاروں کے اور ایک زمین کے جس کو آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔ [1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلاَثِينَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زرہ ایک یہودی کے ہاں تیس صاع (۷۵ کیلو) جو کے عوض رہن تھی۔ [2]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ،فَلَيْتَنِي لَمْ أَكُنْ كِلْتُهُ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میرے گھر میں آدھے وسق جو کے سوا جو ایک طاق میں رکھے ہوئے تھے اور کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو کسی جگر والے (جاندار) کی خوراک بن سکتی، جن میں سے لے کر کھاتی رہی اور بہت دن گزر گئے ،پھر میں نے اس میں سے ناپ کر نکالنا شروع کیا تو وہ جلدی ختم ہو گئے کاش میں انہیں نہ ناپتی۔ [3]

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس میں جو برکت دی تھی جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو ماپا تو گویا توکل میں فرق پڑا اور برکت جاتی رہی۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:إِنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَنَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ، إِنْ هُوَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ مہینہ مہینہ بھر تک آگ نہ سلگاتے (کیونکہ کھانا پکانے کے لیے کچھ نہ ہوتا) صرف کھجور اور پانی پر گزارہ کرتے۔ [4]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جو کی روٹی بھی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی۔ [5]

عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: فَارَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ هُوَ وَلا أَهْلُ بَيْتِهِ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں وصال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت نے زندگی بھر کبھی جو کی روٹی بھی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ الوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ عن عمرو بن حارث ۲۷۳۹، وکتاب الجہاد بَابُ بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البَيْضَاءِ ۲۸۷۳،شرف المصطفی ۴،۳۴۰

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن عائشہ صدیقہ ۴۴۶۷

[3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس بَابُ نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۳۰۹۷، صحیح مسلم کتاب الزهدوالرقاق باب الدنیا سجن للمومن وجنة للکافر ۷۴۵۱،سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمة بَابُ خُبْزِ الشَّعِيرِ ۳۳۴۵، مسند احمد ۲۴۷۶۸

[4] صحیح مسلم کتاب الزهدوالرقاق باب الدنیاسجن للمومن وجنة للکافر ۷۴۴۹،سنن ابن ماجہ کتاب الزہد بَابُ مَعِيشَةِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۱۴۴

[5] صحیح بخاری کتاب الاطعمة بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ ۵۴۱۴

شکم سیر ہو کر نہیں کھائی۔ ①

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلا دِينَارًا وَلا عَبْدًا وَلا أَمَةً وَلا شَيْئًا إِلا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

عمرو بن حارث فرماتے ہیں اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت اپنے ترکہ میں درہم و دینار، غلام و لونڈی نہیں چھوڑی سوائے ہتھیار، اپنی سواری کا خچر اور کچھ زمین چھوڑی جسے آپ نے خیرات کرنے کے لئے فرمادیا تھا۔ ②

آپ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب رضی اللہ عنہ بن مالک، ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن الحارث بن عبد المطلب، اروی رضی اللہ عنہا بن عبد المطلب، عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب، آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا، ہند بنت الحارث رضی اللہ عنہا، ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا، عاتکہ رضی اللہ عنہا بنت زید بن عمرو بن نفیل اور ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مرثیے کہے۔ ③

تاریخ وفات:

مَتَى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟وَاتَّفَقُوا أَنَّهُ تُوُفِّيَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ إِلَّا شَيْئًا ذَكَرَهُ ابْنُ قُتَيْبَةَ فِي الْمَعَارِفِ الْأَرْبِعَاءِ قَالُوا كُلُّهُمْ وَفِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَالُوا، أَوْ قَالَ أَكْثَرُهُمْ فِي الثَّانِي عَشَرَ مِنْ رَبِيعٍ وَلَا يَصِحُّ أَنْ يَكُونَ تُوُفِّيَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي الثَّانِي مِنَ الشَّهْرِ أَوِ الثَّالِثَ عَشَرَ أَوِ الرَّابِعَ عَشَرَ أَوِ الْخَامِسَ عَشَرَ لِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّ وَقْفَةَ عَرَفَةَفِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ كَانَتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ التَّاسِعُ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ فَدَخَلَ ذُو الْحَجَّةِ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَكَانَ الْمُحَرَّمُ إِمَّا الْجُمُعَةُ وَإِمَّا السَّبْتُ فَإِنْ كَانَ الْجُمُعَةُ فَقَدْ كَانَ صَفَرٌ إِمَّا السَّبْتُ وَإِمَّا الْأَحَدُ فَإِنْ كَانَ السَّبْتُ فَقَدْ كَانَ رَبِيعٌ الْأَحَدَ أَوِ الاِثْنَيْنِ وَكَيْفَا دَارَتِ الْحَالُ عَلَى هَذَا الْحِسَابِ فَلَمْ يَكُنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ رَبِيعٍ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ بِوَجْهٍ وَلَا الْأَرْبِعَاءَ أَيْضًا

رسول اللہ ﷺ کی وفات کب ہوئی تھی؟ نبی ﷺ کا انتقال بروز دوشنبہ ربیع الاول گیارہ ہجری کو ہوا اس میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ ابن قتیبہ نے معارف میں بدھ کا ذکر کیا ہے اور مہینہ کے اعتبار سے ربیع الاول پر سب کا اتفاق ہے، اور اکثریت کا یہی کہنا ہے کہ آپ کا وصال بارہ ربیع الاول کو ہوا اسی اشکال کی وجہ سے بعض علماء نے تاریخ وفات تیرھویں ربیع الاول مانی ہے اور بعض نے چودھویں اور بعض نے پندرھویں تسلیم کیا ہے، اس میں اشکال یہ ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کا وقوف عرفہ بالاتفاق جمعہ کے دن تھا یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کے دن تھی اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ پنجشنبہ کو تھی تو ایسی صورت میں آئندہ سال میں دوشنبہ کو بارھویں ربیع الاول نہیں ہوسکتی خواہ تینوں مہینے یعنی ذی الحجہ، محرم اور صفر تیس تیس دن کے مانے جائیں یا انتیس انتیس کے یا بعض تیس کے اور بعض انتیس کے چنانچہ اس حساب سے بارہ ربیع الاول

① ابن سعد ۱٫۳۰۹

② ابن سعد ۲٫۲۴۱

③ ابن سعد ۲٫۳۳۲، شرح الزرقانی علی المواجب ۱۲٫۱۵۳، البدایة والنهایة ۵٫۳۰۰

نہیں بنتی اور نہ ہی سوموار اور منگل کا دن بنتا ہے،

كَمَا قَالَ الْقُتَبِيّ وَذَكَرَ الطّبَرِيّ عَنْ ابْنِ الْكَلْبِيّ وَأَبِي مِخْنَفٍ أَنّهُ تُوُفّيَ فِي الثّانِي مِنْ رَبِيعِ الْأَوّلِ ، وَهَذَا الْقَوْلُ وَإِنْ كَانَ خِلَافَ أَهْلِ الْجُمْهُورِ فَإِنّهُ لَا يُبْعَدُ أَنْ كَانَتْ الثّلَاثَةُ الْأَشْهُرُ الّتِي قَبْلَهُ كُلّهَا مِنْ تِسْعَةٍ وَعِشْرِينَ فَتَدَبّرْهُ فَإِنّهُ صَحِيحٌ وَلَمْ أَرَ أَحَدًا تَفَطّنَ لَهُ ، وَقَدْ رَأَيْت لِلْخَوَارِزْمِيّ أَنّهُ تُوُفّيَ عَلَيْهِ السّلَامُ فِي أَوّلِ يَوْمٍ مِنْ رَبِيعِ الْأَوّلِ وَهَذَا أَقْرَبُ فِي الْقِيَاسِ بِمَا ذَكَرَ الطّبَرِيّ عَنْ ابْنِ الْكَلْبِيّ وَأَبِي مِخْنَفٍ ، الواقدي عند ابن سعد بأسانيده إلى علي بن أبي طالب، وابن عباس، وعائشة رضي الله عنها، هكذا بالنص على أنه تُوُفّيَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ لاثنتي عشرة مضت مِنْ رَبِيعِ الْأَوّلِ

جیسا کہ قتبی نے کہا اور امام طبری نے ابن کلبی اور ابو مخنف سے بھی ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ۲ ربیع الاول کو تاریخ وصال ہوا، اگرچہ یہ قول جمہور کے قول کے خلاف ہے اور یہ اس سے دور نہیں کہ مسلسل تین مہینے انتیس انتیس دن کے ہوں، اور خوارزمی یکم ربیع الاول کو تاریخ وفات بتلاتے ہیں اور یہی قول حقیقت کے بہت قریب ہے۔ (۱)

اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ ممکن ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تاریخوں میں اختلاف مطلع کی وجہ سے اختلاف ہو اور مدینہ منورہ میں ربیع الاول کی پہلی تاریخ پنجشنبہ کو ہوئی ہو تو دوشنبہ کو بارھویں ربیع الاول ہوگی، واقدی کا قول ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات کے مطابق آپ ﷺ کا انتقال بروز دوشنبہ بتاریخ بارہ ربیع الاول (۷ جون ۶۳۲ء) ہوا اور یہی مشہور قول ہے۔ (۲)

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانگی کا حکم

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالیں،

جَعَلَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ قَاضِيًا فِي خِلافَتِهِ،كَانَ يَكْتُبُ لَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ،وَيَكْتُبُ لَهُ الأَخْبَارَ عُثْمَانُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر فرمایا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتابت کا کام سپرد کیا فرامین اور مراسلے یہی حضرات لکھا کرتے تھے، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مشیر خاص اور فتویٰ کی خدمات سپرد کیں۔ (۳)

ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا انتظام سپرد کیا زکوٰۃ اور صدقات کا جو مال اکٹھا ہوتا تھا وہ اس کی تقسیم کے لئے مامور تھے۔

پہلا سرکاری حکم جو دربار خلافت سے جاری ہوا لشکر اسامہ کے لئے روانگی کا حکم تھا، معترضین کی زبانیں پھر حرکت میں آئیں، وہ کوئی ایسا حیلہ تلاش کرنے لگے جس کے ذریعے سے لشکر کی روانگی کا حکم منسوخ کرا دینے یا کم از کم اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے سے باز رکھ سکیں، چنانچہ

(۱) الروض الانف ۷/۵۷۷

(۲) شرف مصطفیٰ ۳/۱۱۳

(۳) تاریخ طبری ۳/۴۲۶

اس وقت مہاجرین اور انصار کے درمیان مسئلہ خلافت پر پیدا ہونے والے اختلاف اور قبائل عرب میں ارتداد کی بغاوت کے آثار اس منسوخی کے لئے معقول جواز سمجھے گئے،

فَقَالَ لَهُ النَّاسُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ جُلُّ الْمُسْلِمِينَ وَالْعَرَبُ- عَلَى مَا تَرَى قَدِ انْتُقِضَتْ بِكَ، فَلَيْسَ يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تفرق عَنْكَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي بَكْرٍ بِيَدِهِ، لَوْ ظَنَنْتُ أَنَّ السِّبَاعَ تَخَطَّفَنِي لأَنْفَذْتُ بَعْثَ أُسَامَةَ كَمَا امر به رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْقُرَى غَيْرِي لأَنْفَذْتُهُ!

معترضین نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جا کر عرض کیا کہ موجودہ دور مسلمانوں کے لئے سخت نازک اور پر خطر ہے ہر طرف بغاوت کے شعلے بھڑک رہے ہیں اس موقع پر لشکر کا شام بھیج کر مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کرنا مناسب نہ ہوگا، لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہایت ثابت قدمی اور اولو العزمی سے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ یقین ہو کہ جنگل کے کتے اور بھیڑیے مدینہ میں داخل ہو کر مجھے اٹھالے جائیں تو بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے اس لشکر کو روانہ ہونے سے نہیں روک سکتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اگر مدینہ میں میرے سوا کوئی بھی متنفس باقی نہ رہے تو بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا۔[1]

ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ: ارْجِعْ إِلَى خَلِيفَةِ رَسُولِ اللهِ فَاسْتَأْذِنْهُ، يَأْذَنْ لِي أَنْ أَرْجِعَ بِالنَّاسِ، فَإِنَّ مَعِي وُجُوهَ النَّاسِ وَحْدَهُمْ، وَلا آمَنُ عَلَى خَلِيفَةِ رَسُولِ اللهِ وَثِقَلِ رَسُولِ اللهِ وَأَثْقَالِ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَتَخَطَّفَهُمُ الْمُشْرِكُونَ ،وَاطْلُبْ إِلَيْهِ أَنْ يُوَلِّيَ أَمْرَنَا رَجُلا أَقْدَمَ سِنًّا مِنْ أُسَامَةَ فَخَرَجَ عُمَرُ بِأَمْرِ أُسَامَةَ، وَأَتَى أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ أُسَامَةُ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ، لَوْ خَطَفَتْنِي الْكِلابُ وَالذِّئَابُ لَمْ أَرُدَّ قَضَاءً قَضَى به رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!

ایک روایت یہ بھی ہے جب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے خلاف چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں تو انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بیچ میں ڈالا کہ خلیفہ رسول اللہ کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ وہ لشکر کی روانگی کا حکم منسوخ کر دیں تاکہ بڑھتے ہوئے فتنوں کے مقابلے میں یہ لشکر مدد و معاون ہو سکے اور مرتدین کو آسانی سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہو، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تیار ہو گئے تو انصار نے بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ لشکر کو روانہ کرنے ہی پر مصر ہوں تو کم از کم کسی ایسے آدمی کو لشکر کا امیر مقرر فرمائیں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسامہ رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات اور انصار کا پیغام سن کر خلیفہ رسول اللہ نے فرمایا اگر جنگل کے کتے اور بھیڑیے مدینہ میں داخل ہو کر مجھے اٹھالے جائیں تو بھی میں وہ کرنے سے باز نہیں آؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم دیا ہے،

قَالَ: فَإِنَّ الأَنْصَارَ أَمَرُونِي أَنْ أُبَلِّغَكَ، وَإِنَّهُمْ يَطْلُبُونَ إِلَيْكَ أَنْ تُوَلِّيَ أَمْرَهُمْ رَجُلا أَقْدَمَ سِنًّا مِنْ أُسَامَةَ، فَوَثَبَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ جَالِسًا فَأَخَذَ بِلِحْيَةِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ: ثَكِلَتْكَ أمك وعدمتك يا بن الخطاب! استعمله رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَأْمُرُنِي أَنْ أَنْزِعَهُ! فَخَرَجَ عُمَرُ إِلَى النَّاسِ فَقَالُوا لَهُ:مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: امْضُوا، ثَكِلَتْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ! مَا لَقِيتُ

---

[1] تاریخ طبری ۳،۲۲۵

فِي سَبَبِكُمْ مِنْ خَلِيفَةِ رَسُولِ اللهِ!

اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انصار کا پیغام دیا کہ انصار نے درخواست کی ہے کہ آپ ان کا امیر کسی اور ایسے شخص کو مقرر کر دیں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو، یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جو بیٹھے ہوئے تھے غصہ سے اچھل پڑے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی پکڑ کر فرمایا اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے گم پائے تو مر جائے بھلا جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منصب پر فائز کیا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اسے اس کے عہدے سے ہٹادوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پشیمان ہو کر سر جھکائے واپس چلے آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا تو انہوں نے بڑے غصے سے کہا تمہاری ماں کو تمہارا سوگوار بنائے آگے بڑھو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تمہاری درخواست منظور نہیں ہوئی۔ [1]

معترضین کے اعتراضات کو رد فرمانے کے بعد دربار خلافت سے حکم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا کوئی شخص جو اس لشکر میں شامل تھا پیچھے نہ رہے اور مدینہ سے نکل کر مقام جرف میں لشکر میں شامل ہو جائے۔ جرف پہنچ کر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جواب سے مطلع کیا تو انہیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کے سواء کوئی چارہ نہ رہا، مئی کا مہینہ تھا، سخت گرمی کے دن تھے،

ثُمَّ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَتَاهُمْ ، فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ:يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ، وَاللهِ لَتَرْكَبَنَّ أَوْ لأَنْزِلَنَّ! فَقَالَ: وَاللهِ لا تنزل وو الله لا أَرْكَبُ!وَمَا عَلَيَّ أَنْ أُغَبِّرَ قَدَمَيَّ فِي سَبِيلِ اللهِ سَاعَةً،فَأَذِنَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، قِفُوا أُوصِكُمْ بِعَشْرٍ فَاحْفَظُوهَا عَنِّي:لا تَخُونُوا وَلا تَغُلُّوا، وَلا تَغْدِرُوا وَلا تُمَثِّلُوا وَلا تَقْتُلُوا طِفْلا صَغِيرًا، وَلا شَيْخًا كَبِيرًا وَلا امْرَأَةً، وَلا تَعْقِرُوا نَخْلا وَلا تُحَرِّقُوهُ، وَلا تَقْطَعُوا شَجَرَةً مُثْمِرَةً،وَلا تَذْبَحُوا شَاةً وَلا بَقَرَةً وَلا بَعِيرًا إِلا لِمَأْكَلَةٍ،وَسَوْفَ تَمُرُّونَ بِأَقْوَامٍ قَدْ فَرَّغُوا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ، فَدَعُوهُمْ وَمَا فَرَّغُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ،وَسَوْفَ تَقْدَمُونَ عَلَى قَوْمٍ يَأْتُونَكُمْ بِآنِيَةٍ فِيهَا أَلْوَانُ الطَّعَامِ، فَإِذَا أَكَلْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا بَعْدَ شَيْءٍ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَاوَتَلْقَوْنَ أَقْوَامًا قَدْ فَحَصُوا أَوْسَاطَ رُءُوسِهِمْ وَتَرَكُوا حَوْلَهَا مِثْلَ الْعَصَائِبِ، فَاخْفِقُوهُمْ بِالسَّيْفِ خَفْقًا انْدَفِعُوا باسم الله، أفناكم اللهُ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ

مگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خود بنفس نفیس جرف تشریف لائے اور اپنے سامنے لشکر کو رخصت کیا، روانگی کے وقت لوگوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا کہ امیر لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ اسپ تازی پر سوار ہیں اور خلیفہ وقت پیدل ہمرکاب ہیں، یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ لوگوں کے دلوں میں اسامہ رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کا جذبہ پیدا ہو اور وہ آئندہ اپنے امیر کے تمام احکام کی تعمیل بے چوں و چرا کیا کریں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی، ان کی دینی عظمت اور خلیفہ رسول کی حیثیت سے مسلمانوں میں ان کے مرتبے کے پیش نظر امیر لشکر شرم محسوس کر رہے تھے، اس لئے اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ! یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں یا میں اتر جاتا ہوں، جواب دیا واللہ! نہ تم اترو گے نہ میں سوار ہوں گا کیا ہوا اگر میں نے ایک گھڑی اپنے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود کر لیئے، لشکر روانہ ہونے لگا تو خلیفہ رسول اللہ نے لشکر کے سامنے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! ٹھہر جاؤ میں تمہیں دس نصیحتیں کرتا ہوں انہیں یاد رکھو، خیانت نہ کرنا، نفاق نہ برتنا، بدعہدی نہ کرنا، چوری نہ کرنا، مقتولوں

[1] تاریخ طبری ۳،۲۲۶

کے اعضانہ کاٹنا، کبھی چھوٹے بچوں، بڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا اور نہ کسی پھل دار درخت کو قطع کرنا، بھیڑ گائے یا اونٹ کو سوا کھانے کے ذبح نہ کرنا، تم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جنہوں نے اپنے آپ کو گرجاؤں میں عبادت کے لئے وقف کر دیا ہے اور وہ دن رات انہی میں بیٹھے رہتے ہیں، تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا، تم ایسے لوگوں کے پاس پہنچو گے جو تمہارے لئے برتنوں میں مختلف کھانے لائیں گے، جب کھانا شروع کرنا اس پر اللہ کا نام لے لیا کرنا، تم ایسے لوگوں سے ملو گے جنہوں نے سر کا درمیانی حصہ منڈا دیا ہو گا لیکن چاروں طرف بڑی بڑی لٹیں لٹکتی ہوں گی انہیں تلوار سے قتل کر ڈالنا، اپنی حفاظت اللہ کے نام سے کرنا اللہ تمہیں شکست اور ہر وباء سے محفوظ رکھے۔[1]

اسْتَطْلَقَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ أُسَامَةَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي الإقامة عنده ليستضئ بِرَأْيِهِ فَأَطْلَقَهُ لَهُ

پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر سے گزارش کی کہ اگر تم مناسب سمجھو تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو چھوڑتے جاؤ تاکہ میں ان کی رائے حاصل کر سکوں، امیر لشکر نے بصد خوشی اجازت دے دی۔[2]

وَقَالَ لَهُ: اصْنَعْ ما امرك به نبي اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ابدا ببلاد قضاعه ثم ايت آبِلَ، وَلا تُقَصِّرَنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلا تَعْجَلَنَّ لِمَا خَلَفْتَ عَنْ عَهْدِهِ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے امیر لشکر کو نصیحت فرمائی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جو کچھ کرنے کا حکم دیا تھا وہ سب کچھ کرنا جنگ کی ابتداء قضاعہ سے کرنا، اس کے بعد آبل جانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا مگر اسی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے جو تاخیر ہو گئی ہے اس کی وجہ سے عجلت نہ کرنا۔[3]

تاریخ گواہ ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پوری تعمیل کی، جہاں جہاں جانے کے لئے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا وہاں گئے اور آپ کی ہدایات کے مطابق دشمن پر اس طرح اچانک حملہ کیا کہ جب تک مجاہدین کے دستے رومیوں کے سروں پر نہ پہنچ گئے انہیں مسلمانوں کی آمد کا مطلق پتا نہ چل سکا، بے شمار رومی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے، کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا اور وہ نصرت خداوندی کے سائے میں کامیاب و کامران ہوئے، شام میں لشکر اسامہ کی کامیابیاں جہاں ایک طرف اسلام کی عالمی حیثیت کو دنیا میں محسوس کرانے میں کامیاب ہوئیں وہاں اندرون ملک ان کے نفسیاتی اثرات نے فتنہ ارتداد سے عہدہ برآ ہونے میں حکومت کے ہاتھ مضبوط کر دیئے اور وہ اعتراضات جو اس جواز کے ساتھ لشکر اسامہ کی روانگی پر کئے گئے تھے نتائج کے آئینے میں غلط ثابت ہوئے، دوسرے لفظوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی مصلحت بینی سے کہیں زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوئے، یہ تاریخ کا نہ بھولنے والا سبق ہے کہ خلیفہ رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں جس بے لچک استقامت کا ثبوت دیا وہی دنیا میں اسلام کے قیام و بقا کی

---

[1] تاریخ طبری ۲۲۳/۳

[2] البداية والنهاية ۳۳۳/۵، السيرة النبوية لابن كثير ۶۱۶/۴، تاریخ طبری ۲۲۷/۳

[3] تاریخ طبری ۲۲۷/۳

ضمانت ثابت ہوا اور اس طرح اس عجیب وغریب سبق کا آغاز ہوا کہ مسلمانوں کے قیام وبقا کی ضمانت سنت رسول کی پیروی ہے، دوسرا کوئی عمل نہیں ہے جس کے نتائج اس کے مقابلے میں بہتر نکلے ہوں۔

فتنہ ارتداد تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں کھڑا ہو گیا تھا اور آپ ﷺ کے آخری ایام میں اسود عنسی کے قتل کی خبر بھی آچکی تھی، اب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر بعض قبائل نے جو دل وجان سے مال و دولت پر فریفتہ تھے اور اللہ کی راہ میں مالی قربانی کرنا ان کے لئے دشوار تھا اسلام سے کلیۃ تو انحراف نہیں کیا مگر زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، بعض قبائل زکوٰۃ کو تاوان سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ رسول اللہ کو ان سے زکوٰۃ یا بہ الفاظ دیگر ادائے تاوان کے مطالبے کا کوئی اختیار نہیں ہے، چنانچہ دونوں فریقوں نے اعلان کر دیا کہ نہ تو ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر تسلیم کرتے ہیں اور نہ ان کے احکام کی بجا آوری کو ضروری سمجھتے ہیں، مدینہ کے نواحی قبائل عبس اور ذبیان بھی منکرین زکوٰۃ میں شامل تھے اور مسلمانوں کے لئے ان قبائل سے عہدہ برآہ ہونے کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا، ان سے لڑائی چھیڑ دینا آسان کام نہ تھا کیونکہ لشکر اسامہ روانہ ہو چکا تھا اور مدینہ منورہ میں بہت قلیل تعداد افراد رہ گئے تھے جو لڑائی کے قابل تھے اب دو ہی طریقے ہو سکتے تھے۔

○ منکرین زکوٰۃ کو ادائے زکوٰۃ کے لئے مجبور نہ کیا جائے اور نرمی وملایمت سے انہیں ساتھ ملا کر ان قبائل کے مقابلے میں آمادہ پیکار کیا جائے جنہوں نے کھلم کھلا اسلام سے انحراف کیا تھا۔

○ دوسرا یہ کہ ان سے جنگ کی جائے، لیکن یہ راستہ اختیار کرنے سے مسلمانوں کے دشمنوں کی تعداد یقیناً بہت زیادہ ہو جاتی اور اسلامی لشکر کی غیر موجودگی میں بپھرے ہوئے باغی قبائل سے لڑائی چھیڑ دینا آسان کام نہ تھا۔

چنانچہ خلیفہ رسول اللہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا، بیشتر لوگوں نے مشورہ دیا کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے لوگوں سے ہرگز نہیں لڑنا چاہیے بلکہ انہیں ساتھ ملا کر مرتدین کے خلاف مصروف پیکار ہونا چاہیے، ایک مختصر تعداد نے اس کے خلاف بھی مشورہ دیا، بحث طول پکڑ گئی آخر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بحث کرتے ہوئے پرزور الفاظ میں کہا

وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ، وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ ،فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ

جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق وامتیاز کیا میں اسے ضرور باضرور جنگ کروں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم! منکرین زکوٰۃ مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے جسے وہ رسول اللہ کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو ان کے انکار پر بھی میں ان سے جنگ کروں گا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ منکرین زکوٰۃ سے جنگ کرنا مسلمانوں کے لئے نقصان دہ سمجھتے تھے یہ سن کر تیزی میں آگئے اور کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی موجودگی میں ان لوگوں سے کیوں کر جنگ کر سکتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے صاف فرمایا ہے کہ مجھے اس

وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ زبان سے الا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہہ دیں، جو شخص یہ کلمہ زبان سے ادا کر دے گا اس کی جان و مال محفوظ ہو جائے گی البتہ جو حقوق اس پر واجب ہوں گے ان کی ادائی کا مطالبہ اس سے ضرور کیا جائے گا، ہاں اس کی نیت کا حساب اللہ اس سے خود لے گا۔ [1]

مگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ برابر کہتے رہے کہ اللہ کی قسم! میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں فرق کرنے والے لوگوں سے ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام قبول کرنے والے لوگوں کے ذمے جو حقوق ہوں گے ان کی ادائی کا مطالبہ ان سے بہر حال کیا جائے۔

باغی قبائل عبس مذبیان، بنو کنانہ، غطفان اور فزارہ نے جو مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں آباد تھے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے فوجیں اکٹھی کیں اور دو حصوں میں منقسم ہو کر مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈال دیا، ایک حصہ ربذہ کے قریب مقام ابرق میں خیمہ زن ہوا اور دوسرا ذی القصہ میں جو محلہ کے قریب نجد کے راستے میں واقع ہے، ان کے سرداروں نے پہلے اپنے وفود مدینہ روانہ کئے جنہوں نے وہاں پہنچ کر کہا کہ وہ نماز ادا کرنے کو تیار ہیں البتہ انہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر دیا جائے، مگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دے چکے تھے چنانچہ یہ وفود ناکام ہو کر چلے گئے مگر جاتے ہوئے مدینہ منورہ کی کمزوری کا جائزہ بھی لیتے گئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ارادے کو بھانپ لیا تھا اس لئے انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو ایک ایک دستہ دے کر مدینہ کے بیرونی راستوں پر متعین کر دیا اور دوسرے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ مسجد نبوی میں پہنچ جائیں اور لڑائی کی تیاری کر لیں چنانچہ تین دن کے بعد جاسوسوں نے منکرین زکوٰۃ کے مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادوں کی خبر کر دی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو ساتھ لیکر جو مسجد نبوی میں جمع تھے باغی قبائل پر اچانک حملہ کر دیا، باغی قبائل کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی ان کے مقابلے میں آئے گا لیکن ان کی توقعات کے برعکس جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا تو ان کی سراسیمگی کی انتہا نہ رہی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے، مجاہدین نے ذی حسا تک ان کا تعاقب کیا مگر ان کے وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے موقع کی نزاکت دیکھ کر مسلمانوں کے بالمقابل آ گئے اور لڑائی شروع ہو گئی، رات بھر لڑائی جاری رہی لیکن کسی بھی فریق کے حق میں فیصلہ نہ ہو سکا بالآخر مخالفین نے مسلمانوں کو گرفتار کرنے کے لئے مسلمانوں کے اونٹوں کی گردنوں میں کمندیں ڈالنی شروع کیں، مگر یہ جنگی اونٹ نہ تھے کہ اس چال کو سمجھ سکتے، انہوں نے خوفزدہ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف واپس بھاگنا شروع کر دیا اور اپنے سواروں کو لئے شہر میں داخل ہو گئے۔ عبس، ذبیان اور ان کے مددگار مسلمانوں کے اس طرح بھاگ جانے سے بڑے خوش ہوئے اور اسے اپنی فتح مندی اور مسلمانوں کی کمزوری پر محمول کرتے ہوئے مقام ذی القصہ کے خیمہ زن لوگوں کو ان تمام واقعات کی خبر دی، وہ لوگ بھی ان کے پاس پہنچ گئے اور آپس میں طے کیا کہ ہم اس وقت تک

[1] صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ ۱۳۹۹، وکتاب استتابة المعاندين والمرتدين وقتالهم بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبَى قَبُولَ الفَرَائِضِ، وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرِّدَّةِ ۶۹۲۴، وکتاب الاعتصام بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۷۲۸۴، صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ۱۲۴، سنن ابوداودکتاب الزکوٰۃ باب وجوبها ۱۵۵۶، جامع ترمذی ابواب الایمان بَابُ مَا جَاءَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ۲۶۰۷

واپس نہیں جائیں گے جب تک مسلمانوں کو ناک چنے چبوا کر اپنی شرائط قبول کرنے پر مجبور نہ کر دیں، دوسری طرف خلیفہ رسول اللہ اور مجاہدین نے رات بھر پلک نہ جھپکائی بلکہ دشمن سے لڑائی کی تیاریوں میں مشغول رہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کے آخری تہائی حصے میں مجاہدین کو لے کر دوبارہ دشمن کی جانب روانہ ہوئے اور کامل احتیاط کی دشمن کو ان کے آنے کی خبر نہ ہونے پائے، صبح صادق کے وقت جب مجاہدین میدان میں پہنچے تو دشمن نہایت اطمینان و آرام سے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا اور مسلمان جنگ کے لئے تیار تھے، چنانچہ مجاہدین نے بے دھڑک اپنی تلواریں دشمن کے سینوں میں گھونپنا شروع کر دیں، اس اچانک حملہ سے دشمن ہڑ بڑا کر اٹھے اور نیم بیداری کی حالت میں لڑنا شروع کر دیا لیکن مجاہدین نے اپنی تلواروں کے خوب جوہر دکھائے اور ابھی سورج افق پر ظاہر ہی ہوا تھا کہ دشمن نے نہایت بے ترتیبی کی حالت میں بھاگنا شروع ہو گیا، مجاہدین نے ذی القصہ تک ان کا تعاقب کیا اور پھر واپس میدان جنگ میں آگئے اور سالار میمنہ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ اس جگہ چھوڑ کر واپس مدینہ آگئے، ذی القصہ میں شرمناک شکست کا انتقام لینے کے لئے بنی ذبیان اور بنی عبس کے مشرکین نے ان تمام مسلمانوں کو قتل کر دیا جو ان کی دسترس میں تھے لیکن اس کا الٹا اثر ہوا اور قبائل کے وہ لوگ جو بہ دستور اسلام پر قائم تھے اپنے عقیدے میں اور پکے ہو گئے اور انہوں نے بغیر کسی پس و پیش کے جوق در جوق سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر زکوٰۃ پیش کرنی شروع کر دی۔ سب سے پہلے بنی تمیم کے رئیس صفوان اور زبرقان اور طئی کے سردار عدی بن حاتم طائی تھے مختلف قبائل کے مسلمان زکوٰۃ لے کر مدینہ پہنچ رہے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ بھی روم کی سرزمین سے مظفر و منصور واپس آگئے، اب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ دشمن کو تیاری کا موقع نہیں دینا چاہیے بلکہ اس پر پے در پے حملے کر کے اس کی قوت و طاقت توڑ دی جائے، چنانچہ اسامہ اور ان کے ساتھیوں کو آرام کرنے کا حکم دے کر خود بنفس نفیس ان لوگوں کو ساتھ لیکر جو ذی القصہ کی لڑائی میں ان کے ہمراہ تھے القصہ کے قریب ابرق پہنچے، وہاں بنی عبس، ذبیان اور بنی بکر سے مڈبھیڑ ہوئی جس میں ان قبائل نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے انہیں اس علاقے سے نکال باہر کیا، ابرق بنی ذبیان کی ملکیت تھی لیکن جب مجاہدین نے انہیں یہاں سے نکال دیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب یہ سرزمین مسلمانوں کی ملکیت ہے آئندہ بنی ذبیان اس پر قابض نہ ہو سکیں گے کیونکہ اللہ نے اسے ہمیں غنیمت میں دے دیا ہے، چنانچہ پھر یہ علاقہ مسلمانوں کی ملکیت میں رہا، حالات معمول پر آنے کے بعد بنو ثعلبہ نے اس جگہ دوبارہ آباد ہونا چاہا مگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہ دی، اس طرح منکرین زکوٰۃ کی شکست پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

قبائل عبس، ذبیان، بنو بکر اور ان کے وہ مددگار جنہوں نے مدینہ پر چڑھائی میں حصہ لیا تھا داغ ہزیمت دھونے کے لئے طلیحہ بن خویلد اسدی سے جا کر مل گئے، مزید برآں غطفان، سلیم اور وہ بدوی قبائل بھی جو مدینہ کے مشرق اور شمال مشرق میں آباد تھے طلیحہ کے حامی بن گئے، اب مسئلہ مرتدین کا تھا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر تیار کیا اور اسے گیارہ حصوں میں تقسیم کر دیا اور ہر حصہ پر ایک مہاجر امیر مقرر کر کے انہیں علم عطا کیا اور انہیں مختلف محاذوں پر روانہ کیا، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کو مشاورت کے لئے مدینہ میں روک لیا۔

خالد رضی اللہ عنہ بن ولید

ان کو بزاخہ کی طرف روانہ کیا جہاں طلحہ بن خویلد اسدی موجود تھا، پھر وہ بطاح گئے جہاں مالک بن نویرہ کی سرکوبی مقصود تھی، پھر یمامہ گئے جہاں مسلمہ کذاب کا مرکز تھا۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل

پہلے یمامہ کی طرف مسلمہ کذاب کے مقابلہ کے لئے گئے، ان کو احتیاطا بھیجا گیا تھا تاکہ یمامہ میں بڑی جنگ کے لئے تیاری کی جاسکے، اصل معرکہ خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے ذمے تھا، عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو ہزار جنگجو تھے، پھر وہ یمامہ کی طرف گئے جہاں ذو التاج لقیط بن مالک ازدی کی سرکوبی مقصود تھی۔

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص

یہ تبوک اور دومۃ الجندل گئے جہاں قضاعہ، ودیعہ اور حارث کے قبائل تھے۔

شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ

یہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کے بعد احتیاطا یمامہ بھیجے گئے تاکہ مسلمہ کذاب سے فیصلہ کن لڑائی لڑی جاسکے، پھر وہ حضرموت گئے۔

خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص

انہیں شامی سرحد پر حمقتین کی طرف بھیجا گیا۔

طریفہ رضی اللہ عنہ بن حاجز

انہیں مکہ اور مدینہ کے مشرق میں ہوزان اور بنوسلیم کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔

علاء رضی اللہ عنہ بن حضرمی

انہیں بحرین کی طرف بھیجا گیا جہاں مغرور منذر بن نعمان بن منذر کی سرکوبی مقصود تھی۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ بن محصن قلعانی

انہیں عمان میں ذو التاج لقیط بن مالک ازدی کی طرف بھیجا گیا، پھر وہ مہرہ، حضرموت اور یمن گئے۔

عرفجہ رضی اللہ عنہ بن ہرثمہ بارقی

ان کو پہلے عمان پھر مہرہ حضرموت اور یمن بھیجا گیا۔

مہاجر رضی اللہ عنہ بن ابی امیہ

ان کو یمن بھیجا گیا جہاں اسود عنسی کے کچھ حامی باقی تھے پھر انہیں کندہ اور حضرموت کی طرف بھیجا گیا۔

سوید رضی اللہ عنہ بن مقرن مزنی

انہیں تہامہ (یمن) اور بحر احمر کے ساحل کی طرف بھیجا گیا۔

کیونکہ مدینہ منورہ پر فوری حملے کا خطرہ نہ تھا اس لئے مدینہ کی حفاظت کے لئے تھوڑی سے مجاہدین روک لئے گئے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا سال زیادہ تر مرتدین کی شورش کا مقابلہ کرنے میں گزرا، مسلمان ہمہ تن اس فتنے کو فرد کرنے میں مصروف تھے اور جوق در جوق اسلامی لشکروں میں شامل ہو کر جہاد کے لئے اطراف ملک میں جارہے تھے، اس لئے انہوں نے حج کے موقع پر اپنی جگہ عتاب بن اسید کو امیرالحج بنا کر بھیج دیا، اور بالآخر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوررس نگاہیں، اپنے موقف پر ثابت قدمی اور استقلال سے مسلمانوں کو ایک کثیر تعداد کبار صحابہ رضی اللہ عنہم اور حفاظ قرآن کی شہادتوں کا نذرانہ پیش کر کے منکرین زکوٰۃ اور مرتدین پر فتح و نصرت ملی اور جزیرۃ العرب پھر سے دائرہ اسلام میں آ گیا۔

ملکی انتظام:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیرونی فتوحات کی ابھی ابتدا ہوئی تھی اس لئے ان کی حکومت صرف عرب تک محدود ہوئی تھی، انہوں نے عرب کو متعدد صوبوں اور ضلعوں پر تقسیم کر دیا تھا چنانچہ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، طائف، صنعاء، نجران، حضرموت، بحرین، دومۃ الجندل علیحدہ علیحدہ صوبے تھے، ہر صوبہ پر ایک عامل ہوتا تھا جو ہر قسم کے فرائض سرانجام دیتا تھا، عہدہ داروں کے انتخاب میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ان لوگوں کو ترجیح دیتے تھے جو عہد نبوت میں عہدہ دار رہ چکے تھے جب کسی کو عہدہ پر مامور فرماتے تو عموماً بلا کر اس کے فرائض کی تشریح کر دیتے تھے اور نہایت موثر الفاظ میں سلامت روی و تقویٰ کی نصیحت فرماتے، چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو محصل صدقہ بنا کر بھیجا تو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی

اتَّقِ اللهَ فِي السِّرِّ وَالْعَلانِيَةِ فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً، وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْراً، فَإِنَّ تَقْوَى اللهِ خَيْرُ مَا تَوَاصَى بِهِ عِبَادُ اللهِ إِنَّكَ فِي سَبِيلٍ مِنْ سُبُلِ اللهِ، لا يَسَعُكَ فِيهِ الإِذْهَانُ وَالتَّفْرِيطُ وَالْغَفْلَةُ عَمَّا فِيهِ قَوَامُ دِينِكُمْ، وَعِصْمَةُ أَمْرِكُمْ

خلوت و جلوت میں اللہ کا خوف رکھو جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے رزق کا ایسا ذریعہ پیدا کر دیتا ہے جو کسی کے گمان میں بھی نہیں آسکتا، وہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، اس کا اجر دوبالا کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خیر خواہی بہترین تقویٰ ہے، تم اللہ کے راستوں میں سے ایک راستے پر جارہے ہو، لہذا جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہاری غفلت اور فراموشی اختیار کرنا ناقابل عفو جرم ہے پس تمہاری طرف سے سستی اور سہل انگاری ہرگز نہ ہونی چاہیے۔[1]

یزید رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کو مہم شام کی امارت سپرد کی تو فرمایا

يَا يَزِيدُ، إِنَّ لَكَ قَرَابَةً عَسَيْتَ أَنْ تُؤْثِرَهُمْ بِالإِمَارَةِ، وَذَلِكَ أَكْبَرُ مَا أَخَافُ عَلَيْكَ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَحَدًا مُحَابَاةً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ لا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلا عَدْلًا حَتَّى يُدْخِلَهُ جَهَنَّمَ

[1] تاریخ طبری ۳،۳۹۰

اے یزید! تمہاری رشتہ داریاں ہیں شاید تم ان کو اپنی امارت سے فائدہ پہنچاؤ، دراصل یہی سب سے بڑا خطرہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی مسلمانوں کا حاکم مقرر ہو اور ان پر کسی کو بلا استحقاق رعایت کی طور پر افسر بنادے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، اللہ اس کا کوئی عذر اور فدیہ قبول نہ فرمائے گا اور اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔ [۱]

مالی انتظام:

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مالی حالت بڑی قابل اطمینان تھی، زکوٰۃ، عشر، جزیہ اور مال غنیمت کی آمدنی سے ملک مالا مال ہو گیا تھا، جتنی دولت آتی سب خرچ کردی جاتی تھی، سامان جنگ یعنی تلواریں، نیزے، تیر، اونٹ اور گھوڑے خریدنے کے بعد باقی تمام رقم مسلمانوں میں برابر تقسیم کردی جاتی تھی، آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں مال کا باقاعدہ محکمہ نہ تھا، شروع میں بیت المال تک نہ تھا بعد میں ایک بیت المال تعمیر کرایا مگر اس میں زیادہ مال جمع ہونے کی کبھی نوبت نہ آئی، ایک قفل پڑا رہتا تھا، پہرہ کی ضرورت نہ تھی آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس میں صرف ایک درہم پایا گیا۔

فوجی نظام:

عہد نبوت میں کوئی باقاعدہ فوجی نظام نہ تھا جب ضرورت پیش آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود ہی شوق سے علم جہاد کے نیچے جمع ہو جاتے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہی صورت حال باقی رہی لیکن انہوں نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ جب کوئی لشکر کسی مہم پر روانہ ہوتا تو اس کو مختلف دستوں میں تقسیم کر کے الگ الگ امیر مقرر فرما دیتے، امیر الامراء یعنی کمانڈر انچیف کا عہدہ بھی خلیفہ اول کی ایجاد ہے، سب سے پہلے خالد بن ولید اس عہدہ پر مامور ہوئے تھے۔ [۲]

غیر مسلم رعایا کی حفاظت:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غیر مسلم رعایا کا بڑا خیال رکھتے تھے، ان کے عہد میں جزیہ کی شرح نہایت آسان تھی اور ان ہی لوگوں پر مقرر کرنے کا حکم تھا جو اس کی ادائیگی کی صلاحیت رکھتے ہوں

قَالَ أَبُو يُوسُف: وَالْجِزْيَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى جَمِيعِ أَهْلِ الذِّمَّةِ مِمَّنْ فِي السَّوَادِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ وَسَائِرِ الْبُلْدَانِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ وَالصَّابِئِينَ وَالسَّامِرَةِ مَا خَلا نَصَارَى بَنِي تغلب وَأهل نَجْرَانَ خَاصَّةً؛ وَإِنَّمَا تَجِبُ الْجِزْيَةَ عَلَى الرِّجَالِ مِنْهُمْ دُونَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ: عَلَى الْمُوسِرِ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُونَ دِرْهَمًا، وَعَلَى الْوَسَطِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ، وَعَلَى الْمُحْتَاجِ الْحَرَّاثِ الْعَامِلِ بِيَدِهِ اثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا يُؤْخَذُ ذَلِكَ مِنْهُمْ فِي كُلِّ سَنَةٍ

چنانچہ حیرہ کے باشندوں میں سے ایک ہزار بالکل مستثنیٰ تھے اور باقی پر صرف دس درہم سالانہ مقرر کئے گئے تھے۔ [۳]

---

[۱] مسند احمد ۱/۲۰۲

[۲] فتوح البلدان ۱/۱۱۹

[۳] کتاب الخرج ۱/۱۳۵

مسجد نبوی کی تجدید و توسیع:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ مَسْجِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ سَوَارِيهِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جُذُوعِ النَّخْلِ أَعْلَاهُ مُظَلَّلٌ بِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَبَنَاهَا بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَبِجَرِيدِ النَّخْلِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسجد نبوی کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے جن پر کھجور کی شاخوں سے چھت ڈالی گئی تھی، پھر جب یہ بوسیدہ ہوگئیں تو خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بوسیدہ ستونوں کی جگہ کھجور کے نئے ستون نصب کر دیئے اور شاخوں کو بدل دیا (اور اس کی سابقہ بنا میں کوئی توسیع نہ کی گئی)۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق سیدہ فاطمہ الزہراء چھ ماہ بعد ہی اس عالم سے رحلت فرما گئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اس سلسلہ میں غلط پروپیگنڈا کیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ وہ میرے جنازہ میں شریک نہ ہوں، چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات ہی میں دفن کر دیا اور خلیفہ المسلمین کو اس کی خبر ہی نہ ہونے دی، حالانکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جنازے میں بھی شریک ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی، اس سلسلہ میں کچھ واضح روایات یوں ہیں۔

عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْت رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا.

وَأَكْثَرُ مَا كَانَ الْوَحْيُ يَوْمَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حماد بن ابراہیم کہتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں۔ [2]

عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: صَلَّى عَلَيْهَا أَبُو بكر. رضي الله عَنْهُ وَعَنْهَا.

مجاہد رحمہ اللہ شعبی سے روایت کرتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھایا۔ [3]

ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ، ثنا سَوَّارُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَنَّ فَاطِمَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا لَمَّا مَاتَتْ دَفَنَهَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلًا، وَأَخَذَ بِضَبْعَيْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَدَّمَهُ يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهَا

جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات ہی میں دفن کر دیا اور جنازے کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ

---

[1] سنن ابوداودکتاب الصلاة بَابٌ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ ۴۵۲، دلائل النبوة للبیہقی ۵۴۱؍۲

[2] ابن سعد ۲۴؍۸

[3] ابن سعد ۲۴؍۸

نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو پکڑ کر جنازہ پڑھانے کے لیے مقدم کر دیا۔[١]

عن جعفر بن محمد عن أبيه قال: ماتت فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم فجاء أبو بكر وعمر ليصلوا فقال أبو بكر لعلي بن أبي طالب: تقدم، فقال: ما كنت لأتقدم وأنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فتقدم أبو بكر فصلى عليها.

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دونوں نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنازہ پڑھانے کے لیے فرمایا کہ آگے تشریف لائیں تو سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ خلیفۃ رسول ہیں آپ کی موجودگی میں میں آگے بڑھ کر جنازہ نہیں پڑھا سکتا پس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جنازہ پڑھایا[٢]

عن مالك عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده علي بن الحسين قال :ماتت فاطمة بين المغرب والعشاء, فحضرها أبو بكر وعمر وعثمان والزبير وعبد الرحمن بن عوف, فلما وضعت ليصلى عليها قال علي رضي الله عنه: تقدم يا أبا بكر قال: وأنت شاهد يا أبا الحسن؟ قال: نعم تقدم فوالله لا يصلي عليها غيرك, فصلى عليها أبو بكررضي الله عنهم أجمعين ودفنت ليلًا.

جعفر صادق نے اپنے والد محمد باقر سے اور وہ اپنے والد امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب اور وعشاء کے درمیان فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی ،ان کی وفات پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرات حاضر ہوئے ،جب نماز جنازہ پڑھنے کے لیے جنازہ سامنے رکھا گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جنازہ پڑھانے کے لیے آگے تشریف لائیں، اللہ کی قسم! آپ کے بغیر کوئی دوسرا شخص فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نہیں پڑھائے گا پس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو ہی دفن کی گئیں۔[٣]

درفصل الخطاب آورده که ابوبکرصدیق وعثمان وعبدالرحمان بن عوف وزبیربن عوام وقت نمازعشاء حاضرشدندو رحلت حضرت فاطمه درمیان مغرب وعشاء شب سه شنبه سوم ماه رمضان۱۱ ھ بعدازششماه ازواقعه سرورجهاں بوقوع آمدبودوستین عمرش بست و ہشت بودوابوبکربموجب گفته علی المرتضیٰ پیش امام شدونمازبروئے گزاشتوچهار تکبیر برآورد

فصل الخطاب کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وسیدنا عثمان رضی اللہ عنہ وعبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وزبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تمام

---

[١] السنن الکبری للبیهقی۶۸۹۶

[٢] کنز العمال۵۱۵ ,۱۲

[٣] الرياض النضرة في مناقب العشرة۱٫۱۷۶

حضرات عشاء کی نماز کے وقت حاضر ہوئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رحلت مغرب وعشاء کے درمیان ہوئی منگل کی رات تیسری رمضان شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال مبارک ہوا، اس وقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھائیس سال تھی، سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کے لئے امام بنے اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ بن عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَتِالْمَلَائِكَةُ عَلَى آدَمَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ وَكَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَاطِمَةَ أَرْبَعًا وَكَبَّرَ عُمَرُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَرْبَعًا وَكَبَّرَ صُهَيْبٌ عَلَى عُمَرَ أَرْبَعًا

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام پر چار تکبیریں کہی تھیں اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مزید کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے موقع پر چار تکبیریں کہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ پر چار تکبیریں کہیں تھیں۔ (۲)

قرآن مجید

قرآن کریم کے نام کی بے مثال موزونیت:

قرآن کریم اسلامی تعلیمات کا اصل ماخذ اور اسلامی روح کا سرچشمہ ہے، قرآن لفظ قرا سے حاصل مصدر ہے جس کے معنی اس نے پڑھا یا اس نے جمع کیا ہے، اس اعتبار سے قرآن کا مفہوم پڑھی جانے والی کتاب یا آفاقی سچائیوں کا مجموعہ ہے، پہلے مفہوم کی تائید پہلی وحی (اقرا) کے الفاظ سے ہوتی ہے،

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ ① (۳)

ترجمہ: پڑھو! (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔

دوسرے مفہوم کی تائید میں سورت الدخان کی پہلی تین آیات پیش کی جاسکتی ہیں،

حٰمٓ ۚ ① وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ ② اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ③ (۴)

ترجمہ: ح م، قسم ہے اس کتابِ مبین کی، کہ ہم نے اِسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اس طرح قرآن کے نام میں دو مفہوم جمع ہیں اور حق یہ ہے کہ جس کمال و خوبی کے ساتھ یہ دونوں مفہوم قرآن پر صادق آتے ہیں وہ صرف

(۱) اثنا عشریہ ۴۴۵، ۱۴

(۲) تاریخ دمشق ۴۵۸، ۷، المجروحين من المحدثين ۲۵۹، ۱۵، قصص الأنبياء ۶۸، ۱، البداية والنهاية ۱۱۰، ۱

(۳) العلق ۱

(۴) الدخان ۱ تا ۳

اسی کتاب کا حصہ ہے، قرآن کی جامعیت کا یہ حال ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے لئے اس سے روشنی نہ حاصل کی جاسکے، زندگی کے تمام مسائل انجام کار حقوق اللہ اور حقوق العباد کی دو بڑی قسموں میں بٹ جاتے ہیں، یہ امتیاز صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے کہ وہ مذہبی اور دنیاوی امور میں مکمل رہنمائی پیش کرتا ہے، وہ انسان کی ساری زندگی کو ان آفاقی قوانین کی حکمرانی کے تحت لانا چاہتا ہے جو کبھی نہیں بدلتے اور جو زندگی کو متوازن ترین حسن عطا کرنے کے ضامن ہیں۔ قرآن کریم کے دوسرے مفہوم یعنی پڑھی جانے والی کتاب کے متعلق صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ دنیا کی کوئی اور مقدس کتاب اتنے سینوں میں محفوظ نہیں، ماہ رمضان جو اس کے کتاب کے نزول کا مہینہ ہے ساری اسلامی دنیا میں کثرت سے پڑھی جاتی ہے جس کی اور کوئی مثال نہیں، اس کے علاوہ دنیا بھر کی مسجدوں میں دن میں پانچ مرتبہ کروڑوں مسلمانوں کی آوازیں قرآن مجید کی تلاوت میں گونجتی ہیں، یہ ساری باتیں قرآن حکیم کو دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کا درجہ عطا کرتی ہیں، یہ یگانہ امتیاز قرآن حکیم کے نام کو بے مثال موزونیت عطا کرتا ہے، دوسری مذہبی کتابوں کی طرح قرآن کوئی ایسا نام نہیں جو مذہب کے پیروکاروں نے بعد میں گھڑ لیا ہو بلکہ یہ نام دنیا کی آخری مذہبی کتاب نے خود اپنے لئے پسند کیا اور کئی بار استعمال کیا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ... ﴿۱۸۵﴾ (۱)

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ (۲)

ترجمہ: یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے، ایک محفوظ کتاب میں ثبت، جسے مطہرین کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (۳)

ترجمہ: بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے، اس لوح میں (نقش ہے) جو محفوظ ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید نے اپنے آپ کو بعض اور ناموں سے بھی یاد کیا ہے مثلاً

الْكِتٰبُ (۴) الْفُرْقَانَ (۵) الذِّكْرُ (۶) اور البُرْهَانٌ (۷) وغیرہ۔

یہ نام قرآن حکیم کے ان آفاقی اوصاف کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو اس بے عدیل مذہبی کتاب کے امتیازی نشان ہیں۔

رب کریم کی مشیت کے مطابق قرآن مجید مکہ معظّمہ میں رمضان کے مقدس مہینہ سے مختلف حالات و اوقات میں گوناگوں احکامات

---

(۱) البقرۃ ۱۸۵

(۲) الواقعۃ ۷۷تا۷۹

(۳) البروج ۲۱،۲۲

(۴) البقرۃ ۲

(۵) الفرقان ۱

(۶) آل عمران ۳۶

(۷) النساء ۱۷۴

وہدایات لیکر جبریل علیہ السلام کے زریعہ آیات کی شکل میں اترنا شروع ہوا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً... ۳۲ ①

ترجمہ: منکرین کہتے ہیں اس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتار دیا گیا۔

اور مشہور قول کے مطابق تقریباً تیرہ سال تک مکہ میں اور دس سال تک مدینہ میں نازل ہوتا رہا، مکہ میں کچھ سورتیں مکمل طور پر بھی نازل ہوئیں جیسے سورۃ الفاتحہ، سورۃ انعام وغیرہ مگر زیادہ تر آیات کی شکل میں ہی نازل ہوتا رہا، رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ معظّمہ کے دوران جو سورتیں نازل ہوئیں انہیں مکی سورتیں کہا جاتا ہے، اہل مکہ ان پڑھ تھے اس لئے ان کے ہاں کسی بات کو محفوظ کرنے کا کوئی رواج ہی نہ تھا بس وہ اپنے شعراء کے جاہلانہ وفوحش اشعار زبانی یاد رکھتے تھے اور بڑے فخر سے دہراتے تھے اس لئے مکی دور میں قرآن کا جو حصہ نازل ہوا اس کی حقیقی ترتیب نزول کے بارے میں معلوم کرنا تو مشکل ہی ہے۔ مشرکین مکہ کے ظلم وجبر اور جاہلانہ ضد کے بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ کو اس دار کفر سے ہجرت کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ اپنے آبائی وطن اور بیت اللہ سے بادل نخواستہ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے، ہجرت کے بعد جو آیات یا مکمل سورتیں خواہ وہ مدینہ منورہ یا اس کے کسی اور شہر میں حتی کہ مکہ یا عرفہ میں بھی نازل ہوئیں انہیں مدنی سورتیں کہا جاتا ہے، مدنی سورتیں جو نسبتاً لمبی ہیں اور ساری کتاب کی ایک تہائی کے برابر ہیں، مکی سورتوں کے برعکس مدنی سورتوں کے بارے میں مرکزی مضمون کے علاوہ بہترین شہادتیں مل جاتی ہیں بلکہ آیات تک کی شہادتیں بھی مل جاتی ہیں کہ کون سی آیت کب اور کس موقعہ پر نازل ہوئی تھی، بعض مفسرین کے نزدیک ان کی اپنی تحقیق کے مطابق کچھ مکہ سورتوں میں اختلاف ہے کہ یہ مکہ آنے سے قبل نازل ہوئی یا سورۃ الشعراء سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد نازل ہوئی، یا سورۃ الروم ہجرت حبشہ کے دور میں نازل ہوئی اور سورۃ الصافات ہجرت حبشہ کے بعد نازل ہوئی، ایسا نہیں ہے کہ مختلف اوقات میں نازل شدہ آیات کا کوئی ربط یا نظم نہ تھا بلکہ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی رسول اللہ ﷺ اس مقدس کلام کے نازل کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کاتبان وحی میں سے کسی ایک کو بلا کر فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے ساتھ رکھا جائے اور وہ اسی جگہ رکھی جاتی، آیات قرآن کے لکھے جانے کے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب قرآن کے مختلف حصے یا اس کی کوئی آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی تو آپ ان لوگوں میں سے کسی ایک کو طلب فرماتے جو قرآن لکھا کرتے تھے اور اسے فرماتے یہ آیات فلاں سورہ میں اس جگہ درج کرو جہاں فلاں فلاں آیات آتی ہیں، یہ تاریخی شہادت اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ ایک سورہ کی آیات کی دوسری سورہ کی آیات کے ساتھ غلط ملط ہونے کا سرے سے کوئی امکان نہ تھا، پھر جب وہ سورۂ مکمل ہو جاتی اور کلام کے تمام تقاضے پورے ہو جاتے تو سورت تمام کر دی جاتی اور ناممکن تھا کہ وہ اپنے حدود واقضناء سے ذرا بھی کم وبیش ہو، خاتم الانبیاء محمد ﷺ وحی کے فوری طور پر لکھے جانے کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے بڑے بڑے صحابیوں کے نام کاتبان وحی کی فہرست میں نظر آتے ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ بن ثابت، امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ

① الفرقان ۳۲

اور دوسرے بلند پایہ صحابی اس فہرست میں نظر آتے ہیں، وحی کی کتابت کا جس حد تک اہتمام کیا جاتا تھا اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بحالت مجبوری مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ عازم سفر ہوئے تو سامان سفر میں قلم و دوات اور دوسرا سامان تحریر شامل تھا تاکہ اگر راستے میں وحی نازل ہو تو اسے اس وقت ضبط تحریر میں لایا جاسکے۔

قرآن مجید کو محفوظ کرنے کے لئے صرف تحریر ہی کو کافی نہیں سمجھا گیا، اس کی ہر آیت کے نازل ہوتے ہی سینکڑوں منتظر ذہن اسے اچھی طرح محفوظ کر لیتے تھے، صحیح حدیثوں سے یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی نشرواشاعت، اس کے پڑھنے پڑھانے اور اس کے حفظ کرنے پر بڑا زور دیتے تھے، ہر مسلمان کے لئے دن میں پانچ بار اپنی نمازوں میں قرآن مجید پڑھنا ضروری تھا، دوسروں کو راہ حق کی طرف بلانے کے لئے بھی موثر ترین ذریعہ قرآن مجید ہی تھا، چنانچہ ہر مسلمان کتاب اللہ کے علم کو اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھتا تھا، اسلام میں سب سے بڑا منصب امامت کا تھا، رسول اللہ ﷺ خود مسجد نبوی کے امام تھے، دوسرے مقامات پر یہ منصب ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا جو کتاب اللہ سے زیادہ سے زیادہ واقف ہوں، اس میں عمر یا مرتبے کی کوئی تخصیص نہ تھی چنانچہ ایک قبیلہ جب مسلمان ہوا تو ان کی امامت کا منصب ایک آٹھ سالہ لڑکے عمرو بن سلامہ کو سونپا گیا، یہ قبیلہ ایک چشمے کے قریب خیمہ زن تھا جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے جاتے وہ اس جگہ پانی پینے رک جاتے اور اس قبیلے کے لوگوں کو قرآنی آیات سناتے، عمرو بڑا ذہین لڑکا تھا وہ ان آیات کو ذہن میں محفوظ کر لیتا، جب اس قبیلے نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنا امام ایسے شخص کو بنانا جو سب سے زیادہ قرآن جانتا ہو، عمرو یہ شرط پوری کرتا تھا اس لئے وہ امامت کے منصب پر فائز ہو گیا۔

قرآن کا علم اپنے حامل کو جو سعادت اور فضیلت عطا کرتا تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام صحابی اس کوشش میں رہتے تھے کہ نئی نازل ہونے والی آیات سے بے خبر نہ رہیں، بیشک ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیاوی مشغولیت بھی ہوتی تھی جس کی بنا پر دربار رسالت سے کچھ دیر کی غیر حاضری ناگزیر تھی، اس صورت حال سے عہدہ برا ہونے کے لئے مختلف صحابی آپس میں باریاں مقرر کر لیتے اور باری باری دربار رسالت میں حاضر ہو کر ایک دوسرے کو تازہ ترین آیات اور ارشادات نبوی سے باخبر رکھتے تھے،

كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي المَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ اليَوْمِ مِنَ الوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اور ایک انصاری میرا پڑوسی بنی امیہ بن زید (کے محلہ) میں رہتے تھے اور یہ (مقام) مدینہ کی بلندی پر تھا، اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس باری باری آتے تھے، ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں، جس دن میں آتا تھا اس دن کی خبر یعنی وحی وغیرہ (کے حالات) میں اس کو پہنچا دیتا اور جس دن وہ آتا تھا وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ [1]

صحابہ کرام کے عشق قرآن کا یہ حال تھا کہ بہتوں نے اسے حفظ کر رکھا تھا اور ہر رات اس کی تلاوت مکمل کرتے تھے،

---

[1] صحیح بخاریکتاب العلم بَابُ التَّنَاوُبِ فِي العِلْمِ۸۹

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتَّى قَالَ:فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلاَ تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قرآن مجید کتنے عرصے میں ختم کرنا چاہیے تو آپ نے کم از کم مدت ایک مہینہ بیان فرمائی لیکن جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کے بعض پروانے ایک ہی رات میں ساری کتاب تلاوت کر ڈالتے ہیں تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور مشورہ دیا کہ زیادہ شوق ہو تو ساری تلاوت ایک ہفتے میں پوری کر لیا کرو۔ (۱)

آپ ﷺ کے ان ہی ارشادات کی روشنی میں ہی کتاب اللہ کے تیس پارے اور سات منزلیں مقرر کی گئیں تھیں۔

قرآن مجید کے ساتھ اس بے پناہ عشق کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی سینکڑوں حفاظ پیدا ہو گئے تھے،ان لوگوں کو قراء کے نام سے پکارا جاتا تھا ان کی تعداد کا کچھ اندازہ بئر معونہ کے تاریخی واقعہ سے ہوسکتا ہے، بئر معونہ میں مقیم کافر قبیلے نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو دین سیکھنے کے بہانے سے بلایا تھا اور انہیں دھوکے سے شہید کر دیا،شہید ہونے والوں میں ستر حفاظ تھے،رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جن لوگوں نے سارا قرآن مجید سینوں میں محفوظ کر لیا تھا ان میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ،سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ،سیدنا علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ،طلحہ رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما،سالم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے بلند پایہ صحابیوں کے نام شامل ہیں،عورتوں میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا،ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا ،ام المومنین ام سلمٰی کے نام فہرست میں موجود ہیں،اس وقت سے لے کر آج تک دنیا میں قرآن مجید کے حفاظ کی کبھی کمی نہیں رہی الغرض اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا جو بیڑہ اٹھایا تھا وہ قلم اور حافظے کے ذریعہ اس خوبصورتی کے ساتھ پورا ہوا جو مذہب کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔

قرآنی آیات:

آیت کے معنی نشانی کے ہیں، قرآن مجید کے جملوں کو آیات کا نام اس لئے ملا ہے کہ ان میں سے ہر جملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کسی ایسے ابدی قانون کی ترجمانی کرتا ہے جو انسانی زندگی کے لئے نشان راہ کا درجہ رکھتا ہے، جو شخص اس نشان راہ سے رہنمائی کرتا ہے وہ سیدھی راہ پا لیتا ہے اور جو اسے نظر انداز کر دیتا ہے وہ راستے سے بھٹک جاتا ہے۔اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیوں کہ قرآن آیات کی شکل میں نازل ہوا ہے اس لئے اس میں نظم نہیں تو یہ صحیح بات نہیں ہوگی بلکہ محض قلت تدبر کا نتیجہ ہے،بس ایک نگاہ جستجو کی ہونی چاہئے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ جستجو کی یہ راہ اختیار کریں گے وہ ہدایت کی راہ پالیں گے،

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ (۲)

ترجمہ: رہے وہ لوگ جنہوں نے ہدایت پائی ہے،اللہ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں ان کے حصّے کا تقویٰ عطا فرماتا ہے۔

پھر اگر کوئی شخص قرآن کی آیات کو غور وفکر سے دیکھے گا تو اسے سب نظم وربط نظر آئے گا اور پھر اسے قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے میں لطف بھی

---

(۱) صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابٌ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ ۵۰۵۴

(۲) محمد ۱۷

آئے گا بسااوقات پہلی سورۂ کے بعد ضرورت باقی رہ جاتی تو اس وقت دوسری سورۂ مختلف اسلوب کے ساتھ نازل کر دی جاتی تا کہ سورۂ کی یکسانیت سننے والوں کی طبیعت پر بار نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ ابتدائے بعثت کی بہت سی سورتوں میں توحید باری تعالیٰ، اللہ کے مبعوث کئے ہوئے رسول کی تصدیق، حشر نشر اور اس سے ملتے جلتے ہوئے مضامین ملتے ہیں صرف طرز بیاں اور اسلوب کا فرق ہے،

قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا تَنَزَّلُ عَلَيْهِ الْآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ لَهُ، وَيَقُولُ لَهُ: ضَعْ هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا، كَذَا وَكَذَا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنی آیات نازل ہوا کرتی تھی تو نزول کے بعد اپنے کتاب کو بلا کر اس کو اشارۃ فرمادیا کرتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں لکھ دو۔ [1]

ایسے مواقع پر زمانہ نزول کا لحاظ نہ ہوتا بلکہ نظم کلام کا لحاظ کیا جاتا اور بالعموم اس قسم کی آیات کے بعد تنبیہ بھی کر دی جاتی کہ یہ آیت بطور تشریح نازل ہوئی ہے۔

سورتوں کے نام:

قرآن مجید کل ایک سو چودہ ابواب پر مشتمل ہے، ان میں سے ہر باب کو سورہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، سورتوں کو نفس مضمون کی مناسبت سے کوئی خاص نام دیا گیا ہے، کچھ سورتوں کے ابتدائی الفاظ سے نام رکھے گئے جیسے

اَلْحَمْدُ، بَرَآءَۃٌ، سُبْحٰنَ، طٰهٰ، یٰسٓ، اَلرَّحْمٰنُ، وَالنّٰزِعٰتِ، تَبَّتْ۔

بعض سورتوں کے نام ایسے الفاظ پر رکھ دیے گئے ہیں جو ان سورتوں میں نمایاں استعمال ہوئے تھے، مثلاً

الزُّخْرُفَ، الشُّعَرَآءُ، الحَدِيدِ، الْمَاعُونَ

وغیرہ اہل عرب اس اصول پر اشخاص اور اشیاء کے نام رکھتے تھے،

بعض سورتوں کے نام ایسے الفاظ سے رکھے گئے ہیں جو سورۂ کے کسی اہم مضمون کا پتہ دیتے ہیں مثلاً

سورۂ النور، سورۃ آل عمران، سورۂ النساء، سورۂ ابراہیم، سورۂ یونس،

بعض سورتوں کے نام ان کے اس مقصد کے لحاظ سے رکھے گئے ہیں جو سورۂ میں روح کی طرح جاری وساری ہے مثلاً

سورۂ فاتحہ کا نام سورۂ صلوٰۃ ہے، اسی طرح سورۂ برات اور سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ محمد سورۂ قتال کے نام سے موسوم ہوئیں، سورۂ اخلاص اور معوذتین بھی اسی ذیل میں شمار ہیں، گویا ایک شہر بسا کر اس کے گرداگرد شہر پناہ کھینچ دی جاتی تھی پھر جبرئیل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری صورت ازسرنو سنا دیتے، سورت مکمل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے کہ فلاں سورۂ کو فلاں سورۂ کے ساتھ رکھا جائے، پھر احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام سال میں ایک دفعہ آپ کو قرآن مجید کا اعادہ کرایا کرتے تھے۔ خود قرآن مجید بھی اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ موجودہ ترتیب وہی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی تھی۔

[1] ابو داؤد أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ بَابُ مَنْ جَهَرَ بِهَا ۷۸۶

لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ [1]

ترجمہ: اپنی زبان کو اس خیال سے حرکت نہ دیجئے کہ یہ کتاب جلدی نازل ہو جائے اسے یکجا کرنا اور پڑھنے کے لئے مرتب شکل دینا ہمارا کام ہے، پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ بھی اس کے مطابق پڑھیں۔

یہ ان تاریخی حقائق کا ہی صدقہ ہے کہ اسلام دشمن مصنف ولیم مور کو اپنی کتاب حیات محمد کے دیپاچہ میں لکھنا پڑا کہ یہ یقین کرنے کے لئے معقول وجود موجود ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں ہی ان کے پیروکاروں نے قرآن کے کئی ادھورے نسخے تیار کر لئے تھے جو باہم مل کر سارا قرآن یا تقریباً قرآن پورا کر دیتے تھے۔

قرآن مجید کے رکوع، منزل اور پارے:

قرآن مجید کی آیات کی کل تعداد چھ ہزار دو سو سنتالیس (۶۲۴۷) ہے، سورت توبہ کے علاوہ باقی ہر سورت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے، اس طرح یہ آیت ایک سو تیرہ بار دہرائی گئی ہے، اسکے شمار کر لینے سے آیات کی کل تعداد چھ ہزار تین سو ساٹھ (۶۳۶۰) بن جاتی ہے، قرآن مجید کی سب سے لمبی سورت البقرہ ہے جو پوری کتاب کے بارھویں حصہ کے برابر ہے اور سب سے چھوٹی الکوثر ہے جو صرف تین آیات پر مشتمل ہے، کتاب کی آخری پینتیس (۳۵) سورتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ انہیں پیراگرافوں یا حصوں میں بانٹنے کی ضرورت نہیں ،ان کو چھوڑ کر باقی ۷۹ سورتیں ایک سے زیادہ حصوں یعنی پیراگرافوں میں بٹی ہوئی ہیں، ان میں سے ہر حصہ رکوع کہلاتا ہے۔ ہر رکوع میں موضوع زیر بحث کے کسی خاص حصے پر بحث کی گئی ہے۔ سارے قرآن مجید کو تیس برابر حصوں میں بانٹا گیا ہے جن میں سے ہر حصہ جزو یا پارہ کہلاتا ہے، یہ تقسیم محض اس لئے کی گئی ہے کہ ایک مہینے میں آسانی سے پورا قرآن مجید ختم کر لیا جائے، اسی طرح قرآن مجید کو سات برابر حصوں میں بانٹا گیا ہے اور ان میں سے ہر حصہ منزل کہلاتا ہے، یہ تقسیم ان لوگوں کی سہولت کے لئے ہے جو ہر ہفتے میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک رات عادت کے خلاف رسول اللہ ﷺ بہت دیر سے آئے تو ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ آج کیا بات تھی؟ بہت دیر لگا دی، آپ ﷺ نے فرمایا قرآن کریم کا جو حصہ (منزل) میں روزانہ پڑھا کرتا تھا وہ آج رہ گیا تھا تو میں نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ اسے پورا کیے بغیر چلا جاوں، اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ قرآن کی منزلیں آپ ﷺ کتنی اور کیسے کرتے تھے؟ تو جواب ملا کہ سات منزلیں مقرر تھیں پہلی منزل تین سورتوں کی (سورہ البقرہ، سورہ آل عمران اور سورہ النساء) دوسری منزل پانچ سورتوں کی (سورہ المائدہ، سورہ الانعام، سورہ الاعراف، سورہ الانفال اور سورہ التوبہ) تیسری منزل سات سورتوں کی (سورہ یونس، سورہ ہود، سورہ یوسف، سورہ الرعد، سورہ ابراہیم، سورہ الحجر، سورہ النحل) چوتھی نو سورتوں کی (سورہ بنی اسرائیل، سورہ الکہف، سورہ مریم، سورہ طہ، سورہ انبیاء، سورہ الحج، سورہ المومنون، سورہ النور، سورہ الفرقان) پانچویں گیارہ سورتوں کی (سورہ الشعراء، سورہ النمل، سورہ القصص، سورہ العنکبوت، سورہ الروم، سورہ القمان، سورہ الم سجدہ، سورہ احزاب، سورہ سبا، سورہ فاطر اور سورہ یٰسین) چھٹی تیرہ سورتوں کی (سورہ الصافات، سورہ ص، سورہ الزمر، سورہ الغافر، سورہ حم السجدہ، سورہ حم عسق، سورہ الزخرف، سورہ

[1] القیامة ۱۶تا۱۸

الدخان، سورہ الجاثیہ، سورہ الاحقاف، سورہ قتال، سورہ الفتح اور سورہ الحجرات) باقی سورہ ق سے مفصل کی تمام سورتیں خاتمہ قرآن تک کی ساتویں منزل (ابن کثیر) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید موجودہ ترتیب سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کی موجودگی اور آپ کی زندگی میں ہی مرتب موجود تھا اور اسی ترتیب سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تلاوت کیا کرتے تھے۔

لمعات شرح مشکوۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مکان میں آپ ﷺ کا لکھوایا ہوا قرآن کریم گویا مختلف اوراق پر موجود تھا جنھیں جمع کرنے والوں نے جمع کر کے تاگے سے ان سب اوراق کو سی لیا تا کہ کھوئے جانے کا کھٹکا نہ رہے، الغرض پورا قرآن خود آپ ﷺ کے حکم سے مرتب لکھا ہوا موجود تھا، وہاں ایک جگہ ایک ہی چیز پر سارا کا سارا نہ تھا اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کی زندگی میں احتمال تھا کہ شاید اور کوئی آیت اترے یا ممکن ہے کسی آیت کو منسوخ قرار دیا جائے وغیرہ، آخری وحی ہجرت کے دسویں سال ذی الحج کی نویں تاریخ کو یعنی حج الوداع کے روز نازل ہوئی، اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۶۳ برس کی تھی۔ سب سے آخر میں نازل ہونے والی وحی یہ تھی۔

...اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا... ③ (1)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام بطور دین پسند کیا ہے۔

قرآن کریم کی کتابی شکل میں تدوین:

اگرچہ کتاب اللہ کی ہر آیت نازل ہونے کے ساتھ ہی لکھ لی جاتی تھی اور فوراً سینوں میں محفوظ ہو جاتی تھی مگر رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمام سورتوں کو ایک کتاب میں جمع نہیں کیا گیا تھا، وجہ یہ تھی کہ جب تک رحمۃ للعالمین دنیا میں موجود تھے یہ امکان باقی تھا کہ کچھ اور آیات نازل ہوں، وحی نے تکمیل دین کا پیغام حجۃ الوداع کے دن دیا اور اس کے جلد ہی بعد سید البشر ﷺ کو رفیق اعلیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد صورت حال بدل گئی، اب کتاب حتمی طور پر مکمل ہو چکی تھی تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا اطمینان تھا کہ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کی مقرر کردہ ترتیب کے مطابق سینکڑوں سینوں میں محفوظ ہے، عرب قوم اپنے حافظے پر بھروسہ کرنے کی عادی تھی، ہر قبیلے کا شجرہ نسب پشتوں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا، مشہور شعراء کا کلام اسی طرح سینوں میں محفوظ تھا، لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت سنبھالتے ہی ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے کتاب اللہ کے کتابی صورت میں مدون کرنے کی فوری ضرورت پیدا کر دی ، رسول اللہ ﷺ کے آنکھیں بند کرنے کی دیر تھی کہ ارتداد کے فتنے نے سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، اس فتنے کو دبانے کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تلوار سے کام لینا پڑا، فتنے کے سب سے بڑے سرغنہ مسیلمہ بن حبیب کذاب کی سرکوبی کے لئے یمامہ کے مقام پر ایک خونین معرکہ لڑا گیا جس میں سینکڑوں مسلمان شہید ہوئے، شہید ہونے والوں میں بہت سے قرآن مجید کے حفاظ بھی تھے، اس سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا کہ اگر کچھ اور لڑائیوں میں حفاظ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو مسلمان کتاب اللہ کی مقرر ترتیب سے بے خبر ہو جائیں گے، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدھے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے درخواست کی کہ قرآن مجید کے بکھرے ہوئے تحریری ٹکڑوں کو یکجا کر کے انہیں ایک کتابی شکل دے دیں، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتباع رسول کا اس حد تک خیال

(1) المائدۃ ۳

تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک ایسے کام میں کس طرح ہاتھ ڈال سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، چنانچہ ابو عبد اللہ زنجانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں شواہد سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا موقف صرف یہ تھا کہ قرآن کریم کو جو اب تک ہڈیوں، لکڑیوں اور کھالوں پر لکھا ہوا بکھرا پڑا تھا باقاعدہ اوراق پر لکھ کر ایک جگہ جمع کر لیا جائے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں چونکہ حد درجہ احتیاط تھی اور وہ ایسا کوئی کام نہ کرنا چاہتے تھے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو اس لئے وہ ڈرتے تھے کہ کہیں یہ کام بدعت میں شمار نہ ہو (تاریخ القران)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ موجودہ حالات میں بہترین طریق کار یہی ہے کہ کتاب اللہ کو کتابی شکل دے دی جائے،

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، وَلاَ نَتَّهِمُكَ، كُنْتَ تَكْتُبُ الوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ القُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ القُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلاَنِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ، فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقُمْتُ

آخر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بات پر قائل ہو گئے، انہوں نے زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کو بلایا جنہوں نے کتابت وحی کا کام باقی تمام صحابیوں سے زیادہ انجام دیا تھا، زید بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے اس لئے قرآن کے لکھے ہوئے اجزاء تلاش کرو اور انہیں ایک کتاب کی شکل دو، میں نے کہا آپ ایسا کام کس طرح کر سکتے ہیں جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، مجھے یہ کام ایسا مشکل نظر آتا تھا کہ اگر مجھے ایک پہاڑ ہٹانے کے لئے کہا جاتا تو وہ کام میرے لئے اتنا مشکل نہ ہوتا لیکن آخر کار زید بن ثابت رضی اللہ عنہ یہ خدمت انجام دینے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے اس پر کام شروع کر دیا۔ [1]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس کام کو اس لئے مشکل خیال کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں ہی کاتب وحی کا کام انجام دیا تھا لیکن قرآن مجید کا زیادہ حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا تھا، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ذمہ یہ کام تھا کہ قرآن مجید کے بکھرے ہوئے تمام اجزاء تلاش کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے سامنے لکھوائے تھے، بیشک تمام اجزاء نہایت احتیاط سے محفوظ کر لئے گئے تھے مگر وہ کسی ایک صحابی کے پاس جمع نہ تھے، وہ کاغذ، کھال، کھجور کے پتوں، تختیوں، سفید پتھروں، مٹی کے برتنوں، ہڈیوں، اونٹ کی پالان کی لکڑیوں پر لکھے پڑے تھے اور مختلف صحابیوں کے پاس تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چند حفاظ کو جمع کر کے ان کی زبانی سارا قرآن مجید کتابی شکل میں جمع کر سکتے تھے، خود سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے بڑے بڑے صحابی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابو الدردا وغیرہ قرآن مجید کے حفاظ تھے اور اس طرح تیار ہونے والے نسخے کی صحت جانچ سکتے تھے مگر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس صورت پر مطمئن نہ تھے، ان کی ہدایت یہ تھی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تحریری اجزاء جمع کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے لکھے گئے، یہ احتیاط اس لئے ضروری تھی کہ تیار ہونے والے مصدقہ نسخے میں رتی بھر بھی شائبہ باقی نہ رہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن بَابُ قَوْلِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ، حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ مِنَ الرَّأْفَةِ ۴۶۷۹

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو خود حافظ قرآن تھے اور انہوں نے سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا تھا) نے جس طرح کام شروع کیا اس کے بارے میں کہتے ہیں

فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالأَكْتَافِ، وَالعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

میں نے قرآن کی تلاش شروع کر دی اور اسے کھجور کے پتوں، پتھر کی تختیوں اور آدمیوں کے دلوں سے جمع کیا (آدمیوں کے دلوں سے مدد لینے سے مراد یہ نہیں کہ زید رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم کے بعض حصے حفاظ کی زبانی نقل کئے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ایک ہی سورہ کے مختلف اجزاء مختلف صحابیوں کے پاس سے لکھے ہوئے ملتے تھے تو زید رضی اللہ عنہ ان کی درست ترتیب معلوم کرنے کے لئے حفاظ کی طرف رجوع کرتے تھے) حتی کہ سب سے آخر میں میں نے سورہ توبہ کی آخری آیات جو مل نہیں رہی تھیں ابو خزیمہ انصاری سے لکھی ہوئی حاصل کیں یہ آیات کسی اور کے پاس نہ تھیں۔ [1]

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي المَصَاحِفِ، فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا، فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهُ: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نے قرآن کریم کے اوراق لکھ لئے تو معلوم ہوا کہ ان میں سورہ احزاب کی ایک آیت

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○ [2]

نہیں جسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کرتا تھا آخر وہ آیت بھی خزیمہ انصاری سے ملی جن کی اکیلی شہادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا، یہ آیت مل جانے پر میں نے اسے سورہ مذکورہ بالا میں شامل کر لیا۔ [3]

قَامَ عُمَرُ فَقَالَ مَنْ كَانَ تَلَقَّى مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ بِهِ وَكَانُوا يَكْتُبُونَ ذَلِكَ

[1] صحيح بخارى كتاب تفسير القرآن باب قَوْلِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ، حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ مِنَ الرَّأْفَةِ ۴۶۷۹

[2] الاحزاب ۲۳

[3] صحيح البخارى كتاب الجهاد والسير باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۲۸۰۷

فِي الصُّحُفِ وَالْأَلْوَاحِ وَالْعُسُبِ قَالَ وَكَانَ لَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا حَتَّى يَشْهَدَ شَاهِدَانِ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ جس شخص نے قرآن مجید کا کوئی ٹکڑا براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے وہ اسے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے، کسی شخص سے کوئی تحریر اس وقت تک قبول نہیں کی گئی جب تک دو گواہوں نے شہادت نہیں دی۔ [1]

زید رضی اللہ عنہ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ سورہ توبہ کی آخری دو آیات انہیں اچھی طرح یاد تھیں مگر انہوں نے انہیں اس وقت تک درج نہیں کیا جب تک وہ انہیں ابوخزیمہ کے پاس لکھی ہوئی نہیں مل گئیں۔

الغرض زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کمال محنت اور احتیاط سے وہ مشکل کام انجام دیا جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ذمہ لگایا تھا، جب یہ عظیم الشان کام شروع کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے رخصت ہوئے ابھی صرف چھ ماہ ہی گزرے تھے، ایسے سینکڑوں لوگ موجود تھے جنہوں نے سارا قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا تھا، ایسے لوگوں کی بھی کمی نہ تھی جنہوں نے قرآن مجید پڑھا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا،

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ جَمَعَ القُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں چار اشخاص نے قرآن کریم جمع (حفظ) کیا تھا اور چاروں انصار میں سے تھے، یعنی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابوزید۔ [2]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس امر کی شہادتوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، تمیم الداری رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص نے بھی قرآن کریم حفظ کیا تھا۔

پھر مختلف صحابہ کے پاس لکھی ہوئی وحی کے جو حصے موجود تھے ان کی لاتعداد نقلیں دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھیں اس لئے اس بات کا سرے سے کوئی امکان نہ تھا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ مصحف میں کوئی غلطی راہ پا جاتی یا وحی الٰہی کا کوئی حصہ اس میں شامل ہونے سے رہ جاتا، یہ ہے وہ بے مثال پایہ صحت وسند جو قرآن مجید کو حاصل ہے اور جو اسے دنیا کی مقدس کتابوں میں سب سے اونچا مقام دیتا ہے، اس لئے ولیم مور جیسے متعصب مصنف بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوا کہ ہمیں کوئی ایسی اطلاع موصول نہیں ہوئی جس سے معلوم ہو کہ قرآن مجید جمع کرنے والوں نے اس کا کوئی ٹکڑا یا فقرہ یا لفظ چھوڑ دیا ہو یا یہ کہ کسی نے جمع شدہ نسخے سے اختلاف کیا ہو (اگر کوئی ایسی بات رونما ہوتی تو یقیناً حدیث کے ان خزانوں میں موجود ہوتی جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے سے چھوٹے اور معمولی سے معمولی الفاظ اور افعال بھی محفوظ ہیں) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ کا یہ نسخہ بیت المال میں رکھ دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے

---

[1] فتح الباری ۹/۱۴

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ القُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۵۰۰۳، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَجَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ۲۴۶۵

قرآن کریم جمع کرنے کے کام میں وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اجر کے مستحق ہیں کیونکہ انہیں نے سب سے پہلے اسے جمع کیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ نسخہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا گیا۔

غیر مسلموں کی شہادتیں:

متعدد ارباب فکر ونظر نے ذاتی تحقیق کے بعد اس حقیقت کا اعتراف وہ اعلان کیا ہے کہ قرآن کریم غیر محرف ہے اور اس میں ایک حرف کی بھی کمی بیشی یا تغیر و تبدل نہیں ہوا چنانچہ سر ولیم میور جیسا متعصب شخص اپنی کتاب لائف آف محمد میں لکھتا ہے یہ یقینی بات ہے کہ قرآن جس شکل میں ہمارے پاس اس موجود ہے یہ بعینہ اس شکل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں جمع اور مرتب ہو چکا تھا۔

تھوڑا عرصہ ہوا سر جان ہمرٹن کے زیر اہتمام نیو یونیورسل انسائیکلوپیڈیا گیارہ جلدوں میں شائع ہوا تھا اس میں قرآن کے عنوان سے جو مقالہ درج ہے اس میں تحریر ہے۔

یہ کتاب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری تئیس (۲۳) سالوں میں مکہ اور مدینہ میں نازل ہوتی رہی اور مسلمانوں کے عقیدہ میں کلام الٰہی ہے، قرآن پیغمبر کی زندگی ہی میں اور انہی کی زیر ہدایت ونگرانی ضبط تحریر میں آ گیا تھا اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے حفظ کر لیا تھا یہ معمول آج تک جاری ہے، چنانچہ صدہا مسلمان قرآن پاک کے حافظ ہیں اور ایک غلطی کیے بغیر اسے دہرا سکتے ہیں، اس کتاب کا دعوی ہے کہ اس میں تمام کتب آسمانی کے حقائق آ گئے ہیں اور یہ کہ وہ آخری اور ناقابل تغیر کتاب ہے نیز یہ کہ نوع انسانی کے لیے وہ جامع ترین دستور العمل ہے اور اسلام یعنی دین فطرت کی آخری توضیح ہے۔

یہ تصریحات اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں کہ وہ تعلیم جسے اللہ نے وحی کے ذریعے انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اس آسمان کے نیچے قرآن کریم کے علاوہ اور کہیں بھی اپنی اصلی حقیقی اور غیر محرف شکل میں موجود نہیں لہذا جب قرآن یہ کہتا ہے کہ جو شخص بھی آسمانی راہنمائی کے مطابق چلنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور قرآن کریم کو اپنے لئے ضابطہ حیات بنائے تو وہ ایک ایسی حقیقت کا اعلان کرتا ہے جس کا اعتراف تمام دنیا کے انسانوں کو ہے یعنی ایک طرف مختلف مذاہب کے پیرو اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں سے کسی کے پاس بھی وہ کتاب اپنی اصلی اور غیر محرف شکل میں موجود نہیں جو ان کے نبی (یا ان کے الفاظ میں ان کے بانی مذہب) کو ملی تھی، دوسری طرف خود غیر مسلموں تک کو اعتراف ہے کہ قرآن کریم اپنی حقیقی اور غیر محرف شکل میں دنیا کے پاس موجود ہے لہذا آسمانی رہنمائی کے طالب کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ وہ قرآن کریم کو اپنا رہنما بنائے۔

وفات:

وَكَانَتْ خِلَافَتُهُ سَنَتَيْنِ وَثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرِ لَيَالٍ. وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال تین ماہ (ستائیس مہینے) دس دن پر مشتمل تھی، اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی [1]

---

[1] ابن سعد ۱۵۱/۳

عَنْ عَائِشَةَ قَالُوا: كَانَ أَوَّلُ بَدْءِ مَرَضِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ اغْتَسَلَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ لِسَبْعٍ خَلَوْنَ مِنْ جُمَادَى الآخِرَةِ. وَكَانَ يَوْمًا بَارِدًا. فَحُمَّ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سات جمادی الآخر دوشنبہ کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے غسل کیا، اس روز خوب سردی تھی اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ روز رہا۔ (۱)

بخار میں جب انہیں یقین ہو گیا کہ ان کی وفات کا وقت آ پہنچا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو خلیفہ دوم مقرر فرمایا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا بَكْرٍ الْوَفَاةُ اسْتَخْلَفَ عُمَرَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ وَطَلْحَةُ فَقَالا: مَنِ اسْتَخْلَفْتَ؟ قَالَ: عُمَرُ. قَالا: فَمَاذَا أَنْتَ قَائِلٌ لِرَبِّكَ؟ قَالَ: أبا لله تُفَرِّقَانِي؟ لأَنَا أَعْلَمُ بِاللهِ وَبِعُمَرَ مِنْكُمَا. أَقُولُ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمْ خَيْرَ أَهْلِكَ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ان کے پاس سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا ہے؟ انہوں نے کہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ہے دونوں نے کہا پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو اس لئے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جانتا ہوں، میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے بندوں میں سب سے زیادہ بہتر تھا۔ (۲)

فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ: رُدُّوا مَا عِنْدَنَا مِنْ مَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنِّي لا أُصِيبُ مِنْ هَذَا الْمَالِ شَيْئًا، وَإِنَّ أَرْضِي الَّتِي بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا لِلْمُسْلِمِينَ بِمَا أَصَبْتُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، فَدَفَعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ، وَلَقُوحًا وَعَبْدًا صَيْقَلا، وَقَطِيفَةً مَا تُسَاوِي خَمْسَةَ دَرَاهِمَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَقَدْ أَتْعَبَ مَنْ بَعْدَهُ

اور اپنے رشتہ داروں کو وصیت فرمائی کہ بیت المال کا جو کچھ سامان ہمارے پاس ہو سب واپس کر دو کیونکہ میں اس مال میں سے اپنے ذمے کچھ رکھنا نہیں چاہتا، میری وہ زمین جو فلاں مقام پر واقع ہے وہ اس رقم کے معاوضے میں دے دو جو میں نے آج تک بیت المال سے لی ہے، چنانچہ وہ زمین، ایک اونٹنی، ایک قلعی گر غلام اور کچھ غلہ جس کی قیمت پانچ درہم ہو گی یہ سب چیزیں سیدنا عمر کو دے دی گئیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد والوں کو کس قدر مشکل میں مبتلا کر دیا ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ وفات کے وقت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دینار یا درہم بھی نہ تھا انہوں نے ترکے میں ایک غلام، ایک اونٹ، اور ایک مخملی چادر چھوڑی جس کی قیمت پانچ درہم تھی، انہوں نے وصیت کی تھی کہ وفات کے بعد ان چیزوں کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا جائے، وصیت کے مطابق جب یہ چیزیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں تو وہ رو پڑے اور کہا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے جانشین پر بہت

---

(۱) ابن سعد ۱۵۰/۳

(۲) ابن سعد ۲۰۷/۳

سخت بوجھ ڈال دیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، سَأَلَهَا أَبُو بَكْرٍ، فِي كَمْ كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟قَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ،قَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبَيَّ هَذَيْنِ وَكَانَا مُمَشَّقَيْنِ وَابْتَاعُوا لِي ثَوْبًا آخَرَ ،قُلْتُ: يَا أَبَهْ، إِنَّا مُوسِرُونَ،قَالَ: أَيْ بُنَيَّةُ، الْحَيُّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ، وَإِنَّمَا هُمَا لِلْمُهْلَةِ وَالصَّدِيدِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا، میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا، انہوں نے کہا تم لوگ میرے یہ دونوں کپڑے دھو لو وہ دونوں کپڑے دریدہ تھے اور ایک کپڑا میرے لیے خرید لو، میں نے کہا ابا جان! ہم لوگ تو خوشحال ہیں انہوں نے کہا اے بیٹی! مردے کی بہ نسبت زندہ آدمی نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے اور یہ دونوں کپڑے پرانے اور بوسیدہ ہونے والوں کے لیے مناسب ہیں۔ [۱]

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ، قَالَتْ:قَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ: غَسِّلِينِي، قُلْتُ: لا أُطِيقُ ذَلِكَ، قَالَ: يُعِينُكِ عبد الرحمن ابن أَبِي بَكْرٍ، يَصُبُّ الْمَاءَ.

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے غسل دینا، میں نے کہا کہ میں یہ کام کیسے کرسکتی ہوں، تو آپ نے فرمایا عبد الرحمٰن پانی ڈال کر تمہاری مدد کریں گے۔ [۲]

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کے درمیان فوت ہوئے تھے۔ [۳]

توفي أبو بكر وهو ابن ثلاث وستين سنة في جمادى الآخرة يوم الاثنين لثمان بقين منه

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بائیس جمادی الآخر تیرہ ہجری (۲۲ اگست ۶۳۴ء) پیر کے روز غروب آفتاب کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ [۴]

وَكَانَ آخِرَ مَا تَكَلَّمَ بِهِ، رَبِّ تَوَفَّنِي مُسْلِماً وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لبوں پر آخری الفاظ یہ تھے اے میرے پروردگار! مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دینا اور مرنے کے بعد مجھے صالحین کے پاس جگہ دینا۔ [۵]

ان کی وفات کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی اسلامی خدمات کو بہترین الفاظ سے خراج عقیدت پیش کیا۔

[۱] تاریخ طبری ۳/۴۲۱

[۲] تاریخ طبری ۳/۴۲۱

[۳] تاریخ طبری ۳/۴۲۱

[۴] تاریخ طبری ۳/۴۱۹

[۵] تاریخ طبری ۳/۴۲۳

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حُمِلَ عَلَى السَّرِيرِ الَّذِي حُمِلَ عَلَيْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى عَلَيْهِ عُمَرُ فِي مَسْجِدِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اسی پلنگ پر اٹھائے گئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا گیا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فاروق نے مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

أَوْصَى أَبُو بَكْرٍ عَائِشَةَ أَنْ يُدْفَنَ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَلَمَّا تُوُفِّيَ حُفِرَ لَهُ، وَجُعِلَ رَأْسُهُ عِنْدَ كَتِفَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، والصقوا اللحد يلحد النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُبِرَ هُنَالِكَ

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے، چنانچہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کی قبر کھودی گئی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے قریب اور ان کی لحد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد سے ملحق رکھا گیا اور پھر اسی رات اس میں دفن کر دیا گیا۔ (۲)

وَدَخَلَ قَبْرَهُ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَطَلْحَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ

ان کی قبر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اترے تھے۔ (۳)

قال: جعل قبر ابی بکر مثل قبر النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسطحا، ورش عليه الماء

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرح مسطح بنائی گئی تھی اور اس پر پانی چھڑ کا گیا تھا۔ (۴)

خلیفہ دوئم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کا حلیہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ:رَأَيْتُ عُمَرَ رَجُلا أَبْيَضَ. أَمْهَقَ. تَعْلُوهُ حُمْرَةٌ. طُوَالا. أَصْلَعَ.

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بڑے گورے آدمی تھے جن پر سرخی غالب تھی، لمبے قد کے تھے اور چندیا پر بال نہ تھے۔ (۵)

وَكَانَ فِي رِجْلَيْهِ رَوَحٌ

دونوں پاؤں کے درمیان کشادگی تھی (یعنی چلنے میں پاؤں پھیلا کر چلتے تھے)۔ (۶)

(۱) تاریخ طبری ۳،۴۲۲

(۲) تاریخ طبری ۳،۴۲۲

(۳) تاریخ طبری ۳،۴۲۲

(۴) تاریخ طبری ۳،۴۲۳

(۵) ابن سعد ۳،۳۲۴

(۶) ابن سعد ۳،۳۲۵

ایک روایت میں ان کا حلیہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

صفته رضي الله عنه كان رَجُلًا طِوَالًا أَصْلَعَ أَعْسَرَ أَيْسَرَ أَحْوَرَ الْعَيْنَيْنِ، آدَمَ اللوْنِ، وَقِيلَ كَانَ أَبْيَضَ شَدِيدَ الْبَيَاضِ تَعْلُوهُ حُمْرَةٌ، أَشْنَبَ الْأَسْنَانِ، وَكَانَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ، وَيُرَجِّلُ رَأْسَهُ بِالْحِنَّاءِ

قد دراز، سر کے اگلے حصے کے بال اڑے ہوئے، آنکھوں کی سفیدی بہت سفید اور سیاہی بہت سیاہ، گندم گوں اور بعض کا قول ہے کہ آپ بہت سفید رنگ کے تھے جس پر سرخی غالب تھی، دانت سفید اور خوب صورت تھے، آپ داڑھی کو زرد رنگ دیتے تھے اور مہندی کے ساتھ اپنے سر کو کنگھی کرتے تھے۔ [1]

قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَجُلا أَيْسَرَ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ [2]

ويكنى أَبَا حَفْص

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفص تھی۔ [3]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ:

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ فِيمَا نَظُنُّ أَنَّ أَوَّلَ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا عُمَرُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَقَدِ ابْتُلِيتُ بِكُمْ وَابْتُلِيتُمْ بِي وَخَلَفْتُ فِيكُمْ بَعْدَ صَاحِبِي. فَمَنْ كَانَ بِحَضْرَتِنَا بَاشَرْنَاهُ بِأَنْفُسِنَا وَمَهْمَا غَابَ عَنَّا وَلَّيْنَا أَهْلَ الْقُوَّةِ وَالْأَمَانَةِ. فَمَنْ يحسن نزده حسنا ومن يسيء نُعَاقِبْهُ وَيَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ.

حسن فرماتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے خطبے میں اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا امابعد! میں تمہارے کام میں شامل کر دیا گیا ہوں، میں اپنے دونوں صاحبوں کے بعد تم پر خلیفہ بنایا گیا ہوں جو شخص ہمارے سامنے ہوگا ہم خود ہی اس کا کام کریں گے (یعنی اس کے معاملات ومقدمات کی سماعت خود ہی کریں گے) اور جو ہم سے دور ہوگا تو ہم اہل قوت وامانت کو والی بنائیں گے، جو اچھائی کرے گا ہم اس کے ساتھ زیادہ اچھائی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم اسے سزادیں گے اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ [4]

امیر المومنین کا لقب:

قَالُوا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم لما تُوُفِّيَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيق كَانَ يُقَالُ لَهُ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللهُ. وَاسْتُخْلِفَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قِيلَ لِعُمَرَ خَلِيفَةُ خليفة رسول الله. فَقَالَ

[1] البداية والنهاية ۷/۱۵۶

[2] ابن سعد ۳/۲۴۷

[3] ابن سعد ۳/۲۰۱

[4] ابن سعد ۳/۲۰۸

الْمُسْلِمُونَ: فَمَنْ جاءَ بَعْدَ عُمَرَ قِيلَ له خليفة خليفة خليفةرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَيَطُولُ هَذَا. وَلَكِنْ أَجْمِعُوا عَلَى اسْمٍ تَدْعُونَ بِهِ الْخَلِيفَةَ يُدْعَ بِهِ مَنْ بَعْدُهُ مِنَ الخلفاء، فقال بعض أصحاب رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ وَعُمَرُ أَمِيرُنَا. فَدُعِيَ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ بِذَلِكَ

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گ ئے تو انہیں خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا جاتا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد جو شخص آئے گا اسے خلیفہ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا جائے گا تو یہ بہت طویل ہو جائے گا تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کر لو جس سے اپنے خلیفہ کو پکارو اور جس سے بعد کے خلیفہ بھی پکارے جائیں، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا ہم مومن ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمارے امیر ہیں لہذا انہیں امیر المومنین پکارا جائے، چنانچہ وہ پہلے شخص ہیں جنہیں امیر المومنین پکارا گیا۔ (۱)

مدینہ منورہ میں حفاظت و نگرانی کے لیے گشت کرنا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے مدینہ منورہ میں حفاظت و نگرانی کا کوئی نظام نہ تھا۔

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ عَسَّ فِي عَمَلِهِ بِالْمَدِينَةِ وَحَمَلَ الدِّرَّةَ وَأَدَّبَ بِهَا وَلَقَدْ قِيلَ بَعْدَهُ لَدِرَّةُ عُمَرَ أَهْيَبُ مِنْ سَيْفِكُمْ

وہ پہلے خلیفہ ہیں جو لوگوں کی حفاظت و نگرانی کے لیے مدینہ منورہ میں اپنے حلقہ میں رات کے وقت گشت کیا کرتے تھے، انہوں نے اپنے ہاتھ میں درہ لیا اور اس سے لوگوں کی تادیب کی، ان کے بعد کہا جاتا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا درہ تم لوگوں کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔ (۲)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَشَدُّ أُمَّتِي فِي أَمْرِ اللَّهِ عُمَرُ .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے معاملے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۳)

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَأْمُرُ عُمَّالَهُ أَنْ يُوَافُوهُ بِالْمَوْسِمِ فَإِذَا اجْتَمَعُوا قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ. إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ عُمَّالِي عَلَيْكُمْ لِيُصِيبُوا مِنْ أَبْشَارِكُمْ وَلا مِنْ أَمْوَالِكُمْ. إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ لِيَحْجِزُوا بَيْنَكُمْ وَلِيَقْسِمُوا فَيْئَكُمْ بَيْنَكُمْ. فَمَنْ فُعِلَ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ فَلْيَقُمْ. فَمَا قَامَ أَحَدٌ إِلا رَجُلٌ وَاحِدٌ قَامَ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ عَامِلَكَ فُلانًا ضَرَبَنِي مِائَةَ سَوْطٍ. قَالَ: فِيمَ ضَرَبْتَهُ؟ قُمْ فَاقْتَصَّ مِنْهُ. فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ هَذَا يَكْثُرُ عَلَيْكَ وَيَكُونُ سُنَّةً يَأْخُذُ بِهَا مَنْ بَعْدَكَ. فَقَالَ: أَنَا لا أُقِيدُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يُقِيدُ مِنْ نَفْسِهِ. قَالَ: فَدَعْنَا فَلْنُرْضِهِ. قَالَ: دُونَكُمْ فَأَرْضُوهُ. فَافْتَدَى مِنْهُ بِمِائَتَيْ دِينَارٍ. كُلُّ سَوْطٍ بِدِينَارَيْنِ.

عطا سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اپنے عاملوں کو حج کے وقت اپنے پاس پہنچنے کا حکم فرمایا کرتے تھے، لوگ جمع ہوتے تو فرماتے

(۱) ابن سعد ۳،۲۱۳

(۲) ابن سعد ۳،۲۱۳

(۳) ابن سعد ۳،۲۲۰

اے لوگو! میں نے اپنے عاملوں کو تم پر مقرر کر کے اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ تمہارے جان و مال کو تکلیف پہنچائیں، میں نے صرف اس لیے انہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور تمہاری غنیمت کو تم پر تقسیم کریں، جس کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا ہے وہ کھڑا ہو جائے اور اپنی شکایت پیش کرے، ایک شخص کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! مجھے آپ کے فلاں عامل نے سو کوڑے مارے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے عامل سے فرمایا تم نے کس جرم میں اسے سو کوڑے مارے؟ (اے شکایت کرنے والے شخص) اٹھ اور اس سے اپنا بدلا لے لو، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے امیر المومنین! اگر آپ یہ کریں گے تو آپ پر شکایات کا سلسلہ بہت طویل ہو جائے گا اور یہ فعل سنت بن جائے گا جسے آپ کے بعد کے لوگ اختیار کریں گے، فرمایا کیا میں قصاص نہ لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے دیکھا ہے، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اچھا ہمیں مہلت دیں کہ ہم اسے راضی کر لیں، فرمایا اچھا تمہیں مہلت ہے کہ اسے راضی کر لو، چنانچہ وہ شخص راضی ہو گیا اور اس عامل کی طرف سے اسے ہر کوڑے کے عوض دو دو دینار فدیہ ادا کیا گیا۔[1]

عَنْ عُمَرَ قَالَ: أَيُّمَا عَامِلٍ لِي ظَلَمَ أَحَدًا فَبَلَغَتْنِي مَظْلَمَتُهُ فَلَمْ أُغَيِّرْهَا فَأَنَا ظَلَمْتُهُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور اس کی شکایت مجھے پہنچ گئی اور میں نے اس کی اصلاح نہ کی تو گویا میں نے اس پر ظلم کیا۔[2]

عَنْ عُمَرَ قَالَ: لَوْ مَاتَ جَمَلٌ ضَيَاعًا عَلَى شَطِّ الْفُرَاتِ لَخَشِيتُ أَنْ يَسْأَلَنِي اللَّهُ عَنْهُ.

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا اگر کوئی اونٹ ساحل فرات پر ضائع ہو کر مر جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ مجھ سے اس کے بارے میں باز پرس فرمائے گا۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ عُمَرَ كَانَ إِذَا اسْتَعْمَلَ عَامِلا كَتَبَ مَالَهُ.

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی کو کسی علاقہ کا عامل بناتے تو اس کا مال لکھ لیا کرتے تھے۔[3]

فتوحات:

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ فَتَحَ الْفُتُوحَ وَهِيَ الْأَرْضُونَ وَالْكُورُ الَّتِي فِيهَا الْخَرَاجُ وَالْفَيْءُ. فَتَحَ الْعِرَاقَ كُلَّهُ. السَّوَادَ وَالْجِبَالَ. وَأَذْرَبِيجَانَ وَكُورَ الْبَصْرَةِ وَأَرْضَهَا وَكُورَ الْأَهْوَازِ وَفَارِسَ وَكُورَ الشَّامِ مَا خَلا أَجْنَادَيْنِ فَإِنَّهَافُتِحَتْ فِي خِلافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَحِمَهُ اللهُ، وَفَتَحَ عُمَرُ كُورَ الْجَزِيرَةِ وَالْمَوْصِلِ وَمِصْرَ وَالإِسْكَنْدَرِيَّةِ. وَقُتِلَ رَحِمَهُ اللهُ. وَخَيْلُهُ عَلَى الرَّيِّ وَقَدْ فَتَحُوا عَامَّتَهَا، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ مَسَحَ السَّوَادَ وَأَرْضَ الْجَبَلِ وَوَضَعَ الْخَرَاجَ عَلَى الْأَرَضِينَ وَالْجِزْيَةَ عَلَى جَمَاجِمِ

---

[1] ابن سعد ۳/۲۲۳

[2] ابن سعد ۳/۲۳۲

[3] ابن سعد ۳/۲۳۳

أَهْلِ الذِّمَّةِ فِيمَا فَتَحَ مِنَ الْبُلْدَانِ.فَوَضَعَ عَلَى الْغَنِيِّ ثَمَانِيَةً وَأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا وَعَلَى الْوَسَطِ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا وَعَلَى الْفَقِيرِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا وَقَالَ: لا يُعْوِزُ رَجُلا مِنْهُمْ دِرْهَمٌ فِي شَهْرٍ، فَبَلَغَ خَرَاجُ السَّوَادِ وَالْجَبَلِ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ. رَحِمَهُ اللهُ. مِائَةَ أَلْفِ أَلْفِ وَعِشْرِينَ أَلْفِ أَلْفِ وَافٍ، وَالْوَافُ دِرْهَمٌ وَدَانَقَانُ وَنِصْفُ

وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے بہت سی فتوح حاصل کہیں جو بہت سے شہروں اور زمینوں پر مشتمل تھیں جہاں سے ان کا خراج اور مال غنیمت حاصل ہوتا تھا، انہوں نے پورے عراق کو اس کی بستیوں اور پہاڑوں، آذربائیجان، شہر بصرہ اور اس کی زمین، اہواز، اجنادین کے سوا پورا فارس اور شام فتح کیا، اجنادین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فتح ہو گیا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے الجزیرہ کی بستیاں، موصل، مصر اور اسکندریہ کو فتح کیا اور وہ اس وقت شہید کر دیئے گئے جب مجاہدین کا لشکر رے پت میں تھا اور اس کا اکثر حصہ فتح کر چکے تھے، وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے سواد اور ارض الجبل کی پیمائش کی، انہوں نے جو شہر فتح کیے ان کی زمینوں پر خراج اور اہل ذمہ پر جزیہ (ان کی جان و مال کی حفاظت وذمہ داری کا محصول) مقرر کیا، دولت مندوں پر سالانہ اڑتالیس درہم اور متوسط طبقہ پر سالانہ چوبیس درہم اور غریبوں پر سالانہ بارہ درہم مقرر فرمائے، اور فرمایا ایک درہم (چار آنے) ماہوار ان میں سے کسی کو بھی گراں نہیں گزرے گا، ان کے عہد خلافت میں السواد اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کروڑ بیس لاکھ وافی تک پہنچ گیا، ایک وافی ایک درہم اور ڈھائی دانگ کے مساوی تھا (ایک دانگ ۲/ا درہم کے)۔ [1]

دریائے نیل کا واقعہ :

قَالَ: لَمَّا افْتُتِحَتْ مِصْرُ أَتَى أَهْلُهَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ حِينَ دَخَلَ بُؤْنَةُ مِنْ أَشْهُرِ الْعَجَمِ فَقَالُوا: أَيُّهَا الْأَمِيرُ، لِنِيلِنَا هَذَا سُنَّةٌ لَا يَجْرِي إِلَّا بِهَا،قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟قَالُوا: إِذَا كَانَتِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ هَذَا الشَّهْرِ عَمَدْنَا إِلَى جارية بِكْرٍ مِنْ أَبَوَيْهَا، فَأَرْضَيْنَا أَبَوَيْهَا وَجَعَلْنَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ وَالثِّيَابِ أَفْضَلَ مَا يَكُونُ، ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا فِي هَذَا النِّيلِ،فَقَالَ لَهُمْ عَمْرٌو: إِنَّ هَذَا مِمَّا لَا يَكُونُ فِي الْإِسْلَامِ، إِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ، قَالَ: فَأَقَامُوا بُؤْنَةَ وَأَبِيبَ وَمِسْرَى وَالنِّيلُ لَا يَجْرِي قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا، حَتَّى هَمُّوا بِالْجَلَاءِ،فَكَتَبَ عَمْرٌو إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِذَلِكَ،فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ بِالَّذِي فَعَلْتَ، وَإِنِّي قَدْ بعثت إليك بطاقة دَاخِلَ كِتَابِي، فَأَلْقِهَا فِي النِّيلِ،فَلَمَّا قدمَ كِتَابُهُ أَخَذَ عَمْرٌو الْبِطَاقَةَ فَإِذَا فِيهَا

جب مصر فتح ہوا تو اس کے باشندے عجم کے مہینوں میں سے بوئنہ میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے ملک کا دستور ہے اور وہ اسی کے مطابق نیل چلتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب اس ماہ کی بارہ راتیں گزر جاتی ہیں تو ہم والدین کی ایک باکرہ لڑکی کے پاس جاتے ہیں اور اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور لڑکی کو بہترین زیور اور کپڑے پہنادیتے ہیں اور پھر اسے ہم دریائے نیل میں پھینک دیتے ہیں، عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یہ بات ان باتوں میں سے ہے جو اسلام میں نہیں ہو سکتی اسلام پہلے کی رسموں کو مٹا دیتا ہے، راوی بیان کرتا ہے کہ وہ بوئنہ، ابیب اور مسری تین مہینے ٹھہرے رہے اور دریائے نیل کا بہاؤ نہ کم ہوتا تھا اور نہ زیادہ حتی کہ انہوں نے جلاوطن ہونے کا عزم کر لیا، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کی خدمت میں اس کے متعلق لکھا تو آپ نے

[1] ابن سعد ۳/۲۱۳

ان کی طرف لکھا آپ نے جو کچھ کیا ہے ٹھیک کیا ہے اور میں نے اپنے خط کے اندر ایک چٹ آپ کی طرف ارسال کی ہے اسے دریائے نیل میں پھینک دینا جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا تو عمرو رضی اللہ عنہ نے چٹ کو پکڑا اور اسے پڑھا اس میں لکھا تھا۔

مِنْ عَبْدِ اللهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى نِيلِ أَهْلِ مِصْرَ

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تَجْرِي مِنْ قِبَلِكَ ومن أمرك فلا تجر فلا حاجة لنا فيك، وإن كنت إنما تجري بأمر الله الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، وهو الَّذِي يُجْرِيكَ فَنَسْأَلُ اللهَ تَعَالَى أَنْ يُجْرِيَكَ ،قَالَ: فَأَلْقَى الْبِطَاقَةَ فِي النِّيلِ فَأَصْبَحُوا يَوْمُ السَّبْتِ وَقَدْ أَجْرَى اللهُ النِّيلَ سِتَّةَ عَشَرَ ذِرَاعًا فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَقَطَعَ اللهُ تِلْكَ السُّنَّةَ عَنْ أَهْلِ مِصْرَ إِلَى الْيَوْمِ

اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین کی طرف سے اہل مصر کے دریائے نیل کی طرف

امابعد! اگر تو اپنی جانب سے اور اپنے حکم سے چلتا ہے تو آئندہ نہ چلنا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں، اور اگر تو اللہ واحد و قہار کے حکم سے چلتا ہے تو وہ تجھے رواں رکھے گا اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے رواں رکھے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے وہ چٹ دریائے نیل میں پھینک دی جب ہفتہ کی صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں دریائے نیل کو سولہ ہاتھ رواں کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آج تک اس دستور کا اہل مصر سے خاتمہ کر دیا۔ [1]

یہ منکر روایت ہے۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے جو برے حافظہ والا اور ضعیف ہے، اس روایت کی سند میں ایک راوی (مجھول) ہے جس کا نام بیان نہیں کیا گیا۔

عربوں اور قبائل کی آباد کاری:

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ مَصَّرَ الأَمْصَارَ:الْكُوفَةَ وَالْبَصْرَةَ وَالْجَزِيرَةَ وَالشَّامَ وَمِصْرَ وَالْمَوْصِلَ. وَأَنْزَلَهَا الْعَرَبَ. وَخَطَّ الْكُوفَةَ وَالْبَصْرَةَ خُطَطًا لِلْقَبَائِلِ

وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے کوفہ، بصرہ، الجزیرہ، شام، مصر اور موصل کو شہر بنایا اور وہاں عربوں کو آباد کیا اور انہوں نے کوفہ اور بصرہ میں قبائل کے لئے علیحدہ علیحدہ علاقے مقرر فرمائے۔ [2]

شہروں میں قاضی مقرر کرنا:

وَهُوَ أَوَّلُ مَنِ اسْتَقْضَى الْقُضَاةَ فِي الأَمْصَارِ. وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ الدِّيوَانَ وَكَتَبَ النَّاسَ عَلَى قَبَائِلِهِمْ وَفَرَضَ لَهُمُ الأَعْطِيَةَ مِنَ الْفَيْءِ وَقَسَمَ الْقُسُومَ فِي النَّاسِ وَفَرَضَ لأَهْلِ بَدْرٍ وَفَضَّلَهُمْ عَلَى غَيْرِهِمْ وَفَرَضَ لِلْمُسْلِمِينَ عَلَى أَقْدَارِهِمْ وَتَقَدُّمِهِمْ فِي الإِسْلامِ ،وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ حَمَلَ الطَّعَامَ فِي السُّفُنِ مِنْ مِصْرَ فِي الْبَحْرِ حَتَّى وَرَدَ الْبَحْرَ ثُمَّ حَمَلَ مِنَ الْجَارِ إِلَى الْمَدِينَةِ

---

[1] البداية والنهاية ۷/۱۱۵

[2] ابن سعد ۳/۲۱۴

وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے شہروں میں قاضی (حاکم فوجداری و دیوانی) مقرر فرمائے اور دفتر مرتب کیا (رجسٹر بنایا) اور ان میں لوگوں کے نام قبائل کی ترتیب سے درج فرمائے اور ان کے لیے مال غنیمت میں سے عطیے مقرر فرمائے، لوگوں کو حصے تقسیم کیے، اہل بدر کا حصہ مقرر فرمایا اور انہیں غیر اہل بدر پر فضیلت دی، مسلمانوں کے حصے ان کی قدر اور اسلام میں سبقت کے لحاظ سے مقرر فرمائے، وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے مصر سے غلہ کشتیوں میں بھر کر سمندر کے راستے سے الجار اور وہاں سے مدینہ منورہ منگوایا تھا۔ (۱)

توشہ خانہ کی تعمیر :

وَاتَّخَذَ عُمَرُ دَارَ الرَّقِيقِ. وَقَالَ بَعْضُهُمُ الدَّقِيقُ. فَجَعَلَ فِيهَا الدَّقِيقَ وَالسَّوِيقَ وَالتَّمْرَ وَالزَّبِيبَ وَمَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ يُعِينُ بِهِ الْمُنْقَطِعَ بِهِ وَالضَّيْفَ يَنْزِلُ بِعُمَرَ. وَوَضَعَ عُمَرُ فِي طَرِيقِ السُّبُلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ مَا يَصْلُحُ مَنْ يَنْقَطِعُ بِهِ وَيَحْمِلُ مِنْ مَاءٍ إِلَى مَاءٍ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (بروایت بعض) دار الرقیق (غلام خانہ) اور (برویت بعض) دار الدقیق (توشہ خانہ) بنوایا تھا جس میں انہوں نے آٹا، ستو، کھجور، کشمش اور ضروریات کی دوسری چیزیں رکھیں، جن سے وہ مسافروں اور مہمانوں کی مدد کرتے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان راستوں پر بھی اشیاء مہیا کیں جو بے توشہ مسافروں کو مفید ہوں اور اسے ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچادیں۔ (۲)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسجد نبوی کی تجدید و توسیع:

خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں روز افزاں کثرت کے پیش نظر مسجد نبوی میں توسیع ضروری سمجھی،

عَنْ نَافِعٍ،وَقَالَ عُمَرُ: لَوْلا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَبْغِي نَزِيدُ فِي مَسْجِدِنَا مَا زِدْتُ فِيهِ

نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہ سنا ہوتا کہ مناسب ہے کہ ہم مسجد میں کچھ توسیع کریں تو اضافہ کرنے کی جرات نہ کرتا۔ (۳)

عن مسلم بن خباب أن النبيّ قال يوما وهو في مصلاه: لو زدنا في مسجدنا وأشار بيده نحو القبلة

امام ابن نجار، مسلم بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی جائے نماز پر بیٹھے ہوئے قبلہ کی سمت اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اگر ہم مسجد میں اضافہ کر دیتے (تو کیسا اچھا ہوتا)۔ (۴)

قال: إن الناس كثروا في عهد عمر، فقال له قائل: يا أمير المؤمنين لو وسّعت في المسجد،ما حول المسجد من

---

(۱) ابن سعد ۳٫۲۱۴

(۲) ابن سعد ۳٫۲۱۴

(۳) مسند احمد ۳۳۰، وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۲٫۶۸

(۴) شفاءُ الغرام ۲٫۴۳۲،تاریخ مكة المشرفة االمسجدالحرام والمدينة ۱٫۲۸۰،خلاصة الوفاباخباردارالمصطفى ۲٫۹۰

الدور إلا دار العباس بن عبد المطلب وحجر أمهات المؤمنين، فقال عمر للعباس: يا أبا الفضل، إن مسجد المسلمين قد ضاق بهم، وقد ابتعت ما حوله من المنازل نوسع به على المسلمين في مسجدهم إلا دارك وحجر أمهات المؤمنين، فأما حجر أمهات المؤمنين فلا سبيل إليها

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سترہ ہجری میں نمازیوں کی کثرت کے باعث خلیفہ دوم سے مسجد میں توسیع کے لئے تقاضا کیا جانے لگا ،چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں توسیع کا پروگرام بنایا اور حسب پروگرام شمال وجنوب میں توسیع بھی ہوگئی، مگر مشرق میں امہات المومنین کے حجرات اور مغرب میں عباس رضی اللہ عنہ کے مکان (جس کے پرنالہ کا پانی مسجد میں گرتا تھا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی تھی اس لئے سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اکھاڑ دیا تھا) کے باعث کام میں تعطل پیدا ہوا، اس مشکل سے عہدہ براء ہونے کی غرض سے خلیفہ موصوف عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ مسجد کے توسیعی پروگرام میں ایک طرف امہات المومنین کے مکانات اور دوسری سمت آپ کا مکان رکاوٹ ہے، میں امہات المومنین کے مکانات کو منہدم کرنے کی جسارت تو نہیں کر سکتا البتہ آپ کے مکان کے متعلق تین تجاویز پیش کرتا ہوں۔

إما أن تبيعنيها بما شئت من بيت المال

آپ مکان میرے ہاتھ فروخت کر دیں آپ کی منہ مانگی قیمت بیت المال سے ادا کر دی جائے گی۔

وإما أن أخطك حيث شئت من المدينة وأبنيها لك من بيت مال المسلمين

مکان کے عوض مدینہ منورہ میں جو جگہ آپ پسند فرمائیں وہ بیت المال سے دے دی جائے گی۔

وإما أن تصدّق بها على المسلمين فتوسع في مسجدهم

آپ اپنا مکان مسلمانوں کے لئے وقف فرمادیں تا کہ وہ مسجد نبوی کی توسیع کر دیں۔

فقال العباس: أما إذا قلت ذلك فإني قد تصدقت بها على المسلمين أوسع عليهم في مسجدهم

پہلے تو انہوں نے انکار کر دیا مگر پھر ایک لمبی بات چیت کے بعد عباس رضی اللہ عنہ نے خلیفہ المسلمین کے خلوص کے پیش نظر از خود برضاء ورغبت اپنا مکان سید نا عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا جسے سید نا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منہدم کر کے مسجد کشادہ فرمادی۔

قبل ازیں عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کا ایک اور واقع بھی پیش آیا تھا کہ اس کے پرنالے کا پانی مسجد میں گرتا تھا جس سے نمازیوں کو اذیت پہنچتی تھی، سید نا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے اکھاڑ دیا تھا۔

قال: فدخل عمر المسجد فإذا ميزاب للعباس شارع في مسجد رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يسيل ماء المطر منه ، فقال عمر بيده فقلع الميزاب،فقال: هذا الميزاب لا يسيل في مسجد رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فقال له العباس: والذي بعث محمدا بالحق إنه هو الذي وضع هذا الميزاب في هذا المكان ونزعته أنت يا عمر،فقال عمر رضي الله عنه: ضع رجليك على عنقي لترده إلى ما كان، ففعل ذلك العباس،واشترى عمر أيضا نصف موضع كان خطه النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لجعفر بن أبي طالب وهو بالحبشة دارا بمائة ألف فزاده في المسجد

ایک روایت میں ہے کہ مذکورہ میزاب کا پانی راستہ میں گرتا تھا ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں تشریف لارہے تھے کہ اس کا پانی پڑنے سے ان کے کپڑے خراب ہوگئے تھے جس کی وجہ سے اس پرنالے کو اکھاڑ دینے کا حکم فرمایا اور فرمایا اس پرنالے کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نہیں گرنا چاہیے، عباس رضی اللہ عنہ دربار فاروقی میں تشریف لائے اور اس واقعہ پر نالش کی نیز فرمایا کہ یہ پرنالہ سرور کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں پر کھڑے ہوکر اپنے دست اطہر سے اس جگہ پر نصب فرمایا تھا اے عمر رضی اللہ عنہ! آپ نے اسے اکھاڑ پھینکا ہے، یہ سنتے ہی خلیفہ المسلمین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے اے ابوالفضل رضی اللہ عنہ عم رسول مقبول آپ میری پیٹھ کو سیڑھی بنائیں اور اس پر کھڑے ہوکر اپنے ہاتھ سے پرنالہ اسی جگہ نصب کردیں تاکہ میری غلطی کی تلافی ہوجائے چنانچہ اسی ترکیب سے عباس رضی اللہ عنہ نے پرنالہ اپنی جگہ پر دوبارہ لگادیا، علاوہ ازیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا مکان بھی جو عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کے ساتھ متصل تھا اس کا نصف حصہ ایک لاکھ درہم میں خرید کر اور ان حصوں کو منہدم کرکے مسجد کشادہ فرمادی۔[۱]

اس طرح مسجد کے مغرب میں تیس فٹ، شمال میں ازواج مطہرات کے حجرات کو قائم رکھتے ہوئے ان کے گرداگرد ۴۵ فٹ کا اضافہ کیا جس سے حجرات ان کے درمیان آگئے اور جنوب میں پندرہ فٹ توسیع وتجدید فرمائی، علامہ عبدالقدوس انصاری مسجد کی توسیع کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں مغرب میں دس میٹر، جنوب میں پانچ میٹر اور شمال میں پندرہ میٹر کا اضافہ کیا۔[۲]

إن المسجد كان طوله أربعين ومائة ذراع وعرضه عشرون ومائة

امام ابن نجار رحمہ اللہ، امام زین الدین رحمہ اللہ اور امام سمہووی رحمہ اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ اس توسیع کے بعد مسجد نبوی کا طول ایک سو چالیس ذراع اور عرض ایک سو بیس ذراع ہوگیا تھا۔[۳]

اس طرح گیارہ سو مربع میٹر کا اضافہ ہوا جس سے مسجد کا مجموعی رقبہ ۲۴۷۵ سے بڑھ کر ۳۵۷۵ مربع میٹر ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چھت تقریباً نوفٹ اونچی تھی

إن المسجد كان طوله على عهد عمر رضي الله عنه أربعين ومائة ذراع وعرضه عشرون ومائة،وطول السقف أي ما بينه وبين الأرض أحد عشر ذراعا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسجد کی لمبائی ایک سو چالیس ذراع جبکہ چوڑائی ایک سو بیس ذراع تھی اور چھت کو زمین سے گیارہ ذراع (تقریباً ساڑھے پندرہ فٹ) اونچا کردیا۔[۴]

اور چھت کے اوپر تین ذراع بلند دیوار بنوائی، قد آدم تک بنیادیں پتھر کی بنوائیں،

وجعل له ستة أبواب

---

[۱] وفاء الوفا ۲؍۶۸، اخبار المدینۃ ۱؍۱۰۸

[۲] آثار المدینۃ ۱۰۴

[۳] اخبار مدینہ ۹۴، وفاء الوفا ۲؍۷۶

[۴] وفاء الوفا ۲؍۷۶

چھ دروازے بنائے، مشرق میں باب عثمان کے علاوہ باب النساء، مغرب میں باب عاتکہ کے قریب ہی باب السلام کا اضافہ کیا اور دو دروازے شمال میں بنوائے۔[1]

قدم ابن مسعود الثقفي وقال لعمر: أليس قربكم وادٍ؟ قال: بلى، قال: فمر بحصباء تطرح فيه، فهو أكف للمخاط، والنخامة، فأمر بها عمر رضي الله عنه

ابن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کی تجویز پر وادی عقیق سے سنگ ریزے لاکر مسجد میں ڈالنے کا حکم دیا۔[2]

قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَلْقَى الْحَصَى فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. وَكَانَ النَّاسُ إِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنَ السُّجُودِ نَفَضُوا أَيْدِيَهُمْ فَأَمَرَ عُمَرُ بِالْحَصَى فَجِيءَ بِهِ مِنَ الْعَقِيقِ فَبُسِطَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک روایت میں ہے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جس نے (گرد وغبار سے بچانے کے لیے) صحن میں کنکریاں ڈالیں وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب تھے، مسجد نبوی کا صحن کچا تھا لوگ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھ گرد وغبار سے صاف کرنے کے لیے جھاڑتے تھے، یہ کیفیت دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کنکریاں لانے کا حکم فرمایا تو وادی العقیق سے کنکریاں لائی گئیں اور انہیں مسجد کے صحن میں بچھا دیا گیا۔[3]

أن عمر رضي الله عنه زاد في المسجد، وبناه على بنائه في عهد رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باللّبن والجريد، وأعاد عمده خشبا

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اینٹوں سے دیواریں کھڑی کی تھیں اور جس طرح کھجور کی شاخوں کی چھت ڈالی تھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ویسے ہی کیا البتہ ستون کھجور کے تنوں کے بجائے لکڑی کے بنوائے۔[4]

تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے اور بھی وسیع پیمانے پر روشنی کے نظام کو فروغ دیا۔

قَالَ: مَرَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَى الْمَسَاجِدِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَفِيهَا الْقَنَادِيلُ، فَقَالَ: نَوَّرَ اللهُ عَلَى عُمَرَ قَبْرَهُ كَمَا نَوَّرَ عَلَيْنَا مَسَاجِدَنَا

چنانچہ رمضان المبارک میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مسجدوں میں قندیلوں کی روشنی دیکھ کر فرمایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جس طرح ہماری مساجد کو روشن کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائے۔[5]

---

[1] وفاء الوفا ۲؍۶۷
[2] اخبار مدینة ۱؍۱۱۱، وفائ الوفا ۲؍۱۹۱
[3] ابن سعد ۳؍۲۱۵
[4] وفاء الوفا ۲؍۶۷، اخبار المدینة ۱؍۱۰۸
[5] اسد الغابة ۴؍۱۵۶

بعد میں مختلف سلاطین نے ہزاروں مثقال سونے کی بیش بہائی قندیلیں آویزاں کیں جن کا تیل شام سے آتا تھا،اسی طرح ہر جمعہ کی دوپہر کے وقت مسجد کے اندر بڑے اہتمام کے ساتھ خوشبو کی دھونی دی جاتی تھی۔

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ أَنْ يُجَمَّرَ مَسْجِدُ الْمَدِينَةِ كُلَّ جُمُعَةٍ حِينَ يَنْتَصِفُ النَّهَارُ

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ہر جمعہ کی تمام مساجد میں دوپہر کے وقت خوشبو کی دھونی دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ (۱)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی معمولی سی بے حرمتی کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے جبکہ بعض لوگ مسجد میں بلند آواز سے دینوی گفتگو کرتے اور بعض شعر پڑھتے ہوئے پائے گئے۔

عن سالم بن عبد الله أن عمر يعني ابن الخطاب اتخذمكانا إلى جانب المسجد يقال له البطيحاء وقال: من أراد أن يلغط أو يرفع صوتا أو ينشد شعرا أو يرفع صوتا فليخرج إليه

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے مسجد نبوی کے تقدس اور عظمت کے تحفظ کی خاطر ایک جدت یہ بھی کی کہ مقام صفہ کے قریب مشرق میں ایک چبوترا بنوادیا جسے بطیحا کہتے تھے اور یہ اعلان کر دیا کہ جسے شعر پڑھنا ہو یا کوئی دنیاوی گفتگو کرنی ہو تو مسجد سے نکل کر وہاں چلا جائے ۔ (۲)

أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه سمع صوت رجل في المسجد، فقال: أتدري أين أنت؟كأنه كره الصوت

ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کی بلند آواز سنی تو تیزی سے اس کے قریب ہو کر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تم کہاں کھڑے ہو؟اور اپنی آواز بلند کرتے ہو آئندہ ایسا نہ کرنا۔ (۳)

تعمیر فاروقی کی خصوصیات۔

پہلے مسجد نبوی کا طول ایک سو ذراع اور عرض ایک سو ذراع تھا،سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اضافہ سے طول ایک سو ذراع اور عرض ایک سو بیس ذراع ہو گیا۔

قبل ازیں مسجد نبوی کا رقبہ ۲۴۷۵ مربع میٹر تھا جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ سو مربع میٹر کا اضافہ کیا جس کے بعد مسجد کا مجموعی رقبہ ۳۵۷۵ مربع میٹر ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی کی چھت تقریبا نو فٹ اونچی تھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چھت کو گیارہ ذراع (تقریباً ساڑھے پندرہ فٹ) اونچا کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ستون کھجور کے تنوں سے بنائے تھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لکڑی کے بنوا دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین دروازے رکھے تھے جبکہ لوگوں کی سہولت کے پیش نظر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تین دروازوں کا اضافہ کر کے

(۱) زاد المعاد ۱/۳۷۰

(۲) وفائ الوفا ۲/۷۹

(۳) وفائ الوفا ۲/۷۹

چھ دروازے کر دیئے۔

دنیاوی گفتگو اور شعر گوئی کے لیے مسجد کے ایک گوشے میں علیحدہ جگہ بنادی تا کہ مسجد نبوی کا تقدس برقرار رہے۔

مردم شماری:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَلَقِيتُهُ فِي صَلاةِ الْعِشَاءِ الآخرة فسلمت عليه فسألني عن الناس قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: جِئْتُ بِخَمْسِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ،قَالَ: مَاذَا تَقُولُ؟قَالَ قُلْتُ: مِائَةُ أَلْفٍ. مِائَةُ أَلْفٍ. مِائَةُ أَلْفٍ. مِائَةُ أَلْفٍ.مِائَةُ أَلْفٍ. حَتَّى عَدَدْتُ خَمْسًا، قَالَ: إِنَّكَ نَاعِسٌ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَنَمْ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَأْتِنِي، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَغَدَوْتُ إِلَيْهِ. فَقَالَ: مَاذَا جِئْتَ بِهِ؟قُلْتُ: جِئْتُ بِخَمْسِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالَ عُمَرُ: أَطَيِّبٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ لا أَعْلَمُ إِلا ذَلِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں بحرین سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں اس وقت ان سے ملا جب وہ عشاء کی نماز میں تھے میں نے سلام کیا تو مجھ سے لوگوں کا حال پوچھا اور فرمایا تم کیا لائے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم لایا ہوں، ارشاد کیا کیا تم جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ اس طرح میں نے پانچ مرتبہ شمار کر دیا، فرمایا تم نیند میں ہو لہذا اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور سو جاؤ اور صبح کو میرے پاس آنا، میں صبح کو حاضر خدمت ہوا تو فرمایا تم کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا میں پانچ لاکھ درہم لایا ہوں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا وہ حلال ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا،

فَقَالَ لِلنَّاسِ: إِنَّهُ قَدْ قَدِمَ عَلَيْنَا مَالٌ كَثِيرٌ فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعُدَّ لَكُمْ عَدَدًا وَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَكِيلَهُ لَكُمْ كَيْلا ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ هَؤُلاءِ الأَعَاجِمِ يُدَوِّنُونَ دِيوَانًا يُعْطُونَ النَّاسَ عَلَيْهِ

انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے پاس بہت سامال آیا ہے اگر تم لوگ چاہو تو میں تمہارے لیے شمار کر دوں اور اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لیے پیمانے میں ناپ دوں، ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین! میں نے عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ دفتر مرتب کر لیتے ہیں اور اس کے مطابق لوگوں کو دیتے ہیں۔ [1]

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ بْنِ نُقَيْدٍأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ الْمُسْلِمِينَ فِي تَدْوِينِ الدِّيوَانِ،فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: تُقَسِّمُ كُلَّ سَنَةٍ مَا اجْتَمَعَ إِلَيْكَ مِنْ مَالٍ وَلا تُمْسِكُ مِنْهُ شَيْئًا، وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: أَرَى مَالا كَثِيرًا يَسَعُ النَّاسَ وَإِنْ لَمْ يُحْصَوْا حَتَّى تَعْرِفَ مَنْ أَخَذَ مِمَّنْ لَمْ يَأْخُذْ. خَشِيتُ أَنْ يَنْتَشِرَ الأَمْرُ، فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ:يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ جِئْتُ الشَّامَ فَرَأَيْتُ مُلُوكَهَا قَدْ دَوَّنُوا دِيوَانًا وَجَنَّدُوا جُنُودًا فَدَوِّنْ دِيوَانًا وَجَنِّدْ جُنُودًا

جبیر بن حویرث سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے دیوان مرتب کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے مشورہ دیا کہ جو مال آپ کے پاس جمع ہو اسے ہر سال تقسیم کر دیا کریں اور اس میں سے کچھ بھی بچا کر نہ رکھیں، سیدنا عثمان بن

[1] ابن سعد ۲۲۸؍۳

عفان رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ اگر ان کو شمار نہ کیا گیا تو کثیر مال لوگوں کو گنجائش دے دے گا (کہ ایک آدمی دو مرتبہ لے لے اور ایک کو ایک مرتبہ بھی نہ ملے) جب تک کہ آپ لینے والے اور نہ لینے والے کو نہ پہچانیں (اور اس کی یہی صورت ہے کہ دیوان میں سب کے نام درج کیے جائیں) مجھے خوف ہے کہ حکومت میں انتشار پیدا ہو جائے گا، ولید بن ہشام بن مغیرہ نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں شام سے آیا ہوں میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفتر مرتب کیے اور لشکر تیار کیے آپ بھی دیوان مرتب فرمائیں اور لشکر تیار کریں،

فَأَخَذَ بِقَوْلِهِ ، فَدَعَا عَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَمَخْرَمَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَجُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ وَكَانُوا مِنْ نُسَّابِ قُرَيْشٍ فَقَالَ: اكْتُبُوا النَّاسَ عَلَى مَنَازِلِهِمْ ، فَكَتَبُوا فَبَدَءُوا بِبَنِي هَاشِمٍ ثُمَّ أَتْبَعُوهُمْ أَبَا بَكْرٍ وَقَوْمَهُ. ثُمَّ عُمَرَ وَقَوْمَهُ عَلَى الْخِلَافَةِ ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ عُمَرُ قَالَ: وَدِدْتُ وَاللهِ أَنَّهُ هَكَذَا وَلَكِنِ ابْدَءُوا بِقَرَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَقْرَبُ فَالأَقْرَبُ حَتَّى تَضَعُوا عُمَرَ حَيْثُ وَضَعَهُ اللهُ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قول کو اختیار فرمایا اور عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن معطم کو بلایا جو قریش کے نسب جاننے والوں میں سے تھے اور ان سے فرمایا لوگوں کے نام ان کے مرتبے کے مطابق لکھو، انہوں نے دیوان مرتب کیا تو بنی ہاشم سے شروع کیا ان کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو لکھا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کو با ترتیب خلافت لکھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ دیوان دیکھا تو فرمایا اللہ کی قسم! مجھے اسی طرح پسند ہے مگر پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے شروع کرو جو سب سے قریب ہو (اس دیوان میں بھی) سب سے قریب ہو، عمر کو بھی اس مقام پر رکھو جہاں ان کو اللہ نے رکھا ہے۔ [1]

وَفَرَضَ عُمَرُ لأَهْلِ الدِّيوَانِ فَفَضَّلَ أَهْلَ السَّوَابِقِ وَالْمَشَاهِدِ فِي الْفَرَائِضِ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَدْ سَوَّى بَيْنَ النَّاسِ فِي الْقَسْمِ فَقِيلَ لِعُمَرَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: لا أَجْعَلُ مَنْ قَاتَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَنْ قَاتَلَ مَعَهُ

اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیوان کا حصہ مقرر فرمایا انہوں نے اہل سوابق شواہد کو (جو لوگ نیکیوں میں اور اسلام لانے میں مقدم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جہاد ہوئے تھے) حصہ دینے میں ترجیح اور فضیلت دی حالانکہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں مساوات اختیار کی تھی، جب اس پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کیا ان کے برابر نہیں کر سکتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب دشمنوں سے لڑے،

فَبَدَأَ بِمَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ فَفَرَضَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ خَمْسَةَ آلافِ دِرْهَمٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ. حَلِيفُهُمْ وَمَوْلاهُمْ مَعَهُمْ بِالسَّوَاءِ. وَفَرَضَ لِمَنْ كَانَ لَهُ إِسْلامٌ كَإِسْلامِ أَهْلِ بَدْرٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْحَبَشَةِ وَمَنْ شَهِدَ أُحُدًا أَرْبَعَةَ آلافِ دِرْهَمٍ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ. وَفَرَضَ لأَبْنَاءِ الْبَدْرِيِّينَ أَلْفَيْنِ أَلْفَيْنِ إِلا حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَإِنَّهُ أَلْحَقَهُمَا بِفَرِيضَةِ أَبِيهِمَا لِقَرَابَتِهِمَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا خَمْسَةَ آلافِ دِرْهَمٍ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں جو مہاجرین و انصار موجود تھے ان سے شروع فرمایا اور ان میں سے ہر شخص کے لیے پانچ ہزار درہم سالانہ

[1] ابن سعد ۳/۲۲۴

مقرر فرمایا جس میں ان کے حلیف اور موالی برابر تھے اور پھر ان سے شروع فرمایا جن کا اسلام اہل بدر جیسا اسلام تھا اور مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور غزوہ احد میں شریک ہوئے تھے ان میں سے ہر ایک کے لیے چار ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے، جبکہ بدریوں کی اولاد کیلئے دو دو ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے سوائے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھا اور ان میں سے ہر ایک کے پانچ ہزار درہم مقرر فرمائے،

وَفَرَضَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَمْسَةَ آلافِ دِرْهَمٍ لِقَرَابَتِهِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ أَنَّهُ فَرَضَ لَهُ سَبْعَةَ آلافِ دِرْهَمٍ. وَقَالَ سَائِرُهُمْ: لَمْ يُفَضِّلْ أَحَدًا عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ إِلا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنَّهُ فَرَضَ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ. جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَصَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فِيهِنَّ. هَذَا الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ

اور عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری کی وجہ سے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمایا، ابن سعد نے کہا بعضوں نے روایت کیا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کے لیے سات ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے باقی سب راویوں نے کہا ہے کہ انہوں نے سوائے ازواج مطہرات کے اور کسی کو اہل بدر پر ترجیح نہیں دی، ان میں سے ہر بیوی کے لیے بارہ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے جن میں جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حیی بھی تھیں یہ متفق علیہ ہے،

وَفَرَضَ لِمَنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْفَتْحِ لِكُلِّ رَجُلٍ ثَلاثَةَ آلافِ دِرْهَمٍ ،وَفَرَضَ لِمُسْلِمَةِ الْفَتْحِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَلْفَيْنِ،وَفَرَضَ لِغِلْمَانَ أَحْدَاثٍ مِنْ أَبْنَاءِ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ كَفَرَائِضِ مُسْلِمَةِ الْفَتْحِ ،وَفَرَضَ لِعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَرْبَعَةَ آلافِ دِرْهَمٍ،فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ: لِمَ تُفَضِّلُ عُمَرَ عَلَيْنَا فَقَدْ هَاجَرَ آبَاؤُنَا وَشَهِدُوا؟ فَقَالَ عُمَرُ: أُفَضِّلُهُ لِمَكَانِهِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَأْتِ الَّذِي يَسْتَعْتِبُ بِأُمٍّ مِثْلَ أُمِّ سَلَمَةَ أُعْتِبْهُ

اور جنہوں نے قبل فتح مکہ ہجرت کی تھی ان میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے، فتح مکہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہر شخص کے لیے دو ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے، اور اولاد مہاجرین وانصار کے نومولود بچوں کے لیے مسلمین فتح مکہ کے برابر حصہ مقرر فرمایا، عمر بن ابی سلمہ کے لیے چار ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے، تو محمد بن عبد اللہ بن جحش نے کہا کہ آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ہم پر کیوں ترجیح دے رہے ہیں جب کہ ہمارے آباء نے ہجرت کی اور جہاد میں شہید ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی وجہ سے ترجیح دیتا ہوں جو شخص روٹھے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مثل ماں لائے تو میں اسے مناؤں گا،

وَفَرَضَ لأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَرْبَعَةَ آلافِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فَرَضْتَ لِي ثَلاثَةَ آلاف وَفَرَضْتَ لأُسَامَةَ فِي أَرْبَعَةِ آلافِ وَقَدْ شَهِدْتُ مَا لَمْ يَشْهَدْ أُسَامَةُ ،فَقَالَ عُمَرُ: زِدْتُهُ لأَنَّهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ منك وكان أبوه أحب إلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِيكَ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے بھی چار ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے، تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ نے میرے لیے تو تین

ہزار مقرر فرمائے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے چار ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے حالانکہ میں ان مقامات میں حاضر ہوا ہوں جہاں اسامہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر نہیں ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے انہیں اس لیے زیادہ دیا ہے کہ وہ تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور ان کے والد بھی تمہارے والد سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے،

ثُمَّ فَرَضَ لِلنَّاسِ عَلَى مَنَازِلِهِمْ وَقِرَاءَتِهِمْ لِلْقُرْآنِ وَجِهَادِهِمْ ، ثُمَّ جَعَلَ مَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ بَابًا وَاحِدًا، فَأَلْحَقَ مَنْ جَاءَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِالْمَدِينَةِ فِي خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ دِينَارًا لِكُلِّ رَجُلٍ وَفَرَضَ لِلْمُحَرَّرِينَ مَعَهُمْ، وَفَرَضَ لأَهْلِ الْيَمَنِ، وَقَيْسٍ بِالشَّامِ وَالْعِرَاقِ لِكُلِّ رَجُلٍ أَلْفَيْنِ إِلَى أَلْفٍ إِلَى تِسْعِمِائَةٍ إِلَى خَمْسِمِائَةٍ إِلَى ثَلاثِمِائَةٍ لَمْ يُنْقِصْ أَحَدًا مِنْ ثَلاثِمِائَةٍ وَقَالَ: لَئِنْ كَثُرَ الْمَالُ لأَفْرِضَنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ أَرْبَعَةَ آلافِ دِرْهَمٍ أَلْفٌ لِسَفَرِهِ وَأَلْفٌ لِسِلاحِهِ وَأَلْفٌ يُخَلِّفُهَا لأَهْلِهِ وَأَلْفٌ لِفَرَسِهِ وَبَغْلِهِ.

اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو قرات قرآن اور جہاد کے اعتبار سے حصے مقرر فرمائے، پھر بقیہ لوگوں کے لیے ایک باب کیا، جو مسلمان ان کے پاس مدینہ منورہ میں آئے انہیں بھی اس میں شامل فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کے لیے پچیس دینار مقرر فرمائے، اور انہی کے ساتھ آزاد کردہ غلاموں کا بھی حصہ مقرر فرمایا، اہل یمن کے لیے بھی عطا مقرر فرمائی، شام اور عراق میں ہر شخص کو دو ہزار سے ایک ہزار، نو سو، پانچ سو اور تین سو تک عطا فرمایا انہوں نے کسی کا تین سو سے کم نہیں کیا اور فرمایا کہ اگر مال زیادہ ہوگا تو میں ہر شخص کے لیے چار ہزار درہم ضرور مقرر کردوں گا ایک ہزار اس کے سفر کے لیے، ایک ہزار درہم اس کے ہتھیاروں کے لیے ایک ہزار اس کے گھر والوں کے لیے اور ایک ہزار اس کے گھوڑے اور خچر کے لیے،

وَفَرَضَ لِنِسَاءٍ مُهَاجِرَاتٍ، فَرَضَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سِتَّةَ آلافِ دِرْهَمٍ، وَلأَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَلأُمِّ كُلْثُومِ بِنْتِ عُقْبَةَ أَلْفَ دِرْهَمٍ ، وَلأُمِّ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُ فَرَضَ لِلنِّسَاءِ الْمُهَاجِرَاتِ ثَلاثَةَ آلافِ دِرْهَمٍ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ

انہوں نے ہجرت کرنے والی عورتوں کا بھی حصہ مقرر فرمایا، صفیہ بنت عبد المطلب کے لیے چھ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے، اسماء بنت عمیس کے لیے ایک ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے، ام کلثوم بنت عقبہ کے لیے ایک ہزار درہم مقرر ہوئے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی والدہ کے لیے ایک ہزار درہم سالانہ مقرر کیے، اور یہ بھی روایت ہے کہ ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر فرمائے،

وَأَمَرَ عُمَرُ فَكُتِبَ لَهُ عِيَالُ أَهْلِ الْعَوَالِي فَكَانَ يُجْرِي عَلَيْهِمُ الْقُوتَ ، ثُمَّ كَانَ عُثْمَانُ فَوَسَّعَ عَلَيْهِمْ فِي الْقُوتِ وَالْكِسْوَةِ، وَكَانَ عُمَرُ يَفْرِضُ لِلْمَنْفُوسِ مِائَةَ دِرْهَمٍ فَإِذَا تَرَعْرَعَ بَلَغَ بِهِ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَإِذَا بَلَغَ زَادَهُ، وَكَانَ إِذَا أُتِيَ بِاللَّقِيطِ فَرَضَ لَهُ مِائَةَ دِرْهَمٍ وَفَرَضَ لَهُ رِزْقًا يَأْخُذُهُ وَلِيُّهُ كُلَّ شَهْرٍ مَا يُصْلِحُهُ ثُمَّ يَنْقُلُهُ مِنْ سَنَةٍ إِلَى سَنَةٍ. وَكَانَ يُوصِي بِهِمْ خَيْرًا وَيَجْعَلُ رِضَاعَهُمْ وَنَفَقَتَهُمْ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اہل عوالی (بیرون مدینے کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی انہوں نے ان کی خوراک جاری کردی، جب

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو انہیں خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہونے والے ہر بچے کے لیے سو درہم سالانہ مقرر فرماتے اور جب وہ بڑا ہوتا تو اسے دو سو درہم تک پہنچاتے اور جب وہ بالغ ہو جاتا تو اور زیادہ کر دیتے، اگر ان کے پاس لاوارث بچہ لایا جاتا تو اس کے لیے بھی سو درہم اور مناسب تنخواہ مقرر فرما دیتے جسے اس کا سرپرست و محافظ ہر مہینے لے لیتا پھر اسے ایک سال سے دوسرے سال منتقل کرتے اور انہیں نیکی کی وصیت فرماتے اور ان کی رضاع اور نفقہ کے لیے بیت المال سے مقرر فرماتے،

حَدَّثَنِي حِزَامُ بْنُ هِشَامٍ الْكَعْبِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَحْمِلُ دِيوَانَ خُزَاعَةَ حَتَّى يَنْزِلَ قُدَيْدًا فَتَأْتِيهِ بِقُدَيْدٍ فَلا يَغِيبُ عَنْهُ امْرَأَةٌ بِكْرٌ وَلا ثَيِّبٌ فَيُعْطِيهِنَّ فِي أَيْدِيهِنَّ ثُمَّ يَرُوحُ فَيَنْزِلُ عُسْفَانَ فَيَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا حَتَّى تُوُفِّيَ

حزام بن ہشام الکعبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو وہ خزاعہ کا دفتر (رجسٹر) لیے ہوئے قدید آتے دیکھا، قدید میں ہر عورت ان کے پاس اس طرح آتی تھی کہ کوئی عورت خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ (شادی شدہ) ان سے چھپتی نہ تھی کہ وہ خود ان کے ہاتھ میں نہ دیتے ہوں پھر وہ جا کر عسفان میں ٹھہرتے تھے وہاں بھی ایسا ہی کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: كَانَ دِيوَانُ حِمْيَرَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ عَلَى حِدَةٍ.

محمد بن زید سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حمیر کا دفتر علیحدہ تھا،

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلَى حُذَيْفَةَ أَنْ أَعْطِ النَّاسَ أُعْطِيَتَهُمْ وَأَرْزَاقَهُمْ ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنَّا قَدْ فَعَلْنَا وَبَقِيَ شَيْءٌ كَثِيرٌ ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ إِنَّهُ فَيْؤُهُمُ الَّذِي أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِمْ. لَيْسَ هُوَ لِعُمَرَ وَلا لآلِ عُمَرَ اقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ لوگوں کو ان کی عطائیں اور تنخواہیں دے دو، انہوں نے لکھا کہ ہم نے یہ سب کر دیا ہے مگر پھر بھی بہت کچھ بچ گیا ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ وہ غنیمت جو اللہ نے عطا فرمائی ہے وہ نہ تو عمر رضی اللہ عنہ کی ہے اور نہ آل عمر کی اسے بھی انہی لوگوں میں تقسیم کر دو۔ [1]

تاریخ اسلامی کی ابتدا:

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں سترہ ہجری امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ اسلامی تاریخ اور سال کا تعین ہونا چاہیے تا کہ سرکاری فرامین، وثائق اور دیگر تحریروں پر تاریخ کا اندراج ہو سکے، اس سلسلہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گورنر بصرہ نے خلیفہ المسلمین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ آپ کے جو فرامین ہمارے پاس پہنچتے ہیں ان پر تاریخ درج نہیں ہوتی،

قَالَ رُفِعَ لِعُمَرَ صَكٌّ مَحَلُّهُ شَعْبَانُ فَقَالَ أَيُّ شَعْبَانَ الْمَاضِي أَوِ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ ،قَالَ جَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ أَوَّلِ يَوْمٍ يَكْتُبُ التَّارِيخَ

[1] ابن سعد ۳/۲۲۴،۲۲۵

علاوہ ازیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک چیک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کونسا شعبان ، گزشتہ، موجودہ یا آئندہ؟ ان حالات وضروریات کے پیش نظر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمائندہ اجلاس طلب فرمایا تا کہ اسلامی تاریخ کا تعین کیا جا سکے، اس اجلاس میں چار اہم واقعات کی نشاندہی کر کے تجویز پیش کی گئی کہ ان میں سے کسی ایک واقع سے اسلامی تاریخ کا آغاز کیا جائے۔

○ قَالَ قَوْمٌ أَرِّخُوا لِلْمَوْلِدِ — بعض لوگوں نے کہا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تاریخ شروع کی جائے

○ وَقَالَ قَائِلٌ لِلْمَبْعَثِ — بعض لوگوں نے کہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تاریخ شروع کی جائے

○ وَقَالَ قَائِلٌ مِنْ حِينِ خَرَجَ مُهَاجِرًا — بعض لوگوں نے کہا ہجرت سے تاریخ شروع کی جائے

○ وَقَالَ قَائِلٌ مِنْ حِينِ تُوُفِّيَ — بعض لوگوں نے کہا وفات سے تاریخ شروع کی جائے

اجلاس نے ولادت اور بعثت کی تجویز کو سن کر عدم تعین کے باعث ترک کر دیا اور تاریخ وفات کو حزن وملال کے باعث مناسب نہ سمجھا چنانچہ ہجرت کے وقت سے اسلامی سال کا آغاز پر اتفاق رائے ہو گیا، پھر یہ سوال پیش ہوا کہ کس مہینہ سے سال کا آغاز کیا جائے،

قَالَ بِأَيِّ شَهْرٍ نَبْدَأُ فَقَالَ قَوْمٌ مِنْ رَجَبٍ وَقَالَ قَائِلٌ مِنْ رَمَضَانَ

کسی نے ربیع الاول تجویز کیا کسی نے رجب اور کسی نے رمضان المبارک کا نام پیش کیا۔

اس سلسلہ میں قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ سن ہجری کی ابتدا ربیع الاول سے ہوتی کیونکہ آپ اسی ماہ مبارک میں مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تھے،

فَقَالَ عُثْمَانُ أَرِّخُوا الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرٌ حَرَامٌ وَهُوَ أَوَّلُ السَّنَةِ وَمُنْصَرَفُ النَّاسِ مِنَ الْحَجِّ

مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ محرم الحرام سے اسلامی سال شروع کیا جائے کیونکہ یہ پہلا حرام مہینہ ہے اور لوگ حج سے واپس جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی تجاویز پیش ہوئیں مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم الحرام ہی مناسب ہے کیونکہ اسی مہینہ میں لوگ حج سے واپس ہوتے ہیں،

مِنْ مَجْمُوعِ هَذِهِ الْآثَارِ أَنَّ الَّذِي أَشَارَ بِالْمُحَرَّمِ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

چنانچہ اسی پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اتفاق ہو گیا۔[1]

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ، كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ، إِذَا كَتَبْتُمْ إِلَيَّ فَاذْكُرُوا التَّارِيخَ فِي الْكِتَابِ

اور امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنروں کے نام سرکلر جاری کیا کہ تمہاری جو تحریریں دربار خلافت میں آتی ہیں ان پر تاریخ مرقوم

---

[1] فتح الباری ۲۶۸، ۲۶۹/۷

نہیں ہوتی لہذا تاریخ کا اندراج ضرور کیا جائے۔ (۱)

وَقَدْ رَوَى الْحَاكِمُ فِي الْإِكْلِيلِ مِنْ طَرِيقِ بن جريج عَن أَبِي سَلمَة عَن بن شِهَابِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَ بِالتَّارِيخِ فَكُتِبَ فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَهَذَا مُعْضَلٌ وَالْمَشْهُورُ خِلَافُهُ كَمَا سَيَأْتِي وَأَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ

امام حاکم رحمہ اللہ نے اکلیل میں امام زہری کی روایت لکھی ہے کہ جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول سے تاریخ لکھنے کا حکم فرمایا لیکن یہ معضل ہے جب کہ مشہور اور صحیح روایت مذکور بالا ہے۔ (۲)

وَشَاوَرَهُمْ فِي ابْتِدَاءِ مُدَّةِ التَّارِيخِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُجْعَلُ التَّارِيخُ مِنْ وَقْتِ مَوْلِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ،فَكَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنْ بَعْضِ التَّشَبُّهِ بِالنَّصَارَى،وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُجْعَلُ التَّارِيخُ مِنْ حِينِ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ،فَكَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنْ مَعْنَى الْمُصِيبَةِ لِلْمُسْلِمِينَ،فَاتَّفَقُوا عَلَى أَنْ جَعَلُوا التَّارِيخَ مِنْ وَقْتِ هِجْرَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنَّ ظُهُورَ أَعْلَامِ الدِّينِ كَالْجُمَعِ وَالْأَعْيَادِ وَأَمْنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَذَى الْمُشْرِكِينَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ، فَجَعَلُوا التَّارِيخَ مِنْ وَقْتِ الْهِجْرَةِ لِهَذَا

امام سرخسی رحمہ اللہ سیر کبیر کی شرح میں لکھتے ہیں جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعین تاریخ کے لئے صحابہ کرام کو جمع کیا تو بعض نے یہ تجویز پیش کی کہ تاریخ کی ابتداء ولادت باسعادت سے ہونی چاہیے، مگر انہوں نے اسے اس وجہ سے پسند نہ فرمایا کہ اس میں نصاری کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ان کی تاریخ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے شروع ہوتی ہے بعض حضرات نے رائے دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تاریخ مقرر کی جائے تو اسے بھی قبول نہ کیا گیا کیونکہ مسلمانوں کے لئے آپ کی وفات حادثہ کبری اور مصیبت عظمیٰ ہے، بالآخر طویل بحث وتمحیص کے بعد سب کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی جائے، اس رائے سے امیر المومنین نے بھی اتفاق کیا کیونکہ ہجرت ہی سے حق وباطل میں فرق واضح ہوا اور شعار اسلام جمعہ اور عیدین علی الاعلان ادا کیے گئے انہی وجوہات کی بناء پر ہجرت ہی سے تاریخ کا آغاز کیا گیا۔ (۳)

اتَّفَقَ الصَّحَابَةُ عَلَى أَوَّلِ سِنِيِّ التَّارِيخِ عَامَ الْهِجْرَةِ

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں سن سولہ، سترہ یا اٹھارہ ہجری میں خلافت فاروقی کے دوران سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ کے تعین کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجلاس بلایا جس میں ہجرت سے تاریخ لکھنے پر اتفاق ہو گیا تھا۔ (۴)

---

(۱) شرح السیر الکبیر ۱/۱۷۸۴

(۲) فتح الباری ۷/۳۶۸

(۳) شرح سیر کبیر ۱/۱۷۸۵

(۴) البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۵۳

لوگوں کو نماز تراویح پر جمع کرنا:

سید نا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں رمضان المبارک میں لوگ مسجد نبوی میں اپنے اپنے طور پر نماز تراویح پڑھ لیا کرتے تھے،

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ قِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَجَمَعَ النَّاسَ عَلَى ذَلِكَ وَكَتَبَ بِهِ إِلَى الْبُلْدَانِ. وَذَلِكَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ. وَجَعَلَ لِلنَّاسِ بِالْمَدِينَةِ قَارِئَيْنِ. قَارِئًا يُصَلِّي بِالرِّجَالِ وَقَارِئًا يُصَلِّي بِالنِّسَاءِ.

سید نا عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمضان المبارک کی تراویح کا طریقہ ڈالا اور لوگوں کو اس پر جمع کیا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان لکھے، یہ واقعہ رمضان ۱۴ ہجری کا ہے، انہوں نے مدینہ منورہ میں دو قاری مقرر فرمائے ان میں سے ایک مردوں کو نماز تراویح پڑھاتا تھا اور دوسرا عورتوں کو پڑھاتا تھا۔ [1]

سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُحِبُّ الصَّلَاةَ فِي كَبِدِ اللَّيْلِ.

سعید بن المسیب کہتے ہیں سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب وسط شب میں نماز پڑھنا پسند کرتے تھے یعنی رات کے درمیانی حصہ میں۔ [2]

الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: كُنَّا نَلْزَمُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَتَعَلَّمُ مِنْهُ الْوَرَعَ.

مسور بن مخرمہ سے مروی ہے ہم لوگ سید نا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگے رہتے تھے تا کہ ان سے تقویٰ سیکھیں۔ [3]

سید نا عمر رضی اللہ عنہ اللہ مالک یوم الدین سے بے حد ڈرتے تھے،

قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمًا وَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ حَائِطًا فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ. وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ جِدَارٌ وَهُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بَخْ وَاللهِ بُنَيَّ الْخَطَّابِ لَتَتَّقِيَنَّ اللهَ أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ

اس سلسلہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک روز میں سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ وہ ایک حویلی میں داخل ہو گئے، میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل تھی اور وہ چار دیواری کے اندر تھے میں نے انہیں کہتے سنا عمر بن خطاب امیر المومنین ہیں بڑی خوشی کی بات ہے اللہ کی قسم! اے فرزند خطاب تجھے ضرور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہو گا ورنہ اللہ تجھے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ [4]

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَزَالُوا مُسْتَقِيمِينَ مَا اسْتَقَامَتْ لَهُمْ أَئِمَّتُهُمْ وَهُدَاتُهُمْ.

سعید بن مسیب سید نا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا لوگ اس وقت تک برابر درست رہیں گے جن تک ان کے پیشوا اور رہبر و رہنما درست رہیں گے۔ [5]

(۱) ابن سعد ۲۱۳، ۳

(۲) ابن سعد ۲۱۷، ۳

(۳) ابن سعد ۲۲۰، ۳

(۴) ابن سعد ۲۲۲، ۳

(۵) ابن سعد ۲۲۲، ۳

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: الرَّعِيَّةُ مُؤَدِّيَةٌ إِلَى الإِمَامِ مَا أَدَّى الإِمَامُ إِلَى اللَّهِ. فَإِذَا رَتَعَ الإِمَامُ رَتَعُوا.

اور حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا جب تک امام اللہ کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے، جب امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرنے لگتے ہیں۔

قَالَ سُفْيَانُ. يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَنْ رَفَعَ إِلَيَّ عُيُوبِي.

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو میرے عیب میرے سامنے بیان کردے۔[1]

بیت المال:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح بیت المال کو خود پر استعمال نہیں کیا۔

عَنْ حَارِثَةَ بِنِ مُضَرِّبٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنِّي أَنْزَلْتُ نَفْسِي مِنْ مَالِ اللَّهِ مَنْزِلَةَ مَالِ الْيَتِيمِ. إِنِ اسْتَغْنَيْتُ اسْتَعْفَفْتُ وَإِنِ افْتَقَرْتُ أَكَلْتُ بِالْمَعْرُوفِ.

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم کے رکھا ہے اگر میں غنی ہو جاؤں تو اس مال سے پرہیز کروں اور اگر فقیر ہو جاؤں تو اصول کے مطابق اس میں سے کھاؤں۔

چنانچہ اکثر و بیشتر وہ بیت المال سے قرضہ لے کر گزارہ کرتے۔

أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا احْتَاجَ أَتَى صَاحِبَ بَيْتِ الْمَالِ فَاسْتَقْرَضَهُ. فَرُبَّمَا عَسُرَ فَيَأْتِيهِ صَاحِبُ بَيْتِ الْمَالِ يَتَقَاضَاهُ فَيَلْزَمُهُ فَيَحْتَالُ لَهُ عُمَرُ. وَرُبَّمَا خَرَجَ عَطَاؤُهُ فَقَضَاهُ.

عمران سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اکثر و بیشتر تنگی کا سامنا ہوتا چنانچہ جب ضرورت ہوتی تو وہ بیت المال کے محافظ کے پاس آتے اور اس سے قرض لے لیتے، بیت المال کا محافظ ان کے پاس آ کر قرض کا تقاضا کرتا اور ان کے ساتھ ہو لیتا تو وہ اس سے حیلہ کرتے (فلاں وقت دے دوں گا) اور اکثر و بیشتر جب ان کی تنخواہ نکلتی تو وہ بیت المال کے اس قرض کو ادا فرما دیتے۔

ان کی بیت المال کے مال کو استعمال کرنے میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرتے تھے۔

عَنِ ابْنٍ لِلْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ يَوْمًا حَتَّى أَتَى الْمِنْبَرَ. وَقَدْ كَانَ اشْتَكَى شَكْوَى لَهُ فَنُعِتَ لَهُ الْعَسَلُ وَفِي بَيْتِ الْمَالِ عُكَّةٌ فَقَالَ: إِنْ أَذِنْتُمْ لِي فِيهَا أَخَذْتُهَا وَإِلا فَإِنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ. فَأَذِنُوا له فيها.

براء بن معرور سے مروی ہے ایک روز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نکل کر منبر کے پاس آئے وہ کچھ بیمار تھے ان سے شہد کی تعریف کی گئی (کہ اس مرض میں مفید ہے) اور بیت المال میں ایک عکّہ (وزن شہد) موجود ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مجھے اس کے استعمال کی اجازت دو تو ٹھیک

---

[1] ابن سعد ٣٫٢٢٢

ہے ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ ①

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُوتُ نَفْسَهُ وَأَهْلَهُ وَيَكْتَسِي الْحُلَّةَ فِي الصَّيْفِ. وَلَرُبَّمَا خُرِقَ الإِزَارُ حَتَّى يُرَقِّعَهُ فَمَا يُبَدَّلَ مَكَانَهُ حَتَّى يَأْتِي الإِبَّانُ. وَمَا مِنْ عَامٍ يَكْثُرُ فِيهِ الْمَالُ إِلا كُسْوَتُهُ فِيمَا أَرَى أَدْنَى مِنَ الْعَامِ الْمَاضِي.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی اور اپنے گھروالوں کی خوراک اور گرمی میں ایک حلہ (چادر و تہبند) پہننے کو لیتے تھے ،اکثر تہبند پھٹ جاتی تو اس میں پیوند لگا لیتے تھے مگر اس کی جگہ دوسری نہیں بدلتے تھے تاوقت کہ دوسری تہبند لینے کا وقت نہ آئے، کوئی سال ایسا نہ تھا کہ مال کی کثرت نہ ہوتی ہو مگر میں دیکھتا تھا کہ ان کا لباس گزشتہ سے بھی کم درجے کا ہو جاتا تھا۔ ②

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو اس زمانہ میں دیکھا جب وہ امیر المومنین تھے کہ اپنے (کرتے میں) شانوں میں تین پیوند لگائے ہوئے تھے جن میں ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ ③

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ بَيْنَ كَتِفَيْ عُمَرَ أَرْبَعَ رِقَاعٍ فِي قَمِيصٍ لَهُ.

ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان ان کے کرتے میں چار پیوند دیکھے۔ ④

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قال: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ في ظهره أربع رقاع

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور وہ اس وقت ایسا کرتہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے جس کی پیٹھ میں چار پیوند لگے ہوئے تھے۔ ⑤

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَرْقُوعٌ بِفَرْوٍ. وَهُوَ يَوْمَئِذٍ وَالٍ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو اس حالت میں جمرہ عقبہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک تہبند تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے حالانکہ وہ اس زمانے میں والی تھے۔ ⑥

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَيْهِ إِزَارٌ فِيهِ اثْنَتَا عَشْرَةَ رُقْعَةً إِحْدَاهُنَّ بِأَدِيمٍ أَحْمَرَ.

---

① ابن سعد ۳٫۲۰۹

② ابن سعد ۳٫۲۳۴

③ ابن سعد ۳٫۲۴۹

④ ابن سعد ۳٫۲۴۹

⑤ ابن سعد ۳٫۲۴۹

⑥ ابن سعد ۳٫۲۴۹

ابو عثمان الھندی سے مروی ہے میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو اس حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ ان کے جسم پر ایک تہبند تھی جس میں بارہ پیوند تھے جن میں ایک پیوند سرخ چمڑے کا تھا۔ (۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى عُمَرَ إِزَارًا فِيهِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ رُقْعَةً إِنَّ بَعْضَهَا لأَدَمٌ. وَمَا عَلَيْهِ قَمِيصٌ وَلا رِدَاءٌ. مُعْتَمٌّ.مَعَهُ الدِّرَّةُ. يَطُوفُ فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بدن پر تہبند دیکھی جس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے اور جن میں بعض چمڑے کے پیوند تھے ان کے بدن پر کوئی کرتہ تھا اور نہ کسی چادر کا عمامہ باندھا ہوا تھا ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور وہ مدینہ منورہ کے بازار میں گھوم رہے تھے۔ (۲)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ لأَبِيهَا. قَالَ يَزِيدُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ يَا أَبَتِ. إِنَّهُ قَدْ أَوْسَعَ اللهُ الرِّزْقَ وَفَتَحَ عَلَيْكَ الأَرْضَ وَأَكْثَرَ مِنَ الْخَيْرِ فَلَوْ طَعِمْتَ طَعَامًا أَلْيَنَ من طعامك ولبست لباسا من لباسك. قال :سَأُخَاصِمُكِ إِلَى نَفْسِكِ أَمَا تَذْكُرِينَ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يلقى مِنْ شِدَّةَ الْعَيْشِ؟ قَالَ فَمَا زَالَ يُذَكِّرُهَا حَتَّى أَبْكَاهَا ثُمَّ قَالَ: إِنِّي قَدْ قُلْتُ لك إني والله لئن استطعت لأشاركنها فِي عَيْشِهِمَا الشَّدِيدِ لَعَلِّي أَلْقَى مَعَهُمَا عَيْشَهُمَا الرَّخِيَّ. قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ:يَعْنِي رَسُولَ الله وأبا بكر

مصعب بن سعد سے مروی ہے یہ حال دیکھ کر ان کی بیٹی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا بروایت یزید اے امیر المومنین اور بروایت ابو اسامہ اے اباجان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب رزق عطا فرمایا ہے اور زمین کو آپ پر فتح کر دیا ہے اگر اب آپ اپنے کھانے میں باریک اناج کھائیں اور لباس میں باریک کپڑا پہنیں تو بہتر ہوگا، فرمایا میں تمہارا فیصلہ تمہیں سے کرتا ہوں، کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسی مصیبت کی زندگی گزارتے تھے وہ برابر انہیں یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ وہ رو پڑیں، پھر فرمایا کہ میں نے تم سے کہا کہ واللہ! اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور بالضرور ان دونوں حضرات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مصیبت کی زندگی میں شرکت کروں گا کہ شاید میں ان دونوں کی (آخرت کی) راحت کی زندگی میں شریک ہو جاؤں۔ (۳)

شہادت کی تمنا:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَوَفَاةً بِبَلْدَةِ رَسُولِكَ.

زید بن اسلم سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور تیرے نبی کے

---

(۱) ابن سعد ۳٫۲۵۰

(۲) ابن سعد ۳٫۲۵۱

(۳) ابن سعد ۳٫۲۱۰

شہر میں وفات کا سوالی ہوں۔ (۱)

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ لا يَأْذَنُ لِسَبِيٍّ قَدِ احْتَلَمَ فِي دُخُولِ الْمَدِينَةِ حَتَّى كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ وَهُوَ عَلَى الْكُوفَةِ يَذْكُرُ لَهُ غُلامًا عِنْدَهُ صَنِعًا وَيَسْتَأْذِنُهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْمَدِينَةَ وَيَقُولُ إِنَّ عِنْدَهُ أَعْمَالا كَثِيرَةً فِيهَا مَنَافِعُ لِلنَّاسِ. إِنَّهُ حَدَّادٌ نَقَّاشٌ نَجَّارٌ فكتب إليه عمر فأذن له أَنْ يُرْسِلَ بِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَضَرَبَ عَلَيْهِ الْمُغِيرَةُ مِائَةَ دِرْهَمٍ كُلَّ شَهْرٍ

ابن شہاب سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قیدیوں میں جو بالغ ہو جائے اسے مدینہ منورہ میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، مغیرہ بن شعبہ نے جو کوفہ کے عامل تھے انہیں ایک خط لکھ کر اپنے پاس ایک کاریگر غلام کا ذکر کیا اور مدینہ منورہ میں داخل کرنے کی اجازت یہ کہہ کر چاہی کہ وہ لوگوں کے فائدے کے بہت سے کام جانتا ہے، وہ لوہار ہے، بڑھئی ہے اور نقاش بھی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں آنے کی اجازت دے دی، مغیرہ نے اس پر سو درہم ماہوار خراج مقرر کر دیا،

فَجَاءَ إِلَى عُمَرَ يَشْتَكِي إِلَيْهِ شِدَّةَ الْخَرَاجِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَاذَا تُحْسِنُ مِنَ الْعَمَلِ؟ فَذَكَرَ لَهُ الأَعْمَالَ الَّتِي يُحْسِنُ ،فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا خَرَاجُكَ بِكَثِيرٍ فِي كُنْهِ عَمَلِكَ ، فَانْصَرَفَ سَاخِطًا يَتَذَمَّرُ

غلام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس زیادہ خراج کی شکایت کرنے کے لیے آیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم اچھی طرح کیا کیا کام جانتے ہو؟ اس نے وہ سب کام بیان کیے جو وہ اچھی طرح جانتا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا جتنا کام تم جانتے ہو اس کے مقابلہ میں تیرا خراج بہت زیادہ نہیں ہے، وہ ناراض ہو کر بڑبڑاتا ہوا واپس چلا گیا،

فَلَبِثَ عُمَرُ لَيَالِيَ. ثُمَّ إِنَّ الْعَبْدَ مَرَّ بِهِ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَقُولُ لَوْ أَشَاءُ لَصَنَعْتُ رَحًى تَطْحَنُ بِالرِّيحِ؟فَالْتَفَتَ الْعَبْدُ سَاخِطًا عَابِسًا إِلَى عُمَرَ وَمَعَ عُمَرَ رَهْطٌ فَقَالَ: لأَصْنَعَنَّ لَكَ رَحًى يَتَحَدَّثُ بِهَا النَّاسُ، فَلَمَّا وَلَّى الْعَبْدُ أَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى الرَّهْطِ الَّذِينَ مَعَهُ فَقَالَ لَهُمْ: أَوْعَدَنِي الْعَبْدُ آنِفًا

چند راتوں کے بعد وہ غلام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس کو بلایا اور فرمایا مجھ سے کہا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسی چکی بنا دوں جو ہوا سے چلے گی وہ غلام ناراضگی اور ترش روئی کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جماعت تھی، اس نے کہا میں آپ کے لیے ضرور ایسی چکی بناؤں گا جس کو لوگ بیان کیا کریں گے، غلام نے پشت پھیری تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے جو ان کے ہمراہ تھی اور فرمایا کہ غلام نے ابھی مجھے قتل کی دھمکی دی ہے۔ (۲)

ابولؤلؤ کا حملہ:

فَلَبِثَ لَيَالِيَ ثُمَّ اشْتَمَلَ أَبُو لُؤْلُؤَةَ عَلَى خِنْجَرٍ ذِي رَأْسَيْنِ نِصَابُهُ فِي وَسَطِهِ فَكَمَنَ فِي زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَا الْمَسْجِدِ فِي غَلَسِ السَّحَرِ

---

(۱) ابن سعد ۳؍۲۵۲

(۲) ابن سعد ۳؍۲۶۲

چنانچہ ابھی چند راتیں ہی گزری تھیں کہ ابولوئو نے ایک خنجر اپنے ساتھ لیا جس کے بیچ میں دھار تھی اور وہ صبح کی تاریکی میں مسجد کے کسی گوشے میں چھپ گیا۔ [1]

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ حِينَ طُعِنَ قَالَ: أَتَاهُ أَبُو لُؤْلُؤَةَ وَهُوَ يُسَوِّي الصُّفُوفَ فَطَعَنَهُ وَطَعَنَ اثْنَيْ عَشَرَ مَعَهُ هُوَ ثَالِثُ عَشَرَ قَالَ: فَأَنَا رَأَيْتُ عُمَرَ بَاسِطًا يَدَهُ وَهُوَ يَقُولُ:أدركوا الكلب قد قَتَلَنِي، قَالَ فَمَاجَ النَّاسُ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَأَخَذَهُ فَقَتَلَ نَفْسَهُ،قَالَ فَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ أَوْ سِتَّةٌ

جس وقت سیدنا عمر پر خنجر کے وار ہوئے تو میں اس وقت مسجد میں موجود تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے صفیں برابر فرما رہے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولوئو آیا اور ان پر خنجر کے تین وار کر کے شدید زخمی کر دیا اور ان کے ساتھ اور بارہ آدمیوں کو بھی زخمی کر دیا، میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے فرما رہے تھے اس کتے کو پکڑو جس نے مجھے قتل کیا ہے، لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور ایک شخص اس کے پیچھے سے آیا اور اسے گرفتار کر لیا مگر اس نے اپنے میں بھی وہی خنجر بھونپ دیا زخمی آدمیوں میں سے سات یا چھ آدمی زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئے،

قَالَ فَحُمِلَ عُمَرُ إِلَى مَنْزِلِهِ ،قَالَ فَأَتَى الطَّبِيبُ فَقَالَ: أَيُّ الشَّرَابِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: النَّبِيذُقَالَ فَدَعَى بِنَبِيذٍ فَشَرِبَ مِنْهُ فَخَرَجَ مِنْ إِحْدَى طَعَنَاتِهِ، فَقَالُوا إنما هذا الصديد صديد الدم، قَالَ فَدَعَى بِلَبَنٍ فَشَرِبَ مِنْهُ فَخَرَجَ ، فَقَالَ: أوص بما كنت موصيا. فو الله مَا أَرَاكَ تُمْسِي

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں ان کے گھر پہنچایا گیا طبیب آیا اور پوچھا آپ کو کونسا شربت زیادہ مرغوب ہے؟ فرمایا مجھے نبیذ پسند ہے، نبیذ منگوائی گئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پی تو وہ زخموں سے باہر نکل گئی، لوگوں نے کہا کہ یہ پیپ تو صرف خون کی پیپ ہے، پھر دودھ منگوایا گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پیا تو وہ بھی زخموں سے نکل گیا، طبیب نے کہا کہ آپ کو جو وصیت کرنا ہو فوراً کر دیں کیونکہ واللہ! میں تو آپ کو اس حالت میں بھی نہیں دیکھتا کہ آپ شام کر سکیں،

قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ: الصَّلاةَ عِبَادَ اللهِ قَدْ كَادَتِ الشَّمْسُ تَطْلُعُ ، قَالَ فَتَدَافَعُوا حَتَّى قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَقَرَأَ بِأَقْصَرِ سُورَتَيْنِ فِي الْقُرْآنِ: وَالْعَصْرِ وإِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ قَالَ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: لا إِسْلامَ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلاةَ ، ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ. ثُمَّ صَلَّى ثُمَّ قَالَ: اخْرُجْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْ مَنْ قَتَلَنِي

پھر ایک شخص نے کہا کہ اللہ کے بندو آفتاب طلوع ہونے کو ہے نماز پڑھ لو، لوگ واپس مسجد میں گئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو زبردستی آگے کیا انہوں نے نماز پڑھائی اور قرآن مجید کی سب سے چھوٹی دونوں سورتیں والعصر اور الکوثر پڑھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی، میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر فرمایا اس کا اسلام نہیں جس نے نماز ترک کر دی، چنانچہ اسی حالت میں وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز فجر پڑھی اور فرمایا اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جاؤ اور دریافت کرو کہ مجھے کس نے قتل کیا ہے؟

[1] ابن سعد ۳/۲۶۲

قَالَ فَقُلْتُ: مَنْ طَعَنَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟فَقَالُوا: طَعَنَهُ عَدُوُّ اللهِ أَبُو لُؤْلُؤَةَ غُلامُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ، أَنَّهُ طَعَنَهُ عَدُوُّ اللهِ أَبُو لُؤْلُؤَةَ غُلامُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ قَاتِلِي يُحَاجُّنِي عِنْدَ اللهِ بِسَجْدَةٍ سَجَدَهَا لَهُ قَطُّ. مَا كَانَتِ الْعَرَبُ لِتَقْتُلَنِي

وہ باہر گئے اور لوگوں سے دریافت کیا امیر المومنین کو کس نے قتل کیا ہے؟ لوگوں نے کہا انہیں اللہ کے دشمن مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولوکؤ نے خنجر مارا ہے، میں نے جا کر عرض کیا لوگ کہتے ہیں اللہ کے دشمن ابولوکؤ نے خنجر مارا ہے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے میرا قاتل ایسے شخص کو نہیں بنایا جو اللہ کے سامنے اس سجدے کی بنا پر مجھ سے حجت کرے جو کبھی اس نے کیا ہو، عرب ایسے نہیں جو قتل کرتے۔ [1]

ابن ابی الحدید بیان کرتا ہے جب امیر المومنین زخمی ہو گئے تو لوگ آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے آپ خون میں لت پت تھے ابھی تک آپ نے نماز فجر بھی نہیں پڑھی تھی آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین! نماز، آپ نے سر اٹھایا اور کہا جس نے اپنی نماز ضائع کی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے زخم سے خون پھوٹ پڑا آپ نے کہا مجھے عمامہ لا دو، وہ آپ نے زخم پر باندھ لیا پھر نماز پڑھی اور ذکر کیا۔

فَقَالَ لَهُ: ضَعْ خَدِّي بِالْأَرْضِ، قَالَ: فَهَلْ فَخِذِي وَالْأَرْضُ إِلَّا سَوَاءٌ؟ قَالَ: ضَعْ خَدِّي بِالْأَرْضِ لَا أُمَّ لَكَ، فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ، ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ:وَيْلِي وَوَيْلُ أُمِّي إِنْ لَمْ يَغْفِرِ اللهُ لِي، حَتَّى فَاضَتْ نَفْسُهُ

اس کے بعد اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! میرے رخسار کو زمین کے ساتھ لگاؤ، عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا نہیں کیا میں سمجھا کہ آپ ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں آپ نے یہی بات دوبارہ کہی کہ میرے بیٹے! میرے رخسار زمین کے ساتھ لگا دو، میں نے ایسا نہیں کیا، آپ نے تیسری مرتبہ دفعہ کہا میرے رخسار کو زمین کے ساتھ کیوں نہیں لگاتے؟ اب میں سمجھ گیا کہ آپ ہوش و حواس میں ہیں آپ خود اس لیے نہیں رکھ سکتے تھے کہ آپ پر (درد و ضعف کا) غلبہ تھا، میں نے آپ کا رخسار زمین کے ساتھ لگا دیا میں نے آپ رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی کے کناروں کے بال دیکھے جو مٹی سے اٹے پڑے تھے آپ روئے حتی کہ میں نے دیکھا مٹی آپ کی آنکھوں سے چمٹ گئی، میں نے کان قریب کیے تا کہ سن سکوں آپ کیا کہہ رہے ہیں، آپ کہہ رہے تھے عمر رضی اللہ عنہ کا ستیاناس! عمر رضی اللہ عنہ کی ماں کی تباہی! اگر اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے درگزر نہ کیا، تین مرتبہ یہ کہا اور فوت ہو گئے۔ [2]

قرض کی ادائیگی کی وصیت:

فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُ الْمَوْتُ قَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ كَمْ عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ. قَالَ فَحَسَبَهُ فَوَجَدَهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ. قَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ وَفَى لَهَا مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهَا عَنِّي مِنْ أَمْوَالِهِمْ. وَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَاسْأَلْ فِيهَا بَنِي عَدِيِّ بْنِ

---

[1] ابن سعد ۳/۲۶۳

[2] ابن سعد ۳/۳۶۰

كَعْبٍ. فَإِنْ لَمْ تَفِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَاسْأَلْ فِيهَا قُرَيْشًا وَلا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب زندگی کی کوئی امید نہ رہی تو فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر کتنا قرض ہے انہوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم نکلے فرمایا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! اگر آل عمر کا مال اس کے لیے کافی ہو تو ان کے مال سے ادا کر دینا اور اگر ان کا مال کافی نہ ہو تو بنی عدی بن کعب سے مانگنا اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے علاوہ کسی اور سے نہ کہنا۔

انتخاب خلیفہ:

وَقَالُوا لَهُ حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ: اسْتَخْلِفْ. فَقَالَ: لا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الأَمْرِ مِنْ هَؤُلاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَأَيُّهُمُ اسْتُخْلِفَ فَهُوَ الْخَلِيفَةُ مِنْ بَعْدِي.فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ وَسَعْدًا فَذَاكَ حِينَ جَعَلَهَا عُمَرُ شُورَى بَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ،قَالَ وَجَعَلَ عَبْدُ اللهِ مَعَهُمْ يُشَاوِرُونَهُ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ،فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؟ فَقَالَ: قَاتَلَكَ اللهُ وَاللهِ مَا أَرَدْتُ اللهَ بِهَذَا. أَسْتَخْلِفُ رَجُلا لَيْسَ يُحْسِنُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ!

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا اور زندگی کی کوئی امید نہ رہی تو صحابہ کرام نے ان کے سامنے ان کے جانشین کا مسئلہ پیش کیا تو انہوں نے فرمایا میں اس امر کا حقدار ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں پاتا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی تک راضی رہے، ان میں سے جو خلیفہ بنالیا جائے وہی میرے بعد خلیفہ ہے پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، الزبیر رضی اللہ عنہ، عبد الرحمن رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے نام لیئے، پھر انہوں نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ اصحاب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید اللہ القرشی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس قائم کر دی، اور اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی مشورے کے لئے ان کے ساتھ کر دیا لیکن ساتھ ہی اپنے خاندان کو خلافت سے محروم کر دیا، ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین ! آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں گریز فرمارہے ہیں؟ فرمایا اللہ تجھے غارت کرے واللہ! میں اس سے اللہ کی مرضی کو نہیں چاہوں گا کہ ایسے شخص کو کیوں خلیفہ بناؤں جو اپنی عورت کو اچھی طرح طلاق بھی نہیں دے سکتا ہو۔[1]

أَبُو جَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيمِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قُلْنَا: أَوْصِنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، قَالَ: أُوصِيكُمْ بِذِمَّةِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ، وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ

ابو جمرہ جویریہ بن قدامہ تمیمی سے روایت کرتے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنیں نصیحت فرمائیے، (تو دنیا کے طاقتور ترین حکمران نے جس نے اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتوں کو تہہ وبالا کر دیا تھا، جسے ایک مجوسی ذمی نے خنجر کے وار کر کے زخمی کر دیا تھا) ارشاد فرمایا میں تم لوگوں کو (ذمیوں کے حقوق کی پاسداری میں) اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کی تعمیل کی نصیحت کرتا ہوں (کہ اس میں کوتاہی نہ

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة۳۷۰۵۹،ابن سعد۳/۲۶۰،۲۶۱

کرنا) کیونکہ وہ تمہارے رسول اللہ کا قول وقرار ہے اور تمہارے اہل وعیال کی روزی کا ذریعہ ہے۔ [1]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دفن ہونے کی اجازت طلب کرنا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: اذْهَبْ يَا غُلَامُ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ لَهَا إِنَّ عُمَرَ يَسْأَلُكِ أَنْ تَأْذَنِي لِي أَنْ أُدْفَنَ مَعَ أَخَوَيَّ ثُمَّ ارْجِعْ إِلَيَّ فَأَخْبِرْنِي .قَالَ فَأَرْسَلَتْ أَنْ نَعَمْ قَدْ أَذِنْتُ لَكَ ، قَالَ فَأَرْسَلَ لَحَفِرَ لَهُ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ إِنِّي قَدْ أَرْسَلْتُ إِلَى عَائِشَةَ أَسْتَأْذِنُهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ أَخَوَيَّ فَأَذِنَتْ لِي وَأَنَا أَخْشَى أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ لِمَكَانِ السُّلْطَانِ فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَاغْسِلْنِي وَكَفِّنِّي ثُمَّ احْمِلْنِي حَتَّى تَقِفَ بِي عَلَى بَابِ عَائِشَةَ فَتَقُولُ هَذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ يَقُولُ إِلَخْ ... فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَادْفِنِّي مَعَهُمَا وَإِلا فَادْفِنِّي بِالْبَقِيعِ ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَلَمَّا مَاتَ أَبِي حَمَلْنَاهُ حَتَّى وَقَفْنَا بِهِ عَلَى بَابِ عَائِشَةَ فَاسْتَأْذَنَّهَا فِي الدُّخُولِ،فَقَالَتِ ادْخُلْ بِسَلامٍ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لڑکے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو عمر رضی اللہ عنہ آپ سے درخواست کرتا ہے کہ اگر اجازت ہو تو اپنے دونوں بھائیوں کے پاس دفن کیا جائے پھر میرے پاس آؤ اور خبر دو کہ ام المومنین نے کیا فرمایا، ام المومنین نے کہلا بھیجا ہاں میں نے اجازت دے دی، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا پیارے بیٹے میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر ان سے اجازت مانگی تھی کہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں انہوں نے اجازت فرما دی ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں غلبے کی وجہ سے ایسا نہ ہوا ہو اس لیے جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا کفن دینا اور جنازہ کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر لے جانا اور کہنا یہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو اجازت چاہتے ہیں، اگر وہ اجازت عطا فرما دیں تو مجھے میرے صاحبوں کے ساتھ دفن کر دینا ورنہ بقیع میں دفن کر دینا، ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میرے والد کا انتقال ہو گیا تو ہم نے ان کا جنازہ اٹھایا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے اور دفن ہونے کی اجازت طلب کی، انہوں نے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ اندر آؤ۔ [2]

مدت خلافت:

فَكَانَتْ وِلايَتُهُ عَشَرَ سِنِينَ وَخَمْسَةَ أَشْهُرٍ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ لَيْلَةً

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال پانچ ماہ اور اکیس روز رہی۔ [3]

مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: تُوُفِّيَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ.

معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وفات کے وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ [4]

---

[1] صحيح بخارى كِتَابُ الجِزْيَةِ بَابُ الوَصَاةِ بِأَهْلِ ذِمَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۱۶۲

[2] ابن سعد ۳،۲۷۷

[3] ابن سعد ۳،۲۷۸

[4] ابن سعد ۳،۲۷۸

فَقَدَّمُوا صُهَيْبًا فَصَلَّى عَلَى عُمَرَ

لوگوں نے صہیب رضی اللہ عنہ کو آگے کیا انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱)

مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ صُهَيْبًا كَبَّرَ عَلَى عُمَرَ أَرْبَعًا.

محمد بن عمار اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ پر چار تکبیرات کہیں۔ (۲)

صُلِّيَ عَلَى عُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ، بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ

نماز جنازہ مسجد نبوی میں قبر و منبر کے درمیان پڑھی گئی۔ (۳)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَزَلَ فِي قَبْرِ عُمَرَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وسعد بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَصُهَيْبُ بْنُ سِنَانٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ.

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قبر میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سعد بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اترے (۴)

أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: دُفِنَ عُمَرُ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُعِلَ رَأْسُ أَبِي بَكْرٍ عِنْدَ كَتِفَي النَّبِيِّ. وَجُعِلَ رَأْسُ عُمَرَ عِنْدَ حَقْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خالد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں دفن کیا گیا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے پاس کیا گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کولہوں کے پاس۔ (۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات:

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ وَقَدْ سُجِّيَ عَلَيْهِ فَدَخَلَ عَلِيٌّ فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ أَبَا حَفْصٍ. مَا أَحَدٌ أحب إلي بعد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِصَحِيفَتِهِ مِنْكَ

عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان پر چادر ڈھانک دی گئی تھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اندر آئے اور انہوں نے ان کے چہرے سے چادر ہٹائی اور فرمایا اے ابوحفص رضی اللہ عنہ! اللہ آپ پر رحمت کرے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کہ میں اس کے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملوں۔ (۶)

(۱) ابن سعد ۳/۲۸۰

(۲) ابن سعد ۳/۲۸۰

(۳) ابن سعد ۳/۲۸۱

(۴) ابن سعد ۳/۲۸۱

(۵) ابن سعد ۳/۲۸۱

(۶) مسند احمد ۸۶۷

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيه أَنَّ عَلِيًا لَمَّا غُسِّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكُفِّنَ وَحُمِلَ عَلَى سَرِيرِهِ وَقَفَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ فَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ:وَاللهِ مَا عَلَى الأَرْضِ رَجُلٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِصَحِيفَتِهِ مِنْ هَذَا الْمُسَجَّى بِالثَّوْبِ

جعفر بن محمد سے مروی ہے جب سید نا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو غسل اور کفن دے دیا گیا تو سید نا علی رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے سرہانے کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی آدمی جس کے بارے میں میری یہ خواہش ہو کہ میرے اعمال اس کے عملوں کے ساتھ ملا دیے جائیں سوائے اس آدمی کے جو تمہارے درمیان کفن میں لپٹا پڑا ہے۔ ①

جب سید نا عمر رضی اللہ عنہ کو غسل اور کفن دیا گیا اس وقت سید نا علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا اللہ ان پر رحمتیں اور سلام نازل کرے، روئے زمین پر کوئی آدمی جس کے بارے میں میری یہ خواہش ہو کہ میرے اعمال اس کے عملوں کے ساتھ ملا دیے جائیں سوائے اس آدمی کے جو تمہارے درمیان کفن میں لپٹا پڑا ہے۔ ②

يَا عُمَرُ. جَوَّادًا بِالْحَقِّ بَخِيلا بِالْبَاطِلِ. تَرْضَى حِينَ الرِّضَى وَتَغْضَبُ حِينَ الْغَضَبِ. عَفِيفَ الطَّرْفِ طَيِّبَ الظَّرْفِ. لَمْ تَكُنْ مَدَّاحًا وَلا مُغْتَابًا

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! تم حق میں سخی تھے اور باطل میں بخیل، خوشی کے وقت خوش ہوتے اور غضب کے وقت غضب ناک تم پاک نظر، عالی ظرف تھے نہ مدح کرنے والے تھے اور نہ غیبت کرنے والے۔ ③

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ: أَتَيْنَا ابْنَ مَسْعُودٍ فَذَكَرَ عُمَرَ فَبَكَى حَتَّى ابْتَلَّ الْحَصَى مِنْ دُمُوعِهِ وَقَالَ: إِنَّ عُمَرَ كَانَ حِصْنًا حَصِينًا لِلإِسْلامِ يَدْخُلُونَ فِيهِ وَلا يَخْرُجُونَ مِنْهُ. فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ انْثَلَمَ الْحِصْنُ فَالنَّاسُ يَخْرُجُونَ مِنَ الإِسْلامِ

زید بن وہب سے مروی ہے ہم لوگ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آئے وہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے اور کہا سید نا عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے ایک محفوظ قلعہ تھے کہ لوگ اس میں داخل ہوتے تھے مگر اس سے نکلتے نہ تھے پھر جب سید نا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو قلعے میں دراڑ پڑ گئی، لوگ اسلام سے نکل رہے ہیں۔ ④

حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ زَيْدٍ مِنْ وَلَدِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَكَى سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا أَبَا الأَعْوَرِ مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ:عَلَى الإِسْلامِ أَبْكِي. إِنَّ مَوْتَ عُمَرَ ثَلَمَ الإِسْلامَ ثُلْمَةً لا تُرْتَقُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

عبد الملک بن زید سے مروی ہے سعید بن زید (سید نا عمر رضی اللہ عنہ پر) روئے تو کسی نے کہا اے ابو الاعور تمہیں کیا چیز رلاتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اسلام پر روتا ہوں کہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ کی موت نے اسلام میں ایسا رخنہ ڈال دیا ہے جو قیامت تک نہیں جڑ سکتا۔ ⑤

---

① مستدرک حاکم ۴۵۲۳، ابن سعد ۳،۲۸۲

② شرح النهج لابن ابی الحدید ۳،۱۴۷

③ ابن سعد ۳،۲۸۲

④ ابن سعد ۳،۲۸۳

⑤ ابن سعد ۳،۲۸۳

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ حُذَيْفَةُ: الْيَوْمَ تَرَكَ النَّاسُ حَافَةَ الإِسْلَامِ. وَايْمُ اللهِ لَقَدْ جَارَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ عَنِ الْقَصْدِ حَتَّى لَقَدْ حَالَ دُونَهُ وُعُورَةٌ مَا يُبْصِرُونَ الْقَصْدَ وَلَا يَهْتَدُونَ لَهُ

عبد اللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب قتل کر دیئے گئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا آج مسلمانوں نے اسلام کا کنارہ ترک کر دیا بخدا یہ قوم راہ مستقیم سے ہٹ گئی اس کے ادھر سخت راستہ حائل ہو گیا کہ وہ نہ راہ مستقیم کو دیکھتے ہیں اور نہ اس راستہ کو پاتے ہیں۔ (۱)

أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: مَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ حَاضِرٌ وَلَا بَادٍ إِلَّا قَدْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ بِقَتْلِ عُمَرَ نَقْصٌ

حمید الطویل سے روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو مصیبت پہنچی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اہل عرب کا کوئی گھر خواہ وہ شہر میں ہو یا دیہات میں ایسا نہیں جس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے نقص نہ داخل ہو گیا ہو۔ (۲)

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ أَيْمَنَ يَوْمَ أُصِيبَ عُمَرُ: الْيَوْمَ وَهَى الإِسْلَامُ.

طارق بن شہاب سے مروی ہے جس روز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تو ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا آج اسلام کمزور ہو گیا۔ (۳)

قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ نَفَرٍ مِنْكُمْ. فَجَعَلَ الزُّبَيْرُ أَمْرَهُ إِلَى عَلِيٍّ. وَجَعَلَ طَلْحَةُ أَمْرَهُ إِلَى عُثْمَانَ. وَجَعَلَ سَعْدٌ أَمْرَهُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ . فَأْتَمَرَ أُولٰئِكَ الثَّلَاثَةُ حِينَ جُعِلَ الأَمْرُ إِلَيْهِمْ،فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَيُّكُمْ يَبْرَأُ من الأَمْرِ إِلَيَّ وَلَكُمُ اللهُ عَلَيَّ أَلَا آلُوكُمْ عَنْ أَفْضَلِكُمْ وَخَيْرِكُمْ لِلْمُسْلِمِينَ،فَأَسْكَتَ الشَّيْخَانِ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ:تَجْعَلَانِهِ إِلَيَّ وَأَنَا أخرج منها فو الله لا آلُوكُمْ عَنْ أَفْضَلِكُمْ وَخَيْرِكُمْ لِلْمُسْلِمِينَ قَالُوا :نَعَمْ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین سے فارغ ہو کر مجلس کے اصحاب مشاورت کے لئے جمع ہوئے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ تم اس معاملے کو تین شخصیتوں تک محدود کر دو جس پر اتفاق ہو گیا اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابی طالب کے حق میں، طلحہ بن عبید اللہ سیدنا عثمان بن عفان کے حق میں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے بعد میں عبد الرحمٰن بن عوف بھی دستبردار ہو گئے، اور سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کہا تم میں سے کون ہے جو میرے حق میں اپنے دعویٰ سے بری ہوتا ہے اللہ نے مجھ پر لازم کیا ہے کہ تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر کے انتخاب سے کوتاہی نہ کروں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کی، عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم دونوں اس صورت میں اس کو میرے سپرد کرتے ہو کہ میں اس سے دستبردار ہوتا ہوں، واللہ! میں تم سے افضل اور مسلمانوں کے لیے بہتر انتخاب سے کوتاہی نہ کروں گا، دونوں نے رضامندی کا اظہار کیا، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسلسل تین دن شہر کے اہل الرائے افراد اور لشکروں کے سپہ سالاروں سے مشورہ کرتے رہے جب انہیں یقین ہو گیا کہ اکثریت کی رائے سیدنا عثمان بن عفان کے حق میں ہے تو

---

(۱) ابن سعد ۳٫۲۸۵

(۲) ابن سعد ۳٫۲۸۵

(۳) ابن سعد ۳٫۲۸۱

فَخَلا بِعَلِيٍّ فَقَالَ: إِنَّ لَكَ مِنَ الْقَرَابَةِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقِدَمِ وَاللهِ عَلَيْكَ لَئِنِ اسْتُخْلِفْتَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنِ اسْتُخْلِفَ عُثْمَانُ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ ، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ وَخَلا بِعُثْمَانَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ فَقَالَ عُثْمَانُ فَنَعَمْ قَالَ فَقَالَ ابْسُطْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ ، فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعَهُ عَلِيٌّ وَالنَّاسُ

انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں گفتگو کی کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور قدامت حاصل ہے واللہ! تم پر لازم ہے کہ اگر تم خلیفہ بنائے جاؤ تو ضرور عدل کرو گے اور اگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے جائیں تو (ان کی بات) سنو اور اطاعت کرو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی تنہائی میں گفتگو کی اور اسی طرح ان سے بھی کہا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کہا ٹھیک ہے، چنانچہ یکم محرم ۲۴ ہجری بمطابق نومبر ۶۴۴ء کو مسجد نبوی میں مسلمانوں کے سامنے مختصر مگر جامع اور موثر تقریر کی اور انہوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا اے عثمان رضی اللہ عنہ! خلافت کی بیعت کے لیے اپنا ہاتھ پھیلاؤ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پھیلایا تو سب سے پہلے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے بیعت کی اور بعد میں باقی حضرات نے باری باری ان سے بیعت کی۔ [۱]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر کہا ہم نے اپنے میں سے بہترین شخص کی بیعت کی۔

خلیفہ سوئم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان (ذوالنورین)

حلیہ:

كَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حسن الوجه دقيق الْبَشَرَةِ، كَبِيرَ اللِّحْيَةِ، مُعْتَدِلَ الْقَامَةِ، عَظِيمَ الْكَرَادِيسِ، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، كَثِيرَ شَعْرِ الرَّأْسِ، حسن الثغر، فيه سمرة، وقيل كان في وجهه شئ مِنْ آثَارِ الْجُدَرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،

آپ کا چہرہ خوبصورت، کھال باریک، داڑھی بڑی، قد درمیانہ، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ، سر کے بال زیادہ، دانت خوبصورت جن میں گندم گونی پائی جاتی تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چہرے پر چیچک کے کچھ نشان بھی تھے،

وَعَنِ الزهري: كان حسن الوجه والثغر، مربوعاً، أصلع، أروح الرجلين.يخضب بالصفرة وكان قد شد أسنانه بالذهب وقد كسى ذراعيه الشعر

اور زہری کا بیان ہے کہ آپ کا چہرہ اور دانت خوبصورت قد درمیانہ، سر کے اگلے بال اڑے ہوئے، ٹانگیں کشادہ، آپ سیاہی سے رنگ کرتے تھے اور آپ نے اپنے دانتوں کو سونے سے کسا ہوا تھا اور آپ کے بازوؤں پر بہت بال تھے۔ [۲]

---

[۱] ابن سعد ۳٫۲۸۵، صحیح بخاری كِتَابُ المَنَاقِبِ بَابُ قِصَّةِ البَيْعَةِ، وَالاِتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۳۷۰۰

[۲] البداية والنهاية ۷٫۲۱۴

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

فَأَتَى منبررَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَصَلَّى على النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: إِنَّكُمْ فِي دَارِ قُلعَةٍ، وَفِي بَقِيَّةِ أَعْمَارٍ، فَبَادِرُوا آجالَكُمْ بِخَيْرِ مَا تَقْدِرُونَ عَلَيْهِ، فَلَقَدْ أُتِيتُمْ، صُبِّحْتُمْ أَوْ مُسِّيتُمْ، أَلا وَإِنَّ الدُّنْيا طُوِيَتْ عَلَى الْغُرُورِ، فَلا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنيا، وَلا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللهِ الْغَرُورُ* اعتبروا بمن مضى، ثم وجدوا وَلا تغفلوا، فَإِنَّهُ لا يُغْفَلُ عَنْكُمْ أَيْنَ أَبْنَاءُ الدُّنْيَا وَإِخْوانُهَا الَّذِينَ أَثَارُوهَا وَعَمَّرُوهَا، وَمُتِّعُوا بِهَا طَوِيلا، أَلَمْ تَلْفِظْهُمْ! ارْمُوا بِالدُّنْيا حَيْثُ رَمَى اللهُ بِهَا، وَاطْلُبُوا الآخِرَةَ، فَإِنَّ اللهَ قد ضرب لها مثلا، وللذي هُوَ خَيْرٌ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ:وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيا كَمَاءٍ أَنْزَلْناهُ مِنَ السَّماءِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعد ازاں آپ نے فرمایا تم (اپنے آپ کو) قلعہ بند گھر میں سمجھتے ہو اور عمر کے بقیہ حصے میں ہو اس لیے تم اپنی (باقی ماندہ) زندگی میں بہت جلد نیک کام سرانجام دو اور جو نیک کام تم کر سکتے ہو اس سے دریغ نہ کرو کیونکہ تمہیں صبح یا شام کوچ کرنا ہوگا، آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا مکر وفریب میں لپٹی ہوئی ہے اس لیے تمہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا نہ کر دے، تم گزری ہوئی باتوں سے عبرت حاصل کرو اور سرگرمی کے ساتھ (نیک) کام کرو اور غافل نہ رہو کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم سے غافل نہیں ہے، وہ دنیادار اور اس کے فرزند کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں عمارتیں تعمیر کیں اور عرصہ دراز تک دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے کیا دنیا نے انہیں چھوڑا نہیں ہے؟ تم بھی دنیا کو وہیں پھینک دو جہاں اللہ نے اسے پھینکا ہوا ہے (اس کے بجائے) آخرت کے طلبگار رہو کیونکہ اللہ نے دنیا کی کیا اچھی مثال دی ہے اور فرمایا ہے اے پیغمبر! تم انہیں دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو کہ وہ پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا ہے۔[1]

حکام کو پہلا ہدایت نامہ:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الأَئِمَّةَ أَنْ يَكُونُوا رُعَاةً، وَلَمْ يَتَقَدَّمْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكُونُوا جُبَاةً، وَإِنَّ صَدْرَ هَذِهِ الأُمَّةِ خُلِقُوا رُعَاةً، لَمْ يُخْلَقُوا جُبَاةً، وَلَيُوشِكَنَّ أَئِمَّتُكُمْ أَنْ يَصِيرُوا جُبَاةً وَلا يَكُونُوا رُعَاةً، فَإِذَا عَادُوا كَذَلِكَ انْقَطَعَ الْحَيَاءُ وَالأَمَانَةُ وَالْوَفَاءُ أَلا وَإِنَّ أَعْدَلَ السِّيرَةِ أَنْ تَنْظُرُوا فِي أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فِيمَا عَلَيْهِمْ فَتُعْطُوهُمْ مَا لَهُمْ، وَتَأْخُذُوهُمْ بِمَا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ تُثَنُّوا بِالذِّمَّةِ، فَتُعْطُوهُمُ الَّذِي لَهُمْ، وَتَأْخُذُوهُمْ بِالَّذِي عَلَيْهِمْ.ثُمَّ الْعَدُوَّ الَّذِي تَنْتَابُونَ، فَاسْتَفْتِحُوا عَلَيْهِمْ بِالْوَفَاءِ

اللہ تعالیٰ نے حکام کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ (رعایا کے) محافظ بنیں، صرف محصول وصول کرنے والے نہ بنیں اس امت کی ابتداء رعایا کی حفاظت تھی نہ موصولی اور وہ زمانہ زیادہ دور نہیں کہ جس میں ان کے حاکم موصولی ہوں گے لیکن اپنی رعایا کی حفاظت نہیں کریں گے اور جو اس حیثیت میں رہیں گے تو وہاں سے حیا، دیانتداری اور وفاداری کا جذبہ اٹھ جائے گا آگاہ ہو جاؤ کہ سب سے عمدہ سیرت یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے حقوق

[1] تاریخ طبری ۲۴۳، ۴

وفرائض کا خیال رکھو، تم ان کا مالی حق ادا کرو اور ان سے وہ کام لو جو ان کے ذمہ ہیں، تمہاری دوسری ذمہ داری ذمیوں کی ہے تم ان کے حقوق ادا کرو اور ان سے واجبات وصول کرو، اس کے بعد تمہارے اپنے دشمن سے معاملات ہیں تم ان کے معاہدات پورے کرو۔

سپہ سالاروں کو ہدایت:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكُمْ حُمَاةُ الْمُسْلِمِينَ وَذَادَتُهُمْ، وَقَدْ وَضَعَ لَكُمْ عُمَرُ مَا لَمْ يَغِبْ عنا، بل كان عن كلامنا، وَلا يَبْلُغْنِي عَنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ تَغْيِيرٌ وَلا تَبْدِيلٌ فَيُغَيِّرَ اللهُ مَا بِكُمْ وَيَسْتَبْدِلَ بِكُمْ غَيْرَكُمْ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَكُونُونَ، فَإِنِّي أَنْظُرُ فِيمَا أَلْزَمَنِي اللهُ النَّظَرَ فِيهِ، وَالْقِيَامَ عَلَيْهِ

امابعد! تم مسلمانوں کے حامی اور محافظ ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں جو ہدایات بھیجی تھیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں بلکہ ہمارے مشورے سے جاری کی گئی تھیں لہذا تمہاری طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہونا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی تبدیل کر دے گا اور تمہارے بجائے دوسرا مقرر ہو گا، تم دھیان رکھو کہ تم کیسا کام کرتے ہو؟ اللہ نے میرے ذمہ جو کام مقرر فرما دیئے ہیں میں ان کی دیکھ بھال کر رہا ہوں۔

محصلین خراج کے نام:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ بِالْحَقِّ، فَلا يَقْبَلُ إِلا الْحَقَّ، خُذُوا الْحَقَّ وَأَعْطُوا الْحَقَّ بِهِ وَالأَمَانَةَ الأَمَانَةَ، قُومُوا عَلَيْهَا، وَلا تَكُونُوا أَوَّلَ مَنْ يَسْلُبُهَا، فَتَكُونُوا شُرَكَاءَ مَنْ بَعْدَكُمْ إِلَى مَا اكْتَسَبْتُمْ وَالْوَفَاءَ الْوَفَاءَ، لا تَظْلِمُوا الْيَتِيمَ وَلا الْمُعَاهَدَ، فَإِنَّ اللهَ خَصْمٌ لِمَنْ ظَلَمَهُمْ

امابعد! اللہ تعالیٰ نے حق و صداقت پر مخلوق کو پیدا فرمایا ہے کیونکہ حق و صداقت کے سوا اور کوئی چیز پسند نہیں ہے اس لیے حق کے ساتھ کوئی چیز وصول کرو اور حق و صداقت پر قائم رہو، تم ہمیشہ امانت اور دیانتداری کو اختیار کرو ایسا نہ ہو کہ تم سب سے پہلے بد دیانتی کرو اس طرح تم مستقبل کے لوگوں کے لیے بد دیانتی کی راہ کھول دو گے اور ان کے گناہوں میں تمہاری بھی شرکت سمجھی جائے گی، تم وفاداری کی راہ پر چلو اور کسی یتیم اور معاہدہ کرنے والے پر ظلم نہ کرو جو ان پر ظلم کرے گا اللہ ان کا دشمن ہو گا۔

عوام کے نام:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا بَلَغْتُمْ مَا بَلَغْتُمْ بِالاقْتِدَاءِ وَالاتِّبَاعِ، فَلا تَلْفِتَنَّكُمُ الدُّنْيَا عَنْ أَمْرِكُمْ، فَإِنَّ أَمْرَ هَذِهِ الأُمَّةِ صَائِرٌ إِلَى الابْتِدَاعِ بَعْدَ اجْتِمَاعِ ثَلاثٍ فِيكُمْ: تَكَامُلُ النِّعَمِ، وَبُلُوغُ أَوْلادِكُمْ مِنَ السَّبَايَا، وَقِرَاءَةُ الأَعْرَابِ وَالأَعَاجِمِ الْقُرْآنَ، فان رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:الْكُفْرُ فِي الْعُجْمَةِ، فَإِذَا اسْتُعْجِمَ عَلَيْهِمْ أَمْرٌ تَكَلَّفُوا وَابْتَدَعُوا

امابعد! تم اس (بلند) مرتبہ پر (اللہ کے احکام کی) پیروی اور اطاعت کی بدولت پہنچے، دنیا تمہیں تمہارے فرائض سے غافل نہ کر دے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس امت (اسلامیہ) میں یہ ذلت پھیل جائے گی جب کہ تمہارے اندر یہ تین باتیں جمع ہو جائیں گی، نعمتوں کی تکمیل، قیدی عورتوں اور باندیوں سے تمہاری اولاد پیدا ہو گی، اعراب (عرب بدو) اور اہل عجم قرآن پڑھنے لگیں گے کیونکہ رسول

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے اہل عجم میں کفر (کی بعض باتیں) ہیں جب (شریعت کا کوئی حکم) انہیں سمجھ میں نہیں آئے گا تو وہ یہ تکلف (دین میں) نئی نئی باتیں نکالیں گے۔

فتوحات:

عہد خلافت عثمانی اسلامی فتوحات کے سلسلے میں پہلا عظیم الشان عہد ہے جس کی مثال اس سے قبل کی تاریخ اسلام میں نہیں ملتی، ان تمام فتوحات کا سہرا خلافت عثمانی عہد کے سپہ سالاروں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ، سعد بن العاص رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے سر تھا، ان کی کوششوں سے اسلام جغرافیائی حدود سندھ سے اندلس تک جا پہنچیں، اسی عہد میں بحری قوت کو بھی منظم کیا اور ایک عظیم الشان بحری بیڑہ تیار کیا گیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس ایک کشتی بھی نہ تھی، اور قبرص وروڈس کے جزائر فتح کیے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ توسمندری راستے سے اتنی دور نکل گئے کہ ۳۲ ہجری میں آبنائے قسطنطنیہ (باسفورس) تک جا پہنچے، اس عہد میں دو طرح کی فتوحات ہوئیں ایک تو وہ ممالک جو سیدنا عمر فاروق کے عہد میں ہی فتح ہو گئے تھے مگر رومیوں اور ایرانیوں کی شہ پا کر باغی ہو گئے تھے ان کے عہد میں انہیں دوبارہ فتح کیا گیا، ۲۵ ہجری میں سکندریہ میں بغاوت ہوئی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر رومیوں کو شکست دی اور امن وامان قائم کیا، اسی سال آذربائجان اور آرمینہ میں بغاوتیں ہوئیں جن کو کوفے کے امیر ولید بن عقبہ اور سلیمان بن ربیعہ باہلی نے فر کیا، مغرب میں رومیوں نے شامی سرحد کے قریب ایشائے کوچک کی طرف چھیڑ چھاڑ کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑھے اور انطاکیہ وطرطوس کے درمیان واقع قلعوں کو فتح کرلیا۔ دوئم وہ ممالک جو پہلی بار عہد عثمانی میں حلقہ اطاعت میں آئے، ۲۵ ہجری میں عبد اللہ بن سعد بن سرح امیر مصر نے طرابلس (لبیا) پر فوج کشی کی، دو ہی سال بعد تونس، الجزائر اور مراکش کے علاقوں کو فتح کرلیا، مشرقی افریقہ کی فتوحات میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اہم کردار ادا کیا اور اسی سال عبد اللہ بن نافع نے سمندر پار کر کے اندلس کا محاصرہ کرلیا، کچھ فتوحات بھی ہوئیں لیکن اس جانب مستقل مہم کا آغاز نہ کیا گیا، شمال کی جانب حبیب بن مسلمہ اور سلیمان بن ربیعہ نے علاقت فتح کیے، مسلمانوں کی فوجیں بحیرہ اسود تک جا پہنچیں، ۳۰ ہجری میں عبد اللہ بن عامر اور سعد بن العاص نے خراسان اور طبرستان کی طرف پیش قدمی کی، سعد بن العاص رضی اللہ عنہ نے جرجان، خراسان اور طبرستان کو فتح کرلیا اور عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے مزید آگے بڑھ کر سوات، کابل، سجستان، نیشاپور اور ارد گرد کے علاقوں کو فتح کیا، عہد عثمانی میں مسلمانوں نے تقریباً پچاس بحری لڑائیاں لڑیں اور بحری قوت کا انتظام اسی عہد کا عظیم الشان کارنامہ ہے، اسی عہد میں مسلمانوں نے ہندوستان کی طرف توجہ کی اور گجرات کے ساحلی علاقوں تک جا پہنچے اور یہ فتوحات کا تمام سلسلہ صرف چھ سال کے عرصے میں تکمیل کو پہنچا، اس سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زبردست سیاسی بصیرت اور پرجوش خدمت دین کا پتہ چلتا ہے۔

ترقی:

اس عہد میں تہذیب وتمدن، صنعت وحرفت، تجارت اور علوم وفنون کو بے مثال ترقی ہوئی، دولت اور فارغ البالی خوشحالی کا دور دورہ ہوا، صحابہ کرام نے مدینہ منورہ اور قرب وجوار میں خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں، قدیم بازاروں کی علاوہ نئے بازار بھی بنائے اور عمائد قریش حجاز سے

نکل کر دور دراز علاقوں میں پہنچ گئے۔

عثمان غنی کے عہد خلافت میں مسجد نبوی کی تجدید وتوسیع:

عن المطلب بن عبد الله بن حنطب قال:لما ولي عثمان بن عفان سنة أربع وعشرين كلمه الناس أن يزيد في مسجدهم، وشكوا إليه ضيقه يوم الجمعة، حتى إنهم ليصلون في الرحاب، فشاور فيه عثمان أهل الرأي من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، فأجمعوا على أن يهدمه ويزيد فيه، فصلى الظهر بالناس ثم صعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال:أيها الناس، إني قد أردت أن أهدم مسجد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وأزيد فيه، وأشهد لسمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: من بنى لله مسجدا بنى الله له بيتا في الجنة، وقد كان لي فيه سلف وإمام سبقني وتقدمني عمر بن الخطاب، كان قد زاد فيه وبناه، وقد شاورت أهل الرأي من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فأجمعوا على هدمه وبنائه وتوسيعه، فحسّن الناس يومئذ ذلك ودعوا له، فأصبح فدعا العمال وباشر ذلك بنفسه

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب کہتے ہیں جب سیدنا عثمان ۲۴ رضی اللہ عنہ ہجری کو خلیفہ منتخب ہو گئے تو لوگوں نے مسجد نبوی کے تنگ ہونے کی شکایت کی کہ انہیں جمعہ کے دن مسجد میں جگہ نہیں ملتی اور وہ باہر میدان میں نماز پڑھتے ہیں اس لئے مسجد کو کشادہ کرنا چاہئے، حالات کی نزاکت اور مسلمانوں کے پیہم اصرار کے باعث خلیفہ سوئم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اہل الرائے حضرات کا اجلاس طلب فرمایا اور مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کر کے مشورہ طلب فرمایا، تمام حضرات نے مسجد کی تعمیر نو اور توسیع کرنے پر اتفاق کیا۔ چنانچہ وہ اس مقدس اور عظیم المرتبت کام کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہو گئے اور مسجد نبوی کے شایان شان تجدید، توسیع اور تزئین کا عزم مصمم فرمالیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر کے بعد خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا اے لوگو! میں نے مسجد نبوی کو منہدم کرنے اور اسے توسیع کے ساتھ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا ہے میں اس ارشاد نبوی پر گواہ ہوں جو میں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد تعمیر کرے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ایک محل عطا فرمائیں گے، تعمیر مسجد کی خدمت انجام دینے میں میرے پیش رو مجھ سے سبقت لے گئے، یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعمیر جدید کے ساتھ اضافہ بھی کیا علاوہ ازیں میں نے شوری سے منظوری بھی حاصل کر لی ہے مسجد کی تجدید اور توسیع پر سب کا اتفاق ہے، آپ رضی اللہ عنہ کی اس دلپذیر تقریر سے لوگوں کے دلوں سے شبہات کا غبار زائل ہو گیا اور انہیں متفقہ طور پر اس کام کا انچارج بنا دیا گیا چنانچہ دوسرے روز آپ رضی اللہ عنہ نے معمار بلا کر اس عظیم الشان تجدید وتوسیع کا کام شروع فرمایا۔[1]

وأمر بالقصّة المنخولة تعمل ببطن نخل

چونکہ اب کی بار دیواریں مٹی گارے کی بجائے چونہ سے مضبوط تعمیر کرنے کا پروگرام تھا اس لئے بطن نخلہ میں چونا تیار کرنے کا حکم

---

(1) وفاء الوفا ۲/۸۲

صادر فرمایا۔[1]

وکان أول عمله في شهر ربيع الأول من سنة تسع وعشرين، وفرغ منه حين دخلت السنة لهلال المحرم سنة ثلاثين

تجدید وتوسیع کا یہ کام ربیع الاول ۲۹ ہجری سے شروع ہوا اور محرم الحرام ۳۰ ہجری کو دس ماہ کی جد وجہد اور محنت شاقہ سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔[2]

قال: قال كعب ومسجد النبيصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يا بنى: والله لوددت أنه لا يفرغ من برج إلا سقط برج، فقيل له: يا أبا إسحاق أما كنت تحدثنا أن صلاة فيه أفضل من ألف صلاة في غيره إلا المسجد الحرام ،قال: بلى، وأنا أقول ذلك الآن، ولكن فتنة نزلت من السماء ليس بينها وبين أن تقع إلا شبر، ولو فرغ من بناء هذا المسجد وقعت

امام شعبہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے کعب احبار رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح بیان کی ہے جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کرائی تو کعب احبار یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ یہ تعمیر پوری نہ ہو اگر اس کی ایک سمت مکمل ہو جائے تو دوسری گر جائے تا کہ اس کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہی رہے، لوگوں کے لئے یہ بات بڑی تعجب انگیز تھی انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا اے ابو اسحاق! آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ جبکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہم سے بیان کی ہے اس مسجد میں ایک نماز دوسری کسی مسجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوا بیت اللہ کے، کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات بالکل درست ہے اور میں اب بھی اس کی تصدیق کرتا ہوں لیکن جو فکر مجھے کھائے جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ انتہائی اندھناک فتنہ آسمان سے نازل ہونے والا ہے جو بالکل تیار ہے اس کے اور زمین کے درمیان صرف ایک بالشت فاصلہ باقی رہ گیا ہے لیکن اس کا اظہار تعمیر مسجد تک موقوف ہے جس وقت یہ عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گی تو پھر اس کے ظہور میں دیر نہیں لگے گی۔[3]

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اختصار کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مشرق میں حسب سابق ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مقدسہ جو کہ آرام گاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ہے کی وجہ سے توسیع نہ کی،

فاشترى عثمان نصفها بمائة ألف، فزادها في المسجد

البتہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کے مغرب میں جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مکان کا باقی نصف حصہ ایک لاکھ درہم میں خرید کر مسجد میں شامل کیا۔[4]

اسی سمت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان بھی تھا جس کے دروازے کے متعلق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

لَا يَبْقَيَنَّ فِي المَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے علاوہ مسجد کی جانب جتنے دروازے ہیں انہیں بند کر دیا جائے۔[5]

---

[1] وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۲/۸۲

[2] وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ۲/۸۲

[3] وفائ الوفا ۲/۸۲

[4] وفاء الوفا ۲/۸۶

[5] صحيح بخارى كتاب الصلاة بَابُ الخَوْخَةِ وَالمَمَرِّ فِي المَسْجِدِ ۴۶۶ ، صحيح مسلم كتاب الفضائل بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ

وَلَمْ تَزَلْ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى احْتَاجَ إِلَى شَيْءٍ يُعْطِيهِ لِبَعْضِ مَنْ وَفَدَ عَلَيْهِ فَبَاعَهَا فَاشْتَرَتْهَا مِنْهُ حَفْصَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ فَلَمْ تَزَلْ بِيَدِهَا إِلَى أَنْ أَرَادُوا تَوْسِيعَ الْمَسْجِدِ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ فَطَلَبُوهَا مِنْهَا لِيُوَسِّعُوا بِهَا الْمَسْجِدَ فَامْتَنَعَتْ وَقَالَتْ كَيْفَ بِطَرِيقِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَقِيلَ لَهَا نُعْطِيكِ دَارًا أَوْسَعَ مِنْهَا وَنَجْعَلُ لَكِ طَرِيقًا مِثْلَهَا فَسَلَّمَتْ وَرَضِيَتْ

لیکن اپنی زندگی کے آخری ایام میں انہوں نے بعض ضرورتوں اور مجبوریوں کے پیش نظر مذکورہ مکان ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق کے ہاتھ چار ہزار درہم میں فروخت کر کے ساری رقم اپنے ہاں آئی ہوئی مسلمانوں کی ایک جماعت پر خرچ کر دی تھی چنانچہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس مکان کی بات کی کہ وہ اس مکان کے عوض دوسرا مکان لے لیں تاکہ مسجد کی توسیع ہو سکے پہلے تو سیدہ حفصہ نے انکار کر دیا لیکن نعم البدل کے عوض آپ نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بے حد کشادہ حویلی دے دی گئی۔ (۱)

وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ قَالَ مُجَاهِدٌ: وَسَقَّفَهُ السَّاجِ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد کی دیواریں کچی اینٹوں کی جگہ منقش پتھروں اور قلعی چونہ سے تعمیر کرائیں، کھجور کے بوسیدہ تنوں کے بجائے منقش پتھروں کے ستون لگائے اور کھجور کی شاخوں کی چھت کے بجائے ساگوان کی لکڑی کی چھت ڈالی اور یہی مجاہد کا قول بھی ہے لیکن اس قول میں یہ ہے کہ سیدنا عثمان نے بذات خود ساگوان کی لکڑی کی چھت ڈالی۔ (۲)

ستونوں کے لئے پتھروں کی تراش خراش اور ڈیزائن بنانے کی خدمت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انجام دی، ستونوں کی بلندی سابقہ کھجور کے ستونوں کے برابر تھی اور مسجد میں چونا کی سفیدی بھی کرائی، مشرق اور مغرب میں دو کھڑکیاں بھی رکھیں تھیں، آپ رضی اللہ عنہ نے شمال کی طرف پچاس ذراع اضافہ کیا، جنوب میں موجودہ دیوار تک اور مغرب میں صرف ستونوں کی ایک صف کا اضافہ کیا۔

أن الوليد زاد بعد عثمان رضي الله عنه في جهة المغرب أسطوانين، ولم يزد أحد بعد الوليد في جهة المغرب شيئا

اس کے بعد مغرب کی طرف دو ستونوں کا اضافہ ولید بن عبد الملک نے کیا اس کے بعد مغرب کی طرف اضافہ نہیں ہوا۔ (۳)

البتہ نئی توسیع کے لئے سعودی حکومت مصروف کار ہے۔

وجعل أبوابه ست أبواب على ما كان على عهد عمر رضي الله عنه

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی نیا دروازہ نہیں بنوایا بلکہ وہی چھ دروازے تھے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں تھے۔

وجعل طوله ستين ومائة ذراع، وعرضه مائة وخمسين ذراعا

الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۶۱۷۰

(۱) فتح الباری ۷/۱۴، وفاء الوفا ۲/۷۷

(۲) صحیح بخاری کتاب الصلاة بَابُ بُنْيَانِ المَسْجِدِ ۴۴۶، سنن ابوداود کتاب الصلاة بَابٌ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ ۴۵۱

(۳) وفاء الوفا ۲/۸۴

اس تعمیر کے بعد علامہ ابن النجار رحمہ اللہ اور امام زین الدین مراغی رحمہ اللہ مسجد کے طول وعرض کی بابت لکھتے ہیں طول ایک سو ساٹھ ذراع (دوسو چالیس فٹ) اور عرض ایک سو پچاس ذراع (دوسو پچیس فٹ) ہوگیا۔ ①

علامہ ابن النجار نے توسیع فاروقی کے بعد طول ایک سو چالیس ذراع بیان کیا اور توسیع عثمانی میں پچاس ذراع کا اضافہ بھی تحریر کیا ہے جس کے مطابق ایک سو نوے ذراع ہونا چاہیے،

امام المراغی بھی اضافہ فاروقی کے بعد طولا ایک سو چالیس ذراع اور عرض ایک سو بیس ذراع بیان کرتے ہیں اور عثمانی اضافہ کے بعد ایک سو ساٹھ ذراع اور ایک سو پچاس ذراع تحریر کیا ہے۔

بہر حال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ۴۹۶ مربع میٹر اضافہ کیا جس سے مجموعی رقبہ ۴۰۷۱ مربع میٹر ہوگیا۔

أن عثمان بن عفان أول من وضع المقصورة من لبن فقام يصلي فيها للناس

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے امام کے کھڑے ہونے کے لئے کچی اینٹوں سے ایک مقصورہ بنوایا اور اس میں ایک دریچہ رکھا تا کہ مقتدی امام کو دیکھ سکیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی اسی مقصورہ میں کھڑے ہو کر فریضہ امامت انجام دیتے تھے۔ ②

قال المؤرخون: احترق المسجد النبوي ليلة الجمعة أول شهر رمضان من سنة أربع وخمسين وستمائة في أول الليل، ونقل أبو شامة أن ابتداء حرقه كان من زاويته الغربية من الشمال، وسبب ذلك- كما ذكره أكثرهم- أن أبا بكر بن أوحد الفراش أحد القوّام بالمسجد الشريف دخل إلى حاصل المسجد هناك ومعه نار، فغافل عنها إلى أن علقت في بعض الآلات التي كانت في الحاصل، وأعجزه طفيها، ثم احترق الفراش المذكور والحاصل وجميع ما فيه.

مؤرخوں کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ یکم رمضان المبارک، شب جمعہ ۶۵۴ ہجری کو ہوا ابوشامہ سے نقل کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے شمال کی طرف سے مغربی کنارہ آگ کی لپیٹ میں آیا، ابو بکر بن اوحد الفراش رحمہ اللہ جو کہ اس وقت کے متولی تھے مسجد میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ آگ تھی تو غفلت سے مسجد نبوی میں اس آگ کو حاصل کی چیزوں پر لٹکا دیا تو آگ پھیلتی گئی بالآخر اس پر قابو نا پاتے ہوئے سارا کچھ جل کر گیا۔ ③

دوسری آتش زدگی تیرہ رمضان المبارک ۸۸۶ ہجری میں آسمانی بجلی مینار پر گرنے سے ہوئی۔

اس طرح مسجد کی سادگی اور ہیت تبدیل ہوگئی جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پسند نہ کیا،

وَقَالَ الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ لَعَلَّ الَّذِي كَرِهَ الصَّحَابَةُ مِنْ عُثْمَانَ بِنَاؤُهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ لَا مُجَرَّدُ تَوْسِيعِهِ

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کو مسجد کی وسعت اور اضافہ پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ انہیں مسجد نبوی میں منقش پتھروں کی

① تاریخ طبری ۴،۲۶۷، البداية والنهاية ۷،۱۵۳،وفاءُ الوفا ۲،۸۵

② وفائ الوفا ۲،۸۸

③ وفاء الوفا ۲،۱۵۰

جدت سے اختلاف تھا۔ (۱)

أنه سمع عثمان عند قول الناس فيه حين بنى مسجد الرسول: إنكم قد أكثرتم، وإني سمعت رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ عز وجل بَنَى اللهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ

چنانچہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلا کر تعمیر مساجد سے متعلق فضائل سے روشناس کیا کہ تم لوگوں نے اس بارے میں بہت چہ میگوئیاں کی ہیں اور تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ محض اللہ کی خوشنودی کے لئے کوئی شخص مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کے مثل جنت میں ایک محل بنا دیتا ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں خوشبو کی دھونی دینے کا مستقل انتظام کر رکھا تھا،

حتى كان الوليد بن عبد الملك وكان عمر بن عبد العزيز عامله على المدينة ومكة بعث الوليد إلى عمر بن عبد العزيز بمال وقال له: من باعك فأعطه ثمنه، ومن أبي فاهدم عليه وأعطه المال، فإن أبى أن يأخذه فاصرفه إلى الفقراء، انتهى

اس کے بعد ۸۸ تا ۹۱ ہجری میں خلیفہ ولید بن عبد الملک نے عمر بن عبد العزیز کو جب وہ ۲۵ سال کے تھے حکم دیا کہ وہ مسجد نبوی کی تجدید، توسیع اور آرائش وزیبائش کا کام شروع کریں، مسجد کے ملحقہ تمام مکانات خرید کر مسجد کشادہ کریں، اگر کوئی شخص مکان دینے سے انکاری ہو تو معززین شہر سے اس کی قیمت کا صحیح اندازہ لگا کر اسے نقد ادا کر دیں اور جو آدمی معاوضہ لینے سے بھی انکار کرے تو وہ رقم فقراء میں تقسیم کر دیں اور مکان جبراً لے لیا جائے۔ (۳)

وَإِضَافَةِ حُجَرِ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَنَّ يُوَسِّعَهُ مِنْ قِبْلَتِهِ وَسَائِرِ نَوَاحِيهِ

اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے حجرے بھی منہدم کر کے وہ جگہ مسجد میں شامل کر لی جائے تا کہ قبلہ اور چاروں اطراف سے مسجد کی توسیع ممکن ہو سکے۔ (۴)

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے حکم کی تعمیل میں مشرق و مغرب اور شمال کی جانب توسیع کی اور پہلی مرتبہ مسجد نبوی کی محراب تیار کرائی اور چاروں کونوں پر مینار بنوائے، ان کے بعد ۱۶۱ تا ۱۶۵ ہجری میں خلیفہ المہدی عباسی، ۶۶۵ ہجری میں خلیفہ المستعصم، ۷۰۶، ۷۰۵ اور ۷۲۹ ہجری میں ملک الناصر محمد بن قلاوون، ۸۳۱ ہجری میں ملک اشرف برسبائی، ۸۵۳ میں ملک الظاہر، ۸۷۹ ہجری میں ملک قایتبائی، ۹۳۸، ۹۷۴ ہجری میں سلطان سلیمان، ۹۸۰ میں سلطان سلیم الثانی، ۱۲۶۵ تا ۱۲۷۷ ہجری میں سلطان عبد المجید، ۱۳۴۸ ہجری میں شاہ عبد العزیز، ۱۳۵۴ ہجری

(۱) وفائ الوفا ۲/۸۱، فتح الباری ۱/۵۴۴

(۲) وفاء الوفا ۲/۸۱

(۳) وفائ الوفا ۲/۸۹

(۴) البداية والنهاية ۹/۸۹ ، تاریخ طبری ۶/۴۳۵، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۶/۲۸۳

میں مصری حکومت کے محکمہ اوقاف، ۱۳۰۷ تا ۱۳۷۵ ہجری میں شاہ عبدالعزیز آل سعود نے تعمیری خدمات انجام دیں۔ [1]

مسلمانوں کو ایک قراءت پر جمع کرنا:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مستند نسخے کی بہت سی نقلیں سرکاری کاتبوں سے تیار کرائی جائیں اور اسلامی قلمرو کے مختلف حصوں میں بھیجی جائیں، یہ ضرورت اس لئے پیدا ہوئی کہ مستند نسخہ تیار ہوجانے کے باوجود بھی مختلف صحابہ کے پاس قرآن مجید کے وہ متفرق اجزاء اور ان کی نقلیں موجود تھیں جن کی مدد سے مستند نسخہ تیار کیا گیا تھا، لوگوں نے ان نقلوں کی بنا پر قرآن مجید کے کئی نسخے تیار کر لئے اور وہ اسلامی قلمرو کے مختلف حصوں میں استعمال ہونے لگے، رفتہ رفتہ الفاظ کے تلفظ اور قرات پر مقامی رنگ غالب آنے لگا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی توجہ اس معاملے کی طرف مبذول کرائی اور ان سے درخواست کی کہ مستند نسخے کی خود نقلیں تیار کرائیں اور مختلف صوبوں میں بھیجیں۔

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ فتح آرمینیا کے لئے شامیوں کے شانہ بشانہ اور آذربائیجان کی فتح کے لئے عراقیوں کے شانہ بشانہ لڑتے رہے تھے وہ شامیوں اور عراقیوں کے طرز قرات میں اختلاف دیکھ کر گھبرا گئے اور انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا امیر المومنین لوگوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اپنی کتاب میں اختلاف کرنے سے روکئے، اس لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ ان کے پاس کتاب اللہ کا جو نسخہ ہے وہ بھیج دیں تا کہ اس کی نقلیں تیار کرانے کے بعد اصل نسخہ انہیں واپس کر دیں، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر، سعد بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن حارث ابن ہشام کو حکم دیا کہ اس نسخہ کی نقلیں تیار کریں، جب انہوں نے اصل نسخے سے مطلوبہ تعداد میں نقلیں تیار کر لیں تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اصل نسخہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور اس کی ایک ایک نقل ہر صوبے میں بھیج دی، چنانچہ مکہ معظّمہ، یمن، شام، بصرہ، بحرین اور کوفے میں ایک ایک نسخہ محفوظ کیا گیا۔

مصحف عثمانی کے ان نسخوں میں سے اس وقت چار نسخے دنیا میں محفوظ ہیں۔

- حجرہ نبوی کا نسخہ،
- آثار نبویہ استنبول،
- کتاب خانہ مصر،
- مدرسہ خانم بی بی تاشقند

قَوْلِ عُثْمَانَ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ أَيْ مُعْظَمُهُ وَأَنَّهُ لَمْ تَقُمْ دَلَالَةٌ قَاطِعَةٌ عَلَى أَنَّ جَمِيعَهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن کریم قریش کی زبان میں نازل ہوا اس لیے یہ مضبوط دلیل ہے کہ اسے قریش کی زبان کے مطابق جمع

---

[1] آثار المدینہ ۱۰۴ تا ۱۱۰

کیا جائے۔ (۱)

فَأَمَرَ عُثْمَانُ بِنَسْخِهِ فِي الْمَصَاحِفِ وَجَمَعَ النَّاسَ عَلَيْهِ وَأَذْهَبَ مَا سِوَى ذَلِكَ قَطْعًا

اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے سوا قرآن مجید کے جو نسخے یا اجزاء موجود ہیں وہ ضائع کر دیئے جائیں۔ (۲)

قرآن مجید کے غیر مستند نسخے جلانے کے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو قدم اٹھایا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صلاح ومشورے اور ان کی تائید سے اٹھایا تھا، کتاب اللہ کی صحت کو قیامت تک کے لئے قائم رکھنا ایک ایسا مقدس اور اہم فریضہ تھا جس کی بجا آوری کے لئے غیر مستند نسخوں اور متفرق اجزاء کا تلف کرنا ایک ناگزیر ضرورت تھی۔

قَالَ عَلِيٌّ لَا تَقُولُوا فِي عُثْمَانَ إِلَّا خَيْرًا فَوَاللهِ مَا فَعَلَ الَّذِي فَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ إِلَّا عَنْ مَلَأٍ مِنَّا قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذِهِ الْقِرَاءَةِ ، لقد بَلَغَنِي أَن بَلَغَنِي أَنَّ بَعْضَهُمْ يَقُولُ إِنَّ قِرَاءَتِي خَيْرٌ مِنْ قِرَاءَتِكَ وَهَذَا يَكَادُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا قُلْنَا فَمَا تَرَى قَالَ أَرَى أَنْ نَجْمَعَ النَّاسَ عَلَى مُصْحَفٍ وَاحِدٍ فَلَا تَكُونُ فُرْقَةٌ وَلَا اخْتِلَافٌ قُلْنَا فَنِعْمَ

اس معاملہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں اظہار خیال فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق اچھے کلمات کے سوا کچھ نہ کہو انہوں نے قرآن مجید کے نجی نسخوں کو ختم کرنے کا فیصلہ ہمارے مشورے سے کیا تھا انہوں نے ہم سے کہا تھا کہ آپ کا قرات کے اختلاف کے متعلق کیا خیال ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ میری قرات تم سے بہتر ہے، میرا خیال ہے کہ اس قسم کا قول کفر کے برابر ہو سکتا ہے، ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ اس معاملے میں کیا قدم اٹھانا چاہتے ہیں، انہوں نے کہا میرے خیال میں تمام لوگوں کو ایک قرآءت پر جمع کرنا ضروری ہے، ہم سب نے اس تجویز کی تائید کی۔ (۳)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے تیار کرائے گئے نسخوں کی صحت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ ان کی خلافت کے آخری زمانہ میں ان کے خلاف مخالفت کا ایسا طوفان اٹھا جو آخر ان کی جان لے کر ہی ٹلا مگر ان کے جانی دشمنوں میں سے کسی کو یہ کہنے کی ہمت نہ ہوئی کہ انہوں نے قرآن مجید کے نسخے تیار کرانے میں کسی کوتاہی سے کام لیا ہے، یہ تاریخی واقعات اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ آج کتاب اللہ کا جو نسخہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے وہ الفاظ، آیات اور سورتوں کی صحت اور ان کی ترتیب کے لحاظ سے ہو بہو اسی صورت میں ہے جو صورت اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

اس کے علاوہ اور بے شمار واقعات موجود ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لکھ لیا گیا تھا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: وَقَدْ كَانَ الْقُرْآنُ كُتِبَ كُلُّهُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قرآن پورا کا پورا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لکھا جا چکا تھا۔ (۴)

(۱) فتح الباری ۹/۹

(۲) فتح الباری ۹/۳۰

(۳) فتح الباری ۹/۱۸

(۴) الاتقان فی علوم القرآن ۱/۲۰۲، الاصلان فی علوم القرآن ۱/۱۰۱

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید کو لکھ کر پرزوں پر جمع و تالیف کیا کرتے تھے۔ ①

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ، عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ: أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ: وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ، فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ

عبد العزیز بن رفیع نے بیان کیا میں اور شداد بن معقل، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، شداد بن معقل نے ان سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کے سوا کوئی اور بھی قرآن چھوڑا تھا، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وحی متلو) جو کچھ بھی چھوڑی ہے وہ سب کی سب ان دو تختیوں کے درمیان صحیفہ میں محفوظ ہے، عبد العزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ ہم محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور ان سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی وحی متلو چھوڑی وہ سب دو تختیوں کے درمیان (قرآن مجید کی شکل میں) محفوظ ہے۔ ②

مَا بَيْنَ اللوْحَيْنِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں دونوں لوحوں کے درمیان کا لفظ بھی آیا ہے۔ ③

مُصْحَفٍ

اور بعض میں صاف لفظ مصحف بھی آیا ہے۔ ④

فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللوْحَيْنِ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث کا ثبوت طلب کرنے والی عورت کا یہ کہنا بھی مروی ہے میں نے دونوں لوحوں کے درمیان کا سارا قرآن پڑھا ہے۔ ⑤

إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ قَالَ: يَا أُمَّ المُؤْمِنِينَ، أَرِينِي مُصْحَفَكِ؟قَالَ: فَأَخْرَجَتْ لَهُ المُصْحَفَ، فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک عراقی شخص آیا اس نے کہا اے مومنین کی ماں! مجھے اپنا مصحف (قرآن مجید) تو دکھائیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا قرآن منگوا کر انہیں دکھایا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی (کہ اس سورت میں اتنی آیات ہیں

---

① مستدرک حاکم ۲۹۰۱

② صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ ۵۰۱۹

③ صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة الحشر بَابُ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۴۸۸۶

④ صحیح بخاری کتاب الاذان بَابٌ أَهْلُ العِلْمِ وَالفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ ۶۸۰

⑤ صحیح بخاری کتاب التفسیرسورة الحشر بَابُ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۴۸۸۶، صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة بَابُ تَحْرِيمِ فِعْلِ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقِ اللهِ ۵۵۷۳،سنن ابوداودکتاب الترجل بَابٌ فِي صِلَةِ الشَّعْرِ ۴۱۶۹

اور اس میں اتنی ہیں)۔ [۱]

اس طرح اللہ تعالیٰ نے دین کو صحیح حالت میں محفوظ رکھنے کے لئے دو خاص انتظام فرمائے ایک یہ کہ قرآن مجید کو ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف وتبدیل سے محفوظ فرمادیا تا کہ دنیا کو اللہ کی ہدایت معلوم کرنے کے لئے کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہ رہے دوسرا یہ کہ امت کے اندر جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے ہمیشہ کے لئے ایک گروہ کو حق پر قائم کر دیا تا کہ جو لوگ فی الحقیقت حق کے طالب ہیں ان کے لئے ان کا علم وعمل شمع راہ کا کام دیتا رہے۔اس طرح ایک جماعت اگرچہ اس کی تعداد کتنی ہی تھوڑی ہو اس امت میں ہمیشہ باقی رہے گی، فتنوں کا کتنا ہی زور ہو لیکن یہ صالح جماعت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم وعمل کو زندہ رکھے گی، جب ضلالت کا اثر اس امت کے رگ وریشہ میں اس طرح سرایت کر جائے گا جس طرح دیوانے کتے کے کاٹے ہوئے آدمی کے رگ وریشہ میں اس کا زہر سرایت کر جاتا ہے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ اس امت کے ایک عضو کو اس زہر سے محفوظ رکھے گا، جب دنیا کا خمیر اتنا بگڑ جائے گا کہ معروف منکر بن جائے گا اور منکر معروف بن جائے گا اور اہل بدعات کا اتنا زور ہو گا کہ معروف کے ان داعیوں کی حیثیت دنیا میں اجنبیوں اور بیگانوں کی ہو جائے گی اس وقت بھی یہ لوگ خلق کو معروف کی طرف پکارتے رہیں گے اور ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود لوگوں کی پیدا کی ہوئی خرابیوں کی اصلاح کی کوشش کریں گے ،ہر دور میں اس طرح کی جماعت کو باقی رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ جس طرح علم وحی کو قرآن کی صورت میں قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے اسی طرح اللہ کے رسول اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم وعمل کو اس جماعت کے ذریعہ سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا جائے ،اور خلق کی ہدایت اور رسول کی حجت تمام کرنے کے لئے جو روشنی مطلوب ہے وہ کبھی گل ہونے نہ پائے، مسیح علیہ السلام کے الفاظ میں یہ لوگ پہاڑی کے چراغ ہوں گے جن سے راہ ڈھونڈنے والے رہنمائی حاصل کریں گے اور زمین کے نمک ہوں گے جن سے کوئی چیز نمکین کی جاسکے گی۔

خاتم مبارک کی گمشدگی:

أعني سنة ثلاثين سقط خاتم رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من يد عُثْمَان فِي بئر أَرِيس وَهِيَ عَلَى ميلين مِنَ الْمَدِينَةِ، وكانت من أقل الآبار ماء، فما أدرك حَتَّى الساعة قعرها

تیس ہجری میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خاتم مبارک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بئر اریس (کنوئیں) میں گر گئی، یہ کنواں مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اس میں سب کنوؤں سے کم پانی تھا مگر اب تک اس کی گہرائی کا پتہ نہیں چل سکا۔ [۲]

دار القضاء:

قاضی یا حاکم عدالت کا اجلاس شروع میں عموماً مسجد میں ہوتا تھا جو شہر کے ٹاؤن ہال کا کام دیتی تھی، ان مسجدوں میں مسلم اور غیر مسلم سب بے تکلف

---

[۱] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن بَابُ تَأْلِيفِ القُرْآنِ ۴۹۹۳

[۲] تاریخ طبری ۲۸۱/۴

آسکتے تھے، ابن عساکر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عمارت دار القضاء کے نام سے بن چکی تھی۔ [۱]

شہادت:

۳۵ ہجری کے آخر میں باغیوں نے مدینہ منورہ کا رخ کیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے مکان کا محاصرہ کرلیا جو چالیس دن جاری رہا، اس دوران سیدنا عثمان غنی نے مکان کی چھت سے باغیوں کو خطاب فرمایا اور ان کو نصیحتیں کیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی نیازمندی کے حوالے دیے اور اسلام کے لئے اپنی خدمات گنوائیں مگر باغیوں پر کوئی اثر نہ ہوا،

وَإِنَّكُمْ إِنْ تَقْتُلُونِي لا تُصَلُّوا جميعا أبدا ولا تغزو جَمِيعًا أَبَدًا وَلا يُقْسَمُ فَيْؤُكُمْ بَيْنَكُمْ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو تنبیہ کی کہ بخدا اگر تم مجھے قتل کردوگے تو پھر تا قیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھوگے اور نہ ایک ساتھ جہاد کروگے اور ضرور آپس میں اختلاف کروگے۔ [۲]

باغیوں نے مستقی کا مطالبہ کیا، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مدینہ منورہ میں کشت وخون سے تم کو باز رکھتا ہوں،

بعض صحابہ کرام نے آپ کی حفاظت کے لئے اپنے بیٹوں کو آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کے باہر مقرر کردیا کہ وہ لوگوں کو روکیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچنے دیں،

وبلغ عليا أَن الْقَوْم يريدون قتل عُثْمَان فَقَالَ:إِنَّمَا أردنا مَرْوَان، فأما قتل عُثْمَان فلا،وَقَالَ للحسن والحسين: اذهبا بسَيفيكما حَتَّى تقوما عَلَى بَاب عثمان فلا تدعى أحدا يصل إِلَيْهِ، وبعث الزُّبَيْر ابنه عَبْد اللهِ، وبعث طَلْحَةُ ابنه عَلَى كره، وبعث عدة من أصحاب النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبناء هم ليمنعوا النَّاس من الدخول عَلَى عُثْمَان،

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ باغی آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے اپنے دیگر متبعین کے ساتھ ہتھیار دے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ ان کے دروازے پر ان کی مدد کے لیے پہرہ دیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ باغیوں کو وہاں ہرگز پہنچنے نہ دیں، اسی طرح زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے بیٹوں کو مدد کے لیے بھیجا۔ [۳]

آخر باغیوں نے امیر المومنین پر پانی بند کردیا۔

فحاصر النَّاس عُثْمَان ومنعوه الماء، فأشرف عَلَى النَّاس فَقَالَ: أفيكم عَلِي؟ فَقَالُوا: لا، قَالَ: أفيكم سَعْد فسكت ثُمَّ قَالَ: ألا أحد يبلغ فيسقينا ماء؟ فبلغ ذَلِكَ عليا فبعث إِلَيْهِ بثلاث قرب مملوءة ماء فَمَا كادت تصل إِلَيْهِ

---

[۱] تاریخ دمشق ۳۹،۲۶۳

[۲] ابن سعد ۳،۴۹

[۳] انساب الاشراف للبلاذری ۵،۵۵۸

باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ان پر پانی بند کر دیا چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے آئے اور پوچھا کیا تم میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں، پھر پوچھا کیا تم میں سعد رضی اللہ عنہ ہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں، تو آپ خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا کیا تم میں کوئی ہے جو مجھے پانی پلائے؟ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پانی سے بھری تین مشکیں پانی کی بھیجیں مگر باغیوں نے ان تک پہنچنے نہیں دیں۔ [1]

وَقَدْ رمى النَّاس عُثْمَان بالسهام حَتَّى خضب الْحَسَن بالدماء عَلَى بابه وأصاب مَرْوَان سهم وَهُوَ فِي الدار وخضب مُحَمَّد بْن طَلْحَةَ وشج قنبر مولى عَلِي

باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر تیر برسائے جس سے دروازے پر قائم حسن بن علی رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر کا سر پھٹ گیا اور محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے۔ [2]

باغیوں نے مکان کو آگ لگا دی، پتھر مارے گئے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے صبر و تحمل سے کام لیا اور اپنی حمایت میں کسی کو بھی جنگ کرنے کی اجازت نہ دی۔

عَنْ أَبِي سَهْلَةَ، مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ , فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا: أَلَا تُقَاتِلُ؟ قَالَ: لَا , إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ أَمْرًا فَأَنَا صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام أَبِي سَهْلَةَ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرگوشی کر رہے تھے جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا جب محاصرے کا دن ہوا تو ہم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہم (ان باغیوں سے) لڑائی نہ کریں؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں سے نہ لڑو اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا اور میں خود کو اس کا پابند بنا رہا ہوں۔ [3]

بِنْتَ الْفُرَافِصَةِ، قَالَتْ:أَغْفَى عُثْمَانُ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ: إِنَّ الْقَوْمَ يَقْتُلُونَنِي، فَقُلْتُ: كَلَّا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالُوا: أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ، أَوْ قَالُوا: إِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ

بنت الفرافصہ کہتی ہیں آخری شب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر کے لیے سو گئے بیدار ہوئے تو فرمایا یہ قوم مجھے قتل کرے گی، میں نے کہا امیر المومنین ہرگز نہیں، فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو (خواب میں) دیکھا ان حضرات نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! آج شب کو ہمارے ساتھ روزہ افطار کرنا، یا ان حضرات نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔ [4]

چنانچہ اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ ہجری بروز جمعہ چند باغیوں نے گھر میں گھس کر انہیں شہید کر دیا اس وقت آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے،

[1] انساب الاشراف للبلاذری ۵/۵۵۸

[2] انساب الاشراف للبلاذری ۵/۵۵۸

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۳۹۱

[4] ابن سعد ۳/۷۵

وَكَانَتْ خِلَافَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً غَيْرَ اثْنَيْ عَشَرَ يَوْمًا , وَقُتِلَ وَهُوَ ابْنُ اثْنَتَيْنِ وَثَمَانِينَ سَنَةً

اس وقت آپ کی عمر ۸۲ سال کی تھی اور مدت خلافت تقریباً بارہ سال کی تھی۔ (۱)

اس طرح رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سچ ثابت ہوگئی جو آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمائی تھی،

أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ:اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ (خوشی سے) لرزنے لگا رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مبارک مارتے ہوئے فرمایا اے احد! ٹھہر جا اس لیے کہ تجھ پر ایک پیغمبر، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (۲)

وَقَالَ عَلِي لابنيه:كَيْفَ قتل أَمِير الْمُؤْمِنِينَ وأنتما عَلَى الباب؟ ورفع يده فلطم الْحَسَن وضرب صدر الْحُسَيْن وشتم مُحَمَّد بْن طَلْحَةَ ولعن عَبْد اللهِ بْن الزُّبَيْر

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے سختی سے دریافت کیا جب تم سیدنا عثمان کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے تو امیر المومنین کیسے قتل ہو گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کو تھپڑ مارا اور حسین رضی اللہ عنہ کے سینے پر ضرب لگائی اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ (۳)

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا، وَعَظَّمَهَا، قَالَ: ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنِّعٌ فِي مِلْحَفَةٍ، فَقَالَ:هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْحَقِّ فَانْطَلَقْتُ مُسْرِعًا، أَوْ قَالَ: مُحْضِرًا، فَأَخَذْتُ بِضَبْعَيْهِ، فَقُلْتُ: هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: هَذَا فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

کعب بن عجرہ بلوی کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مسلمانوں کی آئندہ خانہ جنگی کا ذکر فرمایا، کعب رضی اللہ عنہ بھی سامعین میں موجود تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے خطبہ سے بہت متاثر ہوئے اور یوں محسوس کیا کہ خانہ جنگی کا بھیانک دور گویا ان کے سامنے آ گیا ہے، اتنے میں کوئی صاحب چادر اوڑھے وہاں سے گزرے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس روز یہ شخص حق پر ہوگا کعب رضی اللہ عنہ یہ سن کر فوراً اٹھے اور ان صاحب کا بازو پکڑ کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ شخص؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اب کعب رضی اللہ عنہ نے ان کے چہرے پر نظر ڈالی تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان تھے۔ (۴)

---

(۱) ابن سعد ۷۷؍۳

(۲) صحيح بخاری كتاب فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا ۳۶۷۵

(۳) انساب الاشراف للبلاذری ۵؍۵۵۹

(۴) مسند احمد ۱۸۱۱۸

نماز جنازہ پڑھی گئی:

آپ رضی اللہ عنہ کی میت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، طلحہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ زبیر رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ، نیار بن مکرم رضی اللہ عنہ، عبید اللہ جن کی کنیت ابوجہم بن حذیفہ القرشی رضی اللہ عنہ نے اٹھائی،

فَصَلَّى عَلَيْهِ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ،وَخَلْفَهُ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ وَأَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ ونيار ابن مُكْرَمٍ الأَسْلَمِيُّ وَنَائِلَةُ بِنْتُ الْفُرَافِصَةِ وَأُمُّ الْبَنِينَ بِنْتُ عُيَيْنَةَ امْرَأَتَاهُ، وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ نِيَارُ بْنُ مُكْرَمٍ وَأَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ وَجُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ حَتَّى وَارَيْنَاهُ فِي قبره فِي حَشِّ كَوْكَبٍ وَتَفَرَّقُوا

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی، اور ان کے پیچھے حکیم بن حزام، ابوجہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم الاسلمی اور عثمان رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں نائلہ بنت الفرافصہ اور ام البنین بنت عیینہ تھیں، قبر میں نیار بن مکرم، ابوجہم بن حذیفہ اور جبیر بن مطعم اترے اور مغرب اور عشاء کے درمیان اندھیرے میں بقیع مشرقی جانب حش کوکب (پھلوں کے باغ) میں (جو انہیں کی ملکیت تھا اور انہوں نے اپنی زندگی میں اسے خرید کر قبرستان بقیع میں اضافہ کر دیا) میں سپرد خاک کر دیا اور باغیوں کے خوف سے منتشر ہو گئے۔ (۱)

آپ رضی اللہ عنہ سے ۱۴۶ احادیث مروی ہیں۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ کرام کے تاثرات:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْأَنْصَارِيِّ.قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ جِئْتُ عَلِيًّا وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ لَهُ: قُتِلَ عُثْمانُ، فَقَالَ: تَبًّا لَهُمْ آخِرَ الدَّهْرِ.

ابو جعفر انصاری نے بیان کیا جب سیدنا عثمان شہید ہو گئے تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس وقت آپ مسجد میں سیاہ عمامہ پہنے ہوئے بیٹھے تھے میں نے آپ سے پوچھا سیدنا عثمان شہید کر دیئے گئے آپ نے فرمایا ان پر (قتل کرنے والوں پر) ہمیشہ ہمیش کے لیے ہلاکت و بربادی ہو۔

قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ: وَاللهِ مَا قَتَلْتُ وَلَا أَمَرْتُ ولكني غلبت

ایک روایت میں ہے جس روز سیدنا عثمان شہید کر دیئے گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! نہ میں نے قتل کیا ہے اور نہ میں نے حکم دیا ہے لیکن میں مغلوب ہو گیا تھا۔

أَنَّهُ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَيْرَنَا وَأَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ، وَأَشَدَّنَا حَيَاءً، وَأَحْسَنَنَا طُهُورًا، وَأَتْقَانَا لِلرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ

ایک روایت میں ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے بہترین شخص تھے اور ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور ہم سے زیادہ حیادار اور ہم سے اچھے پاکیزہ اور ہم سے زیادہ رب عزوجل سے ڈرنے والے تھے۔ (۲)

---

(۱) ابن سعد ۳/۵۱

(۲) البداية والنهاية ۷/۲۱۵،۲۱۶

وقال علي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: من تبرأ من دين عُثْمَان فقد تبرأ من الإيمان، والله مَا أعنت على قتله، ولا أمرت ولا رضيت

ایک روایت میں ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دین پر تبرا کرے اس نے اپنے ایمان پر تبرا کیا، اللہ کی قسم! میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں کوئی معاونت نہیں کی، اور نہ ہی میں نے حکم دیا اور نہ ہی میں اس امر پر راضی تھا۔ [1]

عَائِشَة تقُولُ: قُتِلَ مَظْلُومًا لَعَنَ اللَّهُ قَتَلَتَهُ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کو مظلومانہ طور پر قتل کر دیا گیا اللہ تعالیٰ آپ کے قاتلین پر لعنت کرے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ: أَوَّلُ الْفِتَنِ قَتْلُ عُثْمَانَ، وآخر الفتن الدجال.

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے پہلا فتنہ قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے آخری فتنہ دجال ہو گا [2]

عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سلام نے کہا قتل عثمان غنی سے فتنوں کا جو دروازہ کھل گیا وہ اب تا قیامت بند نہ ہو سکے گا۔

حسان بن ثابت، کعب بن مالک، حمید بن ثور الہلالی، قاسم بن امیہ بن صامت، زینب بنت عوام نے ان کی وفات پر الم انگیز مرثیے لکھے۔

سیدنا عثمان کا ترکہ:

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ:كَانَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عِنْدَ خَازِنِهِ يَوْمَ قُتِلَ ثَلَاثُونَ أَلْفَ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَخَمْسُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَخَمْسُونَ وَمِائَةُ أَلْفِ دِينَارٍ فَانْتُهِبَتْ وَذَهَبَتْ , وَتَرَكَ أَلْفَ بَعِيرٍ بِالرَّبَذَةِ , وَتَرَكَ صَدَقَاتٍ كَانَ تَصَدَّقَ بِهَا بِبَرَادِيسَ وَخَيْبَرَ وَوَادِي الْقُرَى، قِيمَةَ مِائَتَيْ أَلْفِ دِينَارٍ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے جس روز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس روز ان کے خزانہ دار کے پاس تیس کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے، وہ لوٹ لیے گئے اور چلے گئے، انہوں نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے، اور برادیس، خیبر اور وادی القریٰ میں دو لاکھ دینار کی مالیت کے صدقات چھوڑے جنہیں وہ صدقہ کیا کرتے تھے۔ [3]

كَانَ لِعُثْمَانَ عِنْدَ خَازِنِهِ يَوْمَ قُتِلَ، ثَلَاثُونَ أَلْفَ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَخَمْسُمِائَةِ أَلْفِ درهم، وَمِائَةُ أَلْفِ دِينَارٍ ، فَانْتُهِبَتْ وَذَهَبَتْ، وَتَرَكَ أَلْفَ بَعِيرٍ بِالرَّبَذَةِ، وَتَرَكَ صَدَقَاتٍ كَانَ تَصَدَّقَ بِهَا، بئر أريس، وخيبر، ووادي القرى، فيه مائتا ألف دينار ،وبئر رومة كان اشتراها فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسبلها

جس روز سیدنا عثمان قتل ہوئے اس روز آپ کے خزانچی کے پاس آپ کے تیس کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے جو لوٹ لیے گئے اور ضائع ہو گئے، آپ نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور صدقات بھی چھوڑے، اور آپ نے بئر اریس، خیبر، وادی القریٰ جس میں

---

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب ٣/١٠٤٤

[2] البداية والنهاية ٧/٢١٤تا٢١٨

[3] ابن سعد ٣/٧٦

دولاکھ دینار تھے، اور بئر رومہ کو صدقہ کر دیا جسے آپ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں خرید اتھا اور اللہ کی راہ میں دے دیا۔ [1]

خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

حلیہ:

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ قَالَ: : سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ قُلْتُ: مَا كَانَتْ صِفَةُ عَلِيٍّ؟ قَالَ: رَجُلٌ آدَمُ شَدِيدُ الأَدَمَةِ. ثَقِيلُ الْعَيْنَيْنِ. عَظِيمُهُمَا. ذُو بَطْنٍ. أَصْلَعُ إِلَى الْقِصَرِ أَقْرَبُ

عبداللہ بن ابی فردہ سے مروی ہے میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی، بھاری اور بڑی آنکھوں والے، بڑے پیٹ والے تھے چندیا پر بال نہ تھے قریب قریب پست قد تھے۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ:رَأَيْتُ عَلِيًّا وَكَانَ عَرِيضَ اللِّحْيَةِ، وَقَدْ أَخَذَتْ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، أَصْلَعَ عَلَى رَأْسِهِ زُغَيْبَاتٌ

شعبی سے مروی ہے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ چوڑی داڑھی والے تھے جوان کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی، سر میں چندیا پر بال نہ تھے، ان کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

حَدَّثَنِي سَوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا أَصْفَرَ اللِّحْيَةِ.

سواوہ بن حنظلہ القشیری سے مروی ہے میں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی زرد تھی،

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا أَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

اور ابواسحاق سے مروی ہے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سفید سر اور سفید داڑھی والا دیکھا۔

عَنْ عَامِرٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَجُلا قَطُّ أَعْرَضَ لِحْيَةً مِنْ عَلِيٍّ. قَدْ مَلأَتْ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ. بَيْضَاءُ.

عامر سے مروی ہے میں نے کبھی کوئی آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ چوڑی داڑھی والا نہیں دیکھا جو ان کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی بیعت:

من يوم قُتِلَ عُثْمَان. بالخلافة بايعه طَلْحَة. والزبير. وسعد بْن أَبِي وقاص.وسعيد بْن زَيْد بْن عَمْرو بْن نفيل. وعمار بْن ياسر. وأسامة بن زَيْد. وسهل بْن حُنَيْف. وأبو أيوب الأَنْصَارِيّ. ومحمد بْن مسلمة. وزيد بن ثابت. وخزيمة بن ثابت وجميع من كان بالمدينة مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وغيرهم ،ثُمَّ ذكر طَلْحَة والزبير أنهما بايعا كارهين غير طائعين

قتل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی صبح کو مدینہ منورہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت کر لی گئی ان سے طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، سعد بن

[1] البداية والنهاية ۷٫۲۱۴

ابی وقاص رضی اللہ عنہ ،سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل،عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ،اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ،سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ ،ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ،محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ،زید بن ثابت رضی اللہ عنہ،خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ نے جو مدینہ میں موجود تھے بیعت کر لی، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے جبر اًبغیر رضامندی کے بیعت کی ہے ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے امت کی خدمت سمجھ کر ان سے بیعت لے لی تاکہ لوگوں کو امن وامان میسر آجائے ،وہ دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ یہ رائے رکھتے تھے کہ وہ ان لوگوں کو قابو میں رکھ کر بدنظمی کو ختم کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے،سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون ناحق ہوا اور عدالت نے کام نہ کیا،نہ کوئی گرفتار کیا گیا اور نہ کسی پر مقدمہ چلایا گیا اور نہ کوئی عدم ثبوت میں رہا کیا گیا،ایسا اس لیے ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اختلافات کی آندھیوں نے اس کا موقع نہ دیا ان کی ساری قوت مخالف طوفانوں کو روکنے میں ہی گزری،عدالت کی بالادستی اگر ختم ہوجائے تو کسی قوم یا ملک کا کیا حال ہوگا خود سوچ لیجئے اس لیے مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ ان اختلافات کے باعث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول نہ کرسکا اور خون سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کرتا رہا،صورت حال اور بگڑتی چلی گئی،ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس سلسلہ میں بے مثال ہے ایک بیوہ عورت جس کی کوئی اولاد نہیں جس کے پاس خزانہ نہیں فوج نہیں کسی سیاسی جماعت کی سربراہ نہیں وارث تخت وتاج نہیں امیدوار حکمرانی نہیں لیکن اس بے کسی وبے بسی کے باوجود عدالت کی بالادستی کے بنیادی عمرانی اصول کے لیے اپنی جان کی بازی لگادیتی ہے یقیناً یہ بے مثال کارنامہ ہے،بہرحال جو کچھ ہوا نہ ہوتا تو اچھا تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق کے لیے کوشاں تھے لیکن صورت حال اس قدر خراب ہوچکی تھی اور مخالفین اس قدر چھائے ہوئے تھے کہ کسی کی چلنے نہ پائی اور مسلمانوں کے مابین جمل اور صفین کی خونین ہنگامے بھی ہوئے اور تفریق امت کی لعنت بھی آگئی۔

فوجی انتظامات:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود ایک بڑے تجربہ کار جنگ آزما تھے اور جنگی امور میں آپ رضی اللہ عنہ کو کافی بصیرت حاصل تھی اس لئے اس سلسلہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے بہت سے انتظامات کئے،چنانچہ شام کی سرحد پر نہایت کثرت کے ساتھ فوجی چوکیاں قائم کیں،۴۰ہجری میں جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عراق پر یورش کی تو پہلے ان ہی سرحدی فوجوں نے ان کو آگے بڑھنے سے روکا،اسی طرح ایران میں مسلسل شورش اور بغاوت کے باعث بیت المال اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے نہایت مضبوط قلعے بنوائے،جنگی تعمیرات کے سلسلہ میں دریائے فرات کا پل بھی معرکہ صفین میں فوجی ضروریات کے خیال سے تعمیر کیا تھا قابل ذکر ہیں۔

مذہبی خدمات:

عہد خلافت پر قدم رکھنے کے بعد سے آخر وقت تک گوخانہ جنگیوں نے فرصت نہ دی تاہم اس فرض سے غافل نہ تھے،ایران اور آرمینیہ میں بعض نومسلم عیسائی مرتد ہوگئے تھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نہایت سختی سے ان کی سرکوبی کی اور ان میں سے اکثر تائب ہوکر پھر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے،سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی اخلاقی نگرانی کا بھی نہایت سختی کے ساتھ خیال رکھا،مجرموں کو عبرت انگیز سزائیں دیں،جرم کی

نوعیت کے لحاظ سے نئی سزائیں تجویز کیں جو ان سے پہلے اسلام میں رائج نہ تھیں، مثلاً زندہ جلانا، مکان مسمار کرا دینا، چوری کے علاوہ دوسرے جرم میں بھی ہاتھ کاٹنا لیکن اس سے یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ شرعی حدود کے اجراء میں کسی اصول کے پابند نہ تھے، زندہ جلادینے کی سزا صرف چند زندیقوں کو دی تھی مگر جب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سزا کی ممانعت فرمائی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس فعل پر ندامت ظاہر فرمائی، شراب نوشی کی سزا میں کوڑوں کی تعداد متعین نہ تھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے اسی کوڑے تجویز کئے،

عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ ؛أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ. فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَرَى أَنْ نَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ. فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ. وَإِذَا سَكِرَ هَذَيَ. وَإِذَا هَذَيَ افْتَرَى. أَوْ كَمَا قَالَ . فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْحَدِّ ثَمَانِينَ

ثور بن زید سے مروی ہے کہ سیدنا عمر نے خمر کی حد میں صحابہ سے مشورہ لیا(کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد معین نہیں کی تھی سیدنا علی نے فرمایا میرے نزدیک اسی کوڑے لگانے مناسب ہیں کیونکہ آدمی جب شراب پیے گا مست ہوجائے گا اور جب مست ہوجائے گا واہیات بکے گا اور جب واہیات بکے گا تو کسی کو گالی بھی دے گا چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور خمر میں اسی کوڑے مقرر کئے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر کامیاب تھا آپ نے شوری کو برقرار رکھا جس کی وجہ سے نظام حکومت میں جمہوریت اور مساوات کی روح کارفرما رہی، مقدمات کے فیصلے کتاب وسنت کی روشنی میں طے کرتے اور علم کی اشاعت میں سرگرم رہتے، عدل وانصاف کے لئے آپ کا دور ہمیشہ یادگار رہے گا، ذمیوں کے حقوق کی آپ کے عہد میں پوری نگہداشت ہوتی تھی اور وہ نہایت پرسکون زندگی بسر کرتے تھے، البتہ اندورنی خانہ جنگی کی وجہ سے آپ فتوحات کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے اس لئے آپ کے عہد خلافت میں ملکی حدود میں توسیع نہ ہوسکی۔

قتل کا منصوبہ:

قَالُوا: انْتُدِبَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنَ الْخَوَارِجِ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيُّ. وَهُوَ مِنْ حِمْيَرَ. وَعِدَادُهُ فِي مُرَادٍ. وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي جَبَلَةَ مِنْ كِنْدَةَ. وَالْبُرَكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ التَّمِيمِيُّ. وَعَمْرُو بْنُ بُكَيْرٍ التَّمِيمِيُّ.فَاجْتَمَعُوا بِمَكَّةَ وَتَعَاهَدُوا وَتَعَاقَدُوا لَيَقْتُلَنَّ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ: عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَيُرِيحَنَّ الْعِبَادَ مِنْهُمْ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلْجَمٍ: أَنَا لَكُمْ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. وَقَالَ الْبُرَكُ: وَأَنَا لَكُمْ بِمُعَاوِيَةَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ بُكَيْرٍ: أَنَا أَكْفِيكُمْ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ،فَاتَّعَدُوا بَيْنَهُمْ لَيْلَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ. ثُمَّ تَوَجَّهَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ إِلَى الْمِصْرِ الَّذِي فِيهِ صَاحِبُهُ

خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے عبد الرحمٰن بن ملجم المرادی جو قبیلہ حمیر میں سے تھا اس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا، البرک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی، یہ تینوں مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے عہد وپیمان کیا کہ ان تینوں آدمیوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ضرور قتل کردیں گے تاکہ بندگان خدا کو ان سے راحت

[1] موطاامام مالک كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ باب الْحَدُّ فِي الْخَمْرِ

ملے، عبد الرحمٰن بن ملجم نے کہا میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے لیے تیار ہوں، البرک نے کہا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا میں تم کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کفایت کروں گا، اور انہوں نے اس مقصد کے لیے سترہ رمضان المبارک کی رات پر اتفاق کر لیا اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جس میں اس کا ساتھی (وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

دَخَلَ ابْنُ النَّبَّاحِ الْمُؤَذِّنُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ: الصَّلاةُ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقَامَ يَمْشِي وَابْنُ النَّبَّاحِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْبَابِ نَادَى: أَيُّهَا النَّاسُ الصَّلاةَ الصَّلاةَ. كَذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ يَخْرُجُ وَمَعَهُ دِرَّتُهُ يُوقِظُ النَّاسَ،فَاعْتَرَضَهُ الرَّجُلانِ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ حَضَرَ ذَلِكَ: فَرَأَيْتُ بَرِيقَ السَّيْفِ وَسَمِعْتُ قَائِلا يَقُولُ: لِلَّهِ الْحُكْمُ يَا عَلِيُّ لا لَكَ! ثُمَّ رَأَيْتُ سَيْفًا ثَانِيًا فَضَرَبَا جَمِيعًافَأَمَّا سَيْفُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلْجَمٍ فَأَصَابَ جَبْهَتَهُ إِلَى قرنه ووصل دِمَاغَهُ وَأَمَّا سَيْفُ شَبِيبٍ فَوَقَعَ فِي الطَّاقِ،وَسَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ:لا يَفُوتَنَّكُمُ الرَّجُلُ وَشَدَّ النَّاسُ عَلَيْهِمَا مِنْ كُلِّ جَانِبٍ شَبِيبٌ فَأَفْلَتَ. وَأُخِذَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلْجَمٍ

ابن النباح موذن آئے اور انہوں نے کہا نماز (تیار ہے) میں نے ان کا (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح ان کے آگے تھے اور میں پیچھے، جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انہوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز، نماز اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے جب نکلتے تو ان کے ہمراہ درہ ہوتا تھا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے، دو آدمیوں نے انہیں روکا اور کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! حکم اللہ ہی کے لیے نہ کہ تمہارے لیے، میں نے دوسری تلوار دیکھی پھر دونوں نے مل کر مارا، عبد الرحمٰن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک ان کے بھیجے تک پہنچ گئی، لیکن شیب کی تلوار وہ محراب میں پڑی، میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آدمی تم سے ہرگز چھوٹنے نہ پائے، لوگ ہر طرف سے ان دونوں پر ٹوٹ پڑے مگر شبیب بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا عبد الرحمٰن بن ملجم کو گرفتار کر لیا گیا۔

غسل و نماز جنازہ:

وَغَسَّلَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ. وَكُفِّنَ فِي ثَلاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ

حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن جعفر نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کرتہ نہ تھا۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَّى عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ وَدُفِنَ عَلِيٌّ بِالْكُوفَةِ عِنْدَ مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فِي الرَّحَبَةِ مِمَّا يَلِي أَبْوَابَ كِنْدَةَ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ النَّاسُ مِنْ صَلاةِ الْفَجْرِ وَكَانَتْ خِلافَةُ عَلِيٍّ أَرْبَعَ سِنِينَ وَتِسْعَةَ أَشْهُرٍ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً

شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب پر نماز جنازہ پڑھی انہوں نے ان پر چار تکبیریں کہیں اور کوفہ

میں جامع مسجد کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ سے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے، ان کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی، جس روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی وہ تریسٹھ برس کے تھے۔ [۱]

[۱] ابن سعد ۱۹تا۲۷، ۳

المصادر والمراجع

العقيدة

◆ الفقه الاكبر ينسب لابى حنيفة النعمان بن ثابت مكتبة الفرقان، الامارات العربية

◆ الباعث على انكار البدع والحوادث المؤلف: اسماعيل بن ابراهيم المحقق: عثمان احمد عنبر الناشر: دار الهدى، القاهرة

◆ كتاب التوحيد المؤلف: محمد بن عبد الوهاب بن سليمان التميمي النجدي المحقق: عبد العزيز بن عبد الرحمن السعيد وغيره جامعة الأمام محمد بن سعود، الرياض، المملكة العربية السعودية

◆ حقيقة السنة والبدعة المؤلف: جلال الدين السيوطى المحقق: ذيب بن مصرى بن ناصر القحطانى الناشر: مطابع الرشيد

◆ شرح الصدور بتحريم رفع القبور المؤلف: محمد بن على بن محمد بن عبد الله الشوكانى اليمنى الناشر: الجامعة الاسلامية، المدينة المنورة

◆ شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور المؤلف: جلال الدين السيوطى المحقق عبد المجيد طعمة حلبى الناشر: دار المعرفة، لبنان

التفاسير

◆ أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير المؤلف: جابر بن موسى بن عبد القادر بن جابر أبو بكر الجزائري مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية

◆ *احسن البیان صلاح الدین یوسف شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلکس*

◆ البحر المحيط في التفسير أبو حيان المؤلف: محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين الأندلسي المحقق: صدقي محمد جميل الناشر: دار الفكر - بيروت

◆ البحر المديد في تفسير القرآن المجيد المؤلف: أبو العباس أحمد بن محمد بن المهدي بن عجيبة الحسني الأنجري الفاسي المحقق: أحمد عبد الله القرشي رسلان الدكتور حسن عباس زكي - القاهرة

◆ التفسير المظهري المؤلف: المظهري، محمد ثناء الله المحقق: غلام نبي التونسي مكتبة الرشدية - الباكستان

◆ التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج المؤلف: د وهبة بن مصطفى الزحيلي الناشر: دار الفكر

المعاصر - دمشق

◆ التفسير الوسيط للقرآن كريم المؤلف: محمد سيد طنطاوى الناشر: دار نهضه مصر القاهره

◆ الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش الناشر: دار الكتب المصرية - القاهرة

◆ الدر المنثور المؤلف: جلال الدين السيوطى الناشر: دار الفكر، بيروت

◆ الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل المؤلف: أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت

◆ اللباب في علوم الكتاب المؤلف: أبو حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي الدمشقي النعماني المحقق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود والشيخ علي محمد معوض الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان

◆ انوار القرآن ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ مکتبہ ملک سنز لاہور

◆ أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن المؤلف: محمد الأمين بن محمد المختار بن عبد القادر الجكني الشنقيطي الناشر: دار الفكر للطباعة و النشر و التوزيع بيروت - لبنان

◆ تفسير الجلالين المؤلف: جلال الدين محمد بن أحمد المحلي وجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي الناشر: دار الحديث - القاهرة

◆ تفسير السمرقندى بحر العلوم المؤلف: أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي

◆ تدبر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی فاران فاونڈیشن لاہور

◆ ترجمان القرآن مولانا ابو الکلام آزاد اسلامی اکیڈمی لاہور

◆ تفسير القرآن من الجامع المؤلف: وهب بن مسلم المصرى المحقق: ميكلوش موراني الناشر: دار الغرب الاسلامى

◆ تفسير القرآن العظيم. تفسير ابن كثير المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي المحقق: سامي بن محمد سلامة الناشر: دار طيبة للنشر و التوزيع

◆ تفسير المراغي المؤلف: أحمد بن مصطفى المراغي شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبي وأولاده بمصر

◆ تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل) المؤلف: أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي الناشر: دار الكلم الطيب، بيروت

◆ تفسير ابن ابى حاتم المؤلف: ابو محمد عبد الرحمن بن محمد الرازى ابن ابى حاتم المحقق: اسعد محمد الطيب الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، المملكة العربية السعودية

◆ تفسير ابن عطية- المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز أبو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمن بن تمام بن عطية الأندلسي المحاربي المحقق: عبد السلام عبد الشافي محمد الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

◆ تفسير ابن كثير المؤلف: حافظ عماد الدين ابو الفداء ابن كثير المحقق: سامى بن محمد سلامة الناشر: دارطيبة للنشر والتوزيع

◆ تفسير البيضاوى- أنوار التنزيل وأسرار التأويل المؤلف: ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي المحقق: محمد عبد الرحمن المرعشلي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

◆ تفسير الثعالبى المؤلف: احمد بن محمد بن ابراهيم الثعلبى تحقيق: الامام ابى محمد بن عاشور الناشر: دار احيائ التراث العربى، بيروت، لبنان

◆ تفسير الخازن- لباب التأويل في معاني التنزيل المؤلف: علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن المحقق: تصحيح محمد علي شاهين الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

◆ تفسير الدر المنثور المؤلف: عبد الرحمن بن ابى بكر، جلال الدين السيوطى الناشر: دار الفر، بيروت

◆ تفسير الرازى- مفاتح الغيب او التفسير الكبير المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

◆ تفسير الزمخشرى. الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل المؤلف: عمرو بن احمد الزمخشرى الناشر: دار الكتاب العربى، بيروت

◆ تفسير السعدى- تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان المؤلف: عبد الرحمن بن ناصر بن عبد الله السعدي المحقق: عبد الرحمن بن معلا اللويحق الناشر: مؤسسة الرسالة

◆ تفسير القاسمى المؤلف: محمد سعيد بن قاسم الحلاق القاسمى المحقق: محمد باسل عيون السود الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ تفسير المنار المؤلف: محمد بهائ الدين بن منلا الهيئة الناشر: المصرية العامة للكتاب

◆ تفسير النيسابورى المؤلف: محمد بن حسين القمى النيسابورى المحقق: الشيخ زكريا عميرات الناشر: دار الكتب العلميه، بيروت

◆ تفسير البغوى المؤلف: ابو محمد الحسين البغوى المحقق: عبد الرزاق المهدى الناشر: دار إحياء التراث العربى، بيروت

◆ تفسير الجلالين المؤلف: جلال الدين محمد بن احمد المحلى و جلال الدين عبد الرحمن بن ابى بكر السيوطى الناشر: دار الحديث، القاهرة

◆ تفسير الطبرى المؤلف: محمد بن جرير ابو جعفر الطبرى تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والاعلان

◆ تفسير القرطبى المؤلف: شمس الدين القرطبى الناشر: دار الكتب المصرية، القاهرة

◆ تفسير المراغى المؤلف: احمد بن مصطفى المراغى شركة مكتبة و مطبعة مصطفى، البابى الحلبى و اولاده بمصر

◆ تفسیر ثنائی مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمہ اللہ مکتبہ اصحاب الحدیث

◆ تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ ، مجمع الملک فہد السعودیۃ

◆ تفسیر ماجدی مولانا عبد الماجد دریا آبادی رحمہ اللہ

◆ تفہیم القرآن مولانا ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور

◆ توفيق الرحمن فى دروس القرآن المؤلف: فيصل ابن حمد المبارك الناشر: دار العاصمه، المملكة العربيه السوديه

◆ جامع البيان فى تاويل القرآن المؤلف: محمد بن جرير المحقق: أحمد محمد شاكر الناشر: مؤسسة الرسالة

◆ روح البيان المؤلف: إسماعيل حقى بن مصطفى، المولى ابو الفداء الناشر: دار الفكر، بيروت

◆ روح المعانى المؤلف: شهاب الدين محمود الحسينى الالوسى المحقق: على عبد البارى عطية الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ زاد المسير في علم التفسير المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي المحقق: عبد الرزاق المهدي الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت

◆ ضیاء القرآن پیر کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

◆ فتح البيان في مقاصد القرآن المؤلف: أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي الناشر: المَكتبة العصريَّة للطبَاعة والنّشْر، صَيدَا - بَيروت

◆ فتح القدير للشوكاني المؤلف: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني دار ابن كثير، الناشر: دار الكلم الطيب - دمشق، بيروت

◆ في ظلال القرآن المؤلف: سيد قطب شهيد الناشر: دار الشروق، بيروت القاهره

◆ لباب التاويل في معاني التنزيل المؤلف: ابو الحسن، المعروف بالخازن المحقق: تصحيح محمد على شاهين الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ لطائف الإشارات = تفسير القشيري المؤلف: عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري إبراهيم البسيوني الهيئة المصرية الناشر: العامة للكتاب - مصر

◆ مجموعہ تفاسیر فراہی مولانا حمید الدین فراہی رحمہ اللہ مترجم مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی

◆ مراح لبيد لكشف معنى القرآن المجيد المؤلف: محمد بن عمر نووي الجاوي البنتني إقليما، التناري بلدا المحقق: محمد أمين الصناوي الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

◆ معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ، ادارۃ المعارف کراچی

◆ معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي المؤلف: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي المحقق: عبد الرزاق المهدي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

◆ معاني القرآن المؤلف: أبو زكريا يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور الديلمي الفراء المحقق: أحمد يوسف النجاتي / محمد علي النجار / عبد الفتاح إسماعيل الشلبي الناشر: دار المصرية للتأليف والترجمة - مصر

◆ نظم الدرر في تناسب الآيات والسور المؤلف: إبراهيم بن عمر بن حسن الرباط بن علي بن أبي بكر البقاعي الناشر: دار الكتاب الإسلامي، القاهرة

◆ تفسير القرآن المؤلف: أبو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار ابن أحمد المروزى السمعاني

التميمي الحنفي ثم الشافعي المحقق: ياسر بن إبراهيم وغنيم بن عباس بن غنيم الناشر: دار الوطن، الرياض - السعودية

◆ معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور

◆ زهرة التفاسير المؤلف: محمد بن أحمد بن مصطفى بن أحمد المعروف بأبي زهرة دار النشر: دار الفكر العربي

◆ روائع التفسير (الجامع لتفسير الإمام ابن رجب الحنبلي) المؤلف: زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي الناشر: دار العاصمة - المملكة العربية السعودية

◆ الأساس في التفسير المؤلف: سعيد حوّى الناشر: دار السلام - القاهرة

◆ تفسير الماوردي = النكت والعيون المؤلف: أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي المحقق: السيد ابن عبد المقصود بن عبد الرحيم الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت/لبنان

◆ تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن المؤلف: الشيخ العلامة محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الهرري الشافعي إشراف ومراجعة: الدكتور هاشم محمد علي بن حسين مهدي الناشر: دار طوق النجاة، بيروت - لبنان

◆ الهداية إلى بلوغ النهاية في علم معاني القرآن وتفسيره، وأحكامه، وجمل من فنون علومه المؤلف: أبو محمد مكي بن أبي طالب حَمّوش بن محمد بن مختار القيسي القيرواني ثم الأندلسي القرطبي المالكي المحقق: مجموعة رسائل جامعية بكلية الدراسات العليا والبحث العلمي - جامعة الشارقة، بإشراف أ. د: الشاهد البوشيخي الناشر: مجموعة بحوث الكتاب والسنة - كلية الشريعة والدراسات الإسلامية - جامعة الشارقة

◆ صفوة التفاسير المؤلف: محمد علي الصابوني الناشر: دار الصابوني للطباعة والنشر والتوزيع - القاهرة

◆ تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن المؤلف: الشيخ العلامة محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الهرري الشافعي إشراف ومراجعة: الدكتور هاشم محمد علي بن حسين مهدي الناشر: دار طوق النجاة، بيروت - لبنان

علوم القرآن

◆ أحكام القرآن المؤلف: أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي المحقق: محمد صادق القمحاوي - عضو لجنة مراجعة المصاحف بالأزهر الشريف الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

متون الحديث

◆ إثبات عذاب القبر المؤلف: احمد بن الحسين، ابو بكر البيهقى المحقق: دكتور شرف محمود القضاة الناشر: دار الفرقان، عمان الاردن

◆ الأموال لابن زنجويه تحقيق: شاكر ذيب فياض مركز الملك فيصل للبحوث و الدراسات الاسلامية

◆ الترغيب و الترهيب المؤلف: عبد العظيم بن عبد القوى، المنذرى المحقق: إبراهيم شمس الدين الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ الجهاد لابن ابى عاصم الضحاك بن مخلد الشيبانى المحقق: مساعد بن سليمان الراشد الجميد الناشر: مكتبه العلوم و الحكم، مدينه منوره

◆ السنة ابو بكر بن ابى عاصم المحقق: محمد ناصر الدين الالبانى الناشر: المكتب الاسلامى، بيروت

◆ الطهور للقاسم بن سلام ابو عبيد القاسم بن سلام مشهور حسن محمود سلمان الناشر: مكتبه الصحابته جده

◆ الفوائد المؤلف: ابو القاسم تمام بن محمد بن عبد الله المحقق: حمدى عبد المجيد السلفى الناشر: مكتبه الرشد، الرياض

◆ المجالسة و جواهر العلم المؤلف: ابو بكر احمد بن مروان الدينورى المحقق: ابو عبيده مشهور بن حسن آل سلمان الناشر: جمية التربية الاسلامية البحرين

◆ المخلصيات عبد الرحمن بن زكريا البغدادى المخلص المحقق: نبيل سعد الدين جرار وزارت الاوقاف قطر

◆ المراسيل ابو داود سليمان بن الاشعت المحقق: شعيب الارناووط الناشر: موسسته الرساله، بيروت

◆ المستدرك حاكم المؤلف: ابو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله النيسابورى تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ المعجم الاوسط المؤلف: سليمان بن احمد، ابو القاسم الطبرانى المحقق: طارق بن عوض الله، عبد

المحسن الناشر: دار الحرمين، القاهرة

◆ المعجم الكبير المؤلف: سليمان بن احمد، ابو القاسم الطبرانی المحقق: حمدی بن عبد المجيد السلفی الناشر: مكتبة ابن تيمية، القاهرة

◆ المنتقى لابن الجارود المؤلف: على بن الجارود النيسابوری المحقق: عبدالله عمر البارودی الناشر: موسسته الكتاب الثقافية، بيروت

◆ المنتقى من السنن المسندة المؤلف: عبدالله بن علی بن الجارود المحقق: عبدالله عمر البارودی الناشر: مؤسسة الكتاب الثقافة، بيروت

◆ بلوغ المرام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ تحقیق وتخریج حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی الناشر: مکتبہ دار السلام

◆ جامع ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ترجمہ مولانا بدیع الزماں الناشر: اسلامی کتب خانہ

◆ سنن ابن ماجہ ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ ترجمہ علامہ وحید الزماں الناشر: اسلامی کتب خانہ

◆ سنن ابوداؤد امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تحقیق وتخریج حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی الناشر: مکتبہ دار السلام

◆ سنن الدارقطنی المؤلف: ابو الحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی حققه وعلق عليه: شعيب الارنووط، عبد المنعم الناشر: موسسة الرسالة، بيروت، لبنان

◆ سنن الدارمی المؤلف: عبد الصمد الدارمی، التميمی السمرقندی تحقيق: حسين سليم اسد الدارانی الناشر: دار المغنی للنشر والتوزيع، العربية السعودية

◆ سنن نسائی امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی تحقیق وتخریج حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی الناشر: مکتبہ دار السلام

◆ شرح السنة المؤلف: محمد بن الفراء البغوی تحقيق: شعيب الارنواوط، محمد زهير الشاويش الناشر: المكتب الاسلامی، دمشق، بيروت

◆ شرح مذاهب أهل السنة ومعرفة شرائع الدين والتمسك بالسنن المؤلف: أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أيوب بن أزداذ البغدادي المعروف بابن شاهين المحقق: عادل بن محمد الناشر: موسسة قرطبة للنشر والتوزيع

◆ شرح معاني الآثار المؤلف: ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك عالم الكتب

◆ شعب الايمان المؤلف: احمد بن الحسين بن علی بن موسی، ابو بكر البيهقی الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض

◆ صحيح ابن حبان المؤلف: احمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمی حققه وخرج احاديثه وعلق عليه

شعیب الارنووط الناشر:موسسة الرسالة، بیروت

◆ صحیح بخاری المؤلف:امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری المحقق محمد زھیر بن ناصر الناصر الناشر:مکتبہ دار طوق النجاة

◆ صحیح مسلم امام ابی الحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم ترجمہ مولانا عزیز الرحمان الناشر: مکتبہ رحمانیہ لاہور

◆ عمل الیوم واللیة المؤلف:شعیب بن علی الخراسانی ،النسائی المحقق: د. فاروق حمادة الناشر:موسسة الرسالة بیروت

◆ فضائل الاوقات المؤلف:ابوبکر البیھقی المحقق:عدنان عبدالرحمٰن مجید القیسی الناشر:مکتبہ المنارہ، مکہ المکرمہ

◆ مجمع الزوائد المؤلف:ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان المحقق:حسام الدین القدسی الناشر:مکتبة القدسی، القاھرة

◆ مساوئ الأخلاق ومذمومھا المؤلف:سھل بن شاکر الخرائطی الناشر:مکتبہ السوادی للتوزیع، جدہ

◆ مسند ابی حنیفة ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تحقیق:عبدالرحمن حسن محمود الناشر:الآداب، مصر

◆ مسند احمد المؤلف:امام احمد بن حنبل المحقق: شعیب الارنواوط ، عادل مرشد الناشر: موسسة الرسالة، بیروت

◆ مسند ابی یعلی المؤلف:ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی المحقق:حسین سلیم اسد الناشر:دار المامون للتراث، دمشق

◆ مسند البزار المؤلف: ابوبکر احمد بن عمرو المعروف بالبزار المحقق:محفوظ الرحمن زین اللہ وغیرہ الناشر:مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة

◆ مسند عبد بن حمید المؤلف:حمید بن نصر الکسی المحقق:صبحی البدری، محمود محمد خلیل الناشر:مکتبہ السنة، القاھرة

◆ المصنف المؤلف:ابوبکر بن ابی شیبة المحقق: کمال یوسف الحوت الناشر:مکتبة الرشد، الریاض

◆ معجم الشیوخ المؤلف:الحسن بن ھبة اللہ المعروف بابن عساکر المحقق:الدکتورة وفاء تقی الدین الناشر:دار البشائر، دمشق

◆ معرفة السنن والآثار المؤلف:ابوبکر البیھقی المحقق:عبدالمعطی امین قلعجی الناشر:دار قتیبة دمشق، بیروت

◆ موارد الظمآن الى زوائد ابن حبان المؤلف: على بن ابى بكر بن سليمان الهيثمى المحقق: محمد عبد الرزاق حمزه الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ موطا مام مالک المؤلف: امام مالک رحمه الله المحقق: محمد مصطفى الأعظمي مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية

◆ موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان المؤلف: أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي المحقق: محمد عبد الرزاق حمزة

الناشر: دار الكتب العلمية

◆ العظمة لابِي الشيخ الأصبهاني المؤلف: أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبِي الشيخ الأصبهاني المحقق: رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري الناشر: دار العاصمة - الرياض

◆ تعظيم قدر الصلاة المؤلف: أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِي المحقق: د. عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائيا الناشر: مكتبة الدار - المدينة المنورة

◆ الأحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما المؤلف: ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي دراسة وتحقيق: معالي الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش الناشر: دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان

◆ المخلصيات وأجزاء أخرى لأبي طاهر المخلص المؤلف: محمد بن عبد الرحمن بن العباس بن عبد الرحمن بن زكريا البغدادي المخَلِّص المحقق: نبيل سعد الدين جرار الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية لدولة قطر

◆ مسند الشهاب المؤلف: أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون القضاعي المصري المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت

◆ جامع بيان العلم وفضله المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي تحقيق: أبي الأشبال الزهيري الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية

◆ تعظيم قدر الصلاة المؤلف: أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِي المحقق: د. عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي الناشر: مكتبة الدار - المدينة المنورة

◆المسند للشاشي المؤلف: أبو سعيد الهيثم بن كليب بن سريج بن معقل الشاشي البِنْكَثي المحقق: د. محفوظ الرحمن زين الله الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة

◆ترتيب الأمالي الخميسية للشجري مؤلف الأمالي: يحيى (المرشد بالله) بن الحسين (الموفق) بن إسماعيل بن زيد الحسني الشجري الجرجاني رتبها: القاضي محيي الدين محمد بن أحمد القرشي العبشمي تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

◆الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني ومعه بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني المؤلف: أحمد بن عبد الرحمن بن محمد البنا الساعاتي الناشر: دار إحياء التراث العربي

◆مكارم الأخلاق للطبراني المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني كتب هوامشه: أحمد شمس الدين الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

الاجزاء الحديثة

◆ الدرة الثمينة في أخبار المدينة المؤلف: محب الدين المعروف بابن النجار المحقق: حسين محمد على شكرى شركة الناشر: دار الارقم بن ابى الارقم

◆ القراءة خلف الامام المؤلف: ابو بكر البيهقى المحقق: محمد السعيد بن بسيونى زغلول الناشر: دار الكتب العلميه، بيروت

◆ المنتخب من كتاب الزهد و الرقائق المؤلف: ابو بكر احمد بن على بن ثابت بن احمد بن مهدى المحقق: د. عامر حسن صبرى الناشر: دار البشائر الاسلامية، بيروت/لبنان

كتب ابن ابى الدنيا

◆ الاهوال قيس البغدادى المعروف بابن ابى الدنيا المحقق: طارق محمد سكلوع العمود الناشر: مكتبة الغرباء الاثرية

◆ القبور قيس البغدادى المعروف بابن ابى الدنيا المحقق: طارق محمد سكلوع العمود الناشر: مكتبة الغرباء الاثرية

◆ الصمت و آداب اللسان أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن أبي الدنيا المحقق: أبو إسحاق الحويني الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت

شروح الحديث

◆ التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي تحقيق: مصطفى بن أحمد العلوي, محمد عبد الكبير البكري وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية - المغرب

◆ التعليق الممجد على موطا المؤلف: محمد عبد الحى بن محمد عبد الحليم الانصارى تعليق وتحقيق: تقى الدين الندوى الناشر: دار القلم، دمشق

◆ عمدة القارى المؤلف: ابو محمد محمود بن احمد بن موسى بن احمد بن حسين الناشر: دار إحياء التراث العربى، بيروت

◆ فتح البارى المؤلف: احمد بن على بن حجر ابو الفضل العسقلانى الناشر: دار المعرفة، بيروت

◆ فتح الربانى لترتيب مسند الامام احمد المؤلف: احمد عبد الرحمن البنا الشيبانى الناشر: دار إحياء التراث العربى

◆ تاويل مختلف الحديث المؤلف: أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري الناشر: المكتب الاسلامي - مؤسسة الإشراق

◆ تحفه الاحوذى المؤلف: ابو العلاء محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ سبل السلام المؤلف: محمد بن اسماعيل بن صلاح بن محمد الحسنى الناشر: دار الحديث، مصر

◆ عون المعبود المؤلف: محمد اشرف العظيم آبادى الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ مرعاة المفاتيح المؤلف: ابو الحسن عبيد الله الرحمانى المباركپورى الناشر: ادارة البحوث العلمة، الجامعة السلفية، بنارس الهند

◆ نيل الاوطار المؤلف: محمد بن عبد الله الشوكانى تحقيق: عصام الدين الصبابطى الناشر: دار الحديث، مصر

◆ شرح الأربعين النووية في الأحاديث الصحيحة النبوية المؤلف: تقي الدين أبو الفتح محمد بن علي بن وهب بن مطيع القشيري، المعروف بابن دقيق العيد الناشر: مؤسسة الريان

◆ شرح صحيح البخارى لابن بطال المؤلف: ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملك تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم دار النشر: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض

◆ فتح المنعم شرح صحيح مسلم المؤلف: الأستاذ الدكتور موسى شاهين لاشين الناشر: دار الشروق

كتب التخريج والزوائد

◆ التلخيص الحبير المؤلف: ابو الفضل احمد بن على بن حجر العسقلانى الناشر: دار الكتب العلمية

◆ الجامع الصغير المؤلف: جلال الدين السيوطى

◆ الدراية في تخريج أحاديث الهداية المؤلف: ابو الفضل احمد بن على بن حجر العسقلانى المحقق: السيد عبدالله هاشم اليمانى المدنى الناشر: مدار المعرفة، بيروت

◆ المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة المؤلف: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي المحقق: محمد عثمان الخشت الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت

◆ جامع المسانيد و السنن المؤلف: ابو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير المحقق: عبد الملک بن عبد الله الدهيش الناشر: دار خضر للطباعة و التوزيع بيروت

◆ كشف الاستار عن زوائد البزار المؤلف: نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي تحقيق: حبيب الرحمن الاعظمى الناشر: موسسة الرسالة، بيروت

◆ كشف الخفاء المؤلف: اسماعيل بن محمد، ابو الفداء تحقيق: عبد الحميد بن احمد بن يوسف بن ندوى الناشر: المكتبة العصرية

◆ كنز العمال المؤلف: علاء الدين على بن حسام المحقق: بكرى حيانى - صفوة السقا الناشر: موسسة الرسالة

◆ مصباح الزجاجة المؤلف: قايماز بن عثمان البوصيرى الكنانى المحقق: محمد المنتقى الكشناوى الناشر: دار العربية، بيروت

◆ نصب الراية جمال الدين ابو محمد عبد الله المحقق: محمد عوامة موسسة الريان الناشر: للطباعة و النشر، بيروت لبنان

◆ جامع الأصول في أحاديث الرسول المؤلف: مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير تحقيق: عبد القادر الأرنؤوط - التتمة تحقيق بشير عيون الناشر: مكتبة الحلواني - مطبعة الملاح - مكتبة دار البيان

كتب الالبانى

◆ احكام الجنائز محمد ناصر الدين البانى الناشر: المكتب السلامى

◆ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري الألباني الناشر: دار المعارف، الرياض، الممكاة العربية السعودية

◆ الإسراء والمعراج وذكر أحاديثهما وتخريجها وبيان صحيحها أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري الألباني الناشر: المكتبة الإسلامية

العلل والسؤالات

◆ الضعفاء الكبير المؤلف: عمرو بن موسى بن حماد العقيلى المحقق: عبد المعطى امين قلعجى الناشر: دار المكتبه العلميه، بيروت

◆ العلل المتناهية في الأحاديث الواهية على بن محمد الجوزى المحقق: ارشاد الحق الاثرى الناشر: ادارة العلوم الاثريه فيصل آباد پاکستان

◆ المصنوع فى معرفة الحديث الموضوع المؤلف: نور الدين الملا الهروى القارى المحقق: عبد الفتاح ابو غدة الناشر: الرسالة، بيروت

◆ الموضوعات المؤلف: على بن محمد الجوزى ضبط وتقديم وتحقيق: عبد الرحمٰن محمد عثمان الناشر: المكتبة السلفية بالمدينة المنورة

◆ تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة المؤلف: نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني المحقق: عبد الوهاب عبد اللطيف, عبد الله محمد الصديق الغماري الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

فقه

◆ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف المؤلف: ابراهيم بن المنذر النيسابورى
تحقيق: ابو حماد صغير احمد بن محمد حنيف الناشر: دار طيبه رياض سعوديه

◆ الام للشافعى المؤلف: ابو عبد الله محمد بن ادريس الناشر: دار المعرفة، بيروت

◆ الانصاف فى معرفته الراجع من الخلاف المؤلف: علائ الدين ابو الحسن على بن سليمان الناشر: داراحيائ التراث العربى

◆ البناية شرح الهداية المؤلف: احمد بن حسين الغيتابى حنفى الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

◆ الهداية في شرح بداية المبتدي المؤلف: علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين المحقق: طلال يوسف الناشر: دار إحياء التراث العربى، بيروت

◆ الروضة الندية المؤلف: ابو الطيب محمد صديق خان الناشر: دار ابن القيم، الرياض

◆ السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار المؤلف: محمد بن على بن محمد بن عبد الله الشوكانى الناشر: دار ابن حزم

◆ الفروع تصحيح الفروع المؤلف: شمس الدين حنبلى المحقيق: عبد الله بن عبد المحسن الناشر: موسسة الرسالة بيروت

◆ الفروع ومعه تصحيح الفروع المؤلف: محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج المحقق عبد الله بن عبد المحسن الناشر: موسسته الرسالته

◆ المبسوط المؤلف: ابو عبد الله محمد بن الحسن المحقق: ابو الوفا الافغانى الناشر: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراچى

◆ المبسوط المؤلف: محمد بن احمد بن ابو سهل شمس الائمه السرخسى الناشر: دار المعرفة، بيروت

◆ المجموع شرح المهذب المؤلف: يحيىٰ بن شرف النوى الناشر: دار الفكر

◆ المحلى بالآثار المؤلف: سعيد بن حزم اندیسی قرطبی الناشر: دار الفكر بيروت

◆ المغنى لابن قدامه المؤلف: ابو محمد موفق الدين عبد الله بن احمد بن محمد قدامة الناشر: مكتبة القاهرة

◆ كتاب الأموال المؤلف: ابو عبيد القاسم بن سلام بن عبد الله المحقق: خليل محمد هراس الناشر: دار الفكر، بيروت

◆ حجة الله البالغة المؤلف: شاه ولى الله ديلوى المحقق السيد سابق الناشر: دار الجيل بيروت، لبنان

◆ دقائق أولي النهى لشرح المنتهى المؤلف: منصور بن يونس الناشر: عالم الكتب

◆ فقه السنة المؤلف: سيد سابق الناشر: دار الكتاب العربى، بيروت، لبنان

◆ كشاف القناع عن متن الاقناع المؤلف: حسن بن ادريس حنبلى الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

◆ مسائل الامام احمد رواية ابنه عبد الله المؤلف: ابو عبد الله احمد بن محمد المحقق: زهير الشاويش

الناشر: المكتب الاسلامى بيروت

◆ تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله من الأخبار المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري

المحقق: محمود محمد شاكر الناشر: مطبعة المدني - القاهرة

◆ مراتب الإجماع في العبادات والمعاملات والاعتقادات المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

بحوث ومسائل

◆ القول البديع المؤلف: عبد الرحمن بن محمد السخاوى الناشر: دار الريان للتراث

السياسة الشرعية والقضاء

◆ شرح السير الكبير المؤلف: محمد بن احمد بن ابى سهل شمس الائمة السرخسى الشركة الشرقية الاعلانات

الفتاوى

◆ فتاوى يسألونك الأستاذ الدكتور المؤلف: حسام الدين بن موسى عفانة الناشر: المكتبة العلمية ودار الطيب للطباعة والنشر

◆ مجموع الفتاوى المؤلف: شيخ الاسلام ابن تيمة

◆ فتاوى إسلامية المؤلف: الشيخ: عبد العزيز بن عبد الله بن باز الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض

كتب ابن تيمة

◆ مجموع الفتاوى تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني المحقق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية

◆ الفتاوى الكبرى لابن تيمية المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي الناشر: دار الكتب العلمية

كتب ابن القيم

◆ اعلام الموقعين شمس الدين ابن قيم تحقيق: محمد عبد السلام ابراهيم الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ اغاثة اللهفان شمس الدين ابن قيم المحقق: محمد عفيفى الناشر: المكتب الاسلامى، بيروت لبنان

◆ اغاثة اللهفان من مصايد الشيطان شمس الدين ابن قيم المحقق: محمد حامد الفقى الناشر: مكتبه المعارف رياض سعوديه

◆ الروح سعد شمس الدين ابن قيم الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ المنار المنيف شمس الدين ابن قيم المحقق: عبد الفتاح ابو غده الناشر: مكتبه المطبوعات الاسلاميه حلب

◆ بدائع الفوائد محمد بن ابى بكر شمس الدين ابن قيم الناشر: دار الكتاب العربى، بيروت

◆ جلاء الافهام شمس الدين ابن قيم المحقق: شعيب الارناؤوط ،عبدالقادر الارناؤوط الناشر: دار العروبة، الكويت

◆ حادى الارواح إلى بلاد الافراح ايوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الناشر: مطبعة المدنى، القاهرة

الرقاق والاداب والاذكار

◆ أهوال القبور المؤلف: عبد الرحمن بن احمد بن رجب، الحنبلى المحقق: عاطف صابر شاهين الناشر: دار الغد الجديد، المنصورة، مصر

◆ احياء علوم الدين المؤلف: ابو حامد محمد بن محمد الغزالى الطوسى الناشر: دار المعرفة بيروت

◆ الاذكار المؤلف: يحيىٰ بن شرف النوى تحقيق: عبد القادر الارنووط الناشر: دار الفكر للطباعه والنشر والتواريخ بيروت لبنان

◆ الحصن الحصين المؤلف: محمد بن عبد الله الشوكانى الناشر: دار القلم، بيروت، لبنان

◆ صفة الصفوة المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي المحقق: أحمد بن علي الناشر: دار الحديث، القاهرة، مصر

◆ الكبائر للذهبى المؤلف: تنسب لشمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي الناشر: دار الندوة الجديدة - بيروت

◆ الزواجر عن اقتراف الكبائر المؤلف: أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس الناشر: دار الفكر

◆ اللطائف، المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي

◆ الزهد المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني وضع حواشيه: محمد عبد السلام شاهين الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

◆ المسند للشاشي المؤلف: أبو سعيد الهيثم بن كليب بن سريج بن معقل الشاشي البِنْكَثي المحقق: د. محفوظ الرحمن زين الله الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة

◆ التخويف من النار والتعريف بحال دار البوار المؤلف: زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي المحقق: بشير محمد عيون دار النشر: مكتبة المؤيد - الطائف، دار البيان - دمشق

السيرة والشمائل

◆ أعلام النبوة المؤلف: أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي الناشر: دار ومكتبة الهلال - بيروت

◆ اعلام السائلين المؤلف: شمس الدين محمد بن على بن خمارويه بن طولون حققه: محمود الارناووط الناشر: الرسالة، بيروت

◆ الاكتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤلف: سليمان بن موسى بن سالم بن حسان الكلاعي الحميري، أبو الربيع الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

◆ الإملاء المختصر في شرح غريب السير المؤلف: مصعب بن محمد (أبي بكر) بن مسعود الخشنى الجيانى الأندلسي استخرجه وصححه: بولس برونله الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

◆ الخصائص الكبرى المؤلف: عبد الرحمن بن ابى بكر، جلال الدين السيوطى الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ الرحيق المختوم المؤلف: صفى الرحمن المباركفورى الناشر: دار الهلال، بيروت

◆ الروض الانف المؤلف: عبد الرحمن بن عبد الله بن احمد السهيلى الناشر: دار إحياء لتراث العربى، بيروت

◆ السيرة النبوية على ضوء القرآن والسنة المؤلف: محمد بن محمد بن سويلم ابو شُهبة الناشر: دار القلم، دمشق

◆ السيرة النبوية وأخبار الخلفاء المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ،

التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي الكتب الثقافية - بيروت

◆ السيرة النبوية والدعوة في العهد المدني المؤلف: احمد احمد غلوش الناشر: موسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع

◆ السيرة النبوية لابن هشام عبد الملک بن هشام تحقیق: مصطفى السقا وغيره شركه مكتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی واولاده بمصر

◆ السيرة النبوية المؤلف: عبد الشافی محمد عبد اللطيف الناشر: دار السلام، القاهرة

◆ امتاع الاسماع المؤلف: تقی الدين المقريزی المحقق: محمد عبد الحميد النميسی الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ بهجة المحافل وبغية الأماثل المؤلف: يحيى بن أبى بكر بن محمد بن يحيى العامري الحرضي الناشر: دار صادر - بيروت

◆ جامع التحصيل في أحكام المراسيل المؤلف: عبدالله الدمشقی العلائی المحقق: حمدی عبدالمجيد السلفی الناشر: عالم الكتب ، بيروت

◆ جمع الوسائل في شرح الشمائل المؤلف: ابو الحسن نور الدين الناشر: المطبعة الشرفية مصر

◆ خاتم النبيين صلى الله عليه وآله وسلم المؤلف: محمد بن أحمد بن مصطفى بن أحمد المعروف بأبي زهرة الناشر: دار الفكر العربي - القاهرة

◆ دلائل النبوة المؤلف: احمد بن الحسين، ابو بكر البيهقی المحقق: د. عبد المعطی قلعجی الناشر: دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث

◆ رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان منصور پوری ناشر الفیصل ناشران وتاجران کتب

◆ زاد المعاد المؤلف: علامہ حافظ ابن قیم ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت

◆ سبل الهدى والرشاد المؤلف: حمد بن يوسف الصالحی الشامی تحقيق وتعليق: الشيخ عادل احمد عبد الموجود الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

◆ سیرت المصطفٰی مولانا محمد ادریس کاندھلوی ناشر فرید بک ڈپو پرائیوٹ لمیٹڈ

◆ سیرت النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی ناشر ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی

◆ سیرت رسول پاک ابن اسحاق مکتبہ نبویہ لاہور

◆ سیرت سرور عالم مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ ادارہ ترجمان القران لاہور

◆ سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الشیخ عبداللہ بن الشیخ محمد بن عبدالوھاب ناشر جامعہ العلوم الاثریہ جہلم

◆ شرح الزرقاني علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية المؤلف: شهاب الدين بن محمد الزرقانی المالکی الناشر: دار الکتب العلمیة

◆ شرف مصطفیٰ المؤلف: عبدالملک بن محمد النیسابوری، ابو سعد الناشر: دار البشائر الاسلامیة، مکه

◆ عیون الاثر المؤلف: ابن سید الناس، الیعمری الربعی تعلیق: إبراهیم محمد رمضان الناشر: دار القلم، بیروت

◆ مغازی واقدی المؤلف: ابو عبداللہ الواقدی تحقیق: مارسدن جونس الناشر: دار الاعلمی، بیروت

◆ نور اليقين في سيرة سيد المرسلين المؤلف: محمد بن عفيفی الباجوری الناشر: دار الفيحاء، دمشق

◆ فقه السيرة النبوية مع موجز لتاريخ الخلافة الراشدة المؤلف: محّمد سَعيد رَمضان البوطي الناشر: دار الفكر - دمشق

◆ المنهج الحرکی للسيرة النبوية المؤلف: منير محمد الغضبان الناشر: مكتبة المنار - الأردن - الزرقاء

◆ الأساس في السنة وفقهها - السيرة النبوية المؤلف: سعيد حوّی الناشر: دار السلام للطباعة والنشر والتوزيع والترجمة

تاریخ

◆ اسواق العرب فی الجاهلية والاسلام المؤلف: سعيد بن محمد بن احمد الافغانی

◆ الانشراح وَرَفعُ الضِّيق في سِيرة أبي بَكر الصِّديق شخصيته وَعَصره عَلي محمد محمد الصَّلاَّبي الناشر: دار التوزيع والنشر الإسلامية، القاهرة - مصر

◆ البدايه والنهاية المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي الناشر: دار ا لفكر

◆ الكامل فی التاريخ المؤلف: عز الدين ابن الاثير تحقيق: عمر عبد السلام تدمری الناشر: دار الكتاب العربی، بيروت، لبنان

◆ المختصر في أخبار البشر المؤلف: أبو الفداء عماد الدين إسماعيل بن علي بن محمود بن محمد الناشر: المطبعة الحسينية المصرية

◆ المعارف المؤلف: ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتيبه تحقيق ثروت عكاشه الهيته المصريه

الناشر:العامته للکتاب ،القاھرہ

◆ المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام المؤلف:الدکتور جواد علي دار الساقي

◆ المنتظم في تاریخ الأمم والملوك المؤلف:عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی المحقق: محمد عبد القادر عطا، مصطفی عبد القادر عطاء الناشر: دار الکتب العلمی، بیروت

◆ تاریخ الخلفاء المؤلف:عبد الرحمن بن أبي بکر، جلال الدین السیوطي المحقق: حمدي الدمرداش الناشر: مکتبة نزار مصطفی الباز

◆ تاریخ الطبري=تاریخ الرسل والملوك، وصلة تاریخ الطبري علامه ابی جعفر محمد بن جریر الطبری الناشر: دار التراث-بیروت

◆ تاریخ العرب القدیم المؤلف:توفیق برو الناشر: دار الفکر، بیروت

◆ تاریخ مکة المشرفة المؤلف: بهاء الدین ابو البقاء المعروف بابن الضیاء المحقق: علائ ابراهیم، ایمن نصر الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان

◆ تاریخ المدینہ المنورہ محمد عبد المعبود مکتبہ رحمانیہ لاہور

◆ تاریخ المکۃ المکرمہ محمد عبد المعبود مکتبہ رحمانیہ لاہور

◆ تاریخ حرمین شریفین علامہ الحاج عباس کرارہ مصری مکتبہ رحمانیہ لاہور

◆ خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفی المؤلف: علی بن عبد اللہ بن احمد الحسنی السمهودی تحقیق: محمد الامین محمد محمود احمد الجکینی

◆ رسول اللہ میدان جہاد میں احسان بی اے مکتبہ نگارشات پبلیشرز لاہور

◆ شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام المؤلف: محمد بن احمد بن علی الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت لبنا ن

◆ غزوات رسول اللہ ﷺ بریگیڈیر گلزار احمد مکتبہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور

◆ غزوات وسرایا اختر حسین شیخ تخلیقات پبلیکیشنز لاہور

◆ فتح خیبر محمد احمد باشمیل ترجمہ اختر فتح پوری نفیس اکیڈمی

◆ فتوح البلدان المؤلف: احمد بن یحیی بن جابر بن داود البلاذری الناشر: دار و مکتبة الهلال، بیروت

◆ مروج الذهب المؤلف: ابو الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی الناشر: دار الکتب العلمیة ،بیروت_لبنان

◆ البدء والتاريخ المؤلف: المطهر بن طاهر المقدسي الناشر: مكتبة الثقافة الدينية، بور سعيد

التراجم والطبقات

◆ اسد الغابة المؤلف: عز الدين ابن الاثير محقق: على محمد معوض، عادل احمد عبد الموجود الناشر: دار الكتب العلمية

◆ الاستيعاب في معرفة الأصحاب المؤلف: ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر المحقق: على محمد البجاوى الناشر: دار الجيل، بيروت

◆ الإصابة في تمييز الصحابة المؤلف: محمد بن احمد بن حجر العسقلانى تحقيق عادل احمد عبد الموجود وعلى محمد معوض الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ التحفة اللطيفة في تاريخ المدينة الشريفة المؤلف: شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي الناشر: الكتب العلميه، بيروت - لبنان

◆ تاريخ بغداد للخطيب البغدادي المؤلف: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي المحقق: الدكتور بشار عواد معروف الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت

◆ تاريخ دمشق المؤلف: ابو القاسم على بن الحسن بابن عساكر المحقق: عمرو بن غرامة العمروى الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع

◆ تقريب التهذيب المؤلف: محمد بن احمد بن حجر العسقلانى المحقق: محمد عوامة الناشر: دار الرشيد سوريا

◆ سيرة السيدة عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها المؤلف: السيد سليمان الندوي الحسيني الناشر: دار القلم

◆ طبقات ابن سعد المؤلف: علامه ابو عبد الله محمد بن سعد البصرى تحقيق: محمد عبد القادر عطا الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

◆ لسان الميزان المؤلف: احمد بن حجر العسقلانى المحقق: دائرة المعرف النظامية، الهند مئوسسة الاعلمى للمطبوعات بيروت، لبنان

◆ ميزان الاعتدال المؤلف: احمد بن عثمان بن قايماز الذهبى تحقيق: على محمد البجاوى الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت ، لبنان

◆ تاريخ أصبهان = أخبار أصبهان المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني المحقق: سيد كسروي حسن الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

◆ المعجم في أسامي شيوخ أبي بكر الإسماعيلي المؤلف: أبو بكر أحمد بن إبراهيم بن إسماعيل بن

العباس بن مرداس الإسماعيلي الجرجاني المحقق: د. زياد محمد منصور الناشر: مكتبة العلوم والحكم -المدينة المنورة

◆ الرياض النضرة في مناقب العشرة المؤلف: أبو العباس، أحمد بن عبد الله بن محمد، محب الدين الطبري الناشر: دار الكتب العلمية

◆ سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني المؤلف: إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علي القرشي الطليحي التيمي الأصبهاني، أبو القاسم، الملقب بقوام السنة تحقيق: د. كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد الناشر: دار الراية للنشر والتوزيع، الرياض

الانساب

◆ جمهرة أنساب العرب المؤلف: أبو المنذر هشام بن محمد أبي النضر ابن السائب ابن بشر الكلبي

◆ جمل من أنساب الأشراف المؤلف: أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري تحقيق: سهيل زكار ورياض الزركلي الناشر: دار الفكر - بيروت

البلدان والجغرافيا والرحلات

◆ معالم مكة التأريخية والأثرية المؤلف: عاتق بن غيث بن زوير بن زاير بن حمود بن عطية بن صالح البلادي الحربي الناشر: دار مكة للنشر والتوزيع

◆ معجم البلدان المؤلف: شهاب الدين ياقوت بن عبدالله الرومى الناشر: دار صادر، بيروت

◆ وفاء الوفاء المؤلف: نور الدين ابو الحسن السمهودى الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

الغريب والمحاجم والغة الفة

◆ تاج العروس المؤلف: محمد بن محمد بن عبد الرزاق المحقق مجموعة من المحققين دار الهداية

◆ لسان العرب المؤلف: محمد بن مكرم بن على، ابن منظور الانصارى الناشر: دار صادر، بيروت

الادب والبلاغة

◆ الأزمنة والأمكنة المؤلف: ابو على احمد بن محمد بن الحسن المرزوقى الاصفهانى الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

◆ الحور العين المؤلف: نشوان بن سعيد الحميرى اليمني المحقق: كمال مصطفى الناشر: مكتبة الخانجي - القاهرة

- الشعر والشعراء المؤلف: عبد الله بن مسلم بن قتيبة الناشر: دار الحديث، القاهره
- جمهرة أشعار العرب المؤلف: محمد بن ابو الخطاب القرشي الناشر: نهضة مصر للطباعه والنشر والتواريع
- خزانة الأدب ولب لباب لسان العرب المؤلف: عبد القادر بن عمر البغدادی تحقیق و شرح: عبد السلام محمد ارون الناشر: مکتبه الخانجی، القاهرة
- شرح ديوان الحماسة المؤلف: أبو علي أحمد بن محمد بن الحسن المرزوقي الأصفهاني المحقق: غريد الشيخ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان
- ديوان المعاني المؤلف: أبو هلال الحسن بن عبد الله بن سهل بن سعيد بن يحيى بن مهران العسكري الناشر: دار الجيل - بيروت

الجوامع والمجلات

- الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني المؤلف: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني الناشر: مكتبة الجيل الجديد، صنعاء اليمن

متفرقات

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سپہ سالار محمود خطاب شیت ترجمہ رئیس احمد جعفری شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
- اٹلس سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکٹر شوقی ابو خلیل دار السلام
- اسلام کا نظام عفت و عصمت محمد ظفیر الدین دار الاندلس لاہور
- اسلام میں حلال و حرام علامہ یوسف القرضاوی ترجمہ شمس پیرزادہ مکتبہ اسلامیہ لاہور
- اسلامی نظریہ حیات خورشید احمد شعبہ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی
- اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن الفرج ابن الطلاع الاندلسی ادارہ معارف اسلامی لاہور
- الجہاد فی الاسلام مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی ادارہ ترجمان القرآن لاہور
- الشمس والقمر بحسبان مولانا عبد الرحمٰن کیلانی مکتبہ السلام لاہور
- بدر سے پانی پت تک لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ مختار احمد گیلانی دوست پبلیکیشنز اسلام آباد
- بدعات علامہ شیخ احمد بن حجر ترجمہ مولانا رئیس الاحرار ندوی نعمانی کتب خانہ لاہور
- تاریخ ارض القرآن علامہ سید سلیمان ندوی دار الاشاعت کراچی
- جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہم محمود احمد غضنفر مکتبہ قدوسیہ لاہور

- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ محمد حسین ہیکل آواز اشاعت گھر لاہور
- حکمران صحابہ رضی اللہ عنہم محمود احمد غضنفر مکتبہ قدوسیہ لاہور
- حیات رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم خالد مسعود دار التذکیر لاہور
- خطبات سید ابو الاعلیٰ مودودی اسلامک پبلی کیشنز
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی ڈاکٹر محمد حمید اللہ دار الاشاعت کراچی
- زندگیاں صحابہ کی رضی اللہ عنہم ڈاکٹر عبد الرحمٰن رافت پاشا مترجم ابو جاوید اقبال احمد قاسمی پروگریسو بکس لاہور
- صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہن محمود احمد غضنفر مکتبہ قدوسیہ لاہور
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین مسعود احمد بی، ایس، سی امیر جماعت المسلمین جماعت المسلمین
- عبادات میں بدعات عمرو بن عبد المنعم بن سلیم ترجمہ حافظ زبیر علیزئی مکتبہ قدوسیہ
- عرب اور موالی ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر شعبہ اسلامی تاریخ جامعہ کراچی قرطاس
- عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم محمد ادریس بھوجیانی مکتبہ رحمانیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ
- عورت تاریخ عالم کی روشنی میں عنایت عارف الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور
- عہد نبوی کے غزوات وسرایا ڈاکٹر روفہ اقبال اسلامک پبلیکیشنز لاہور
- عہد نبوی میں نظام حکمرانی ڈاکٹر محمد حمید اللہ نگارشات پبلیشرز
- فقہ الحدیث علامہ ناصر الدین البانی ترجمہ حافظ عمران ایوب لاہوری فقہ الحدیث پبلیشنز
- قیامت اور حیات بعد الموت اٹامک سائنٹسٹ انجینئر سلطان بشیر محمود مترجم میجر رامیر افضل خان دار الحکمت انٹرنیشنل اسلام آباد
- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ ترجمہ مولوی محمد عادل قدوسی تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کراچی
- محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم محمد عنایت اللہ سبحانی اصلاحی مکتبہ احسنات رامپور
- معرکہ بدر محمود دستگیر بی۔ ایس۔ سی، عثمانیہ قرطاس